نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ

آتشے از خدائے افروختہ شدہ آں آتشے کہ برآید و غالب گردد بر دلہائے مومناں

دیوان حضرت سلطان العاشقین و برہان العارفین معارف آگاہ

خواجہ مستان شاہ صاحب کابلی ادام اللہ فیوضہم مسمے بہ

آتش کدۂ وحدت

در مطبع مفید عام لاہور باہتمام رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز گورنمنٹ پبلشرز

سررشتہ تعلیم پنجاب بزیور طبع مزین شد مقبول جہان گردید

دیباچۂ اُردو

مرقومۂ

خاکسار مُحرم علی چشتی

لاہوری

سابق اڈیٹر اخبار رفیق ہند لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

دیباچۂ اُردو

الحمد للہ رب العلمین و الصلوۃ والسلام علی خیر خلقہ محمد و آلہٖ و اصحابہم اجمعین۔ امّا بعد عرض کرتا ہے یہ ہیچمیرز ہیچمدان قلندر یازلی۔ کمترینِ بارگاہِ لم یزلی۔ خاکسار **محرّم علی چشتی لاہوری** کہ مشتاقانِ ابدی اور عاشقانِ بارگاہِ صمدی کے لئے اِس سے زیادہ مبارکباد کا کوئی موقع نہیں ہوسکتا کہ **دیوانِ آتشکدۂ وحدت** جو میرے پیر و مرشد اور قبلہ و کعبہ جنابِ عارفِ ربّانی مقبولِ سبحانی۔ ولائت مآب۔ زبدۃ الواصلین۔ سراج السالکین۔ امامِ شریعت۔ ہادیٔ راہِ طریقت۔ غواصِ بحرِ حقیقت۔ سلطان العاشقین معارف آگاہ **حضرت خواجہ مستان شاہ صاحب کابلی** ادام اللہ فیوضہم کی تصنیفاتِ مبارک میں سے ہے۔ آخر کار زیورِ طبع سے آراستہ و پیراستہ ہوکر آفتابِ نصف النہار کی طرح عالم و عالمیاں پر پرتو افگن ہؤا ہے

اے خدا قربانِ احسانت شوم
ایں چہ احسان است قربانت شوم

جبکہ میں اِس امر کا خیال کرتا ہوں کہ حضورِ خواجہ صاحب قبلہ کے بیشمار مریدوں کے علاوہ دیگر ارادتمندانِ ولی اور صاحبانِ نسبت اور علمائے ظاہری و باطنی کس اشتیاق آنکھوں کے ساتھ اِس دیوان کی اشاعت کے منتظر تھے۔ اور جبکہ اِس بات کو دیکھتا ہوں کہ عام اشاعت سے پیشتر بھی اِس دیوان کی بعض بعض غزلیات ہر ایک حصۂ ہندوستان میں اِس درجہ تک مقبول ہوئیں کہ اخبارات اور رسالوں اور دستی نقلوں کے ذریعہ سے شائقین نے کاغذِ زر کی طرح ہاتھوں ہاتھ حاصل کیں۔ اور ہزارہا مجالسِ سماع میں عقیدتمندوں کو مئے وحدت سے

مخمور کر کے حاضرین کے وجد کا باعث ہوئیں اور بعض صاحب الاعتقاد بزرگوں کے روزمرۃ
کے اوراد و وظائف میں داخل ہوگئیں۔ اور جبکہ میں اُن بیشمار بیتابانہ خطوط کا خیال کرتا ہوں
جو اِس دیوان کی اشاعت کے تقاضے کے لئے ہندوستان کے مختلف شہروں سے ہمیشہ
آتے رہتے تھے۔ تو میں اُس مسرت کا بخوبی اندازہ کرسکتا ہوں جو اِس محبوبِ خلائق کے اِسطرح
جلوہ افروز ہونے پر لوگوں کے دلوں میں پیدا ہوگی۔ اور یہی وجہ ہے کہ میں اپنے آپ کو
اور تمام شائقین کو تہ دل سے اِس دیوان کا فیضان عام ہونے پر مبارکباد دیتا ہوں ؎

دلا از قُربِ اَوْ اَدنیٰ مبارک	بہ لعلت ساغرِ ہیضا مبارک
گُذر کردی ز نور و ظلمت آخر	بکامت چشمۂ احیا مبارک
ایا یعقوبِ جاں از بوئے یوسف	بشد ایں دیدہ ات بینا مبارک

میں کیا اور میری بضاعت کیا کہ اِس دیوان کا دیباچہ لکھ سکوں یا اِس بحرِ ناپیدا کنار کا شمۂ
حقیقت بھی بیان کرسکوں۔ جس جگہ بڑے بڑے قادر الکلام آدمیوں کو اپنے عجز کا اعتراف
اور بڑے بڑے سخنورانِ باکمال کو اپنے زبانِ ناطقہ بند ہونے کا اقرار ہو۔ وہاں میرے جیسے
ہیچمیرز ہیچمدان اور کمترینِ مریدان کو کیا مجال ہے کہ کچھ لکھ سکوں ؎

جائے کہ عقاب پر بریزد
از پشۂ ناتواں چہ خیزد

حضرت خواجہ صاحب قبلہ ادام اللہ فیوضھم نے اِس دیوان کا جو دیباچہ فارسی زبان میں لکھا
ہے۔ اُس کا ایک ایک فقرہ ایسا ہے گویا کہ بحرِ قلزم کو کوزہ میں بند کیا ہے۔ اور بحیثیتِ مجموعی
وہ دیباچہ کلیدِ گنجِ عرفان کے لقب کا مستحق ہے۔ کیونکہ صوفیائے کرام کے کلام معجز نظام میں جو
خط و خال اور لب و چشم اور بُت و بتخانہ اور مئے و ساغر کے تذکرے ہوتے ہیں اور دیگر اسی قسم
کی مصطلحات استعمال ہوتی ہیں۔ عموماً لوگ اُنکے سمجھنے سے عاری ہوتے ہیں اور اِسی لئے
اُن الفاظ کے معانی اپنی سمجھ کے مطابق ڈھال کر بعض اوقات گمراہی میں پڑ جاتے ہیں۔ اُس
دیباچہ میں جو ایک قسم کا فرہنگِ تصوف بلکہ اِس علم کی جامع ڈکشنری ہے۔ اِن تمام اصطلاحوں
کے معنی اِس خوبی اور خوش اسلوبی سے اختصار کے ساتھ بیان کردئے ہیں کہ جنکی کیفیت دیکھنے
پر منحصر ہے۔ اور جس کے پڑھنے سے سالکانِ طریقت کے لئے ایک دشوار گذار گھاٹی میں

ایسی صاف اور سیدھی سڑک نکالدی ہے جس پر وہ نہایت سہولت کے ساتھ چل سکتے ہیں۔ ایسے جامع اور مختصر۔ اور قلیل الضخامت اور کثیر المعانی دیباچہ کے ہوتے ہوئے دیوان کے ساتھ اُردو دیباچہ کی کوئی ضرورت نہ تھی۔ اور اگر کوئی اُردو دیباچہ لکھنا مناسب بھی ہوتا تو اُس کے لئے میرے جیسے ناقابل شخص کو قلم اُٹھانے کی جرات نہ ہونے چاہیئے تھی۔ مگر چونکہ آٹھ سال سے حضرتِ قبلہ وکعبہ کی خدمت میں کفش برداری کا فخر حاصل ہے۔ اور حضورِ ممدوح کے فیضان عام سے خوشہ چینی کا موقع ملتا رہا ہے۔ اور باوجود میری ناقابلیت کے حضرتِ اقدس کی نظرِ شفقت ومرحمت اِس حلقہ بگوشِ ازلی کے حال پر بدرجۂ کمال مبذول ہے۔ اِس لئے حضرتِ ممدوح کی توجہ باطنی نے بے اختیار حوصلہ دلایا کہ ہندوستان کی مروجہ زبان میں بھی چند سطور بطورِ دیباچہ تحریر کروں ؎

فیضِ روح القدس اَر باز مدد فرمائد
دیگراں ہم بکنند آنچہ مسیحا میکرد

اور سچ تو یہ ہے کہ اِس خمخانۂ وحدت کے مطالعہ نے ایسا مست وبیخود کر دیا کہ مجھے اپنی ناقابلیت کا خیال مطلق فراموش ہوگیا۔ اور جو کچھ تحریر کر رہا ہوں اُسی جوشِ بیخودی میں لکھ رہا ہوں۔ اِس لئے مجبور ومعذور ہوں۔ ورنہ واقعی اس میدانِ خار اشگاف میں اِس عاجزِ نحیف کے قلمِ بے زبان کا دو قدم چلنا بھی محال تھا۔ ؎

دریا وکوہ در رہِ من خستہ وضعیف
اے خضرِ پے خجستہ مدد دہ بہ ہمتم

دیوانِ آتشکدۂ وحدت کی مدح وتوصیف میں بالاختصار اتنا ہی کہا جا سکتا ہے کہ یہ دیوانِ مبارک مستغنی از مدح داوصاف ہے۔ اور خود اِس کا وجود ہی اِس کے عظمت وتبرک کی دلیل ہے ؎

من چہ گویم مدح آں عالی جناب
آفتاب آمد دلیلِ آفتاب

سچ یوں ہے کہ دیوانِ ہذا ایک نایاب گنجینۂ حقائقِ الٰہی اور ایک بیش بہا خزانہ دقائقِ ناگفتنی ہے۔ علمِ ربانی۔ اور غوامضِ رحمانی اِس کے ایک ایک شعر اور مصرعہ میں کوٹ کوٹ کر بھرے

ہوئے ہیں۔ اور یہ ایک ایسا مخزنِ اسرارِ تصوف اور معدنِ انوارِ معارف ہے جس کے ایک ایک لفظ میں وہ وہ گوہر نایاب بھرے ہوئے ہیں۔ جن کو دیکھکر کہنا پڑتا ہے کہ اُن کے ظہور کو خداوندِ کریم نے اِسی دیوان کی اشاعت پر منحصر رکھا ہوا تھا۔ جو لوگ یہ سمجھ بیٹھے ہیں کہ متقدمین نے شعر و سخن کے میدان میں کوئی گنجائش باقی نہیں چھوڑی۔ اور نکاتِ تصوف کے شرح و بیان میں کوئی وسعت باقی نہیں رہی یا جو یہ سمجھے بیٹھے ہیں کہ ؎

حریفاں بادہ ہا خوردند و رفتند
تہی خمخانہ ہا کردند و رفتند

تعجب نہیں کہ وہ میرے اِن فقرات پر چونک اُٹھیں۔ مگر جن کو کُلّ یوم ھو فی شان۔ کے معانی کے سمجھنے میں دستگاہ حاصل ہے۔ اور جن کو خمخانۂ الآن کما کان سے بادۂ توحید نوش کرنے کا اتفاق ہوا ہے وہ اِس امر کو بخوبی سمجھتے ہیں کہ ؎

ہنوز آں ابرِ رحمت دُرفشاں است
سرِ خمخانہ ہا مُہر و نشاں است

اور اُن کے نزدیک اِس دیوان کا اِسوقت آخرین ہونا ہی اِس کے بہترین ہونے کی دلیل ہے۔ عشقِ الٰہی اور معرفتِ ربّانی کا دریا ایسا وسیع و ناپیدا کنار ہے کہ اِس میں ابد الآباد تک غواصی اور شناوری کی گنجائش ہے۔ اور حضرتِ سبحانی کا یہ قول ہمیشہ یاد رکھنے کے قابل ہے کہ لَوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمَاتِ رَبِّي لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ أَن تَنفَدَ كَلِمَاتُ رَبِّي (یعنی اگر سمندر اِس غرض سے سیاہی بن جائے کہ میرے رب کی باتوں کو لکھے۔ بیشک سمندر خشک ہو جائے اور میرے رب کی باتیں ختم نہ ہوں)۔ یہی وجہ ہے کہ اِس دیوان میں ہم ایسے ایسے بے مثل نکات اور بے نظیر مسائلِ تصوف کو پاتے ہیں جو آج تک کانوں اور آنکھوں سے آشنا نہ ہوئے تھے۔ اور جن کو دیکھ کر عقل و ہوش دنگ ہو جاتے ہیں۔ اور موم کی طرح دل پگھل جاتے ہیں۔ اور واقعی اس کلام میں ایسی ہی تاثیر ہونی چاہئے۔ کیونکہ حضرتِ قبلہ نے جو کچھ لکھا ہے عین مستئ عشق اور عالمِ روحانی میں لکھا ہے۔ اور جو کچھ القا ہوا ہے مقامِ قُرب و محبتِ الٰہی سے ہوا ہے۔ جیسا کہ اِسی دیوان میں حضرتِ ممدوح ایک

موقع پر فرماتے ہیں کہ ؎

مستئ صد خُم شراب از دیدۂ خونبارِ ماست	جوقِ عالم بخود از خُمخانۂ اسرارِ ماست
گر تُرا بر قولِ حقؒ است اعتبار اے مُدّعی	وحئ مخفی در نکاتِ نقطۂ دیوانِ ماست

ایک اَور موقع پر فرماتے ہیں کہ ؎

نہ شعر است اینکہ میگوید زجذبات مستانشاہ
ز وحدت مے شود لامع چو ایں اشعار مے بینم

اور واقعی بھی حالت یہی ہے کہ گو حضرت کے فیض و صحبت سے کثرت کے ساتھ مریدانِ باصفا کو نظم میں کمال پیدا کرنے کا موقع ملا۔ مگر حضرتِ قبلہ کو شعر و شاعری کا کوئی شوق نہیں۔ اور حضرت کو ذکرِ الٰہی میں اِس قدر مصروفیت اور استغراق ہے۔ اور اپنے اوقات کے اِس قدر پابند ہیں کہ شعر کہنے کی مطلق فرصت نہیں ہو سکتی۔ لیکن چونکہ یہ کلام عالمِ ذوق و مستی میں خود جذبۂ حقانی سے القا ہوُا ہے اِس کا روکنا مشکل تھا۔ میں نے خود حضرتِ قبلہ کی زبانِ مبارک سے سُنا ہے کہ ابتدا میں حضرتِ ممدوح نے اِس جذبہ کے روکنے میں بہت کوشش کی۔ لیکن نتیجہ یہ ہوُا کہ جب یہ کلام معرفت زور دیتا تھا۔ اور حضرت اِس کو روکتے تھے تو جسمِ مبارک کئی کئی جگہ سے شق ہو جاتا تھا۔ اور بحکم وَاللّٰہُ غَالِبٌ عَلٰی اَمْرِہٖ آخر کار حکمِ الٰہی غالب آیا اور وہ چشمۂ وحدت جاری ہوا جسے اَب ہزار دل عاشقانِ الٰہی سیراب ہوتے ہیں اور اِسی راز کی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضرتِ قبلہ نے بحضورِ پروردگارِ جل و علےٰ مندرجۂ ذیل اشعار میں معذرت کی ہے کہ ؎

معذور گر انہ ما بشد عکست بعالم آشکار	خورشید چوں پنہاں کند آئینہ ساناں در بغل
اندر حضورِ شاہِ عشق آوردہ ہر کس تحفۂ	گلہا ز آتش بر خلیل ایوب کرماں در بغل
خوانم ز دل اے دوستاں علمِ لُدن بے ایں آں	آوردہ لوحِ سینہ ام آں عرشِ رحماں در بغل
تا کے صلا اے بےخبر بر کاغذ و خط مے نگر	دارم دلِ سیپارۂ چوں جزوِ قرآں در بغل
گر یک نفس از عشقِ او چوں پیرِ کنعانی شوی	آرد بہارِ جلوہ ات صد یوسفستاں در بغل
بنمار خست بر عاشقاں کاوردہ اند بہر نثار	عقل و خرد در آستیں در کف دل و در جاں در بغل

از عارض و گیسوئے تو آوردہ مستانشاہِ عشق

زنار و بت اندر میان قرآن و ایمان در بغل

جو غزلیات و اشعار اِس دیوان میں درج ہیں۔ اُن میں سے ہر ایک بجائے خود فارسی زبان میں ایک مؤثر حرز اور ادعیۂ ماثورہ کے قسم میں سے ہے۔ اور جو طالبِ صادق خلوصِ عقیدت سے اِن کو پڑھیگا انشاء اللہ تعالیٰ اُس کے لئے ترقیٔ علم۔ انشراحِ قلب اور حصولِ مقاصد دینی و دنیوی کا باعث ہوگا۔ اور علمائے باکمال اور صوفیانِ باصفا اور عاشقانِ الٰہی کو یہ کلام معجز نظام تقویتِ روح و قلب اور شرابِ وحدت سے مست و مسرور کرنے کا ذریعہ ہوگا۔ اور کیوں نہ ہو یہ جو کچھ ہے الطافِ الٰہی سے سب حضرت خواجۂ سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انوارِ مصطفوی کا پرتو ہے جو جناب **قبلہ** کے قلبِ مبارک پر درخشاں ہوا ہے۔ جیساکہ اِسی دیوان میں حضور خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ ؎

گردیدہ قمر این دلِ **مستان** شہِ عشاق
از تابشِ نورِ رُخِ بیضائے **محمدؐ**

اور حضرت خواجۂ سرورِ عالمؐ کے لطف و مرحمت کا یہ ایک بیّن ثبوت ہے کہ جناب **خواجہ صاحب** قبلہ کو تعلیم و تربیت علومِ ظاہری و باطنی میں سرحلقۂ اولیائے کبار۔ حیدرِ کرار۔ شاہِ ولایت مظہر العجائب اسد اللہ الغالب۔ **حضرت علی ابنِ ابی طالب** رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حضورِ عالی سے ہوئی ہے۔ اور خواجہ صاحب **ممدوح** کو اُن کی درگاہ سے نظر یافتہ ہونے کا فخر حاصل ہے حضرت **خواجہ صاحب** قبلہ کو جو یمن و برکت اور قبولیت اور کرامت اور فیض روحانی حاصل ہے۔ اور علوم ظاہر و باطن میں جو کمال ہے۔ وہ نتیجہ حضرت شاہ ولایت کرم اللہ وجہہ کے توجہ خاص کا ہے جن کی شانِ عالی میں بارگاہِ رسالت سے یہ ارشادِ صادر ہوا تھا کہ انا مدینۃ العلم وعلیؑ بابھا۔ حضورِ شاہِ ولایت رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے خواجہ صاحب کو عالمِ طفلی سے ہی اپنے آغوشِ عاطفت و شفقت میں لیا۔ اور اپنے کنارِ ولایت میں عالمِ روحی میں شیرِ معرفت سے پرورده فرمایا۔ چنانچہ اِسی دیوان میں حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ؎

بعشقِ آنکہ دل دیوانۂ اوست	بحسنِ آنکہ جاں کاشانۂ اوست
جمالِ خوبرویانِ دو عالم	فروغِ عارضِ جانانۂ اوست

چناں جانم لب لب کردہ از مے
کہ گوئی جان و دل میخانۂ اوست

کہ مستان شاہ از ایّامِ طفلی
خراب و بیخود و دیوانۂ اوست

اسی مضمون کے متعلق ایک اور غزل میں فرمایا ہے ؎

چوں مئے عشق بمستان شہ امیدادند
میر مجلس بخدا ساقئ کوثر مے شد

ایک اور منقبتِ حضوری میں بڑی وضاحت کے ساتھ فرماتے ہیں کہ ؎

درمجلسِ اعلیٰ حضور دادی مرا جامِ طہور
تابیدہ از دل صد سرور مستاں سلامت میکند

کردی زحق مستانہ ام۔ سرشار یک پیمانہ ام
خورشید ساکاشانہ ام۔ مستان سلامت میکند

قبل از ظہورت دستگیر گشتی تو با سلمان پیر
بعد از ظہورت ایں فقیر مستاں سلامت میکند

تعلیم یا بیدم زتو۔ العلمُ علماں رو برو
آئینہ آسا گفتگو۔ مستاں سلامت میکند

بودم یتیم و بے نوا۔ در غربت و رنج و بلا
دستم گرفتی بوالعلا۔ مستاں سلامت میکند

شاہِ شرف شد بوعلی۔ از فیضِ عامت اے ولی
شاہِ قلندر کابلی۔ مستاں سلامت میکند

رومی زشمس و من زتو۔ ہستم مرید و بذلہ گو
گو منکراں را روبرو۔ مستاں سلامت میکند

مستانہ شہ سرمستِ تو۔ نوشیدہ مے از دستِ تو
ہر کس زکس من مستِ تو۔ مستاں سلامت میکند

اسی طرح حضرتِ شاہ ولایتؒ کے دستِ مبارک سے ساغرِ توحید نوش کرنے کا تذکرہ عجب راز و نیاز اور مستی و بیخودی کے ساتھ دو غزلوں میں فرمایا ہے۔ گو دیوان میں دونوں غزلیں درج ہیں۔ مگر چونکہ اِس وقت مجھے اُن کے پڑھنے سے ایک خاص حالت طاری ہوئی ہے۔ اِس لئے ذوقِ طبیعت مجبور کرتا ہے کہ اُن کے چند اشعار کو اِسی دیباچہ میں ہی ہدیۂ ناظرین کردوں ؎

دوش چوں بادۂ توحید بکامم کردند
آفتابِ ازل از مشرقِ شامم کردند

رشتۂ ہیکل ایام بدستم دادند
طائرِ گلشنِ فردوس بدامم کردند

ذوالفقارِ علیؓ فقر میانم بستند
توسنِ تُندِ فلک را ہمہ رامم کردند

از فروغِ رخِ جانانہ دراں مجلسِ خاص
واقفِ پردۂ اسرارِ عوامم کردند

شق نمودند صفِ سینہ ام از تیغِ نگاہ
کشف بر دل ہمگی بطنِ کلامم کردند

طبلہ عطّارِ حقائق بلبم در دادند
عنبرِ وصلِ صنم را بمشامم کردند

بعد ازیں روئے جہاں رابنمائم روشن
جلوہ خورشیدِ حقیقت ز ظلامم کردند

نیست روشن زمہ و مہرِ فلک خانۂ من
صد ہزاراں مہ و مہر از لبِ بامم کردند

اندراں محفلِ ساقئی ازل مستان شاہ
شاہِ مستانِ جہاں توقیع نامم کردند

دوسری غزل کے چند شعر یہ ہیں ؎

دوش از بادۂ توحید شرابم دادند
از دمِ تیغ چو آتش کدہ آبم دادند

راکبِ رفرفِ عشقِ رُخِ جاناں کردند
ماہ و خورشیدِ سما را بر کابم دادند

ساغرِ ساقئ توحید بکامم کردند
آفتابِ عجبی را بسحابم دادند

از مئے ساقئ تاجِ شرف و فقر و فنا
بختِ بیدار دراں عالمِ خوابم دادند

محرمِ خلوتِ وحدت بشدم **مستان شاہ**
ایں شرف از نظرِ بوترابم دادند

ایک اور غزل میں یوں فرمایا ہے کہ ؎

میزنم ہمچو اُشتراں عف عف
مست گشتم ز بادۂ الطف

شد خدا بیں دو چشمِ مخمورم
تا بدیدم جمالِ **شاہِ نجف**

در برم کردہ خرقۂ الفقر
بر سرِ من نہاد تاجِ شرف

من بمعراجِ وصلِ آں جاناں
آمدم بہرِ عاشقاں رفرف

نزدِ تیرِ نگاہِ خود جاناں
کردہ **مستانہ شہ** مرا چو ہدف

اِسی طرح ایک دوسری غزل میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ؎

چو ماہِ ہاشمی از حسنِ خود نقاب کند
بہ نیم غمزہ تواند جہاں خراب کند

اگر نہ چہرۂ گلگوں نقاب بکشاید
نعوذ باللہ اگر پائے در رکاب کند

امیرِ عشق تو سر برنیاورد بدو کَون   اگر ز رشتۂ مریم ورا طناب کند

رسد بعالمِ وحدت یقین چوں مستانہ شاہ   کسے ز صدق تولّا بہ بوتراب کند

پھر ایک اَور مقام پر اِسی مضمون کی پُر زور غزل ارقام فرمائی ہے۔ جس کے چند اشعار درجِ ذیل ہیں ؎

باز دلم مہرِ تو از سَر گرفت   جان و تنم عشقِ تو در بَر گرفت

گشت چو از تیغ تو یا ہو بلند   شست پیخبر کہ در اژدر گرفت

عشقِ تو جان و دلِ من تازہ کرد   جان و دلم عشقِ تو در بر گرفت

سوخت مرا آتشِ سودائے تو   دودِ من از چرخِ فلک سر گرفت

در ہمہ جا حاضر و غالب توئی   تا کہ خدا نامِ تو مظہر گرفت

چونکہ یداللہ توئی سرِّ حق   دستِ ہمہ خلق تو آں بر گرفت

گر نہ پسِ آئینہ بودے رُخت   طوطیٔ ما چوں سخن از بر گرفت

حضرتِ صدیقؓ بود یارِ غار   روشنیٔ دیں ز عمرؓ بر گرفت

کانِ حیا حضرتِ عثمانؓ بود   لحمک لحمی شہ حیدرؓ گرفت

پیشِ قدت سجدہ نمودہ بتاں   پائے تو تا دوشِ پیمبرؐ گرفت

سلسلۂ فقر بتو قائم است   عروۂ وثقیٰ بکمرِ تو گرفت

مست شد از چشمِ تو مستانہ شاہ   تا ز کفِ مہرِ تو ساغر گرفت

حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے فیضِ روحانی کا اشارہ جا بجا دیوان ہذا میں پایا جاتا ہے۔ اور بعض جگہ خواجہ صاحب نے حضرت شاہِ ولایتؓ کی امدادِ روحانی اور تائیدِ باطنی پر ناز بھی فرمایا ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ ؎

من نو گلے ز گلشنِ احسان کیستم   من بلبلے ز گلبنِ بستانِ کیستم

بازوئے من ز دستِ یداللہ شدہ عَلَم   من پہلوانِ کشورِ عرفانِ کیستم

ذرّاتِ کوں گشتہ منور ز نورِ من   خورشیدِ آسمانِ درخشانِ کیستم

بایک نگہ عروج نمودم زِ نُہ فلک   من شہسوارِ عرصۂ میدان کیستم

سوزد زبرقِ ناوکِ من صدرِ عالمے
مستانہ شاہ آتشِ پیکانِ کیستم

اِسی محبّت اور ناز کے عالم میں ایک جگہ فرماتے ہیں کہ ؎

از دل و جانم بر آمد آفتاب   تابِ حسنش دادہ عالم را بتاب
بازِ دستِ قدرتم اے دوستاں   شد شکارم در جہاں چرخ و عقاب
شد زبردستاں بزیرِ دستِ من   از یداللہ ہست در دستم طناب
زورِ بازوئے علیِ صفدرم   ہر کہ منکر باشد اینک دست و تاب
جلوہ گر گر دید بر من شاہِ عشق   گشتم از دیدارِ حسنش کامیاب

علاوہ بریں ہر ایک مسئلۂ توحید کے بیان کرنے میں جناب خواجہ صاحب کو دلی عشق و محبّت سے حضرتِ علیِ مرتضیٰ کرم اللہ وجہہ کے فیضِ تعلیم و تربیت کے تذکرہ کا موقع ملتا ہے۔ چنانچہ ایک غزل میں ہے کہ ؎

چشم و ابرویت حکایت میکند   ہر دو بر قتلم روایت میکند
بر ہمہ ذرّاتِ عالم سر بسر   پاسِ انفاسم سرایت میکند
مَنْ عَرَفَ خوانی چو اے صاحب تمیز   با خداوند آشنایت میکند

علم و وحدت را بیاں مستانہ شاہ
از لبِ شاہِ ولایت میکند

پھر ایک اور غزل میں یوں لکھا ہے کہ ؎

مسند نشینِ سترِ ولایت کہ حیدر است   حبل المتینِ فقرِ محمد مکرّر است
نقش و جمالِ مہرِ تو مے بندم اندروں   حُسنت مرا بذاتِ خداوند رہبر است
مارا بسر خیالِ تو اے شاہِ اولیا   ہر کس بسر خیالِ کسے را کہ در سر است

مستیش تا ابد نشود مُبدلِ خمار
مستانہ شہ کہ مست ز اسرارِ حیدر است

غرضکہ خاص اِس بارہ میں جس قدر اشعار و غزلیات دیوان میں ہیں اگر اُن سب کو نقل کرنا

شروع کر دوں تو شاید سارے دیباچہ میں اَور کچھ لکھ ہی نہ سکوں۔ کیونکہ تمام دیوان میں حضرتِ شاہِ ولایتؒ کے فیض وفیوضِ نامتناہی اور تعلیمِ باطنی کے اشارے جابجا موجود ہیں اور شاید ہی کوئی مقام صراحت یا کنایت کے تذکرہ سے خالی ہو۔ خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جس کلام کا مخزن فیضِ مرتضوی ہو۔ اور جس دریا کا منبع چشمۂ بوترابی ہو۔ ضرور ہے کہ وہ آورد سے مبرا اور سراپا آمد ہو۔ اور توحید سے سرتاپا لبریز ہو۔ اور عشق و محبّت کے زیور سے آراستہ ہو۔ یہی وجہ ہے کہ ایک ایک مصرعہ طبیعتوں کو تڑپا دیتا ہے اور دردمند دلوں پر نشتر کا کام کر دیتا ہے۔ اور عاشقانِ صادق میں جوشِ مستی پیدا کرکے اُن کو ایسا بیخود و سرشار کر دیتا ہے۔ کہ اُس نشۂ حقیقی کا ذوق و شوق کوئی اُنہی کے دلوں سے پوچھے۔ ؎

مستی بداده درہمہ ایجاد ہچو مے
مستانہ شہ کہ مست زساقیٔ کوثر است

میں نے اپنے کانوں سے بڑے بڑے کاملینِ صاحب دل کی زبانوں سے سنا ہے کہ موجودہ صدی میں ایسے بزرگ صاحب ولایت و کرامت اور ایسے کلام معجز نظام کا وجود باوجود ضروری تھا۔ چنانچہ بیانِ توحید میں امرِ ربانی کے مطابق حضرت خواجہ صاحب فرماتے ہیں کہ ؎

	دلبرا از گنجِ مخفی رو باظہار آمدی		درلباس بوالبشر خوش بوالعجب کار آمدی	
	کردہ مسجود خودرا از ملائک اے صنم		ساجد خود خود شدی خود را پرستار آمدی	
	بعدِ ہر صد گشتۂ اندر لباسے جلوہ گر			
	تابصدِ چاردہ مستانہ شہ وار آمدی			

اس کلام ہدایت النیام کے بلند معنوں کو سمجھنا۔ اور اُن کی حقیقت سے آگاہ ہونا۔ اعلےٰ درجہ کے صاحب دلوں کا کام ہے۔ اور ہر کس و ناکس کا منصب نہیں ہے کہ ان اشعار کی حقیقت کو پہنچ سکے۔ جن لوگوں کو قرآن و حدیث اور نکاتِ تصوف اور علمِ باطنی کی تصنیفات پر پورا عبور ہو۔ وُہی اس کلام کی کنہ کو پہنچنے کا مادہ رکھتے ہیں۔ ورنہ بعض صورت پرستوں کو اصلی اور معنوی لطف کہاں حاصل ہو سکتا ہے

حضرتِ قبلہ نے انہی معنوں میں فرمایا ہے اور الحق کہ لاجواب فرمایا ہے ؎

باشد ز نگاہم چہ خبر اہلِ صور را عشاق ہماں جلوۂ بیرنگ تبینند	عطار صفت داند و یا شیخ ثنائی ہر لحظہ اگر جلوۂ دیگر تو نمائی

گہ احمدِ جامی و گہے مولوئ روم
گہ از لبِ مستان شُدہ عشاق سرائی

اگر قصبۂ خجند کو حضرت باکمال قدس سرہ العزیز پر فخر ہے۔ اور شیراز کو حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کی ذات پر افتخار ہے۔ تو واقعی کابل بھی ابدالاباد تک حضرت خواجہ صاحب قبلہ ادام اللہ فیوضھم کی ذاتِ بابرکات پر جو کچھ ناز کرے سے زیبد۔ اس موقع پر دیوانِ ہذا کے مندرجۂ ذیل ایک دو شعر نقل کرنے کو بے اختیار دل چاہتا ہے کہ ؎

طعامِ خوش خجند است شیراز تنگِ مصری	کابل شدہ نمک زار زیں شعرہائے ممتاز

چندیں ز قرنہا بعد پیدا شود بعالم
مستانہ شہ ز کابل حافظ ز ملکِ شیراز

یہ کہنا ذرا بھی مبالغہ میں داخل نہیں کہ اِس دیوان کے ایک ایک شعر اور مصرعہ میں وہ وہ گنجینہ ہائے توحید و معرفت بھرے ہوئے ہیں کہ اُن کی تفسیر و تشریح کے لئے کاغذوں کے دفتر بھی کافی نہیں ہو سکتے۔ اِس بیان کی تصدیق میں مجھے ایک واقعہ یاد آیا ہے کہ ۱۹۰۸ء میں ایک دفعہ غریب خانہ پر حضور خواجہ صاحب قبلہ فروکش تھے۔ اور خان بہادر فقیر سید جمال الدین صاحب مرحوم اونریری اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر لاہور آپکی خدمت میں حصولِ نیاز کے لئے حاضر ہوئے۔ اور ملاقات کے وقت ایک عربی رسالہ جو حضرت شیخ محی الدین صاحب عربی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف تھا۔ اور جس میں اربعہ عناصر اور وہ حسِ انسانی کا تذکرہ اور اُن کے فنا سے ذاتِ محبوبِ حقیقی میں حصولِ بقا کے مسائل تھے پیش کیا۔ اور کہا کہ جس قدر علمائے ظاہری اور فقرائے عظام سے ملاقات کا اتفاق ہوا۔ کسی سے پورا پورا حل اُس کے مسائل کا نہیں ہو سکا۔ حضرت قبلہ نے ایک نظر سے عبور فرما کر ایسی عمدگی اور سہل فہم طریق سے اِس رسالہ کی حقیقت پر تقریر

فرمائی کہ فقیر صاحب مرحوم بے اختیار عش عش کر اُٹھے اور عرض کیا کہ اب پوری طرح مضمونِ رسالہ میری سمجھ میں آگیا - اِس کے بعد **حضرت قبلہ** نے تبسم فرما کر ارشاد کیا کہ فقیر کے دیوان میں ایک فرد ہے جس میں اِس رسالہ کا تمام مضمون اجمال سے ادا ہو گیا ہے ؎

بگذر ز چار وده حسن بفروغِ روئے دلبر
بکمالِ حُسن ماہِ دہ دچار خواہی آمد

اِس قسم کے اشعار کی حقیقت سوائے حصولِ علمِ باطنی و ظاہری کے کیونکر معلوم ہو سکتی ہے - اِسی طرح بطورِ نمونہ مندرجۂ ذیل چند اشعار ایک غزل کے نقل کرتا ہوں ؎

مے بر آرم دم ازاں جائیکہ دم نامحرم است
نکتہ دارم زاں حرم کز وے حرم نامحرم است

ہمچو قطرہ من بہ بحرِ قلزمِ توحیدِ عشق
نیست گشتم آنچناں کز وے عدم نامحرم است

من کہ میرانم قلم از دیدِ حُسنِ ذوالجلال
زاں طلسماتے کزو نون والقلم نامحرم است

گرچہ قدسی از لطافت گشتم از عشقِ نگار
لیک ہمچوں جبرئیل آنجا پرم نامحرم است

گر نزولم شد ز واحد تا باثنین وثلاث
لیک اینجا در عروجم بیش وکم نامحرم است

ہر شبے **مستانہ** نشہ مے نوشد از جامِ طہور
اندراں محفل کہ از وے جامِ جم نامحرم است

اب ناظرین خود ہی خیال فرمالیں کہ نامحرم اشخاص اِس غزل کی کیفیت اور مطالب کو کیا سمجھینگے؟ اور سوائے صاحبِ نسبت اور باکمال اشخاص کے کون اِن اشعار کی حقیقت بیان کر سکتا ہے؟ لیکن جن کو سمجھ ہے وہ ایسا لطف اور حظ اٹھائینگے کہ وہ کیفیت بذریعۂ الفاظ ادا نہیں ہو سکتی -

اِس دیوان کی ایک بہت بڑی خوبی یہ ہے کہ جن مجالسِ سماع میں اِس کی غزلیات سُننے کا اتفاق ہؤا ہے - اگر بیانِ معرفت و توحید ہے تو بے اختیار نورِ ربّانی کے پر تو قلبِ انسانی پر اپنا اثر دکھاتے ہیں اور تمام مجلس بُقعۂ نور دکھائی دیتی ہے - اور اگر عشق و محبّت کا بیان ہے تو ایسی تڑپ اور بیتابی جلوہ دکھاتی ہے - کہ تمام اہلِ مجلس بے اختیار لوٹ لوٹ جاتے ہیں - ایک مجلس میں مندرجہ ذیل غزل سنے

جو کیفیت اس خاکسار اور حاضرینِ مجلس پر طاری کی مجھے اِس وقت تک یاد ہے۔ ؎

از تو یک لحظہ جدائی خوش نمے آید مرا | در وفائت بے وفائی خوش نمے آید مرا

مے زنم طبلِ خدائی عمرہا اے دوستاں | عینِ بجرم ناخدائی خوش نمے آید مرا

خود بود موجود اندر جزو و کُلِّ کائنات | زاہدا ایں خودنمائی خوش نمے آید مرا

در فروغِ روئے جاناں جان و دل تسلیم کن | پیشِ حُسنش جبہ سائی خوش نمے آید مرا

شاہِ ملکِ وحدت است اے آحُل ایں مستانہ شنا
جُز لقائے حق گدائی خوش نمے آید مرا

ایک اَور غزل کے مندرجۂ ذیل دو چار شعر نقل کرتا ہوں۔ جو ایک بہت بڑی مجلس کو بیخود کرنے کا باعث ہوئے تھے۔ اللہ اکبر کیا کلام ہے! ؎

نمیدانم دلم دیوانۂ کیست | بگوشم روز و شب افسانۂ کیست

اگر خال و خط و زلف و رخت نیست | بگو ایں کعبہ ام بتخانۂ کیست

شدہ گُم طفلِ دل در کوچۂ عشق | منادی دوستاں در خانۂ کیست

چو مستان شہ بشد در محفلِ دوست
تبسم کرد کایں مستانۂ کیست

مندرجۂ ذیل غزل کو بھی کچھ عجیب قسم کی قبولیت حاصل ہے اور جنہوں نے ایک دفعہ کسی مجلسِ سماع میں اِس کا حظ اُٹھایا۔ تو بغیر حفظ کر لینے یا اِس کی نقل لینے کے نہیں چھوڑا ؎

دلبرا گیسوئے مشکیں شانہ کردی عاقبت | ایں دلِ دیوانہ را دیوانہ کردی عاقبت

رمزِ عشق و حُسنِ تو پنہاں بہ دل مے داشتم | ماہِ من در عالمم افسانہ کردی عاقبت

ملکِ دل آہستہ آہستہ گرفتی اے صنم | کعبۂ جان و دلم بتخانہ کردی عاقبت

خال و خط افگندی اندر عزارِ حُسنِ خود | مرغِ روحم صیدِ دام و دانہ کردی عاقبت

دوش از شمعِ رخت پروانہ آسا سوختم | سوزشِ من دیدی و پروانہ کردی عاقبت

سالہا در زُہد و طاعت بردہ بودم من بسر | خرقہ ام را رہنِ یک پیمانہ کردی عاقبت

از خُمِ وحدت قدح نوشیدی اے مستانہ شاہ
یکجہاں را از نگہ خُمخانہ کردی عاقبت

اِسی طرح دیکھو وہ غزل جس کے چند اشعار یہ ہیں ؎

چو معراجِ جمالش عام کردند — دو عالم بستۂ یک لام کردند
زِ کفش رشتۂ کافر نہادند — زِ رویش رونقِ اسلام کردند
ترا شہرت نمودند حُسن و خوبی — مرا در عاشقی بدنام کردند
جمالِ خوبرویانِ دو عالم — زِ خورشیدِ عذارش وام کردند

ردیفِ دال میں ایک اور غزل ہے جس کے چند اشعار یہاں نقل کیے بغیر نہیں رہ سکتا ؎

تنم را جوہرِ جاں آفریدند — روانم اعظم الشاں آفریدند
فروغ از حُسنِ نیکویت گرفتند — مہ و مہر و مہستاں آفریدند
زِ گردِ دامنت اے شاہِ خوباں — تن و چشم و دل و جاں آفریدند
زِ رویت بردمیدہ صبحِ دولت — زِ زُلفت شامِ ہجراں آفریدند

حضور خواجہ صاحب قبلہ کو الہامی طور پر بارگاہِ الٰہی سے علاوہ خطاب شاہِ قلندراں کے سلطان العاشقین کا خطاب بھی مرحمت ہوا ہے۔

چنانچہ اِسی خطاب کی نسبت مندرجہ ذیل فرد میں اشارہ ہے کہ ؎

مرا سر دفترِ عُشّاق کردند
ترا سرخیلِ خوباں آفریدند

اِس دیوان کی بہت بڑی خصوصیت یہ ہے کہ علمائے شریعت کے نزدیک بھی مقبول ہے۔ اور سچ پوچھیے تو ایک ایک مصرعہ آیاتِ کلام اللہ اور احادیثِ نبویہ اور علمائے کرام اور صوفیانِ عُظّام کے اقوال سے مملو اور اُن کی تفسیر و تشریح کا مجموعہ ہے۔ بعض جگہ سالم آیات و احادیث کو سلکِ نظم میں پرو دیا ہے۔ اور بعض دفعہ کنایہ سے اُن کا ذکر کیا ہے۔ اور کہیں فارسی نظم میں ترجمہ کر دیا ہے۔ علاوہ فقر کی منازلِ عالی کا تذکرہ کرنے کے مناجات وغیرہ کے ڈھنگ کو بھی جہاں لیا ہے

اُس مقام کی داد دی ہے۔ اور عجیب موثر طرز سے اُس کو ادا کیا ہے۔ بطورِ نمونہ ملاحظہ ہو وہ غزل جس کے چند اشعار یہ ہیں۔ ؎

گرچہ غرقِ بحرِ عصیانیم ما	آیۂ لَا تَقْنَطُوْا خوانیم ما
کُن بشایانِ درت ما را قبول	حضرتت را گرنہ شایانیم ما
گر نباشد لامِ لطفت دستگیر	در خجالت تا ابد مانیم ما
میکنم دریوزۂ وصلِ ترا	شَیْئًا لِلّٰہِ از گدایانیم ما
عقلِ کُل عاجز بماندہ در صفات	کنہ ذاتت را کجا دانیم ما
مورِ لنگیم و ضعیف و مضطرب	چوں نظر افتد سلیمانیم ما
خواجۂ ما رحم بر جمعِ ضعیف	بر درت اللہ گویانیم ما
گر نگیرد پردہ از رُخ عارضت	در حجابِ سبعین مانیم ما

میکند مستانہ شہ از سوزِ دل
نالہا کہ وصل جویانیم ما

رات کے وقت اور شب بیداری کی فضیلت میں جس قدر آیات و احادیث و آثار وارد ہیں اُن سب کو عاشقانہ رنگ میں غوطہ دیکر عجیب نرالے طرز اور بنئے ڈھنگ سے ادا فرمایا ہے۔ دیکھئے وہ غزل جس کے چند اشعار حسبِ ذیل ہیں ؎

گر شوی واقف تو از اسرارِ شب	کوکب آسا می شوی بیدارِ شب
طبلِ الحق کوب تن تا صبح دم	ہمچو منصورِ فنا بر دارِ شب
مے نگردد تا قیامت ہوشیار	از جمالِ دوست آں سرشارِ شب
ہمچو موسیٰ مے شوند باحق کلیم	عاشقانِ پاک با دلدارِ شب

شبلی و عطار و رومی شمسِ حق
ہمچو مستانِ شہ بُدند عیّارِ شب

بزرگانِ شب بیدار کی فضیلت میں آیاتِ قرانی اور احادیث نبوی اور اقوالِ بزرگانِ دین کا عطرِ مجموعہ عاشقانہ ڈھنگ سے جس غزل میں دکھایا ہے۔ اُس کے چند شعر بھی نقل کرتا ہوں۔ پوری غزلیں دیوان میں درج ہیں۔ ناظرین خود ملاحظہ

فرما سکتے ہیں ؎

باشد بہ اوجِ گردوں طیرانِ شب نشنیاں — آیات قُمْ فَاَنْذِرْ درشانِ شب نشیناں
دارند غذا ئے از نور آں عاشقانِ پُر نور — رخشاں چو وادیٔ طور مژگانِ شب نشیناں
تاجِ شرف تبارک در بر قبائے عزت — از آمن ومزّمل سلطانِ شب نشیناں
یکساں شدہ بہ ایشاں صبح ومسائے عالم — افگندہ والضحیٰ رَخت درجانِ شب نشیناں
نارفتہ یکقدم رہ طے کردہ اند اسرا — رفتہ بہ اوجِ علیا طیرانِ شب نشیناں

مستانہ شاہِ عارف درشب بگشت واقف
دادش پیالہ ہاتف ازخوانِ شب نشیناں

صبح کی فضیلت اور عبادتِ صبحگاہی کا وعظ عاشقانہ انداز سے جس غزل میں فرمایا ہے اُس کے چند اشعار حسبِ ذیل ہیں ؎

صد ہزاراں جلوۂ طور است اندر نورِ صبح — اَیُّہَا الْعُشَّاق ھذا اُنْظُرُوا درطورِ صبح
ایکہ صد پارہ دلت گردیدہ از خارِ فراق — مرہم دیدار دارد عالم کافورِ صبح
گر انا الحق درلباسِ حضرتِ حلاج گفت — لیک بے پردہ انا میگویدم کافورِ صبح

از تجلائے جمالِ لم یزل مستانہ شاہ
میزند پہلو بہ عنقائے فلک عصفورِ صبح

صبح کے وقت کی مقبولیت پر ایک غزل لکھی ہے۔ جو اِس مضمون پر لکھے ہوئے صدہا رسالوں اور دفتروں کا عطرِ مجموعہ ہے۔ چند شعر اُس میں سے بھی نقل کرتا ہوں ؎

مست ولایعقل شدم من از شرابِ صبحدم — از دلم ناگہ برآمد آفتابِ صبحدم
چوں بکاری دانۂ مہرِ خدا درجان ودل — گُل کند بیضائے وحدت از ترابِ صبحدم
کم زجوئے زندگانی نیست اے خضرِ طریق — زندہ گردد غنچۂ دل ہا ز آبِ صبحدم
معجزِ عیسیٰ زلعلت مے شود احیا یقین — گر بگردد طاعتِ تو مستجابِ صبحدم
کے رسی درکعبۂ وصلِ جمالِ ذوالجلال — تا نسازی از ریاضت فتحِ بابِ صبحدم
مے شوی محروم اے طالب زفیضانِ سحر — تا بکے در غفلت اُفتادی بخوابِ صبحدم

غنچہ دل گلشن آسا گشتہ اے مستانہ شاہ

شد شمیم وصلِ جاناں در جناب صبحدم

لیل و نہار کی فضیلت کو یکجا ایک غزل میں بھی نہایت خوبی و خوش اسلوبی کے ساتھ ادا فرمایا ہے۔ جس کی ردیف روز و شب ہے اس غزل کے چند اشعار حسبِ ذیل ہیں ؂

مستِ دیدارِ نگارم روز و شب — دیدہ بر دیدارِ یارم روز و شب
ہمچو بلبل بر گلِ رخسارہ اش — بیقرار از بیقرارم روز و شب
من بتعدادِ نفس اے عاشقاں — جاں ز شوقش مے سپارم روز و شب
من بدیوِ نفس با شمشیرِ لا — در میانِ کارزارم روز و شب

در کنارِ دلبرم مستانہ شاہ
ہست دلبر با کنارم روز و شب

بسم اللہ کی حقیقت میں جو احادیث و آثار وارد ہیں۔ اُن کو صوفیانہ اور عاشقانہ رنگ کے ساتھ ایک غزل میں بیان کیا ہے۔ اُس غزل میں سے چند اشعار لکھتا ہوں ؂

گر بدانی مخزنِ اسرارِ بسم — مے نمائی تا ابد تکرارِ بسم
جملہ کثرت یافت عالم سر بسر — موج زن گردیدہ از آثارِ بسم
زن انا الحق ہر زباں بیخویشتن — ہمچو منصورِ فنا بر دارِ بسم

کنت کنزاً مخفیاً مستانہ شاہ
گشتہ ظاہر جملہ از اظہارِ بسم

ایک اور غزل میں بسم اللہ کو عاشقانہ رنگ میں لائے ہیں۔ اُس میں سے بھی دو تین اشعار نقل کرتا ہوں ؂

کردہ دلدار بکف تیرِ بلا بسم اللہ — ہر کرا بر سرِ ایں خوان صلا بسم اللہ
مے بکف نے بدہن جلوہ کناں مے آئی — بارک اللہ بیا نامِ خدا بسم اللہ

خواندہ علمِ دو جہاں را بیقین مستانہ شاہ
از خط و خالِ تو اے نقطۂ با بسم اللہ

دیوانِ ہذا کی سب سے بڑی خصوصیت عاشقانہ طرزِ بیان کی ہے - میرا اپنا خیال یہ ہے کہ جس دل میں ذرا سا درد بھی ہو - اور ذرا چوٹ کھایا ہوا ہو - اور عشق سے کچھ بھی لگاؤ ہو - اُس کے لئے اِس دیوان کا ایک ایک مصرعہ وہ مستانہ کیفیت دکھاتا ہے - جس کی شرح تقریر و تحریر سے باہر ہے ؎

از عشق مپرس و از بیانش
خود شرح دہد بتو نشانش

صوفیائے کرام کے بیان کو ایک بہت بڑی خاص ترجیح یہ ہے کہ جس بیان کو عام طور پر پند و نصائح اور خشک وعظ و تقریر کے پیرایہ میں سُن کر عام طبیعتیں اُکتا جاتی ہیں اور مانوس نہیں ہوتیں - اُسی کو عاشقانہ انداز میں ایسی خوبی سے بیان کرتے ہیں کہ دلوں میں گرمئ محبت پیدا کرتا ہے - اور ایک عجیب بے نظیر مقناطیسی کشش سے اپنی طرف کھینچتا ہے - اِن اشعار کا اثر درد رسیدہ دلوں پر ایسا ہوتا ہے کہ گویا چھری سے ذبح ہو رہے ہیں - مگر اُس ذبح ہونے میں بھی ایسا لطف و کیفیت اور حظ معلوم ہوتا ہے کہ دنیا کی کسی لذت کا اُس سے مقابلہ نہیں ہو سکتا - حضرت خواجہ صاحب قبلہ فرماتے ہیں کہ ؎

مرا عشق از دو عالم دل پسند است — کہ مرغِ جانم اندر عشق بند است
گزیدہ عقربِ زلفش دلم را — نہ دل بگذشت و بر جاں ہم گزند است
تو اے روح الامیں در سدرہ مسکن — ہمائے عشق را منزل بلند است
برو زاہد ز عشقم منع منما — کہ در گوشم نہ جائے وعظ و پند است
چو بندہ خواندہ مستانہ شہ را — ازاں در ہر دو عالم سر بلند است

عشق کے بیان میں دو غزلوں میں سے (جو دیوانِ ہذا میں درج ہیں) چند شعر نقل کرتا ہوں ؎

دو عالم دانہ از خروارِ عشق است — بلوحِ کُن فکاں آثارِ عشق است
فلاطوں با ہمہ حکمت کہ بودش — چو چشمِ دلبراں بیمارِ عشق است

بصدرِ عارفاں لِے مَعَ اللہ | سراسر مخزنِ اسرارِ عشق است
ہزاراں یوسفِ زیبائے گلچہر | میانِ کوچہ و بازارِ عشق است
رسولِ ہاشمی صلعم | برختِ دلبری سالارِ عشق است
جمیع انبیائے حضرتِ حق | چو بلبل جملہ بر گلزارِ عشق است

بعشقش گشتہ مستان شاہ کافر
میاں بربستہ از زُنّارِ عشق است

ایک اور موقع پر فرماتے ہیں کہ ؎

عشق در ہر دلے کہ سیر نمود
فارغ از کعبہ و ز دیر نمود
(دیکھو پوری غزل دیوان میں)

یوں تو ہر غزل عشق میں ڈوبی ہوئی اور معرفت میں مستغرق ہے۔ مگر مندرجہ ذیل اشعار ایک غزل میں سے نقل کرتا ہوں جو اپنے رنگ میں بے نظیر ہے ؎

بادۂ عشق است اینجا ساغر و پیمانہ نیست | جلوۂ ساقی است اینجا شُردۂ میخانہ نیست
چوں خلیل اللہ بشو در نارِ عشقِ آں صنم | کعبۂ وصل است اینجا آذر و بتخانہ نیست
ذاتِ حق بینند و ہستند در تنم مستِ حال | چشمِ مازاغ است اینجا موسیٰ عمرانہ نیست

خر موسیٰ صعقا گردیدہ اے مستانہ شاہ
آتشِ طور است اینجا شمع یا پروانہ نیست

اور مندرجہ ذیل غزل میں تو واقعی قیامت بپا کر دی ہے۔ سبحان اللہ کس عظمت اور جلال اور ذوق اور مستی کا کلام ہے۔ اور کیوں نہ ہو لقائے ربانی ہے۔ ؎

عُشّاقِ ترا ہست چہ پروائے قیامت | سودائے تو کم نیست ز سودائے قیامت
شوریدہ دلانِ غمِ عشقِ تو چو خیزند | شورے دگر آرند بصحرائے قیامت
شویند ز چشمِ ترِ خود جرمِ جہاں را | خونین کفنانِ تو بفردائے قیامت
دوزخ شود از آتشِ شاں سرد چو کافور | مستان چو بیائند در اثنائے قیامت

ما را نبود جز طلبِ وصلِ تو جاناں	در محشرِ ایجاد بغوغائے قیامت
مجنوں صفتاں جملہ شوند والہ و شیدا	چوں جلوہ نماید رُخِ لیلائے قیامت
صد جنسِ گنہ بر من و تو نقدِ شفاعت	سودائے من و تُست در اثنائے قیامت

ہر کس بکسے نازد و مستان شہِ عُشاق
بر ساقیٔ کوثر بہ تولّائے قیامت

شہدائے کربلا کے بیانِ شہادت میں ہزار ہا مرثیے اور دردناک نظمیں لکھی گئیں۔ اور اپنی اپنی طرز پر سب نے لاجواب لکھا۔ مگر ہمارے حضرت خواجہ صاحب قبلہ کے کلام میں ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ اچھوتے ڈھنگ سے ہر ایک مضمون کو ہاتھ میں لیتے ہیں۔ اور جدید اور نرالی طرز سے نئے مضمون کے پیرایہ میں اُس کو ایسے موثر انداز کے ساتھ بیان فرماتے ہیں کہ دلوں پر اثر کرتا ہے اور طبیعتوں کو قابو میں کرکے تڑپا دیتا ہے۔ بیانِ شہادت کو بھی حضرت نے عاشقانہ ڈھنگ میں لیا ہے۔ اُس غزل میں جس کا مطلع یہ ہے اور واقعی مطلعِ آفتاب سے بڑھ کر ہے۔ ؎

باز رخشاں شد مہِ تابانِ عشق
باز دارد جلوہ ہا سلطانِ عشق

اِس کے بعد حضرتِ حق جلّ و علا کی تعینات کا ذکر مقامِ احدیّت تک کرکے فرماتے ہیں کہ ؎

از احد در واحدیّت زد قدم	خیمہ در آفاق زد سلطانِ عشق
ہر دو عالم را بہ کُن موجود کرد	بعد ازاں او باز کرد دکانِ عشق
زد صلا با جملہِ خاصان و عام	الصلا احباب اے مردانِ عشق
قدرِ طاقت ہر کہ را باشد مجال	جرعۂ نوشد ازیں عُمّانِ عشق
انبیاؤ اولیاؤ اصفیا	جمع گشتہ جملہ اندر خوانِ عشق
قدرِ ظرفِ خویش از جامِ بلا	نوش کردہ ہر یک از خوبانِ عشق
لیک اے ماتم نشیناں گوشِ جاں	تا کہ رمزے گویم از جانانِ عشق
گوئے دولت چوں حسینِ کربلا	کس نبردہ از کفِ میدانِ عشق

خواست جاناں یک سر گردش فدا ۔۔۔ نوجواناں جملہ از لبنانِ عشق

اس کے بعد مصائبِ کربلا اور شہادتِ امامانِ کبار کا ذکر کمال عاشقانہ اور درد ناک طریق سے کیا ہے۔ تمام غزل کو ناظرین خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ میرا چشم دید واقعہ نہیں مگر میں نے نہایت معتبر بزرگوں سے سُنا ہے کہ ایک بہت بڑی مجلس میں اس غزل کے سماع نے ایک شبانہ روز تک اہلِ محفل کو بالکل مستی اور بیخودی کے عالم میں رکھا اور کوئی آنکھ نہ تھی جس کے آنسو کئی روز تک خشک نہ ہوئے ہوں کیوں نہ ہو اصل حقیقت واقعہ کربلا ہے نعت اور مدحِ اولیائے کبار اور بزرگانِ عُظّام میں بھی عام ڈھنگ دنیا والی التجا اور امورِ دنیاوی میں امداد طلب کرنے کا نہیں رکھا۔ بلکہ سوائے عاشقانہ انداز اور راز و نیاز یا علاوہ برین طلبِ مدارج معرفت و عشق و محبّت اور اظہارِ اشتیاقِ وصلِ حقیقی کے اور کچھ تحریر نہیں فرمایا۔ دیکھو نعتیہ غزل جس کے تین شعر حسبِ ذیل ہیں۔ ؎

اے ذاتِ حق بصورتِ انسان خوش آمدی
در آب و خاک حضرتِ سبحان خوش آمدی

یعقوب وار کلبۂ ما بو دبے رُخت
اے یوسفِ خجستہ بکنعاں خوش آمدی

مستانہ شہ بحُسنِ تو دیداست ذاتِ حق
مرآتِ حق بصحبتِ مستاں خوش آمدی

اسی طرح وہ غزل جس کے دو تین شعر بطورِ نمونہ درج کرتا ہوں ؎

ز سودائے فراقت بیقرارم یکن رحمے دل آرائے مدینہ
بیادِ وصل تو جاں مے سپارم بنما رُخ مہر سیمائے مدینہ

چو خواندہ والضحیٰ حتیٰ قدیرت شدہ مُرغِ دلم اے خسرِ سیرت
چو بسمل مے طپم از زخمِ تیرت علاجم کن مسیحائے مدینہ

زنم ہر دم فغانم سر بر افلاک دلم گشتہ ز تیرِ غمزہ ات چاک
بلب آمد ز ہجرت جانِ غمناک اغثنی شاہ و مولائے مدینہ

(دیکھو تمام غزل دیوان میں)

قطبِ ربانی۔ محبوب سبحانی۔ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمتہ اللہ علیہ کی مدح میں حضرت خواجہ صاحب لکھتے ہیں کہ ؎

تو شمعِ جمعِ عرفانی۔ مدد یا شاہِ جیلانی
جمالِ حیِّ سبحانی۔ مدد یا شاہِ جیلانی

شنو اے شہ خروشِ من جمالِ خود بپوش از من
رُخت بربودہ ہوش از من مدد یا شاہِ جیلانی

فنائے عشقِ تو گشتم - ز جامِ حُسنِ تو مستم
ازیں کون و مکان رستم - مدد یا شاہِ جیلانی
بدہ شاہی دریں عہدم - بسترِ حق ولیعہدم
رساں در عشق بنیادم - مدد یا شاہِ جیلانی

(دیکھو تمام غزل دیوان میں)

اِسی مضمون پر دوسری غزل ہے ۔

غوثِ اعظم شہِ جیلاں مہِ سبحاں مددے
قطب الاقطابِ جہاں ہادیٔ دوراں مددے
برقِ رخسارِ تو آتش زدہ در خرمنِ جاں
سوختم بہرِ خدا ابرِ نیستاں مددے
عاشقانت شدہ سرمستِ جمالِ جاناں
منکراں را نوازیں بادۂ غفراں مددے

(دیکھو تمام غزل دیوان میں)

اِسی ڈھنگ میں حضراتِ خواجگانِ چشت علیہم الرحمتہ کی مدح میں تحریر فرماتے ہیں کہ ۔

نہ تنہا مقتبس از شمعِ حُسنش جان مفطر شد
فلک شد عرش شد سیارہ شد خورشیدِ انور شد
چو دامنگیرِ حسنش عشق بود از قربِ احدیت
احد شد واحدیت گشت دارداحِ مصوّر شد
لباسِ دلبری پوشیدہ در طورِ ولایت چوں
مُعین شد قطب شد محبوبِ عالم گنج شکّر شد

اِسی مضمون پر ایک دوسری غزل میں ارشاد فرماتے ہیں کہ ۔

ہر زمانے شکل پیدا میکند
عاشقاں را مست و شیدا میکند
گہ چو فخر الدین سالارِ دو کون
عاشقاں را واصل بہ مولےٰ میکند
گاہ خود را ظاہر از شاہِ نیاز
آں شہ علیا و سفلےٰ میکند
گہ ز چشمِ حضرتِ عبد السمیع
حُسنِ خود را آشکارا میکند
نیست جُز وے درمیانِ کن فکان
حسن خود را خود تماشا میکند

دیوان کے عاشقانہ مضامین کا تذکرہ دیوان کے اِس فرد پر ختم کرتا ہوں۔ کیونکہ اِس بارہ میں اِس سے زیادہ لکھنے کی اِس وقت طاقت معلوم نہیں ہوتی ہے

ز عشقِ آں پری پیکر چہ گویم من کہ مستانشاہ
تمامی گشت صد دفتر و درد دل چناں باقی

مقاماتِ فقر کے متعلق جو جو اشعار اور غزلیات ہیں اُن کے بارہ میں میں نے بہت کم لکھا ہے۔ کیونکہ سوائے ماہرانِ حقیقتِ فقر کے عام طبائع کو اُن میں مطلق دسترس

نہیں ہو سکتی ۔ لیکن تاہم بطورِ نمونہ اِس بارہ میں بھی کچھ پیشکش کرنا مناسب سمجھتا ہوں ۔ مقامِ حیرت کے متعلق یہ غزل قابلِ دید ہے کہ ؎

مرا او جان و تن جاں ہم نگنجد — چہ جائے جاں کہ جاناں ہم نگنجد
نہ مولے گفتن و آنجا نہ فرعوں — چہ جائے کفر ایماں ہم نگنجد
مقامِ حیرت ہیچو نیست مطلق — نہ ایں آنجا بود آں ہم نگنجد
فنا اندر فنا باشد بکُلّی — فنا گفتن بدین ساں ہم نگنجد
نہ خاموشی پذیرا باشد آنجا — عبارت از سخنداں ہم نگنجد
سراپا حیرت اندر حیرت آمد — نہ ظاہر کردہ پنہاں ہم نگنجد
بدیدِ حُسنِ ذاتِ بے مثالش — نہ مژگاں بلکہ چشماں ہم نگنجد
نہ اوّل باشد آنجا و نہ آخر — کہ عہد و رمزِ پیماں ہم نگنجد

نہ بندہ گفتن آنجا و نہ مولے
نہ مستاں شہ کہ عرفاں ہم نگنجد

مندرجۂ ذیل غزل اِس لحاظ سے خصوصیت رکھتی ہے کہ اِس میں تمام منازلِ فقر اور طےِ منازلِ فقر کے ساتھ مقامِ بقا باللہ کی تشریح ہے ۔ جس کو وہی دیکھ سکتے ہیں جن کو چشمِ بصیرت ہو ؎

من زخورشیدِ حقیقت ذرہ ساں علیا شدم — محو گشتم ہمچو قطرہ عاقبت دریا شدم
قلب و روح و سرِ نفس اذکارِ سلطاں آمدم — از خفی رستم بپائے مصطفےٰ اخفا شدم
نغمۂ اِنِّیْ اَنَا اللہ مے زند ہر تارِ من — نخلِ کوہِ طور بودم عاقبت گویا شدم
معتکف بودم بکشتیٔ فنا من سالہا — در گذشتم از فنا اکنوں بقا باللہ شدم
محوِ مطلق عمرہا بودم بہ بحرِ معرفت — ہمچو گوہر ایں زماں از موجہا پیدا شدم
صحبتِ دلدادہ ما چون آفتاب و سایہ بود — او چو آمد درمیاں از خویش ناپیدا شدم
ہمچو طوطی در پسِ آئینہ اُستادِ ازل — کرد تعلیمم زباطن تاکہ من گویا شدم

چوں گدایاں ہر درِ دل معتکف بودم بسے
تا زفیضِ عام ادا عیاں بہ مستاں شہ شدم

اِس وقت تک جو کچھ میں نے لکھا ہے دیوان کی باطنی خوبیوں اور اُس کے مضامین کی عظمت کے متعلق لکھا ہے۔ اور اِس کو وہی سمجھ سکتے ہیں جو صاحبِ نسبت ہوں یا اِس مذاق کی چاشنی رکھتے ہوں۔ لیکن ظاہر پسند طبائع عموماً شاعرانہ خوبیوں کی دلدادہ ہوتی ہیں۔ اور گو اہلِ تصوّف کو ظاہر پسند طبائع سے کوئی غرض داد لینے کی نہیں ہوتی اور نہ شاعرانہ داد کی غرض سے ایسے کلام لکھے جاتے ہیں۔ لیکن تاہم اِس موقع پر میں اِس امرِ واقعہ کا اظہار کرنے سے باز نہیں رہ سکتا کہ باوجودیکہ ایسے مضامینِ عالی کے اظہار کی پابندی شاعرانہ بندش اور خوبیوں کو بہت زیادہ ملحوظ رکھنے کی اجازت نہیں دے سکتی۔ لیکن تاہم اِس دیوان میں یہ ایک مزید خصوصیت ہے کہ حُسنِ باطن کے ساتھ نظم کے حُسنِ ظاہری سے بھی آراستہ و پیراستہ ہے تشبیہات کی خوبی۔ استعارات کی خوش اسلوبی۔ محاورات کی چُستی۔ الفاظ کی درستی۔ نظم کی پختگی۔ ترکیب کی شُستگی۔ شعر کی بندش۔ کلام کی آرائش۔ خیالات کی سلسلہ بندی۔ طرزِ جدید کے ساتھ طرزِ قدیم کی پابندی۔ موزونئ تلازمات۔ پابندئ لوازمات اور دیگر خوبیوں کو ایسی عمدگی سے ملحوظ رکھا گیا ہے جو اُستادانِ سلف کے کلام کا خاصہ ہیں۔ جس لفظ کو جہاں رکھ دیا ہے گویا ایک پتھر ہے جو کسی صنّاع معمار نے ایک عمارت میں جما دیا ہے۔ اور کسی طرح ہلانے سے ہل نہیں سکتا یا ایک بحرِ موّاج ہے کہ موج مارتا چلا آتا ہے۔ اور ایک ایک موج میں نو بنو پیرائے بدلتا ہے۔ بعض غزلیات ایسی ایسی صنائع و بدائع شعری کو زیر کئے ہوئے ہیں کہ لاجواب ہیں۔ اور اپنا خود ہی جواب ہیں۔ بطورِ نمونہ ملاحظہ فرمائیے ذیل کی غزل جس میں ایک ردیف کے ساتھ دو دو قافیوں کو ایک ایک شعر میں نباہا ہے ؎

رُخ تجلّی خیز و رخسارش علیٰ ہذا القیاس	لب حیات انگیز و گفتارش علیٰ ہذا القیاس
ہندوئش خال و لبش لعل و رمِ آہو و چشم	زلف عطر آمیز و عطارش علیٰ ہذا القیاس
فتنۂ آفاق و شور کُن فکاں آشوبِ دہر	طرّہ اش خوں ریز و طرّارش علیٰ ہذا القیاس
نرگسش سحر آفریں و گیسوئش دامِ بلا	قد قیامت خیز و رفتارش علیٰ ہذا القیاس

کُن حذر زانہ آہِ مستاں شہ کہ دارد جانِ من
گر زدہ آتش بیزد کردارش علیٰ ہذا القیاس

ایک اور ریختہ نادر غزل ہے جس کا مطلع یہ ہے ؎

رخنہ کردہ بہ دلم ناوکِ نازِ عجبے
طرزِ چشمِ عجبے فتنہ طرازِ عجبے

غرضکہ ایسی ایسی سنگلاخ زمینوں اور تنگ قافیوں میں طبع آزمائی کی ہے اور اُن میں گوہرِ معرفت وحقیقت بھی پروئے ہیں کہ دیکھکر کمال حیرت ہوتی ہے - اور جن کو دریائے سخن میں غواصی کا موقع ملا ہے وہی اُن کی داد دے سکتے ہیں - دیکھئے ذیل کی غزل ؎

اے جلوہٴ حُسنِ تو ایاغِ دلِ عُشّاق
از کوئے تو گیرند سراغ دلِ عُشّاق

از چشم و رخ و لعلِ تو بشگفتہ نگارا
صد گلشنِ فردوس بباغِ دلِ عُشّاق

خورشید بریں حشمت و شوکت کہ عیانست
یک ذرّہ فتاد است زداغِ دلِ عُشّاق

حاجت نہ بزیتونِ جہاں است فروغش
روشن ز ازل گشتہ چراغِ دلِ عُشّاق

ایں گفتہ زحق داں نہ زمستاں شہ عارف
کز وحیٔ خفی است بلاغِ دلِ عُشّاق

بعض غزلیں جو بحرِ خفیف میں ہیں - اور جن کی سخنورانہ خوبیاں سرسری نگاہ سے دکھائی نہیں دیتیں - ایسے دشخوار انداز پر واقع ہیں کہ اگر اُن کا جواب لکھنے کی کوشش کی جائے تو مشکلات کا پورا اندازہ ہو سکتا ہے - بطورِ نمونہ ذیل کی غزل پیش کرتا ہوں ؎

لعل و رُخِ یار ماست اینہا
یا مہر و مہِ سماست اینہا

نے مہر و نہ مہ غلط نمودم
با مہر و مہ از کجاست اینہا

حُسن و خط و خال و خُلقِ نیکو
جز تو صنما کراست اینہا

نے حلقۂ زلف و تاب گیسوست
دام دلِ مبتلاست اینہا

تیرِ نگہ و دو چشم جادو
با ہیچو منے سزاست اینہا

دل بُردی و رُخ نہاں نمودی
جاناں نہ سرِ وفاست اینہا

جور و ستم و جفائے خواری
با خستہ دلاں رواست اینہا

جز ذاتِ خدا جہاں سراسر
در کُلِّ شیئٍ فناست اینہا

درحسنِ بتاں مبین بجز حق نو	کآئینۂ حق نماست اینہا

نے جور وجفا ز دوست باشد
مستانہ شہا وفاست اینہا

محاسنِ شعری کے لحاظ سے وہ غزل بھی خصوصیت رکھتی ہے۔ جس کا مطلع یہ ہے ؎

شوم احیا کشم در بر اگر یک لحظہ دلبر را
چو عنصر روح را در بر کشد یا روح عنصر را

اِسی طرح دیکھئے وہ غزل بھی جس کا مطلع یہ ہے ؎

زلفِ شبگوں صبح انگیز ندید است کسے
آفتاب از دلِ شب خیز ندید است کسے

بعض غزلوں میں خصوصیت کے ساتھ بول چال۔ اور روز مرہ کو ملحوظ رکھا ہے۔ اور اُن کی سادگی اور سیدھے سادھے محاورات ایسے ہیں گویا ہم تم آپس میں بیٹھے باتیں کر رہے ہیں۔ ملاحظہ ہوں ذیل کے اشعار ایک غزل میں سے جو سوال و جواب کے طریق پر ہیں ؎

آں یار گفتا کیستی؟ گفتم ثنا خوانِ شما	گفتا چہ خواہی خویش را؟ گفتم کہ قربانِ شما
گفتا کہ چونی از الم؟ گفتم کہ در خوں بسملم	گفتا کہ بودہ قاتلت؟ گفتم کہ ترکانِ شما
گفتا فغانِ تو چہ بود؟ گفتم کہ دین و دل ربود	گفتا کہ کافر یا ہنود؟ گفتم کہ مژگانِ شما
گفتا کہ اے شیریں سخن؟ گفتم کہ اے گل پیرہن	گفتا کجا داری وطن؟ گفتم بہجرانِ شما

گفتا کہ اے مستانہ شہ؟ گفتم کہ جز تو سے الٰہ
گفتا چہ داری مدّعا؟ گفتم کہ عرفانِ شما

اِسی طرز پر ایک اور غزل ہے جس کے دو تین شعر ذیل میں نقل کرتا ہوں ؎

گفتا کجا ست منزل؟ گفتم حریمِ کویت	گفتا کہ چیست مقصد؟ گفتم وصالِ رویت
گفتا بہشت و رضواں؟ گفتم کہ کوئے جاناں	گفتا جمالِ حوراں؟ گفتم کہ رُخِ نکویت

گفتا کہ چیست دیواں؟ گفتم کہ وصفِ ایشاں

گفتا کہ شاہِ سنناں ؟ گفتم دعائے گویت

مخمس اور تضمین کا ڈھنگ اِس دیوان میں ایسا نادر اور عجیب و غریب ہے کہ جس غزل پر تضمین ہو وہ دوسرے اشعار کے ساتھ ایسی موزونیت سے چسپاں ہو جاتی ہے کہ ذرا سی اجنبیت بھی معلوم نہیں ہوتی۔ مخمس میں بڑی مشکل کے ساتھ اتنا تو ہو جاتا ہے کہ جسمِ غزل کے ساتھ تضمین کے مصرعے جامۂ تنگ کی طرح چسپاں ہو جاتے ہیں۔ مگر پھر بھی کچھ نہ کچھ اجنبیت کی بو پائی جاتی ہے۔ کیونکہ ؎

انساختلاطِ چسپاں بیگانہ کے شود خویش

ہرچند جامہ تنگ است جُزوِ بدن نگردد

مگر خواجہ صاحب قبلہ کے کلام میں یہ فیضانِ خاص ہے کہ تضمین کے مصرعے غزل کے اشعار کے ساتھ فی الواقع جزوِ بدن ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے سَج جاتے ہیں کہ اگر اُن کو اصلی غزل سے علیحدہ کرنا چاہو تو طبیعت بےچین ہوتی ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ جزوِ بدن کو قطع کیا جاتا ہے۔ بلکہ صاف طور پر یوں کہدوں کہ غزل کے مصرعے خود زبانِ حال سے کہتے ہیں کہ ہم کو تضمین کی کمی پورا کرنے کے لئے رکھا ہوا تھا۔ دیوان کے ہر ایک مخمس کو بامعانِ نظر ملاحظہ کرنے سے میرے اِس قول کی تصدیق ہو سکتی ہے۔ مثلاً یہ شعر تھا کہ ؎

مستِ حُسن از بادۂ نابی جوانِ پُر غرور

زیرِ پا افتادہ موراں را نمیدانی کہ چیست

اِس پر یوں تضمین فرماتے ہیں کہ ؎

تا کہ زیبائی ترا دادہ چنیں حقِ غفور		زاں سبب گشتہ شہیدِ عشق تو وحش و طیور
تا بخوبی ہمچو ماہِ چاردہ کردی ظہور		مستِ حُسن از بادۂ نابی جوانِ پُر غرور

زیرِ پا افتادہ موراں را نمیدانی کہ چیست

دوسرا شعر یوں تھا کہ ؎

ترسِ مولا کُن کہ در محشر بگیرم دامنت

خونِ ناحق گیرِ داماں را نمیدانی کہ چیست

اِس پر یوں تضمین فرمائی ہے کہ ؎

مے برآید جان ز جور و نیست رحمے بر منت	کردیم بسمل بہ تیرِ غمزہ ہائے پُر فنت
کُشتۂ جور و جفائم خونِ من در گردنت	ترس موئے اکُن کہ در محشر بگیرم دامنت

خونِ ناحق گیرِ داماں سانمیدانی کہ چیست

بخوفِ طوالت اِس بارہ میں زیادہ مثالیں بطورِ نمونہ پیش نہیں کر سکتا۔ دیوان موجود ہے۔ اہلِ مذاق ناظرین خود دیدۂ بصیرت سے ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔ لیکن اِس موقع پر میں مخمسّ چہل اسرار کا ذکر کرنے سے باز نہیں رہ سکتا۔ جو پہلے بھی رسالہ کی صورت میں علیحدہ شائع ہو چکا تھا اور اب اِس دیوان کے ساتھ بھی ہدیۂ ناظرین ہوتا ہے۔ اور جس میں قطبِ ربّانی۔ غوثِ صمدانی۔ امیر کبیر حضرت میر سید علی ہمدانی رحمتہ اللہ علیہ کی چالیس غزلوں پر تضمین فرمائی ہے۔ اللہ اللہ کیا پاک کلام ہے۔ اور کیسا قلزمِ معرفت ہے۔ جس میں بڑے بڑے شناورانِ عرفانِ ربّانی کو غوّاصی کا موقع ہے۔ مجھے جب پہلے یہ رسالۂ مخمسِ چہل اسرار حضرت نے عطا فرمایا۔ تو باوجود کسی قدر ذوقِ شعر و سخن فہمی کے مجھے اِس کی کچھ سمجھ نہ آتی تھی۔ مگر بعد ازاں جب حضرت کی توجّہِ باطن سے آنکھیں کُھلیں تو خود بخود شوق پیدا ہو گیا۔ اور بالآخر جب مجھے سفرِ کشمیر کا اتفاق ہُوا۔ تو سری نگر میں ہر روز حضرت شاہ ہمدانِ قدس سرہ العزیز کی خانقاہِ معلےٰ پر کمترین حاضر ہو کر بعدِ فاتحہ و دعا ہر روز ایک مخمسّ حجرۂ مبارک کے روبرو پڑھا کرتا تھا۔ اکتالیس روز کے بعد جب میں نے رسالۂ مخمسّ چہل اسرار کو ختم کر لیا تو رات کے وقت عالمِ خواب میں حضرت شاہِ ہمدان رحمتہ اللہ علیہ کی زیارت ہوئی کہ حجرۂ مبارک میں حضرت خواجہ صاحب قبلہ کی صورت پر جلوہ افروز ہیں اور اُس عالم میں عنایتِ خاص اِس بندۂ درگاہ پر فرمائی۔ اُسی ذوق و شوق اور کیفیت کی حالت میں خاکسار نے قلم برداشتہ اُسی دن حضرت میر سید جلال الدین بخاری رحمتہ اللہ علیہ کے ایک فرد پر تضمین کر کے حضرت شاہ ہمدانؒ کی مدح مبارک میں ایک مسدّس لکھا۔ جو مقبولِ خاص و عام ہوا۔ تمام مسدّس کے نقل کرنے کی گنجائش نہیں صرف آخری دو بند نقل کئے دیتا ہوں ؎

در مرتبہ و شان تو بے مثل و نظیری	مشہورِ دو عالم تو امیری کبیری

فانی شدہ در ذاتِ سمیعی و بصیری
از بہرِ ہمیں بر ہمہ احوال خبیری

احوالِ دل اے شاہ نگویم کہ ندانی
باللہ ہمہ دانی کہ تو شاہِ ہمدانی

صد شکر کہ من دیدہ ام اے حضرتِ جاناں
اکنوں چہ ضرور است کنم پیشِ تو اعلاں
دیدارِ تو از آئینۂ آں شہِ مستاں
چوں میر بخاری شنو از چشتیِ بیجاں

احوالِ دل اے شاہ نگویم کہ ندانی
باللہ ہمہ دانی کہ تو شاہِ ہمدانی

اُس دن کے بعد سے میں نے کبھی مخمسِ چہل اسرار کو اپنے پاس سے جدا نہیں کیا - اور ہمیشہ حرزِ جاں کی طرح اپنے ساتھ رکھتا ہوں - اور واقعی جو فیض و فتوح اِس رسالہ کے مطالعہ سے مجھے حاصل ہوئے وہ حیطۂ بیان سے باہر ہیں - یہی وجہ ہے کہ مجھے اِس رسالہ کے ساتھ انتہا درجہ کا عشق ہے - اور کیوں نہ ہو حضرت علی ثانی رحمۃ اللہ کا کلام اور اُس پر حضرت خواجہ صاحب کی تضمین ہے جو واقعی اصل اشعارِ غزلیات کی تشریح و تفسیر ہے - بلکہ سچ پوچھئے تو حضرت شاہ ہمدان قدس سرہ العزیز نے خود ہی اپنی غزلیات پر مخمس تحریر فرمائے ہیں - کیونکہ اُنہی کے ارشاد و ایما سے حضرت خواجہ صاحب قبلہ نے ایسے سنگِ گرانبار کو اُٹھایا جس کو گذشتہ صدیوں میں بہتوں نے اُٹھانے کی کوشش کی - اور آخرِ کار چوم چوم کر رکھدیا تھا - اور جو کچھ ہے اُنہی کے فیضانِ باطنی کا ظہور ہے - مفصل کیفیت اِس رسالہ کی تحریر کے شانِ نزول کی اُس فارسی دیباچہ سے معلوم ہو سکتی ہے جو میرے مکرم برادرِ طریقت عارف باللہ حضرت مولانا مولوی خلیفہ عبد الحکیم صاحب نے رسالہ چہل اسرار کے ساتھ لکھکر شامل کیا ہے اور جس کے اعادہ کی یہاں ضرورت معلوم نہیں ہوتی کیونکہ ناظرین خود اُس کو ملاحظہ فرما سکتے ہیں -

دیوانِ ہذا کی ہر قسم کی خوبیوں پر ہر پہلو سے نظر ڈالنے کے لیئے ایک پُر انوار نظرِ بصیرت کی ضرورت ہے - اور اُن کی تشریح و تفسیر کسی بہت بڑے اہلِ دل اور قادر الکلام ادیب کا کام ہے - ایسی حالت میں مجھ ہیچمدان کج مج زبان سرتاپا عصیاں سے کما حقہٗ فرض اِس دیباچہ کے لکھنے کا ادا نہیں ہو سکتا - میں بطریقِ خلاصہ اتنا ہی کہ سکتا ہوں کہ دیوانِ ہذا

فی نفسہ ایک باغ ہے - جس کی ہر غزل ایک چمن ہے - اور ہر ایک شعر بجائے خود ایک جداگانہ وضع اور نرالی خوشبو کا پھول ہے - جس کے ثبوت میں اِس ایک واقعہ کو پیش کرنا کافی سمجھتا ہوں کہ اِس دیباچہ کے لکھتے وقت جب میں نے کسی ایک غزل کو منتخب کر کے لینا چاہا - تو جس غزل پر نگاہ جا پڑی اُسی نے زور سے اپنی طرف کھینچا کہ پہلے مجھے نقل کر دو - اور جس غزل میں سے چند اشعار کو منتخب کر کے نقل کرنا چاہا تو ہر ایک شعر نے کشش باطنی سے اپنی طرف کھینچا کہ مجھے ضرور منتخب کرو - چنانچہ اِسی عالمِ تذبذب اور کشمکش میں گھنٹوں تک یہی سوچتا رہا کہ کون سی غزل کو انتخاب کروں - اور کون سے شعر کو چُنوں - خلاصہ یہ ہے کہ سارا دیوان ہی انتخاب اور لاجواب ہے - اور جہاں کہیں نظر پڑے - وہیں ایک مہکتا ہوا گلزار دکھائی دیتا ہے - جو دامنِ نگاہ کو اِس زور سے پکڑتا ہے کہ پھر اُٹھنے نہیں دیتا ؎

زفرق تابقدم ہر کجا کہ مے نگرم
کرشمہ دامنِ دل میکشد کہ جا اینجاست

علاوہ دیوانِ ہذا کے حضرت کی تصنیفات میں سے اَور بہت سے کتب اور رسالجات ہیں - جو انشاء اللہ عنقریب معرضِ طبع میں آئینگے منجملہ اُنکے احسن القصص کتاب قصۂ یوسف زلیخا بھی ہے - جس کے دیباچہ کے چند اشعار نقل کرنے کو بے اختیار جی چاہتا ہے - ملاحظہ فرمائیے کس زور کا حقانی کلام ہے ؎

الٰہی پردہ از رخسار بکشائے	دلم آئینہ کن دیدار بنمائے
نما خورشید سا لوحِ جبینم	رساں در کوکبِ واعبُد یقینم
چو عنقا بے نشاں گرداں نشانم	بدہ در قافِ قربت آشیانم
بروں کن ز آستینم دستِ بیضا	کہ سازد علمے را طور آسا
عصائے خامہ ام را ساز اژدر	کہ ایں فرعونیاں را افگند سر
ز ظلماتِ دواتم آبِ اُمید	نما خضرِ بیانم زندہ جاوید
چو اخگر خرمنِ ہستی بر افروز	زتابِ استماعِ عشق جانسوز
چو اسکندر نما آئینہ ام را	زشامِ غم سحر کن سینہ ام را

بنوشانم شراب از جامِ باقی ‖ کہ گردد آفتابِ دل شراقی
زلطفِ خود نما لعلم مے افشاں ‖ ازاں خمخانۂ اَلْاٰنَ کَمَا کَان
کہ گر نوشد ز آدم تا بجا نم ‖ ازاں بادہ نگردد قطرۂ کم

بکن مستانہ شہ راست آں مے
بساطِ نُہ فلک را تاکند طے

گذشتہ دنوں سے بحکمِ باطن حضرت خواجہ صاحب قبلہ نے **حضرت مولانا روم قدس سرّہ العزیز** کی مثنوی کی طرز پر ایک مثنوی موسوم بہ **مثنوئی بحر الاسرار** لکھنی شروع کی ہے۔ جس کے چھ دفتر ہونگے۔ جن میں سے **ایک دفتر** تیار بھی ہو چکا ہے۔ اور دوسرا تحریر فرما رہے ہیں۔ پہلے دفتر کے دیباچہ میں سے شروع کے چار پانچ اشعار تیمناً و تبرکاً ذیل میں درج کرتا ہوں ؎

بشنو از جاں دل حکایت میکند ‖ وز تعین ہا شکایت مے کند
کہ بقربِ احدیت در لامکان ‖ بودہ ام آسودہ در عینِ عیاں
صد ہزاراں سال رہ پیمودہ ام ‖ گاہ خاک و گاہ خوں پالودہ ام
چوں ز اصلِ خویش کردندم جدا ‖ ہمچو نے دارم ہزاراں نالہا

یہ مثنوی عجب شان کی ہے۔ اور انشاء اللہ جب شائع ہوگی۔ عاشقانِ وحدت خود دیکھ لینگے کہ یہ گوہرِ گرانمایہ کون سے معدنِ حقانی سے نکلا ہے۔ اور اِس کو مثنوئ حضرتِ مولوئ معنوی رح سے کیسی نسبتِ روحانی ہے بحکمِ آنکہ۔ اوّل بہ آخر نسبتے دارد۔

حضرتؔ کے کلام میں ایک یہ بھی خصوصیت ہے کہ آج تک کبھی ایک فرد یا مصرعہ بھی کسی بادشاہِ دنیاوی یا کسی دنیادار کی مدح کی میں نہیں لکھا۔ اور سوائے بزرگانِ کرام اور پیرانِ عظّام کے اَور کسی کو اپنا ممدوح نہیں بنایا۔ چنانچہ خود بھی فرماتے ہیں کہ ؎

وصفِ ایں دنیا و اہلش کے کند مستانہ شاہ
ایں نکانم بالیقین میدان ز جائے دیگر است

ایک اَور موقع پر فرماتے ہیں کہ ؎

اندریں عالمِ ایجادِ دُنی مستاں شاہ
بکسے گوہرِ الفقرِ تو نفروختہ است

مثنوی بحر الاسرار میں بھی اِسی مضمون پر فرمایا ہے ؎

یا الہ العالمیں اسے بے نیاز	بے زباں را توئی دانائے راز
ہم زباندانِ ہمہ اہلِ زبان	ہم عیاں دانِ ہمہ سرِ نہاں
ہم تو ستّار العیوبی اسے خدا	ہم تو غفّار الذنوبی اسے خدا
ہم خریدارِ دلِ اشکستگان	ہم تو چارہ سازِ ہر بیچارگاں
چوں خریدارم توئی با ہر زماں	فارغم از بادشاہانِ جہاں
چوں صلہ مے یابم از خوانِ کرم	کے باہلِ دوں فروشم سرِ غم
سرِ غم از عشق و عشق از جاں بود	قیمتِ جاں دیدنِ جاناں بود

اور کیوں نہ ہو جن کو اللہ تعالیٰ اپنی بارگاہ میں برگزیدہ فرما لیتا ہے۔ اُن کو دنیا اور اہلِ دنیا کی طرف سے پوری استغنا عطا فرماتا ہے۔ اور سوا اپنے اَور طرف سے اُنکے خیالات کو مطلق اُٹھا لیتا ہے ؎

ہر کس کہ ترا شناخت جاں را چہ کند	فرزند عزیز و خانماں را چہ کند
دیوانہ کنی ہر دو جہانش بدہی	دیوانۂ تو بے تو جہاں را چہ کند

حضورِ خواجہ صاحب مقبولِ الٰہی اور ولیٔ مادر زاد اور مستِ الستی ہیں۔ اور حضرت کو نسبتِ مجذوبانہ سالکی ہے۔ چنانچہ خود بھی فرماتے ہیں ؎

ترا ولایتِ مجذوبی است مستانشاہ
ہمعصریاں ہمگی سالکانِ مجذوب است

حضرت فرد الافراد مولانا سید نثار علی شاہ صاحب قدس سرہ [illegible]
کامل گذرے ہیں۔ حضرت خواجہ صاحب قبلہ کے تولد سے کئی [illegible]
لے گئے جبکہ حضرت شاہ صاحب ممدوح کی عمر ایک سو بیس [illegible]
حضرت خواجہ صاحب قبلہ کے والدِ ماجد جناب غفران مآب [illegible]

رحمۃ اللہ علیہ سے ملاقات کرکے فرمایا کہ خداوندِ کریم آپ کو ایک فرزند عطا فرماویگا جو مقبولِ ازلی اور ولیِ مادر زاد ہوگا اور تائیدِ ایزدی سے اُس کا سلسلۂ فقر و نسبت ربع مسکون میں تایوم القیام جاری رہیگا - اور چراغِ خاندانِ چشت ہوگا - اور جناب سید العاشقین و معشوقین حضرت مولانا فخر الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے جو امانتِ فقر یعنی نسبتِ خاندانِ چشت و حرزِ یمانی اور دیگر عطیات کی امانت اُس کے لیئے حوالہ فرمائی ہے دوبارہ ہندوستان سے آکر اُسے سپرد کرونگا - چنانچہ اِس واقعہ کے تیس سال بعد حضرت سید نثار علی شاہ صاحب (جبکہ اُن کی عمر ڈیڑھ سو سال کی تھی) کابل میں تشریف لے گئے - اُس وقت حضرت خواجہ صاحب قبلہ عین عالمِ ذوق و مستی میں تھے - حضرت شاہ صاحب نے خواجہ صاحب قبلہ کی خاطر کچھ عرصہ کابل میں قیام فرمایا - اور ایامِ قیام میں خلافتِ خاندانِ چشت کے علاوہ وہ کُل امانتیں جن کو گنجینہ ہائے اسرار کہنا چاہیئے - عطا فرمائیں اور فرمایا کہ اب ہم اپنا کام ختم کر چکے - چنانچہ اُس کے چھ ماہ بعد جاکر نجفِ اشرف میں انتقال فرمایا -

حضرت شاہ صاحب مرحوم اپنے زمانہ کے فرد الافراد تھے - اور چند بار دہلی بھی تشریف لائے - ملک الشعرا خاقانئِ ہند ذوقِ دہلوی کو آپ کی خدمت میں کمالِ عقیدت تھی - چنانچہ شمس العلما مولوی محمد حسین صاحب آزاد نے جو تذکرۂ ذوق لکھا ہے - اُس میں جابجا حضرت شاہ صاحب ممدوح کی مجلسوں اور صحبتوں کی کیفیت لکھی ہے اور جس طرح حضرتِ ممدوح خود تعلیم و تلقین کرکے اپنے صوفیانہ ڈھنگ کی غزلیں حضرتِ ذوق سے کہلواتے تھے اُن کی کیفیت اور بعض غزلوں کی تفصیل بھی لکھی ہے - حضرتِ ذوقؔ بعض بعض غزلوں [illegible] عقیدت سے حضرت شاہ صاحب مرحوم کا تذکرہ بھی فرماتے ہیں - چنانچہ

[illegible] ؎

[illegible] نثار علی شاہ کون جانے ذوق

[illegible] ی زباں کا مزا تری شعر خوانی میں

[illegible] رۂ ذوق میں حضرت سید نثار علی شاہ صاحب کے دفعۃً

تشریف لانے اور پھر یکبارگی غائب ہو جانے اور سالہا سال کے بعد پھر تشریف لے آنے کے واقعات لکھے ہیں۔ غرضکہ حضرتِ مرحوم کے خوارق و اوصاف حیطۂ بیان سے باہر ہیں۔ اور حضرت خواجہ صاحب قبلہ کو جو فیضِ باطنی اُن کے حضورِ پُرنور سے حاصل ہوا اُس کی کیفیت یہ دونو بزرگ ہی جانتے ہیں۔ ؎

میانِ عشق و معشوق رمزیست
کراماً کاتبیں را ہم خبر نیست

حضرت خواجہ صاحب قبلہ کو ابتدائی ایام میں بظاہر فیض حضرت بابا صاحب طاس کلاہ قادری رحمتہ اللہ علیہ کے حضور سے حاصل ہوا۔ جو رابعۂ زمان حضرت بی بی صاحبہ خراسانی (والدۂ ماجدۂ حضور خواجہ صاحب) کے پیرِ طریقت تھے۔ اور اپنے زمانہ کے بزرگ کاملین میں سے تھے۔ بعد ازاں حضرت کو شرفِ بیعت جناب قطب الاقطاب۔ امام المسلمین۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا خواجہ میر عبد السمیع صاحب قدس سرہ العزیز سے حاصل ہوا۔ جنہوں نے تعلیم و تلقین کے بعد حضرت خواجہ صاحب کو خرقۂ خلافت عطا فرمایا۔ علاوہ بریں دیگر اولیائے کبار مثلاً جناب سید السادات حضرت خلیفہ سید ہاشم صاحب۔ اور ولایت مآب حضرت حافظ میر خوجہ صاحب اور جناب سند العارفین حضرت مولانا محمد عثمان خاں صاحب اور سراج السالکین حضرت مولانا مولوی جان محمد صاحب کابلی رحمتہ اللہ علیہم اجمعین (جو خلفائے باکمال جناب قطب العالم و مدار الاعظم حضرت خواجہ شاہ نیاز صاحب رحمتہ اللہ علیہ میں سے تھے)، اور دیگر مشائخ خراسان اور اولیائے عظام کے حضور سے بھی حضرت خواجہ صاحب قبلہ کو فیضِ صحبت حاصل ہوا۔ جس کی شرح اور بیان کا یہ موقع نہیں۔ علاوہ بریں ہندوستان میں تشریف آوری کے بعد حضرت خواجہ صاحب نے حضرت قبلہ شاہ نیاز صاحب رحمتہ اللہ علیہ کے مزارِ پُرانوار پر شرفِ آستان بوسی حاصل کیا اور وہیں پر جناب شیخ المشائخ قطب الاقطاب حضرت مولانا شاہ نظام الدین حسین صاحب ادام اللہ فیوضہم نے خرقۂ خلافت حضرت خواجہ صاحب کو عطا فرمایا۔ اور فیض یاب فرمایا۔ غرضکہ خواجہ صاحب کو روحانی اور ظاہری ذریعوں سے جو فیوضِ

نامتناہی حاصل ہوئے وہ معرضِ تحریر میں نہیں آسکتے۔ اور جو جو کرامتیں اور خوارقِ عادات حضرت ممدوح کے اِس کمترین نے بچشمِ خود ملاحظہ کئے ہیں۔ باجو جو ہر ایک معتقد نے علیحدہ علیحدہ مشاہدہ کئے ہیں۔ اگر اُن کو بجائے خود جداگانہ ہر شخص لکھے۔ تو ہر ایک بہت بڑے بڑے ضخیم رسالے لکھ سکتا ہے۔ میرا ارادہ ہے کہ حضرتِ ممدوح کی سوانح عمری لکھوں۔ جو واقعی سالکانِ طریقت کے لئے بہت ہی مفید ہوگی۔ اگر فرصت ہوئی تو امید ہے کہ انشاءاللہ تعالیٰ اپنے اِس عزم میں کامیاب ہونگا۔ وَمَا تَوْفِيْقِي اِلَّا بِاللهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْم۔

میرا خیال ہے کہ یہ دیباچہ پہلے ہی بہت طویل ہو گیا ہے۔ لیکن چونکہ دلی شوق سے لکھنا شروع کیا تھا۔ اِس لئے عالمِ ذوق میں لکھتا چلا گیا لہٰذا قابلِ معذوری ہوں۔ ؎

لطیف بود حکایت دراز تر گفتم
چنانکہ حرفِ عصا گفت موسےٰ اندر طور

میری دعا ہے کہ خداوند کریم اِس دیباچہ کو قبولیتِ عام عطا فرمائے۔ اور جو حضرات اِسکو ملاحظہ فرمائیں اُن سے التجا ہے کہ نظرِ مرحمت ڈالیں۔ اور راقم آثم کو دعائے خیر سے فراموش نہ فرمائیں۔ هٰذَا وَاٰخِرُ دَعْوَانَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى خَيْرِ خَلْقِهٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ اَجْمَعِيْن۔

وَمَنْ یَتَوَکَّلْ عَلَی اللّٰہِ فَھُوَ حَسْبُہٗ

دیباچہ

مرقومہ سلطان العاشقین۔
معارف آگاہ۔ حضرت خواجہ مستان شاہ۔
صاحب کابلی ادام اللہ فیوضہم

مفید عام پریس لاہور میں چھپا

دیباچه

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ وَالْعَاقِبَۃُ لِلْمُتَّقِیْنَ وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ اَجْمَعِیْنَ امّا بعد مخفی نماند کہ این غزلیات جان گداز و این ابیات دلنواز کہ از حُسن و عشق و قرب و تجد و از خط و خال و زلف و جمال و از وحدت و کثرت و وجد و حال و مقام و منزل بیان میکند و این اشعار دلپذیر و نکاتِ بی نظیر از جوش خمخانہ مے محبت و از خروش مینا ے شراب وحدت ظهور نموده است نہ از شوره زار بادیۂ کثرت بل از زبان بے زبانی و لسان سرِّ اسرار نهانی چون طوطیانِ آئینہ استاد ازل ترنم میکند **فرد** در پسِ آئینہ طوطی صفتم داشتہ اند۔ آنچہ استادِ ازل گفت بگو میگویم **فرد** من طوطیم آئینہ حُسن آن نگار۔ استادِ عشق ناطقہ باشد بکام من ٭ بیان این مخزنِ اسرار ربانی و جواهر زواهر معانی از زبان

قدرت سبحانی است و خمیر مایه اش از جوهر اصلی است نه فرعی و نکات دلپذیرش فیضی است نه کسبئے هر جزوے از اجزایش مخزن اسرار و هر ورق از اوراقش گلشن انوار و هر سطرے از سطورش شعلهٔ دیدار در هر بیتے از ابیاتش مقامی است از مقامات سلوک و در هر مطلع و مقطعش واردات و مشاهدات ملک الملوک هر لفظی از الفاظش دریاے معانی و هر حرفے از حروفهایش سرمایه جاودانی هر مصرعه موزون او را یامی وحدت سرشته اند تا هر تنگ ظرفے را مطالعه اش نشئه تر دماغی رساند و هر کم حوصله را ورق گردانیش گنجایش محیط بخشد و هر پرخمار را سرشار شراب هویت تا ابد گرداند و هر گم کردهٔ راه را بمنزل مقصود راه نماید استعمال این گلشن معرفت و توحید و آتشکدهٔ وحدت و تجرید عارفان و سالکان را واصل بحضرت جانان می سازد گر بود نفس همگی دل گردد ور بود دل همگی جان گردد ور بود جان هم جانان گردد تا سالک و عارف طے مقامات سلوک نکرده باشد از حسن و عشق و جمع و تفرقه و عروج و نزول مقام و منزل فنا و بقا خبر نیافته از احاطهٔ استفهام این بحر ما تناهی منقصر است آرے گرداب در خور نهنگ است نه حوصلهٔ مور کوه کاف نشیمن عنقاست نه کمین گاه عصفور **فرد** مے نگنجد فهم هر نارس درین بحر محیط۔ چون الف در بسم پنهانست این اشعار ما ٭ الحمد لله رب العلمین که بالماس طبیعت حقانی و فیض حضرت سبحانی این گوهر ناسفته سفته گردید و دماغ عالم و آدم از جعد سنبل نظم خود مشکبو گردانید پس **منظوم**

اگر بینی درین دیوان اشعار		رخ و زلف و گل و یا گلبن و خار		

می و میخانه و ساقی و صهبا	مغ و مغبچه و خمار و ترسا
بت و زنار و تسبیح و مساجد	کنشت و کعبه و راکع و ساجد
خرابات و خراب و جام و مینا	شراب و باده و مهتاب و بیضا
رخ و زلف و جمال و چشم جادو	قد و رفتار و خال و تاب گیسو
لب و دندان و رخسار و شمایل	نقاب و عارض و پرده و حایل
ادا و غمزه و ناز و کرشمه	عتاب و شوخی و بازی و عشوه
نگار و دلبر و محبوب و شاهد	وفا و مهر و جور و هر عواید
مقام و منزل و وادی و صحرا	محیط و قطره و ژاله و دریا
مه و مهر و می و شمع و شبستان	نگار و شوخ و طفلان و دبستان
چو هر یک را ازین الفاظ معنی است	بهر معنی هزاران موج دریا است
گذر از اسم تو اندر مسمی	که تا بینی جمال حق تعالی
چو این دیباچه را از جان بخوانی	بری تو پی بآب زندگانی

نمودم بهر عشاقان شیدا
نهانی راز مستان شاه هویدا

پس اگر تو درین دیوان که مسمی بآتشکدهٔ وحدت است اگر حدیث حسن و جمال و خط و خال و بت و بت پرست و شراب و شاهد و مطرب و ساقی و خراب و خرابات و حرم و کنشت و تسبیح و زنار و عاشق و زاهد علی هذا القیاس الفاظ ها بینی زنهار در

غلط بفهمی کہ ہر یکے ازین الفاظ در حقیقت نزد صوفیان باصفا و عارفان باللہ معنی وارد
چنانچہ اشارہ چند در بیان آید شاید کہ پی لحجاء مقصود بری و سر رشتۂ گوہر مقصود بدست
آری بدانکہ میخانہ و بتکدہ و شراب خانہ مراد ازینہا باطن عارف کامل باشد کہ در آن
باطن ذوق و شوق عارف کامل باشد کہ در آن باطن شوق و ذوق و معارف الٰہی
بسیار باشد ترسا مرد روحانی را گویند کہ صفات ذمیمہ و نفس امارۂ او متبدل شدہ باشد
و بصفات حمیدہ موصوف باشد و ترسا بچہ وارد غیبی را گویند کہ در دل سالک فرود آید
بُت تجلی شاہد معنی را گویند کہ بر وصفت ماورائے صفت دیگر بر دل سالک ظاہر
شود و دیر و خرابات عالم معنی باطن عارف کامل باشد کافر بچہ یکرنگی در عالم
وحدت باشد کہ تمامی روے دل از ماسوی برتافتہ باشد و در بینوائی جاے گرفتہ باشد
مے ذوق بود کہ از دل سالک برآید و او را خوش وقت گرداند ساغر و پیمانہ چیزیرا
گویند کہ در روے انوار غیبی کنند و ادراک معانی زنار یکرنگی و یکجہتی سالک باشد
در راہ دین و متابعت راہ یقین و یار و دلدار عالم شہود را گویند محبوب و صنم
حقیقت روحیہ را گویند و ظہور تجلی صورت صفاتی غمزہ و بوسہ فیض و جذبۂ باطن
را گویند کہ نسبت بسالک واقع شود چشم و ابرو و جمال الہام غیبی باشد کہ بر دل
سالک وارد شود قلاش و قلندر اہل ترک و تجرید را گویند کہ از مقام لذت نفسانی
گذشتہ باشد مست و شیدا اہل جذبہ و شوق را گویند خمار و بادہ فروش
پیران مرشد را گویند ساقی و مطرب فیض رسانندگان و ترغیب کنندگان را

گویند که بکشف رموز و بیان حقائق دلهای عارفان را معمور دارند پیر مغان و پیر خرابات کاملان مکمل را گویند مثلاً گویند که هر کو بخرابات نشد بے دین است زیرا که خرابات اصول دین است ازین خرابات خراب شدن صفت بشریت باشد و فانی شدن وجود جسمانی و روحانی در اشعهٔ نور ذات که اصول دین از برای این آبادهنیت که تا این خرابی رُخ ندهد حقیقت وے ظاهر نشود آنچه در گوهر آدمی پنهان کرده اند بدین خرابی پیدا شود آنگاه آدمی بحقیقت خود بینا شود و شرح آن دراز است و لایق هر فهم نباشد و گروهے که این معانی ندانند و حدیث زلف و خال و صنم شنوند بر ایشان انکار کنند و از ایشان بیخبر باشند و ندانند که عالم معانی لطیفه است و وجود روحانی که مادام از صورت مجرد باشد با درکِ بصیری بآن راه نتواند بردن پس بحسب اقتضای معانی هر معنی را صورت خاصی باید که بدان مفاهیم باشد و مفهوم شود و صورت مثال غیبیه در عالم کشفی ازین قبیل دان پس ازین جهت عارفان هر معنی را بصورت باز نموده اند و از هر صورت معنی خاصی خواستند بدین طریق مثلاً محبوب گویند و مراد حضرت حق باشد وقتے که مستغنی دارند و را از دوستی مطلقاً بے قید طلب جستن حق را گویند فقط عابدان را و آنکه دارند و را پیش تر از راه عبودیت و عبدیت عاشق شیفتهٔ جمال و جلال الهی را گویند بعد از طلب وجد تمام معشوق حق را گویند بعد از طلب او سبحانه بجدّ تمام از آن روے که مستحق دوستی ویست و بس حسن جمعیت کمالات را گویند در یک ذات آن جز حق را نباشد جمال اظهار کمال معشوق است جهت ترغیب و طلب عاشق جلال استغنای معشوقست از عشق عاشق و آن دلیل نفی وجود و غرور عاشق است و اظهار بیچارگی او لقا ظهور معشوقست چنانکه عاشق را

یقین حاصل شود که اوست شکل وجود هستی حق را گویند لطف تربیت معشوق بود
مر عاشق را بر وفق و مواسا تا قوت تاب از جمال او را بکمال حاصل آید ملاحت بے نهانی
کمال الهی را گویند که هیچکس بدان نرسد حلاوت ظهور انوار را گویند که از راه مشاهده
حاصل آید مجرد از ماه شوخی کثرت التفات را گویند با ظهار صور افعال شکلی طوالع و لوامع
انور را گویند در ماده شمایل امتزاج جمالیات و جلالیات را گویند شیوه اندک جذبه را
گویند در بعضی احوال که گاه بود و گاه نبود مکر و غرور رو دادن معشوق را گویند مر عاشق را گاه
بطریق لطف و گاه بطریق قهر تا بی بضاعتے عاشق مر او را ظاهر شود تا یقین گردد او را
که حق را هم بحق توان یافت و او را سبحانه هم باو توان فریب استدراج الهی را گویند
وفا عنایت ازلی را گویند بی واسطه عمل خیر و جفا پوشانیدن دل سالک را گویند از
معارف و مشاهدات که او را ابدانها ترتیب میکرده اند جور باز داشتن سالک بود از سیر در
عروج قوت غذاے عاشق بود از دریافت جمال قدم که او را ک هیچکس بدان
محیط نشود خشم ظهور صفات قهریه را گویند و همچنین کینه تسلیط صفات قهریه را گویند
جنگ امتحانات الهی را گویند صلح قبول عبادات و اعمال را گویند پرده موانع را
گویند که میان عاشق و معشوق بود از لوازم طریق نه از جهت عاشق و نه از جهت معشوق
حجاب موانع را گویند که عاشق را از معشوق باز دارد بنوع از انواع معامله عاشق
نقاب موانع را گویند که عاشق را باز دارد بحکم ارادت معشوق که عاشق را هنوز استعداد
تجلی دست نداده سلطان جریان اعمال و احوال را گویند بر عاشق چنانکه حکم و اراده

الهی بود آمیری ارادت خود را جاری گردان بود بر سالک توانا بی صفت غافل
مختاری بود و توانگری جمع صفات کمال بود باوجود قدرت بر اظهار هر صفتی متواری
احاطت و استیلای الهی را گویند تاختن ایتان و امر الهی را گویند ترک و تاز جذبهٔ الهی
را گویند که سالک مجاهده و رنج بسیار کشیده و گشاده نمی یابد که ناگاه جاذبهٔ الهی در رسد و او را
بمقصود رساند غارت جذبهٔ الهی را گویند که بی واسطه بدل رسد که سلوک و اعمال مقدم باشد
و سالک مقهور آن بود و اگر چه اوامر و اعمال بروی جاری باشد تاراج سلب اختیار سالک
را گویند در جمیع احوال و اعمال ظاهری و باطنی آشنائی تعلق رقیقهٔ ربوبیت بود که همه
مخلوقات پیوسته است چون تعلق خالقیت بمخلوقیت بیگانگی استغنای عالم الوهیت را
گویند که بهیچ چیز و بهیچ وجه متفرق نگردد و بهیچ چیز مشابهت و مماثلت ندارد یار صفت
نصرت الهی را گویند که ضروری کافهٔ موجودات نیست و هیچ اسم موافق تر ازین نیست مر سالک را
غمگسار اثر صفت رحمانی را گویند که عموم و شمول وارد به نسبت همه موجود است مهربانی
صفت ربوبیت را گویند دلدار صفت باسطی را گویند دلگشای صفت فتاحی را
گویند جانا صفت قیومی را گویند که قیام جمله موجودات باوست که اگر آن رقیقه پیوسته
بموجودات نباشد هیچ چیز در وجود بقا نیافتی جان فزا صفت بقا را گویند که سالک
از آن صفت باقی ابدی گردد و فنا را بر آن راه نبود دوستی سبق محبت الهی را گویند
بر محبت سالک قد استوای و استیلای الهی را گویند قامت سزای پرستش
را گویند که هیچکس را بجز خدای سبحانه سزای آن نیست ظاهر هویت را گویند یعنی وجود چه

همه کس را معرفت وجود علم حاصل است گیسو طریق طلب را گویند بعالم هویّت که حبل المتین عبارت ازاین است خم زلف اسرار الهی را گویند پیچ زلف اشکاک الهی را گویند که هر کس را بوی راه نبود چشم بصیری الهی را گویند دیده اطلاع الهی را گویند بر جمیع احوال سالک از خیر و شر چشم مست سر الهی را گویند بر تقصیری که از سالک در وجود آید چشم پر خمار بستر کردن سالک راست از سالک لیکن کشف آن احوال نزد اهل کمال ظاهر است طرب انس بود با حق سبحانه تعالیٰ و سرور دل در آن عیش مدام حضور با حق سبحانه و تعالیٰ عیش خام عیش ممزوج را گویند که مقارن عبودیت بود شراب پخته عیش حرف را گویند مجرد از اعتبار عبودیت شراب خانه عالم ملکوت را گویند می خانه عالم لاهوت را گویند میکده قدم مناجات را گویند خمخانه عالم تجلیات را گویند که عالم قلب است ساقی صور مثال جمالیه را گویند که از دیدن او سالک را خمار حق پیدا بود قدح وقت را گویند جام احوال را گویند صراحی مقام را گویند خم موقف را گویند جرعه اسرار مقامات را گویند که در سلوک از سالک پوشیده مانده بود مست و خراب استغراق عاشق بود در عشق محبوب خرابات خرابی عالم بشریت بود شمع نور الله را گویند شاهد تجلّی را گویند نقل کشف معانی را گویند کباب پرورش دل را گویند در تجلیات صوری روز تتابع انور را گویند شب عالم عمی را گویند و عالم جبروت را نیز گویند و این قطبت ممتد میان عالم خلق و عالم ربوبیت شب قدر بقاهای سالک را گویند در عین

استهلاک بوجود حق شب عید نهایت انور را گویند که سواد اعظم است عید مقام جمع
را گویند نوروز مقام تفرقه را گویند کفر و ظلمت عالم تفرقه را گویند ترسای دقائق و حقائق
را گویند و نیز عالم انسانی را گویند کلیسا عالم حیوانی را گویند چلیپا عالم طبیعی را گویند
ناقوس یاد کرد مقام تفرقه را گویند بت مقصود و مطلوب را گویند توبه بازگشتن از چیز ناقص
و نازل را و روی آوردن بچیز کامل و عالی ایمان مقدار دانش را گویند بحضرت حق سبحانه
اسلام اعمال متابعت را بانبیا علیهم السلام دین اعتقاد را گویند که از عالم تفرقه سر بر کرده
زکوة ترک و ایثار را گویند کعبه مقام وصلت را گویند حج سلوک الی الله را گویند
بیابان وقائع طریق را گویند طامات معارفی را گویند که در آوان سلوک در زبان سالک
گذر کند ابر حجاب را گویند که مانع سبب وصول باشد باران نزول رحمت را گویند
نسیم باد آور عنایت را گویند بوی علاقه دل را گویند بعالم حقیقت در مقام جمع اول و
اکنون در حالت تفرقه افتاده مطرب آگاه کننده را گویند از عالم ربانی نائی محبوب
را گویند دف طلب معشوق را گویند ترانه آئین محبت را گویند سماع مجلس
انس را گویند چشم ترک مراتب عالیه بود که اهل آن را پنهان دارند و جز خدای را
سبحانه بر آن اطلاع نباشد روی مرآت تجلیات را از معانی و نوری و صوری و تجلی
بذوقی منتهی گردد و هو البقاء مع الله سبحانه ماهروی تجلیات صوری را گویند که
سالک را بر کیفیت آن اطلاع واقع میشود رخ تجلیات را گویند که در غیر ماده در
خواب یا در حالت بیخودی خال سیاه عالم هستی را گویند خط سیاه عالم

غیب را گویند خط سبز برزخ را گویند لب کلام معشوق را گویند لب لعل
بطون کلام معشوق را گویند لب شیرین کلام منزل را گویند که انبیا را بواسطهٔ
ملک حاصل است و اولیا را بتصفیه باطن حاصل است لب شیرین کلام
بیواسطه را گویند دہان کوچک صفت متکلمی را گویند سخن اشارت و آشنائے
را گویند بعالم غیب سخن شیرین اشارت الہی را گویند بانبیا بواسطه وحی باولیا
بواسطه الہام سبب زنخ مشاہده را گویند که از مطالعه جمال خیزد بناگوش
دقیقه محبوب را گویند دست صفت قدرت را گویند ساعد صفت قوت
را گویند انگشت صفت احاطت را گویند بازو صفت مثبت را گویند
سلام درود و محمدت را گویند پیام پیام اوامر و نواہی را گویند وصال مقام
وحدت را گویند فراق غیبت را گویند از مقام وحدت ہجران التفات بغیر
را گویند کلبهٔ احزان ہجران مطلوب را گویند غمکده مقام مستور انرا گویند
محنت رنج عاشق را گویند که از معشوق در راه عشق بیند میدان مقام شہود
را گویند چوگان متعاد بر احکام را گویند نسبت بعاشق ناله مناجات عاشق را
گویند بمعشوق زندگی قبول اقبال محبوب را گویند بیہوشی مقام طمس را گویند
که محو صفاتست دیوانگی مغلوبی عاشق را گویند بندگی مقام تکلیف را گویند
آزادی مقام محو ذات عاشق را گویند در تاب انور ذات فقیری عدم اختیار
را گویند سعادت خواندن ازلی را گویند نزدیکی شعور بمعارف اسما و صفات و

افعال راگویند پاکبازی توجه خاص راگویند حضور مقام وحدت راگویند
گرمی محبت راگویند سردی نفس فارغ راگویند خواب فنای اختیار برا
گویند درافعال بشریت بیداری عالم محور اگویند جهت عبودیت علف
شهوات وآرزوهای نفس راگویند در ریاضت ومجاهده راگویند سیم
تصفیهٔ ظاهر وباطن راگویند گوهر معانی صفات واسماء صفات
الهی راگویند برعارف زیرک این جمله کفایت
باشد که در هر عبارت لوازم معانی را
چگونه رعایت باید
کرد

نَارُ اللّٰهِ الْمُوْقَدَةُ الَّتِیْ تَطَّلِعُ عَلَی الْاَفْئِدَةِ

آتشے از خدائے افروختہ شدہ آں آتشے کہ برآید و غالب گردد بر دلہائے مومناں

دیوان حضرت سلطان العاشقین و برہان العارفین معارف آگاہ

خواجہ مستان شاہ صاحب کابلی ادام اللہ فیوضہم مسمیٰ بہ

آتشکدۂ وحدت

در مطبع مفید عام لاہور باہتمام رائے صاحب منشی گلاب سنگھ اینڈ سنز گورنمنٹ پبلشر

سررشتہ تعلیم پنجاب بزیورِ طبع مزین شدہ مقبول جہان گردید

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

بائے بسم اللہ باشد مطلعِ دیوانِ ما — نقطۂ اُمّ الکتب رونق دہِ دستانِ ما

بالِ قمری پیکرم گردید واخگر شعلہ زن — ریخت مینا و معلّق بادۂ جوشانِ ما

اکل و شرب از نور دارم زاہدانِ بیخبر — قرصِ ماہ و مُشتری یک گردۂ در خوانِ ما

کو دلِ افگاری کہ سازد سینۂ خود را ہدف — برقِ وحدت باشد اینک آتشِ پیکانِ ما

صیقلِ توحید و تیغِ عشق و آبش نارِ حسن — غیرِ جان دادن نباشد چارہ در میدانِ ما

تا نیکے در جہلِ عقل و ظلم نقش است بے بصر — گشتہ نازل آیۂ ظلم و جہول در شانِ ما

من کہ مستانہ شدم سرمستِ جامِ الہیا
زان سبب باشد خروشش الاحد در جانِ ما

الٰہی مخزنِ اسرارِ خود مے کن بیانم را
زنارِ نخلِ ایمن آب دہ تیغ زبانم را

بیفگن از جمالِ خود نقابِ لن ترانی را
شرر زن از تجلّی پنبہ زارِ استخوانم را

گلویم از گدازِ نالہ داؤدِ نبی گرداں
چو یوسف خوشنما میکن زلیخائے بیانم را

ید بیضا نما از آستینِ فکرتم بیروں
چو خطِّ استوا روشن بکن نام و نشانم را

بہ بینائے دلم بنما پری را جلوہ گر یارب
بکن آئینۂ وحدت تو جسمِ ناتوانم را

زنارِ نورِ افعالم خداوندا فتیلہ دہ
زخونِ حضرتِ منصور روغن شمعِ جانم را

بدہ آبے ز وحدت در نہالِ باغِ مستان شاہ
ز عشقِ خود بزن آتش بخورِ گلستانم را

خداوندا بکن گویا بمدحِ خود زبانم را
باستیلائے حُسنِ خود نما شرح و بیانم را

ز رمزِ اینما یم ساز واقف اے خداوندا
بہ ماہِ ثم وجہ اللہ منور کن کتانم را

ز بحرِ معرفت اندر دلِ من چشمہ ہا بکشا
چو غنچہ تازگی بخشا گُلِ برگِ خزانم را

ز عشقِ لایزالی در دلِ من جذبۂ بفرست
ز بیضائے جمالت ساز روشن ماہِ جانم را

چو طوطی پُر شکر گرداں لبِ الفاظِ مستان شاہ
کہ چوں جلدش ببر گیرد دو عالم داستانم را

اے ذاتِ پاکِ تو بری است از فہمِ ما
در کنہ ذاتِ تو نرسد عقلِ خامِ ما

آندم کہ بود موجِ صفاتِ تو عینِ ذات
آنجا نشانِ ما بہ کجا بود و نامِ ما

ایں دم تو خود عیانی ازیں کُلِّ کائنات
باشد ردائے بر رُخِ تو خشتِ خامِ ما

ہ اشارہ آیتِ کریمہ
اینما تولوا فثم وجہ اللہ ۱۲

دارد نوید عجب بہ جنابِ رفیعِ تو
در لفظ و در عبارت و معنے کلامِ ما

چوں طوطی ام بآئینۂ حُسنِ آں نگار
اُستادِ عشق ناطقہ باشد بکامِ ما

ما مُرغِ قدسئیم کہ از قافِ قربتیم
خالِ تو دانہ گشتہ و زلفِ تو دامِ ما

زاں نارِ موقدہ دلِ من گشتہ در گداز
کآئینۂ جمالِ تو شد سادہ جامِ ما

ظاہر باسمِ ظاہرِ تو ایم ہوشیار
باطن باسمِ باطنِ تو شد منامِ ما

مستانہ شہ عیاں شدہ اسمے چو در صُور
معنی کلیم خود توئی اندر کلامِ ما

اینما خوش تخت کرمنا مبارک تاجِ ما
ہر نفس در قابِ قوسین آمدہ معراجِ ما

بیشود سرشار عالم از نگاہم گوئیا
قلزمِ توحید باشد چشمۂ موّاجِ ما

قوّتِ مصباحِ ما از چوبِ شرق و غرب نیست
باشد از نورِ تجلّی روشن ایں زُجاجِ ما

مے برآید از نویدِ ھو معکم ہر نفس
نقشِ خونِ حضرتِ منصور از علّاجِ ما

در صلواتِ دائمی مستانہ شہ گردید محو
ایّھا العشّاق ھذا انظروا معراجِ ما

نورِ وحدت مے فزاید از در و دیوارِ ما
گشتہ خورشیدِ حقیقت مطلعِ انوارِ ما

ھُو معکم مے نماید جلوہ ہائے رنگ رنگ
ثمّ وجہ اللہ عیاں بر دیدۂ ابصارِ ما

مرغِ جانم میل دارد جانبِ شہرِ قدم
تا شنیدہ ادعی از جانبِ دلدارِ ما

فہمِ ما از صفرِ وحدت نکتہ سنجی میکند
مرکزِ توحید باشد گردشِ از پرکارِ ما

له اشارہ بآیۂ کریمہ نار اللہ الموقدۃ التی تطلع علی الافئدۃ ۱۲

ٹ تو ہی آیۂ اینما تولوا و اشارہ بآیۂ ولقد کرمنا بنی آدم الخ ۱۲

ع اشارت بآیۂ کریمہ اللہ نور السموات والارض مثل نورہ کمشکوۃ فیہا مصباح المصباح فی زجاجۃ الزجاجۃ کانہا کوکب دری یوقد من شجرۃ مبارکۃ زیتونۃ لا شرقیۃ ولا غربیۃ یکاد زیتہا یضیء ولو لم تمسسہ نار نور علی نور یہدی اللہ لنورہ من یشاء و اللہ بکل شیء علیم ۱۲

ے بآیۂ وھو معکم اینما کنتم اشارت ۱۲

ھو آیۂ والذین ھم علی صلوتہم دائمون مراد است ۱۲

ے ایات بحدیث شریف الصلوۃ معراج المؤمنین ۱۲

نیست کمتر از ہمادامانِ فقرائے بیخبر ... تاج مے بخشد بہ شاہاں سایۂ دیوارِ ما

مے نگنجد فہمِ ہر نارس درین بحرِ محیط ... چوں الف در بسم پنہانست این اشعارِ ما

تا کہ مستاں شہ عیاں دیدم خدا از چشم جاں

رمزِ الحق مے سراید از بنِ ہر تارِ ما

منم در ظاہر و باطن ہویدا ... بجز من نیست کس در جملہ اشیا

تجلّی میکنم ہر دم دگرگوں ... ببیں در ھو فی شان[1] ذاتِ ما را

نمودم خود خطابِ لن ترانی ... بگفتم ربِّ ارنی ہمچو موسے

احد[2] را مرکزے از میم دادم ... شدم احمد عیاں در ملکِ بطحا

ز چشمِ ما طغی[3] کردم نگاہے ... ربودم جملہ دل ہا را ابیغما

نمودم شق چو صدرِ مصطفے را ... الم نشرح لک صدرک وضعنا

میانِ میکدہ کردم گذارے ... شدم ساقی و عالم گشت صہبا

فگندم آتش اندر خرقہ پوشاں ... نمودم جلوہ از رخسارِ زیبا

بگفتم خود انا الحق در لباسے ... کشودم اعظم الشانی زلبہا

شدم غوثِ جہاں در ملکِ بغداد ... نمودم جملہ را در خویشتن جا

بکردم جلوہ ہر ساعت برنگے ... گہے بر شکلِ یوسف گہ زلیخا

گہے مجنوں صفت در کوہ و صحرا ... گہے در پردہ بنشستم چو لیلے

گہے وامق شدم آتش زبانہ ... گہے از حسنِ خود گشتم چو عذرا

[1] آیۂ کل یوم ہو فی شان مراد است ۱۲

[2] اشارت است بحدیث انا احمد بلا میم

[3] اشارت است بآیۂ ما زاغ البصر وما طغی ۱۲

گہے شمع بہ بزمِ شب نشیناں
گہے صبح فروزندہ چو بیضا

تجلی کردم از رخسارِ خوباں
بکردم عاشقاں را مست و شیدا

بچوب و تار افگندم فسونے
کہ سازندے پرستاں نشہ بالا

بود صوتِ الست اندر سماعش
کہ تا جانہا کشد در حضرتِ ما

مسلمانم صمد خواند صنم کفر
برنگے کردہ ام ہر کس من ایما

بہر ذرہ کہ بینی نیست جز من
بہ بیں حُسنِ مرا در جملہ اشیاء

شدم از نطقِ مستاں شہ سخن سنج
نمودم از صُوَر رموزِ معنیٰ

ہست ظاہر چو خور بدیدۂ ما
حُسنِ اے شمع نورِ دیدۂ ما

حلقۂ باب رب پرستانست
قامتِ ہمچو نون خمیدۂ ما

کرد تاراج دین و دل یکبار
شہسوارِ فلک جریدۂ ما

کم نباشد ز رشتۂ مریم
رسنِ جان و تن تنیدۂ ما

ہست پائندہ تا بیومِ نُشُور
نسبتِ فقرِ حق رسیدۂ ما

داروئے جملہ دردمندانست
شربتِ لعلِ لب مکیدۂ ما

نورِ حق ست چشمِ مستاں شہ
بنگر پیدا اے خبر دیدۂ ما

از عشقِ او چو پردۂ پندار شد مرا
در طورِ دل تجلیٔ دیدار شد مرا

رفتم میانِ میکدۂ دل چو پُر خمار
آنجا ز ساقئ ازل اسرار شد مرا

چشمے کہ بود بہرِ رُخت گشتہ نقشبند
دروید حُسنِ مطلق تو چار شد مرا

کردم ز ہفت پردۂ دل چوں نگہ بروں
اسرارِ خلق جملہ نمودار شد مرا

دیدم جمالِ دوست بہر ذرّہ آشکار
ذرّاتِ کونِ مرأتِ آں یار شد مرا

سرّیکہ بود مخفئ اسرارِ کنت کنز[۱]
اندر بشر چو آئینہ اظہار شد مرا

خار و خسے کہ بود دریں باغِ دہرِ دوں
از حُسنِ دوست جملہ چو گلزار شد مرا

فانی بذاتِ مطلقِ دلدار چوں شدم
اسلام و کفر جملہ بیکبار شد مرا

یاراں خبر مپرس کہ مستانہ شہ چہ شد
از چشمِ خلق پردۂ ستّار شد مرا

اے زِ حسن و نطق و آوازِ خوش الحانِ شما
یوسف و عیسےٰ و داؤد است دربانِ شما

تاج و تخت و حسن و عشق و جملہ خلقِ کُن فکاں
از زبانِ احسن الخالق[۲] ثنا خوانِ شما

گر شہیدِ غمزہ ات شد یکجہاں گو باک نیست
خوں بہائے ہر دو عالم چشمِ فتّانِ شما

گر تو بخرامی بسروِ قد دریں صحرائے عشق
مے فتد سرہا چو گو در نزدِ چوگانِ شما

شد زلیخا طلعتاں مجنونت اے لیلائے من
یوسفاں در چاہِ کنعاں از زنخدانِ شما

کے بیاد آرد ز حوضِ کوثر و از سلسبیل
ہر کہ نوشد جرعۂ از آبِ حیوانِ شما

دیدۂ ما را بصیرت از شما اے گلرخاں
یا رب افزوں باد ہر دم حُسنِ خوبانِ شما

من کہ از بہرِ نثارت جاں بکف آوردہ ام
رُخ نما تسلیم سازم جاں بہ جانانِ شما

[۱] اشارت بحدیث قدسی کنت کنزاً مخفیاً فاحببت ان اعرف فخلقت الخلق لاعرف ۱۲

[۲] اشارت بمعنی فتبارک اللہ احسن الخالقین ۱۲

بود پژمرده دلم از وضعِ چرخِ سفله پر — گرده سیر ابش بیکدم زہرِ پیکانِ شما
عیدِ قرباں آمد و خواہم بہ تیغِ ابرویت — چوں ذبیح اللہ شوم اے کاش قربانِ شما

چشمِ مستت داد شہرت در جہاں مستور را
گشت مستاں شہ لقب در بزمِ مستانِ شما

زمراتِ دلارائے بدیدم روئے جاناں را — شدم سرمستِ دیدارش بنازم حسنِ خوباں را
ز دیر و از حرم از من چہ پرسی تو اے زاہد — نثارِ زلف درویش کردہ ام من کفر و ایماں را
کجا مہجور گردیدے ز ہجرِ یوسفِ گل چہر — اگر بر مصرِ دل بودے نظر آں پیرِ کنعاں را
چو جاناں حاضرست اندر دلِ ہر دردمندِ خویش — ازاں عاشق نمے خواہد بغیر از درد درماں را
ز الانسان[۱] قبا در بر ز کرّمنا بسر تاجے — ز قل اللہ بود تختے چہ دانی قدرِ انساں را
ز عکسِ ساقیِ وحدت چو مینائے طہورا[۲] مے — انا الحق میزند محفل کہ سازد ست مستاں را
ترا از کلِ شیءٍ[۳] یرجع باشد نفخ موطن — گذر از بندِ عقلِ خود رہا کن جملہ اوطاں را

بجز دیدارِ حق ہرگز ندیدہ چشمِ حق بینش
ز جان و دل بنازم چشمِ مستاں شاہِ عرفاں را

شاہد و شمع و مے و نغمہ و جام است اینجا — آنکہ از خود نرہید ست کدام است اینجا
چوں بری زاہدِ افسردہ دل از صحبتِ ما — طائرِ گلشنِ فردوس بدام است اینجا
طورِ عشقست بہش باش کہ از خود نروی — موسی آسا بخداوند کلام است اینجا
چند پرسید زلیل و زنہار از منِ مست — برخِ دوست کہ نے صبح نہ شام است اینجا

۱ے اشارت بحدیث قدسی کہ الانسان سری وانا سرہ و نیز ایما است بآیہ ولقد کرمنا بنی آدم و نیز اشارت است بہ قل اللہم مالک الملک تؤتی الملک من تشاء الخ
۲ے اشارہ بآیہ وسقیہم ربہم شرابا طہورا ۱۲
۳ے اشارت است از معنی کل شیء یرجع الی اصلہ و ایما است بآیہ ونفخت فیہ من روحی ۱۲

نه خدا گفتمت و نی بنده و نی حسن و نه عشق
بجز از دوست که داند چه مقام است اینجا

ای دل از سرِ هویّت تو بایں مردمِ چشم
نکتهٔ خاص مگو مجلسِ عام است اینجا

وحیِ مخفی رسد از عرشِ دلِ مستانِ شه
هر دم از دوست دو صد گونه پیام است اینجا

خورشیدِ رخ مپوش ز چشمِ بصیرِ ما
کز مهرِ تو پر است ضمیرِ منیرِ ما

بی روی دلفریبِ تو ای بادشاهِ حسن
هر شب رسد بگوشِ ملائک صفیرِ ما

این هر دو کون بازوی ما را کمان نکرد
بگذشت زین دو چلّه چو الماس تیرِ ما

بی شاهد و شراب نباشیم یکدمی
گر دیده از دو کون همین دلپذیرِ ما

زان شب که همنشین بجانان دمی شدی
پهلو زند بعرشِ معلّی سریرِ ما

زاهد چه منعم از رخِ نیکو همی کنی
ارشادِ ما چنین بنمود است پیرِ ما

مستیم از الست چو مستانه شه از آنکه
بسرشته شد به جوهرِ لعلت خمیرِ ما

ز شمسِ حسن بیفگن سحابِ اشیا را
به چشمِ ما بنما تو حقیقتِ ما را

فتاده ایم ز ما و منی به شرکِ دوئی
بیا و تو همه شو کن رها من و ما را

تو خود عیانی و با ما نهان همی گوئی
ز خود برآ که به بینی جمالِ مولی را

مپوش عارضِ وحدت به پردهٔ کثرت
مسوز ز آتشِ غم بیدلانِ شیدا را

ز جلوه گاهِ قدم زن بمحدثات قدم
ببین به مرأتِ عالم جمالِ زیبا را

زخلوتِ دلِ مایکزماں نقاب بگیر
نمائے رشک پری خانہ قصرِ جانہارا

نشیں چو مردمِ دیدہ دمے بدیدہٗ ما
زذرہ ہات ببیں تابِ حُسنِ بیضارا

بگیر پردہ زدامانِ محفل اے لیلی
بسازوالہ و مجنوں تمام دنیارا

مگوئے سرِّ حقیقت دلا بساحلیاں
کہ جز محیط نداند زبانِ دریارا

بگیر پردہ زرُخ اے جنابِ مستان شاہ
زتابِ حُسن برافروز طورِ موسےٰ را

زرخسارت فگن اے شاہدِ معنی تجلےٰ را
نکن پنہاں بہ چشمِ عاشقاں رخسارِ زیبارا

بطرۂ دلفروغی انگن ازماہِ جہاں تابت
کہ بینم در جمالِ خویشتن انوارِ موسےٰ را

برِیں فرعونیاں بنماز بحرِ نیل غرق آبے
کہ باتو نارسیدہ میکنند ازخویش دعوےٰ را

زخود رفتن بود شرطِ طریقت عارفِ کامل
کہ چوں رفتی زخود بینی جمالِ حق تعالےٰ را

نگس را ہمسری گردر ہوا تو بال افشانی
خسی باشی اگر در آب اندازی مصلّےٰ را

رواں در قالبِ مستانہ شہ آید زبعد الف
چو بکشائی زسِرّش کنفس لعلِ مسیحارا

ہست بذاتِ خویشتن راکعہ و سجودِ ما
زانکہ وجودِ حق نمود زآئینہ وجودِ ما

گشتہ وجودِ باطنم مقتبس از وجودِ او
نقش و نگارِ کُن فکاں مشعلۂ شہودِ ما

ہست عیاں چو در نظر نورِ جمال جلوہ گر
جسم ما نمودِ حق بود ایں ہمگی نمودِ ما

صورتِ حسنِ آں صنم گشتہ زما چو جلوہ گر
ذاتِ خدائی آشکارہست زہست و بودِ ما

نغمۂ صوتِ الست نعرۂ مستانہ شہ
یا اسفی[۱] ہمی زند نعرۂ ایں سرورِ ما

سرورا گمزدہ طلوعِ نورِ خدا از برِ ما — گشتہ آئینہ صفت روشنیٔ پیکرِ ما
پرتوِ نورِ قدیم ست درینجا کہ ستاد — چوں مقیمانِ جہاں خیلِ ملک بر درِ ما
طوطیم لیک بآئینۂ حیرت مائل — کہ شدہ حُسنِ پری جلوہ گہِ منظرِ ما
آنچہ بر دفترِ لقمان و فلاطوں نبود — میدہم با تو خبر گر تو بیائی برِ ما
گرچہ من سوختہ ام ہست مرا تاثیرے — مے شود صیقلِ آئینہ ز خاکسترِ ما
گشتہ از جنبِ من ایں خلقِ جہاں مستغرق — خلعتِ نور ازل کردہ خدا در برِ ما
بحقارت منگر سوئے فقیرانِ اسیر — کہ بود شاہِ رُسل در دو جہاں یاورِ ما

زاں مئے ناب کہ داد است مرا پیرِ مغاں
گشتہ مستانہ شہا مست ز پا تا سرِ ما

از تو یک لحظہ جدائی خوش نمے آید مرا — در وفایت بیوفائی خوش نمے آید مرا
مے زنم طبلِ خدائی عمرہا اے دوستاں — عینِ بحرم ناخدائی خوش نمے آید مرا
خود بود موجود اندر جزو و کُلِ کائنات — زاہدا ایں خودنمائی خوش نمے آید مرا
در فروغِ روئے جاناں جان و دل تسلیم کُن — پیشِ حُسنش جبہ سائی خوش نمے آید مرا

شاہِ ملکِ وحدتست اے آخول ایں مستانہ شاہ
جز لقائے حق گدائی خوش نمے آید مرا

[۱] اشارت است بآیت پیغمبری یا اسفیٰ علیٰ یوسف وابیضت عیناہ من الحزن ۱۲

باعشقِ تو من باختہ ام کون و مکاں را / کردم بفدائے تو صنم نام و نشاں را

کرد ست تجلی ہمہ جا وحدتِ مطلق / کو چشمِ بقا تا نگرد ذاتِ عیاں را

ہر کس کہ بنوشیده مے از ساغرِ وحدت / یک جو نستاند بخدا ہر دو جہاں را

نے را چہ مجال ست زند دم ز دمِ خویش / نائی بلبم از لب خود داده زباں را

از آیتِ[له] آفاق چو رفتیم بانفس / دیدیم عیاں بر دلِ خود جملہ نہاں را

در مرأتِ دل طے ہمہ رکن بہ کردیم / نا رفتہ ز جا سیر نمودیم جہاں را

در مزرعِ جاں کاشتہ دیدیم ہمہ خورشید / ہم عرش بریں روئے زمیں را و زماں را

چوں کرد طلوع ماہِ جمالش ز دل و جاں / از شوقِ جمالش بدریدیم کتاں را

از خود شده امروز چو مستاں شہِ بیدل
ترسم کہ کند کشف ہماں رازِ نہاں را

دل ز من بردی نمے آئی تو اندر دل چرا / لیلئ خوباں تغافل داری از محمل چرا

میکنی منعم تو از نظارۂ روئے نکوت / جانِ من ہستی بر آئینہ تو خود مائل چرا

نیم بسمل تیرِ مژگانت نموده آه آه / غمزۂ دیگر نہ فرمائی بریں بسمل چرا

چونکہ ممکن نیست پیش از وقتِ ثبت از نصیب / پس ز بہرِ نفس چوں ایں سعئِ بے حاصل چرا

چوں مسافر ہستی از دار الفنائے آخرت / بر سرِ پل کردی اے رہرو بگو منزل چرا

آنکہ میجوئی تو تیغ از بہرِ قتلِ عاشقاں / نیم غمزه مے نفرمائی تو اے قاتل چرا

کن شکارِ زاغِ نفس از بازِ تقوای اے عزیز / چونکہ ہستی صید افگن پہلواں کاہل چرا

[له] اشارت است بآیت سنریہم آیاتنا فی الآفاق وفی انفسہم

طفلِ دل گشتی مشبک آخر از تیرِ نگاه — اولت گفتم بر آں چشماں شدی مائل چرا
گر نہنگمِ بحرِ عشقے غوطہ در گرداب زن — ماندۂ خرمہرہ سا اندر لبِ ساحل چرا

چونکہ دلبر داری اندر بزمِ تو اے مستانہ شاہ
باشی اندر کُن فکان از عشق او بیدل چرا

عیاں ہر لحظہ مے بینم جمالِ بے حجابش را — کہ باشد ذرۂ خاور شعاعِ آفتابش را
عجائب قحط سالے قہرمانِ ذوالجلال عشق است — کہ دارد آبِ حیواں آرزو موجِ سرابش را
بدو کانِ جہاں بریاں جگر پارہ فروشانیم — کہ حُور العین عبیرِ جاں کند دُودِ کبابش را
کسے کو بر بُراقِ عشقِ جاناں عزمِ قربت کرد — مہ و مہر و ملائک حلقہ میگیر در رکابش را
مزن غماز تیرِ راہِ بدگو را بدرویشاں — نختیں شب کراماً کاتبین واند حسابش را

جوابِ آں غزل مستانہ شہ ناصر علی فرمود
بایراں مے فرستم تا کہ مے گوید جوابش را

از مُرغِ خوش الحاں چہ خبر گوشِ گراں را — از نافۂ آہو نرسد نفع خراں را
در محفلِ حسنت نبود بار خساں را — با منصبِ پروانہ چہ نسبت مگساں را
اے بوالہوساں گردِ سرِ گوش مگردید — در کعبہ و مسجد نگزارند سگاں را
غفلت زدہ گانکہ بر دنامِ و اَزکذب — در روزِ جزا حلۂ آتش بود آں را
طاعات فروشند پئے شوکتِ دُنیا — قرآں کنند حفظ چو مُرغِ دگراں را
تا چند کنند طعنہ بما زاہدِ خود بیں — یا رب بکن آگہ ز من ایں بے بصراں را

[illegible]

مستانہ شدم در غمِ عشقِ تو من اے شاہ
از ماہِ جمالِ تو زدم چاک کتاں را

تا مرا با خویشتن ہمخانہ کردی دلبرا
از خود و کون و مکان بیگانہ کردی دلبرا

از نویدِ ھو معکُم[۳] بیخود افگندی مرا
وز شرابِ فاذکرون مستانہ کردی دلبرا

شمع ساں افروختی یا رب جمالِ مہوشاں
مُرغِ جانم را در و پروانہ کردی دلبرا

کفر در کعبہ فگندی آتش اندر عاشقاں
تا کہ زلفینِ سیہ را شانہ کردی دلبرا

گہ بمسجد بُردیم از عشقِ خود گہ خانقاہ
گہ چو گبراں ساکنِ بُت خانہ کردی دلبرا

گاہ مخمورم نمودی از خمارِ ہجرِ خویش
گاہ ہستم از مے و میخانہ کردی دلبرا

سالہا مستانہ شہ پنہاں تو میباخت عشق
عاقبت در عالمش افسانہ کردی دلبرا

یکجہاں سودائے دوست ایں دلِ ناسورِ ما
ہفت انجم مے گدازد از شرارِ طورِ ما

از ظہورِ دوست ہر دم بر سرِ دارِ فنا
مے سراید خوش انا الحق ایں لبِ منصورِ ما

میکنم سرشارِ عالم بادہ ساں از یک نگاہ
آب از بیضائے وحدت خوردہ است انگورِ ما

بس تجلاتِ جمالِ وے فسردہ پیکرم
سرمہ بر چشمِ جہاں مے پرورد بر گورِ ما

کہ ز ایجادِ شہادت حقِّ حُسنِ وے رود
نالہ قدوس دارد چینئے فغفورِ ما

دم مزن زیں قصہ مستاں شہ کنوں از خویشتن
شور در عالم فتادہ از لبِ پُر شورِ ما

[۳] اشارت است بآیۂ ھو معکم اینما کنتم۔ و مضمون آیۂ کریمہ فاذکرونی اذکرکم واشکروا لی ولا تکفرون ۱۲

چوں فنا با حیٔ سبحانیم ما | کُلَّ یومٍ ھو فی شانیم ما

علمِ بحر و بر ز دل خوانیم ما | از تلامیذانِ رحمانیم ما

ذاکر و ندکور یک گردیدہ است | انا لیلی ہر زماں خوانیم ما

دار و انفاسم سرایت در جہاں | آں نفخت فیہ جانانیم ما

ذاتِ ما قائم بحی لا یموت | شان الآن کما کانیم ما

نشۂ ما از صبوح و بادہ نیست | مستِ عشقِ حسنِ جانانیم ما

صوفیاں گر آستیں افشاندہ اند | رخ نما تا جاں بر افشانیم ما

عرصۂ دنیا و کوئے معرفت | پنجۂ حق است و چوگانیم ما

غرقِ بحرِ وحدتیم و خشک لب | ہر زماں ھل من مزید خوانیم ما

از ازل تا بر ابدائے عاشقاں | محوِ حسنِ روئے جانانیم ما

جوشِ عشق است دیدۂ مستانہ شہ
زاں دو چشمش مستِ مستانیم ما

انگندہ ز پا حسنِ تو در کعبہ صنم را | عشقِ تو بہ لبیک رساند اہلِ حرم را

چشمت زدہ از غمزہ رہِ گوشہ نشیناں | مژگانِ تو بر قتلِ جہاں بستہ حشم را

ابروت کماں بر سرِ خورشید کشیدہ است | خطِ تو ز سنبل زدہ بر ماہ رقم را

اُستادِ ازل از قلمِ صنع نوشتہ | در مصحفِ روئے تو عیاں نونؔ و قلم را

شد بندۂ حکمت ز سمک تا بسماوات | از ملکِ قدم چوں زدی بر کون قدم را

لہ اشارہ آیات ن والقلم وما یسطرون ۱۲

چوں پیروِ دینِ تو ہمہ اہلِ عرب شد ——— زد نوبتِ معجزِ حُسنِ تو ز ہم ملکِ عجم را

مستانہ شہ از روئے یقیں گشت چو عارف
در کعبہ خدا جوید و در دیر صنم را

رفتارِ تو افگندہ ز پا کبکِ دری را ——— رخسارِ تو در کوہ نہاں کردہ پری را
آہوئے تو رم را بغزالِ ختن آموخت ——— جادوئے تو سِحر جادوگراں جادوگری را
منظور نہ شد پیشِ تو خونابۂ چشم ——— قیمت نبود ہیچ عقیقِ جگری را
تا چند کنی منع من از جلوۂ دیدار ——— زاہد بہل از بہرِ خدا ایں بصری را

مستانہ بر آں ساعدِ شاہ است قرارش
از چشمِ میفداز تو بازِ نظری را

شوم احیا کشم در بر اگر یک لحظہ دلبر را ——— چو عنصر روح را در بر کشد یا روح عنصر را
شبے دیدم بخوابِ خوش در آغوش آں پری پیکر ——— چو اختر بدر را در بر کشد یا بدر اختر را
بالماسِ نگاہش ایں دلِ من آں چناں پیوست ——— چو خنجر تیغ را در بر کشد یا تیغ خنجر را
بخود پیچاں ہمے بالد بہ گردِ لعلِ میگونش ——— چو شکرؔ مور را در بر کشد یا مور شکرؔ را
نگاہِ کحلِ ما ز اعنش فرو بردہ ز ہم مژگاں ——— چو محشر خلق را در بر کشد یا خلق محشر را
میاں بگرفتہ گیسو عارضش را اے مسلماناں ——— چو کافر کعبہ را در بر کشد یا کعبہ کافر را

افگندہ آتشِ عشقش بہ مستاں شہ چناں رقّت
چو مجمر نار را در بر کشد یا نار مجمر را

گرچہ غرقِ بحرِ عصیانیم ما — آیۂ لاتقنطوا خوانیم ما
کُن بشایانِ دربت ما را قبول — حضرتت را گرنہ شایانیم ما
در زمینِ عجز بہرِ وصلفت — عمرہا شد جبہ سایانیم ما
گر نباشد لامِ لطفت دستگیر — در خجالت تا ابد سانیم ما
عقلِ کل عاجز بماندہ در صفات — کُنہِ ذاتت را کجا دانیم ما
مورِ لنگیم و ضعیف و مضطرب — چوں نظر اُفتد سلیمانیم ما
خواجۂ ما رحم بر جمعِ ضعیف — بر در ست اللہ گویانیم ما
ورنباشی رہنما در وصلِ خود — ہمچناں اعمےٰ براہانیم ما
میکنم دریوزۂ وصلِ ترا — شیئاً للہ از گدایانیم ما
گر نگیرد پردہ از رُخ عارضت — در حجابِ سبعین مانیم ما

میکند مستانہ شہ از سوزِ دل
نالہا کہ وصل جویانیم ما

من خیالت اے صنم دایم بسر دارم بیا — از فراقت و مبدم شورِ دگر دارم بیا
خوردہ ام تیرِ نگاہت عرہے امداد کن — زخمِ پیکانِ ترا اندر جگر دارم بیا
تا بکے داری جفا بر عاشقانِ بیدلاں — جاں بلب آمد جمالت در نظر دارم بیا
ز آتشِ العشق نار اے شہ خادرِ لقا — از بُنِ ہر عضو عضوِ خود شرر دارم بیا
دردم آخر ہے گوید بتو مستانہ شاہ — جاں بلب آمد جمالت در نظر دارم بیا

قاصر بود از وصفِ جمالِ تو بیاں ها — در لیس کمثله شده از عجز زباں ها

حُسنِ تو چو در پردهٔ کونین نظر کرد — خورشید فروشد ز بغل آینه ساں ها

در قوتِ حُسنِ تو کسے تاب نیاورد — وز بازوے عشقِ تو شکستند کماں ها

جانها بکف آورده اند اینک همه عُشاق — تا در سرِ کارِ تو کنند جمله رواں ها

در کُنهٔ محیطت نه برد وهم و خرد پے — بسته ز صدف ساحلیاں باز دکاں ها

از مشرقِ جاں شمسِ جمالِ تو چو بنمود — مهتاب بشد در همه اجسام کتاں ها

محرم نشده هیچکس از خلوتِ وحدت — چوں آئینه مانده همه حیرت زده گاں ها

از ناله اگر وصلِ تو میگشت میسر — گر گوشِ فلک میشدی از جوقِ فغاں ها

از نام و نشاں برشده مستاں شه بیدل
تا دید ز مهرِ تو به هر ذره نشاں ها

ز من یاراں خبر بادِ صبا را — رواں در کوئے آں دلبر خدا را

نما سجده در پیش و آنگه رسانی — سلام بے عدد از من دعا را

بگو اے ماهِ برجِ کامرانی — ترحم مے نما مُشتِ گدا را

دو چشمِ سرمه سا اے پریوش — نمایم هر زماں لیل النهارا

دلم در بندِ زلفت رفته عمریست — نمیدانم چه شد آں مبتلا را

نه آخر ما و تو همراز بودیم — کنوں در کار کن مهر و وفا را

هماں عهدیکه بستم با تو اول — مرا یاد و فراموشی شما را

زہجرت آتشے در دل فتادہ　　　کہ مے بندد شرر بر سنگِ خارا
چو بسمل تا بکے در خوں بغلطد　　　دل ست این مضغۂ یا سنگِ خارا
کجا شد عشقِ بے پروا کجا شد　　　تعالیٰ شانہ آں نیک خوارا
اگرچہ غرقم اندر بحرِ وصلت　　　چو ماہی العطش دارم نگارا
جمالت جانِ من بے پردہ بنما　　　زرخ افگن ردائے کبریارا
نما بیضائے حُسنِ خود بعالم　　　زروے خود خجل کن مہر و مارا
مرا سجدہ بہ محرابِ دو ابروت　　　بود روز و شباں اے گُل عذارا

بہ مستاں شہ نما بے پردہ حُسنت
عیاں محبوبِ جانِ من خدارا

بادہ ہا در جان و مخموریم ما　　　شعلہ ہا تابان و چوں طوریم ما
چینئے جاں دار و آہنگِ شکست　　　در سماعِ خویش فغفوریم ما
گر ز قرنش دم زنم نبود عجب　　　سایہ چوں فانی بشد نوریم ما
ہر زماں باشد سلیمانے ز فقر　　　گرچہ پا اشکستہ چوں موریم ما
ہستئے عالم خیالے بیش نیست　　　مژہ تا برہم خورد گوریم ما
ہر نفس خشتے کنم از قصرِ عمر　　　اے اجل مزدے کہ مزدوریم ما
گے شوم گرمِ محبت با دو بیں　　　در مزاجش ہمچو کافوریم ما
گے فرود آئیم در باغِ جناں　　　جلوۂ حسنے کہ سرشوریدہ ایم ما

آمده از پردهٔ مستان شه برون
نزد چشمانش نه مستوریم ما

مے نبینم در دو عالم جز خدا — کآمده بر خویش خود را رهنما
از شهادت تیغ لا را بر کشم — سر کنم ز هفتاد و دو ملّت جدا
یا برآرم آتشے از دل برون — تا بسوزد قلبهائے ماسوا
هر طرف دیدار حق بینی عیان — گر بگویم نکتهٔ از ابتدا
باز براقے ز عشقم در رسید — تا کنم جولان با وج سما
شور اندازم میان قدسیان — از نوید علم تا کلها
باز بر کرسی نشینم همچو دل — باز بر عرش معلّی متکا
باز آید رفرفے از نور عشق — دو موکّل چون کرام بر را
در حریم وصل حق محرم شوم — خویش را در خویش بیند خود خدا
در عبارت این بیان آید طول — همچو علم جاهلان از نقطه با
بیقدم باشد خودی تا وصل دوست — چون ز خود رفتی نماید جلوه ها
مست میگردم ز تاب حسن او — هر زمانم خرّ موسیٰ صعقا

من که مستان شاه ملک قیصرم
حاکمم این قلعه هائے ربع را

حسن لیلی مے نماید چشم مجنون شما — وا هم مجنونان عالم زلف مفتون شما

بسکہ گشتہ یکجہاں خاکِ قدوبیت اے صنم … بوئے جاں مے آید از صحرا و ہامونِ شما
حُسنِ ساقی از جبینت گشتہ لامع جانِ من … موج صد خُم مے نماید لعلِ میگونِ شما
سُرخ در بر کرد از ناز و تنعم این نگفت … دامنِ قاتل شہیداں پُر شد از خونِ شما

ساخت جاری از دو چشماں رودِ خوں مستانِ شاہ
تا کہ آرد در کنار آں سمرِ موزونِ شما

ہنگامہ و صلت زوحدت درِ اینجا … ہم ساقی و ہم بادہ و ہم ساغرِ اینجا
از آتشِ رخسارش شد طورِ تجلی گرم … موسےٰ صفت اے یاران بینیم بزِ اینجا
تا ہستیٔ تو بر ہست دلدارِ تو پنہان است … چوں نیست شدی از خود خود دلبرِ اینجا
این دیرِ مغانِ اوست کز غمزۂ آن ساقی … افتادہ بہر گامے چندیں سرِ اینجا
از عجز رحیم آمد آں سرورِ غیوراں … شرش بکنار آورد چشمِ ترِ اینجا
با یکنفس این دانہ در مزرعِ جاں میکار … دیگر نفس از بارش مے بَرِہ بَرِ اینجا
از تابِ جمالِ یار در عشقِ رُخِ دلدار … میسوزد سپندِ دل در مجمرِ اینجا
در فرشِ حصیر ما مے نہ بادب پارا … خوابیدہ بہر بافش یک اژدرِ اینجا

آئینہ صفت گردید این محفلِ مستانِ شاہ
بنشستہ بشانِ حق صیقل گرِ اینجا

اے عکسِ عارضت آئینہ ام وحدت نما … مے نہ بیند در جمالت دیدۂ ما جز خدا
از دو چشمت نقشۂ ہو را تصور میکنم … زانکہ ہو اللہ بشد از وے مرا نشو و نما

برقِ خسارت تجلی میکند برطورِ دل　　آتشِ حسنِ تو اندرِ آ منم دارد انا
حقهٔ لعلت شفق بخشیده در ہفتم زمیں　　نورِ دندانت تجلی کرده بر ہفتم سما
چشمِ میگونت ز مستی راهِ مستاں راز ده　　غمزهٔ سحر آفرینت کرده عالم را زجا
تیغِ ابرویت مسخر کرده آفاقِ جہاں　　پنجهٔ حسنت ستد از سر کله بر جبیں را
گشته رخشاں از جمالت شعلِ سیارگاں　　برده آئینه ز حسنت مهر و مه اندر سما
حجِ اکبر کعبهٔ روئے تو شد بر عاشقاں　　طاقِ ابروئے تو باشد اے صنم قبله نما
سجده بر محراب [ابروئے] تو فرضِ عاشقاں　　کآفتابِ حسنِ تو ذاتِ خدا را شد ردا
شاهدِ عرفانِ وحدت اے شه لاریب غیب　　جز تو اندر کُن فکان دیگر نباشد ماطغیٰ

دوش یک جلوه نمودی از جمالِ بیمثال
کرد مستاں شه ز عشقت جامهٔ جاں را قبا

نیم کرشمه ناز ده نرگسِ نیم مست را　　مستِ شرابِ غمزه کن باده کشِ الست را
در شکنانِ طرّه‌ات بسته دلِ شکستگاں　　تا نشود چو زلفِ تو تاب مده شکست را
بر فگن از روئے برکشا اے پردهٔ زلف بازگیر　　عارضِ حق نما نما عاشقِ حق پرست را
قامتِ تو قیامت است ہر نگهٔ تو محشری　　محشر تازه کن بیا چشمِ سیاه مست را

مستانه شه چو بسملت گشته بخوں مشتعل
توسنِ نگه رہا رہا ناوکِ دل نشست را

شعلهٔ دیدار دارد یارِ ما　　پرتوِ انوار دارد یارِ ما

نقطۂ و پرکار دار دیارِ ما — ثابت و سیّار دار دیارِ ما
از بشر روپوش آمد آں صنم — بوالعجب اطوار دار دیارِ ما
گاہ عاشق گاہ معشوقی کند — خود ہمہ کردار دار دیارِ ما
مشتریٔ خویشتن خود آمدہ — گرمیٔ بازار دار دیارِ ما
زلفِ سنبل روئے گل غنچہ دہن — صد چمن گلزار دار دیارِ ما
از سنانِ غمزۂ و تیرِ نگہ — کُشتہ ہا بسیار دار دیارِ ما
غمزہ خنجر تیغِ ابرو تیرِ ناز — عاشقاں را زار دار دیارِ ما
ایں چنیں پرسی کہ برد دین و دل — یارِ ما و یارِ ما و یارِ ما
چونکہ خود بیں گشتہ اندر خویشتن — آئینہ درکار دار دیارِ ما
مے نماید دائما سیرِ جہاں — صد جہاں گلزار دار دیارِ ما
رحمتش سبقت ز جرمِ ما برد — فضل ہا بسیار دار دیارِ ما

رفت مستاں شاہ باقی حق بماند
خوش عجب اوتار دار دیارِ ما

گردیدہ بے نشاں چو عنقا نشانِ ما — یعنی شدہ بقافِ قدم آشیانِ ما
ما پہلوانِ کشورِ فقرِ حقیقی ایم — بشکستہ بازوئے دو جہاں را کمانِ ما
پنہاں شدم بہ پردۂ لا یعرفوا ز خلق — تحتِ قبابِ حضرتِ عزت نشانِ ما
آمد محک وجودِ من از بہرِ نیک و بد — سیفِ خدا بہ گردنِ اعدا لسانِ ما

درکعبهٔ جمالِ آلهیم چوں خلیل | بشکسته گشته از حرمِ دل بتانِ ما
ظاهر اگرچه در پوئچ هستیم جلوه گر | باطن بعرشِ حضرتِ اعلےٰ مکانِ ما

مستانه شه چه گفته دراں شاهِ[لہ] حق پسند
دنیا چراگاه کمینه خرانِ ما

شد پیکِ وصال از دور۔ افگن خبرت را | خورشیدِ جمال آمد۔ بکشا نظرت را
آں شاهدِ بے همتا۔ افگنده زرخ پرده | خورشیدِ حقیقت کن۔ جسمِ قمرت را
تو طائرِ لاهوتی۔ پابند نه در دنیا | بر چرخِ نهم افشاں۔ ایں بال و پرت را
در بحرِ وجود عشقش۔ گردیده چو غواصاں | خواهد ز صدف آور و بیروں گهرت را
از عالمِ خود بینی بگذر که خدا بینی | از خود بخدا سالک۔ میکن سفرت را
از نخل نهٔ کمتر۔ اے عاشقِ دیدارش | کاورده انا الله بارے ہیں ثمرت را

بنشسته شهِ لاریب درخلوتِ مستانِ شاه
گردی چو باو فانی۔ یابی خبرت را

الٰهی روشن از نارِ تجلی کن چراغم را | بده پنبه ز کامِ حضرتِ منصور داغم را
نما نطقم بالهامِ خفی یکرنگ یا الله | محمدؐ وار گردانی خداوندا بلاغم را
بیفزوں دمبدم از حسنِ خود عشقِ دل و جانم | بکن لبریز از جامِ وصالِ خود ایاغم را
چناں آنچیؐ بمعراجِ جمالِ خود عطا فرما | که گیرند از پرِ عنقائے عشقِ تو سراغم را
رسد بالمنتهیٰ دل را رساں پیکے بهر ساعت | بگرداں مخزنِ اسرارِ خود صدرِ فراغم را

[لہ] یعنی حضرت مولانا مخدوم بهاؤالحق صاحب ملتانی قدس سره العزیز

مکن پژمرده از هجر جمالت این دلِ مجروح
معطر از نسیمِ وصلِ خود گردان دماغم را

همے خواهد به نورِ مصطفیٰ مستانه شه یارب
که روشن تا ابد از عشقِ خود داری چراغم را

پیامِ قربت از پیکِ جمالِ حق رسید اینجا
دل و جانها باستقبال مے باید کشید اینجا

مسرت خواهی نساید آسمانِ فقر اے منعم
چو ماهِ نو ز عجزِ خویش مے باید خمید اینجا

صیام از چشم و گوش و کامِ زین دنیا اگر گیری
ترا در وصلِ جاناں هر نفس باشد دو عید اینجا

دبستانِ محبت نیست جائے شکوه جز حیرت
زباں در سرمه باید کرد از گفت و شنید اینجا

بیا گر کو بلائے عشق را از جاں خریداری
به تیغِ ابروے دلدار میگردی شهید اینجا

هر آنکو طالبِ دیدارِ یارِ جاں نواز آید
چو آهو از دو عالم نزدِ چشمانش رمید اینجا

بکنت کنز جانت گر بود قفلے ز دستِ نفس
بهر تارے نگه بربسته یک عالم کلید اینجا

ببین در بزمِ مستاں نشه گر شد از تابِ حسنِ او
هزاراں چشم از حیرت چو آئینه سفید اینجا

چو حسنِ شاهدِ معنی ز صورت سر کشید اینجا
بچشمِ عاشق و معشوق خود را خود بدید اینجا

تجلی از تعیّن بر تعیّن کرد آن جانان
ز چاکِ سینهٔ عشاق آخر سر کشید اینجا

چو در بزمِ خلائق کرد ظاهر سرِّ جاناں را
بدارِ عشق دستِ شرعش از غیرت کشید اینجا

اگر چشمِ یقیں داری ببیں در سمع و نطقِ خود
بجز حسنِ ازل باشد که در گفت و شنید اینجا

مخور از بے بری ها غم ایا طالب بیا بشتاب
بامرش بار از توحید آرد نخلِ بید اینجا

شماری چند سال و خدمتِ عمرِ طویلِ خود	چو پروانہ وصالِ شمع را از جاں خرید اینجا
بہ بینی تاجِ کرمنا بسر روزِ جزا از لطف	اگر از عشقِ آن جاناں شوی ہر دم شہید اینجا

بہ قلبِ مردگاں از دیدِ مستاں شاہ حقانی
نفخت فیہ من روحی بہر ساعت دمید اینجا

زقالِ من ہمہ آگہ شوید حالِ مرا	زموجِ مطلق مینائے مے مثالِ مرا
برند کوثریاں ہمچو چشمۂ زمزم	برائے عنبرِ زلفشانِ خود زلالِ مرا
بہ نطق و سمع و بصر فاعلِ حقیقی کیست	بگو جواب تو اے زاہد ایں سوالِ مرا
کمالِ حق ہمہ جا ظاہرست لے احول	چرا یقیں تو نداری ز حق کمالِ مرا

چو کردہ پردہ ز رُخ دلربائے مستاں شاہ
زحُسنِ خویش بر آتش فشاند بالِ مرا

دلم را بردہ از کف باز ایں پیراہنِ مینا	ز بہرِ وصل می خواہم گرفتن دامنِ مینا
شبِ تاریکِ دنیا را چراغے گر بود درکار	بجز نارِ تجلی نیست اندر ایمنِ مینا
چو منصورِ تہی از خویش اندر حضرتِ جاناں	انا الحق میزند ہر دم بسر غلطیدنِ مینا
جہاں را تیرہ میساز دنقابِ عارضِ ساقی	رواں میگیر و از یاراں نفس دزدیدنِ مینا
ترا اگر چشمِ فرشِ حسنِ جاناں باشد اے طالب	ہزاراں جلوہ میخیزد بخود بالیدنِ مینا
نشانِ سایۂ حسنِ پری باشد بگر او را	جہاں را مے بر دا ز خود نگاہِ دیدنِ مینا
چراغاں جادہ را سازد زگریہ کردنِ ساغر	گل از رخسارِ مجلس ریزد از خندیدنِ مینا

حواسِ من کہ جویا بود وصلِ آں پری پیکر
چو بوئے گل فنا گردید اندر گلشنِ مینا

اگر پرسد نشانِ حالِ مستاں شہ بگوئیدش
فرو چوں موج مے گردید اندر دامنِ مینا

ماہِ مدثر نقاب آں کیست شہ بطحےٰ
شمسِ شریعت مآب آں کیست شہ بطحےٰ

تاجِ کرمنا سزا شاہِ مزمل قبا
ذاتِ خدا را ردا آں کیست شہ بطحےٰ

بادشہِ انس وجاں واسطۂ کن فکان
اُمّیٔ علم بیاں آں کیست شہ بطحےٰ

حضرتِ طٰہٰ لقب میرِ قریشی نسب
فخرِ عجم ہم عرب آں کیست شہ بطحےٰ

مرکزِ پرکارِ کُن واقفِ علمِ لُدن
دُرجِ حقیقت سخن آں کیست شہ بطحےٰ

حاملِ وحیٔ جلیل مُرسلِ نوح و خلیل
پیکِ درش جبرئیل آں کیست شہ بطحےٰ

دلبرِ مستاں شہ عرش ورا منکا
خواجۂ ہر دو سرا آں کیست شہ بطحےٰ

آں یار گفتا کیستی؟ گفتم ثنا خوانِ شما
گفتا چہ خواہی خویش را؟ گفتم کہ قربانِ شما

گفتا کہ چونی از الم؟ گفتم کہ در خوں بسملم
گفتا کہ بودہ قاتلت؟ گفتم کہ مژگانِ شما

گفتا کہ در خلوت صفا؟ گفتم کہ در دیر ست جا
گفتا کہ زد راہِ ترا؟ گفتم دو چشمانِ شما

گفتا مگر تو عاشقی؟ گفتم یہ حسنت اے ملیح
گفتا کہ جوقِ کن فکاں؟ گفتم کہ حیرانِ شما

گفتا فغانِ تو چہ بود؟ گفتم کہ دین و دل ربود
گفتا کہ کافر یا یہود؟ گفتم کہ ترکانِ شما

گفتا کہ حسنِ مہر و ماہ؟ گفتم کہ بر بودہ ضیا
گفتا بگو تو از کجا؟ گفتم کہ از خوانِ شما

گفتا ہلال عید ہیں؟ گفتم کہ ابرویت یقیں
گفتا کہ گفتت اینچنیں؟ گفتم کہ مژگانِ شما

گفتا تجلائے خدا؟ گفتم کہ حُسنِ دلربا
گفتا کہ نورِ مصطفیٰ؟ گفتم کہ عنوانِ شما

گفتا کہ فتنہ در جہاں؟ گفتم کہ چشمِ جادواں
گفتا کہ شورِ کن فکاں؟ گفتم نمکدانِ شما

گفتا رخِ حور و پری؟ گفتم کہ حُسنِ خاوری
گفتا کہ ختمِ دلبری؟ گفتم کہ بر شانِ شما

گفتا کہ اے شیریں سخن؟ گفتم کہ اے گل پیرہن
گفتا کجا داری وطن؟ گفتم بہ ہجرانِ شما

گفتا کہ رخشِ ناز را؟ گفتم بتاز اے مہ لقا
گفتا ازل تا بر ابد؟ گفتم کہ میدانِ شما

گفتا کہ اے مستانہ شہ! گفتم کہ جز تو لا الٰہ
گفتا چہ داری مدعا؟ گفتم کہ عرفانِ شما

جلوہ ات خوابِ عدم بنمودہ دوش آئینہ را
کز نگاہے تا ابد بردہ ز ہوش آئینہ را

از گُلِ رخسارہ ات اے دلبرِ گل پیرہن
ساختی در بزمِ عالم گل فروش آئینہ را

از غرورِ حُسن رہ بر عاشقاں بربستہ است
بُردہ گر مشاطہ یاراں رو بروش آئینہ را

تا نظر افگندی از چشمانِ آتشگونِ خویش
چوں خُمِ وحدت بیاور دی بجوش آئینہ را

صد چمن بالید از خونِ شہیداں سُرخ و سبز
چوں نظر افتاد از شوخی بگوش آئینہ را

چوں کہ ظاہر کرد رمزِ حسن تو در کُن فکان
زاں سبب کردند عقلا ردپوش آئینہ را

صاف شد از زنگِ ہستی لوحِ دل مستانہ شاہ
جلوۂ جاناں گرفت از چار سوش آئینہ را

شعلہ دارد آتشِ طور از دلِ صد چاکِ ما
سوخت از برقِ تجلی دامنِ افلاک را

گر سبوئے تن شکست اے عاشقان باشد چہ باک | بادۂ جانست معلق تا ابد در خاکِ ما
کم نمیگردد ز مینائے دلم حسنِ پری | ریشہ دارد از ازل تا بر ابد این تاکِ ما
جز جمال دوست ہرگز نمے بیند در جہاں | سرمۂ ازمازاغ حضرت دارد این ادراکِ ما
زندۂ جاوید باشند واصلانِ بزمِ عشق | لا یموتون گفتہ اینجا سیّدِ لولاکِ ما

ہست مستغرق بذاتِ ذوالمنن مستانہ شہ
مے برآید تا ابد نورِ ازل از خاکِ ما

میرسد از عرش دل ہر لحظہ این الہام را | لیس فی الدّارین غیری کاملِ تمامِ ما
آمدم از قافِ قدس و میروم در قافِ قرب | آنچہ بود آغازِ ما خواہد شد آں انجامِ ما
از صفای عشق او اے طالباں تا یومِ حشر | ساقی از صافِ قدح میریزد اندر کامِ ما
طائرِ لاہوتیم از اوجِ عزت آمدہ | چند روزے خال و زلفش گشتہ ہمچوں دامِ ما
رمزِ پنہاں مے نمودم با انا اندر وجود | شہرۂ آفاق گشتہ عاقبت خودکامِ ما
رم نمود از کوچہا بیضائے گردوں سایہ وار | چوں برآمد آفتابِ حسنِ تو از بامِ ما

گشت کافر ز دو چشم کافرش مستانہ شہ
باد قرباں پیشِ کفرش یک جہاں اسلامِ ما

وقت شد تا بر فشانم اوجِ این نہ بام را | حاملانِ وحی را خوانانم این الہام را
نیست اندر جبہ ام اے قدسیاں الا خدا | چند گردی ہمچو پرکار عالمِ اقسام را
کُلُّ شئٍ یرجع سازم نفخت فیہ روح | آنچہ بود آغازِ من خواہم نمود انجام را

مہر عین و باء و میم و لام و تا سازم جدا
چوں ز لام و از الف من بر کشم صمصام را

آتشِ طور از دلِ من شعلہ ور گردیدہ است
تا ز تابِ خویش سازد پختہ چندیں خام را

در حریمِ کعبۂ دل وصلِ جاناں یافتم
چوں نو شہرِ دل کشم لے بیخبر من گلم را

بے جمالش محفلِ ما غوطہ در خوں مے خورد
ایں خبر از من رساں آں ساقئ گلفام را

کردہ از لطفِ و ہابش بر من اے مستانہ شہ
تحتِ حکمم ہمچو دستم رشتۂ ایام را

ساقیا سرمستِ وحدت کن ز چشمت تام را
صبحِ دولت ساز لامع ظلمتِ ایں شام را

بر فگن عکسِ جمالِ خود بہ بزمِ عاشقاں
ساز از نارِ تجلی پختہ چندیں خام را

میزنم ناقوسِ عشق اے دلبرِ ترسائیم
پیشِ کفرِ زلفِ تو سازم فدا اسلام را

تا نگردی کافرِ عشقش مسلماں کے شوی
نزدِ شیخِ شہر مے بر از من ایں پیغام را

ماضی و مستقبلت تجرید و تفرید است و بس
دی و فردا مے شمر آغاز و ہم انجام را

بود خاصاں را خطاب لن ترانی قبل ازیں
رخصتِ نظارہ فرمودی کنوں ہر عام را

گر نویسد نکتۂ از سرِ جاں مستانہ شہ
شعلہ خیزد از قلم آتش زند ارقام را

جلوۂ حسنِ تو سازد بیقرار آئینہ را
ہر نفس گیرد جمالت در کنار آئینہ را

کرد معشوقِ ازل بنیاد عشاقی ازو
زاں سبب بر خویش دارد ہر نگار آئینہ را

شوخی از شاہد بود ہر جا کہ باشد در جہاں
دیدہ باشی لوحِ سادہ صد ہزار آئینہ را

حسنِ خود را خود تماشا میکند دلدارِ من
ورنہ کے طاقت بود در دیدِ یار آئینہ را

کردہ از اعجازِ حُسنِ خویش آں دلدارِ ما
ہمچو مینائے پری یک جلوہ زار آئینہ را

چونکہ دیدند مزرعِ سادہ ز نقشِ ہر دو کون
گلرخاں از ناز کردند گلعذار آئینہ را

گفت مستاں شہ ترا گر میلِ وصلِ ما بود
ہر زماں اندر حضورِ ما بیار آئینہ را

فوجِ مژگانِ تو دارد خار خار آئینہ را
عکسِ رخسارِ تو دارد گلعذار آئینہ را

صاف کن از زنگِ ہستی چوں سکندر آئینہ را
از میانِ چار دیوارش برآر آئینہ را

تا بکے داری گرو در بت کدہ اے بیخرد
وقفِ حسنِ خویش کردہ کردگار آئینہ را

شش جہت را بجہت مے بیں تو اندر خویشتن
از دوئی اے خیرہ سر یکدم کنار آئینہ را

گر بہ نزدِ اہلِ دولت رفت صاحبدل چہ باک
مے برد در بالِ قمری روزگار آئینہ را

پردہ چوں از رخ گرفتی زاں دو زلفینِ سیہ
از پریشانی نمودی سوگوار آئینہ را

من شدم خود بیں بخود در حسنِ خود مستانہ شہ
تا ز شغلِ کبریا گشتم دوچار آئینہ را

اے نورِ تقدّسِ تعالےٰ
سردارِ دو کون شاہِ بطحےٰ

تا مظہرِ اسمِ تو جہاں شد
شد مظہرِ ذات از مسمےٰ

عالم بعدم نہاں چناں بود
گر نورِ تو مے نہ گشت پیدا

واللیل بگیسوے تو سوگند
والشمس بروئے تو اے دل آرا

طٰہٰ بہ جبینِ تست طغرا
منقوش بہ بازوئے تو فتحنا

لولاک بقدِ تو قبائے
قرآں بہ وصفِ تست یک با

آدم بوجود شد طفیلت — از مهرِ تو مه بگشت حوّا
عکسِ تو بتافت چون بیوسف — بر بود ز جا دلِ زلیخا
چون تافت فروغِ عارضِ تو — مسجودِ ملک بگشت بابا
از لعلِ لبِ تو قطره چون یافت — احیا بنموده مرده عیسیٰ
از مهرِ رخت چو ذره بگرفت — تابید به طور ماه موسیٰ
آن جملہ پیمبرانِ پیشین — گشتند ز نورِ تو هویدا
سرخیلِ جمیع انبیا تو — سر دفترِ کائنات شاها
مستانه شده است اُمّتِ تو — بنمای بوی جمالِ زیبا

میسر نه بکامِ او صبوحے — گر خویش خبر نباشد او را
لعل و رُخِ یار ماست اینها — یا مهر و مہِ سماست اینها
نه مهر و مه غلط نمودم — یا مهر و مه از کجاست اینها
حسن و خط و خال و خلقِ نیکو — جز تو صنما کراست اینها
نه حلقهٔ زلف و تاب گیسو — دامِ دلِ مبتلاست اینها
تیرِ نگه و دو چشمِ جادو — با ما همچو منی سزاست اینها
دل بردی و رُخ نهان نمودی — جانانه سرِ وفاست اینها
جور و ستم و جفا خواری — با خسته دلان رواست اینها
جز ذاتِ خدا جهان سراسر — در کلّ شیٍ فناست اینها

در حسنِ بتاں مبیں بجز حق | کائینۂ حق نماست اینہا

نہ جور و جفا ز دوست باشد
مستانہ شہا وفاست اینہا

تا حسنِ تو گشت جلوہ فرما | ہر ذرّہ گرفت قرصِ بیضا
چوں حسنِ قِدم گرفت محمدؐ شد | ظاہر بنمود رمز احمد
بیضلئے رخت چو گشت تاباں | ذرّاتِ دو کون شد ہویدا
خورشید جمال گشت لامع | عالم بنمود مستِ صہبا
ہر رنگ کہ بود سرخ یا زرد | زجاجۂ عالم آں دلارا
بنمود جمالِ خود ہماں رنگ | از زرد و کبود و نیلی آسا
گردید ز لطف و قہر ظاہر | ایں کفر و یقین و گبر و ترسا
فی الجملہ ہمو ست فاعل از خویش | در کسوتِ نقشِ جملہ اشیا

مستانہ شہا نہاں فروکش
اسرارِ نہاں مگو ہویدا

بجز وصلت نباشد مطلبِ ما | نشنود ایدوست یا رب یا ربِ ما
بود چوں لیلۃ القدر از صفائی | بیادِ کفرِ زلفت ہر شبِ ما
سپارم بر تو جاں بر لب رسیدہ | اگر یکدم نہی لب بر لبِ ما
نہ در کفرم قرار است و نہ اسلام | نمیدانم چہ باشد مشربِ ما

بجز مشقِ خموشی مے نہ گنجد
خواصِ سرمہ دارد مکتبِ ما

نہاں در برجِ شب گردید خورشید
چو لامع گشت از دل کوکبِ ما

بیکدم لامکاں مستانہ شد ما
چو رفرف طے نمود ایں مرکبِ ما

نگن ز عارضِ خود طرۂ سمن سا را
مسوز ز آتشِ غم بیدلانِ شیدا را

چو داغِ عشقِ تو بگزیدہ ایم از عالم
منہ ز ہجر دگر داغ ایں دلِ ما را

بگیر پردہ ز رُخ اے مہ دو ہفتۂ من
خجل ز عارضِ خود ساز ماہ و بیضا را

گذر چو خضر بنی ساز یکدمے از لطف
ببیں بہ چشمۂ ایں چشم موجِ دریا را

ز بہرِ جلوۂ محبوبے تو مستاں شاہ
کشود چشم چو مرأتِ دل سراپا را

نہ گنجد غیرِ عشقت در دلِ ما
سرشتند در غمت خشت و گلِ ما

نباشد یکنفس اے دوست بنود
بجز ذکرِ تو اندر محفلِ ما

ز مہرِ ہر دو عالم در گذشتیم
چو تاباں گشت مہرت در دلِ ما

نباشد مشربم جز عشقبازی
ہمیں تلقین دادہ مُرشدِ ما

ازیں قطرہ بجز دریا مجوئید
شدہ غرقِ محیطش ساحلِ ما

مقامِ ما چہ میجوئی ز سدرہ
بجوز قافِ قربت منزلِ ما

بہر رمزیکہ بکشودی ز کونین
بجز وصلت نشد حلِ مشکلِ ما

تو بودی عاقبت از جمله پیدا | بشد باطل خیالِ باطلِ ما

چرا مجنونی مستاں شَہ بعالم
شدہ لیلی عیاں از محفلِ ما

ز پردہ آبروں یکدم نگارا | ز رُخ افگن نقابِ خود خدارا
دو زلف از پیش عارض دور گردن | نہی بر گنج تا کے اژدہارا
ز مہرت جان و تن گردید معمور | دلارا شاہد اسیمیں عذارا
نمودی سر متا چشمانِ جادو | فنا تر کردہ اہلِ فنارا
رسد در پایۂ شاہی سر من | اگر از لطف بنوازی گدارا
نہاں در سینہ عمرے بود عشقت | ز ہجرت گشت آخر آشکارا

مشو از چشم مستاں شاہ مستور
ندارد زندگی بے تو خدارا

نے نوگشتہ ام چونائی ہا | میکنم نالہ از جدائی ہا
یادِ اصلی نمیکنی لے رُوح | تا بکے برگِ بیوفائی ہا
درگذشتم ز زہد و ز تقوے | تا بکے لافِ پارسائی ہا
کشتۂ حق رہا مکن در معج | کم کن اے عقل ناخدائی ہا
مے کند دلربا بہر ساعت | دلبری ہا و دلربائی ہا
زلفِ تو کردہ تیرہ عالم را | حُسن تو دادہ روشنائی ہا

آہ کز قافِ قربِ بستانِ شاہ
چند داری گریز پائی ہا

گذار زاہدِ خود بیں مقالِ تقوے را
مزن بشانۂ تلبیس کاکُلِ مارا
ز زہد و کشف و کرامات تا بکے لافی
مکن بہ اہلِ خرد گفتگوئے بیجارا
گہے ز نفل و گہ از سبحہ و گہ از تہلیل
سخن کثیر بود و جملہ اہلِ سودارا
نمودۂ ز شرافات دانۂ تسبیح
چو سنگ خارہ ہمہ مہرہ ہائے دلہارا
بگیر سلسلۂ گیسوئے بُتے در چنگ
شکن بکوئے محبت زجاجِ تقوے را
نماے سجدہ بہ محرابِ ابروئے شب و روز
ببیں ز صورتِ ظاہر جمالِ معنے را

نگر بپایۂ شاہی رسی چو بستانِ شاہ
ہزار شکر بگو حضرتِ شہنشارا

دوستاں از سرِ آں کوے میارید مرا
گر شوم خاک برآں کوے گذارید مرا
تا بکے جلوہ دہی حور و قصورِ رضواں
نیستم طالبِ ایشاں بگذارید مرا
من کہ شوریدہ سرِ عشقِ بتاں گردیدم
دیگر از ناخنِ کونین مخارید مرا
چوں شمارید غلامانِ درِ شاہدِ عشق
از غلامانِ غلامش بشمارید مرا

بحضورِ شہ بستاں میارید زر و سیم
شاہد و مطرب و ساقی و مے آرید مرا

رشکِ خورشید شد از حسنِ تو کاشانۂ ما
جلوۂ نورِ قدم تافت ز غم خانۂ ما

از کفِ تارِ نگاهِ تو ایا شاهدِ عشق — ساغرِ طور گرفت این دلِ دیوانهٔ ما
مے بکف نے بدہن جلوه کناں مے آئی — بارک الله بیا دلبرِ جانانهٔ ما
قصهٔ عشقِ من و حسنِ تو پنهانی نیست — پُر شده گوشِ ملایک همه ز افسانهٔ ما
ملکِ دل گشته منور لله الحمد آخر — خیمه زد حضرتِ سلطان بویرانهٔ ما
هر شبے رمز انا مے شنوم از دلِ زار — گردشِ شمعِ تجلی است به پروانهٔ ما

جز سعیداں نہ پذیرند شقی مستان شاه
بادهٔ روز الست است به پیمانهٔ ما

از چشمهٔ سقا شده سر سبز باغِ ما — وز بادهٔ خدا است لبالب ایاغِ ما
از ملهمه نموده گذر مطمئن شده — فخارِ بلبلان جهاں گشته زاغِ ما
چوں نخلِ ایمن از پئے موسئے صفاتیاں — روشن شده ز نورِ تجلّی چراغِ ما
پنهاں شدم بپردهٔ لا یعرفوا ز خلق — گیرند از نگاهِ دو عالم سُراغِ ما
مستانه شه ز عشقِ خداوندِ ذوالجلال — پهلو زند به مهرِ سموات داغِ ما

بیوفا دلبرِ من عهد و وفا نیست ترا — رحم بر عاشقِ غمدیده چرا نیست ترا
تا کے از چلهٔ زر گوش گراں اے شه چیں — هیچ سو نیست که شورے ز گدا نیست ترا
میکشی عاشقِ بیدل تو به شمشیرِ جفا — خوف بر دل مگر از روزِ جزا نیست ترا
وعدهٔ وصل نمائی تو بفرداۓ صباح — عمرها رفت که امروز و صبا نیست ترا
تو ز خوباں چه وفا میطلبی مستان شاه — یاد از یوسف و یعقوب چرا نیست ترا

کردہ ام من کعبۂ دل حسنِ نیکوئے ترا / قبلۂ جاں ساختم من طاقِ ابروئے ترا

عیشو و احیا پس از صد سال ایں عظم رمیم / گر بیابم در مشامِ خویشتن بوئے ترا

گر نثارت گشت کونین اے صنم باشد چہ باک / کے بہا باشد دو عالم یکسرِ موئے ترا

رم نمودہ عاشقاں از خویش و از کون و مکاں / چوں بدیدند یک نگاہِ چشمِ آہوئے ترا

سروِ شمشاد و صنوبر رفتہ از خجلت بخاک / تا بدیدہ خوشخرامِ قدِّ دلجوئے ترا

عاشقانِ شاہدِ بزمِ الست اے دلربا / با بسم اللہ خواند خالِ ہندوئے ترا

تا کہ خاکِ کوئے او مستانہ شہ گشتہ بہ چشم
توتیا سازد جہاں خاکِ سرِ کوئے ترا

گردیدہ بے نشاں چو عنقا نشانِ ما / یعنی شدہ بہ قافِ قدم آشیانِ ما

از کاف و نون عروج نمودیم در طلسم / چوں شد بری ز دال و الف جسم و جانِ ما

ما پہلوانِ کشورِ عشقِ حقیقی ایم / بشکستہ بازوئے دو جہاں زا کمانِ ما

از اکل و شربِ خویش چگویم نعیمِ ما / گستردہ اند نورِ تجلّے بہ خوانِ ما

اندر فروغ عالمِ خورشید منظرش / مہتاب جلوہ گشت سراسر کتانِ ما

ما چوں نے ایم و نائی ما جملگی ہموست / گردیدہ چوں بلاغِ محمد بیانِ ما

گردیدہ ایم عارفِ باللہ خلیلؑ وار / بشکستہ گشتہ از حرمِ دل بتانِ ما

گرو و عدو بہ خنجرِ ابں نطقِ من قتیل / سیفِ خدا بہ گردنِ اعدا لسانِ ما

مستانہ شہ صفت بشدم محوِ ذاتِ حق / آنجا نہ نام ماند بجائے نشانِ ما

انگن از رُخ نقاب اے مولے — چند وعده نمائیم فردا
نیست دیگر صبوریم بینو — جان برلب رسید و رُخ بنما
خودنما شو تو در صفائے وجود — محو کن خودنمائی از دلِ ما
چوں خلیلِ خدا تجلئ تو — گہ بمہ بینم و گہے بیضا
گاه کوکب شماریم باشد — گاہے اندر زمین و گہ بسما
تا بکے داریم چنیں مہجور — آخر اے دل رُبا نما خودرا
اوّل از خود فنا پذیرم کُن — بعد ازاں چشم خود بخود بکشا
تا ز چشم جمالِ خود بینی — بر رُخ خوب و شاہد آسری
لیلئ خویش گردد خود مجنوں — وامقِ خویش گردد خود عذرا

ہمچو برزخ بعارضِ رُخِ دوست
مانده اسمے میانہ مستاں شا

دلبر چو از من دور شد دل ہر چہ کار آید مرا — سرور چو از من دور شد ایں سر چہ کار آید مرا
میخانہ شد جان و دلم از تابِ عشقِ آں صنم — در مجلسِ اہلِ وفا ساغر چہ کار آید مرا
ایں پردۂ ہستی تن بدریدم از جذبِ جمال — من لُت لُتِ برہنیم چادر چہ کار آید مرا
شد داغ سینہ سربسر رشکِ جہانتابِ فلک — آتش نموده جان و دل خاور چہ کار آید مرا

گر جوقِ عالم سربسر رفتند از دیدہ چہ غم
چوں دوست ہست مستانہ شہ دیگر چہ کار آید مرا

مباد و روز بانم بجز ثنائے خدا — کہ از عدم بنمودم عیان عطائے خدا
ز عرشِ دل ہمہ دم میرسد ندائے خدا — مبیں تو در ہمہ اشیا بجز لقائے خدا
دلا چرا نشود جان و دل بہ قربانش — ہزار جاں اگر باشدم فدائے خدا
خدا بود بہ حقیقت نباشدش شکّے — ہر آنکہ گشت ز خود فانی و ربقائے خدا
چو خود نماست نگارِ حقیقی اے زاہد — گذار ایں خودئے خویشتن برائے خدا
اگر خدا طلبی کن نظر بہ حسنِ بتاں — کہ ہست جملہ بہ ظاہر یقین ردائے خدا

بہ شاہئ دو جہاں سر کجا فرود آرد
ہر آنکہ گشت چو مستانہ شہ گدائے خدا

ایدوست ببیں بزارئے ما — یاری بنما بیارئے ما
بنمائے جمالِ خود زمانے — بر چشمِ تر نظارئے ما
بنگیر بہ دل قرار ایدوست — کن رحم بہ بیقرارئے ما
در آب دو چشمِ زارئے دل — تا چند بگو گذارئے ما

مستانہ شہا گدائے خواندت
ایں فخر بود فخارئے ما

بیتو اے جانِ جہاں روح و رواں نیست مرا — بے تقوئ رخت تاب و تواں نیست مرا
نقدِ جان و دلم ارفت بگو خوش باشید — کہ ببازارِ غمش سود و زیاں نیست مرا
حسنِ جانانہ عیاں مے نگرم اے احول — بر رخِ دوست یقین وہم وگماں نیست مرا

آنچہ در دل بنمود است مرا سرِ ازل   گر کنم طاقتِ آں شرح و بیاں نیست مرا
چوں دل از دوستیٔ جملہ جہاں بگسستم   نیست کز آئینۂ دوست عیاں نیست مرا
ہمچو بلبل بہ گلِ روئے تو ہر شام و سحر   بجز از نالہ و فریاد و فغاں نیست مرا

مے نمودیم عیاں سرِ دل اے مستاں شاہ
چہ کنم رخصتے از شرع بداں نیست مرا

دلا بہ غیر مکن صرف یکدم ایں دم را   کہ اوست دولتِ باقی نژادِ آدم را
چو کرد پاسِ نفس را نثارِ حضرتِ دوست   ازاں بہ چرخ رسانند ابنِ مریم را
بیادِ طرۂ جاناں بخور گرہ بر خویش   نمائے نافۂ چینی تمامِ عالم را
سرے کہ عشق ندارد درا بریدہ فگن   بزن بہ آتشِ ہجراں تو قلبِ بیغم را

اگرچہ ہست موخر ظہورِ مستاں شاہ
ببیں بہ طلعتِ او جلوۂ مقدم را

ہجرِ تو نمود ہلاک مارا   وصلِ تو بسوخت پاک مارا
چوں شعلہ بدیم سرکش ایدوست   مہرِ تو نمود خاک مارا
بیضائے رخت چو تافت بر دل   خمخانہ نمود تاک مارا
از خارِ غمت دلم بصد جا   گردیدہ چو خرقہ چاک مارا

مستانہ شہا چو دوست باماست
از مدعیاں چہ باک مارا

جز مهرِ تو نیست در دلِ ما — جز داغِ تو نیست حاصلِ ما
تا بوت ز دل عبیر بکشاد — دل گشت مقام و منزلِ ما
خود را به جمالِ تو به بینم — آئینه توئی مقابلِ ما
هستی تو عیاں ز جسم و جانم — ایں جمله خودیست حایلِ ما
جز دوست مبیں بجمله عالم — فرمود چنیں چو کاملِ ما
گشتیم به بزمِ قرب محرم — چوں لطفِ تو گشت شاملِ ما

مستانه شها چو حق عیاں شد
باطل همه فکرِ باطلِ ما

شدم ز عشقِ تو مست و بیخود نه می شناسم جام و صهبا — نماند یکمو خبر ز خویشم چنانکه مجنون ز عشقِ لیلیٰ
نهالِ قدّم خرام نهاد اشتیاق بجوئے وصلش نشیب و بالا — فروغِ حسنش چو شعله برزد بسوخت جانم چو طورِ موسیٰ
نماند خواهش برفت دانش باوجِ وصلش برخت عالم — نه تاب بر جا و نے توانا نه صبر مارا و نے شکیبا
نماند حاجت مرا به بستاں ز چشم نرگس ز زلفِ ریحاں — دمید گلها ز تابِ حسنش بمزرعِ جاں خلیل آسا

بیادِ جاناں نما ترحم نشیں تو یکدم چو نورِ دیده
بچشمِ مستاں شه از عنایت بکن تماشه جمالِ خود را

اے آفتابِ حسنِ تو فرشِ زمینِ ما — سجده بود به طاقِ دو ابروت دینِ ما
سر زد ز ذره ذره حسن شعلهٔ آنا — بسرشته بُد بمهرِ رخت ماءِ طینِ ما
در چینِ زلف و خال و خط و عارضِ بتاں — جز حق ندیده دیدهٔ حق الیقینِ ما

گشتیم از سلاسلِ آں زلفِ کامیاب
رہ بُردہ سوئے یار چو حبلُ المتینِ ما

بر یادِ آفتابِ جمالِ رُخِ نگار
ہر شب شدہ است ماہ و عطارد قرینِ ما

اندر سرا وقاتِ جلال و جمالِ خویش
کردہ زعینِ لُطف ولا را تعینِ ما

چوں رفتی از میانہ تو مستانہ شہ زخویش
یک بیں بدوست آمدہ چشمِ دوبینِ ما

تا کہ تیغِ تو سر فگند مرا
ساخت بر جملہ سر بلند مرا

آنچہ بُد عشقِ وامق و مجنوں
دادہ اند دوستاں دوچند مرا

ہمچو خالت بآتشِ رخسار
کردہ از عشق چوں سپند مرا

تا دلم را گزیدہ عقربِ زلف
کے ز گیتی رسد گزند مرا

من کہ سر بر نگردمے بدو کون
عشقت آوردہ در کمند مرا

چونکہ دیوانہ ام ز عشقِ رُخے
سود نبود ز پند و بند مرا

دردِ عشقِ نگار مستاں شاہ
از دو عالم بود پسند مرا

فرصتِ سیرِ باغ نیست مرا
با غمہا کم ز داغ نیست مرا

بس کہ بیکاریم گرفتہ جہاں
از فراغی فراغ نیست مرا

از تجلائے حق مرادانہ است
قُوتِ دنیا چو زاغ نیست مرا

ہست در سینہ شعلۂ خورشید
کرمکِ شبچراغ نیست مرا

دی صلا دادنم بسیرِ بہشت — گفتمش کہ فراغ نیست مرا
گشتم از چشمِ جادویت سرمست — میلِ دیگر با باغ نیست مرا

بے نشاں گشتہ ایم مستاں شاہ
ہمچو عنقا سراغ نیست مرا

چوں دل و جاں بشد ز دست مرا — دستِ جاناں رسید دستِ مرا
کافرم کرد چشمِ کافرِ او — روئے او ساخت بُت پرست مرا
نے بہ ہجرم قرار و نے بوصال — آخر اے دوستاں چہ ست مرا
گر دل و دیں ز من برفت چہ باک — کار با جان و با سر است مرا
ہمچو رفرف بقربِ اَو اَدنیٰ — جذبِ عشقِ تو رہبر است مرا
از دلِ زارِ من چہ مے پرسی — دل با قدامِ دلبر است مرا
حُسنِ جاناں ز عارضِ خوباں — ہمچو خورشیدِ انور است مرا

نیستم تن برہنہ مستاں شاہ
خلعتِ فقر در بر است مرا

بس کن اے چشم خونفشانی را — کم کن اے دیدہ دیدبانی را
سوختم من ز شعلۂ دلِ خویش — چوں کنم آتشِ نہانی را
دل مشو نا امید از رخِ دوست — گر شنیدی تو لَن تَرانی را
نزدِ مہتابِ جلوۂ دیدار — پیشِ آور تنِ کتانی را

جاں بداواز غمِ تو مستاں شاہ
اے صبا دہ خبر فلانی را!

سوز از ہجرِ خود اے یار کس را — مکن محروم آں دیدار کس را
ندیدم چو تو شوخے دلربائے — چو دیدم در جہاں بسیار کس را
ز بوئے عنبرِ زلفت نگارا — نمے افتد پسند تاتار کس را
بنزدِ لعل تو طوطی و بلبل — نباشد طاقتِ دیدار کس را

چو مستاں شہ بشد واقف باسرار
نہ گشتش رخصتِ اظہار کس را

شعلہ خیز د زچشم نارئے ما — گل بریزد ز زخمِ کارئے ما
یک زمانی چو مرد مک بنما — رحم بر دیدۂ نظارئے ما
بود در روزِ وصل اے جاناں — از وصالِ تو کامگارئے ما
گشتہ پنہان نافۂ تاتار — از سخنہائے چوں تتارئے ما
دو جہاں را بہ نشہ مے بندد — چشمِ مست آہوئے خمارئے ما

آئے مستانہ شہ بمحفلِ ما
یک زماں ہیں تو بیاں سپارئے ما

دلا از قیدِ تعین چو عارفانہ برون آ — بقصد آنکہ شوی صید ز آشیانہ برآ
ز شاخِ سدرہ ترا ہر سحر زند صفیر — تو مرغِ گلشن قدسی ز آشیانہ برآ

دو بیتِ ناوکِ دلدوز چشمِ دل بکشاد — بیا تو لوحِ دل از بہرِ آں نشانہ برآ
بیادِ طرّۂ لیلیٰ بیادِ مجنوں شو — زبہرِ جلوۂ معشوق عاشقانہ برآ
بزن تو قطرۂ جاں در محیطِ اعظمِ حق — زموجِ قلزمِ توحیدِ بیکرانہ برآ
اگر یگانۂ وقتی توا ے شہ مستاں — زقیدِ پردۂ ہستی آں یگانہ برآ

ردیف حرف الباء

عکسِ جاناں مینماید در شراب — ہمچو مینا در میانش آفتاب
اے کہ اندر سعیِ اقلیمِ ولید — بے مے و مطرب نباشد فتحیاب
شہسوارم دوش جولاں مینمود — مہر و ماہش بوسہ میداد اندر رکاب
لعلِ میگونِ تو ای شمعِ چگل — بردہ از دلہائے خونیں رنگ و آب
از حضورِ خویش بعد از اربعین — بوئے خود از شمس میگیرد گلاب
آہ از بیداریِ بختم کنوں — دوش میدیدم جمالش من بخواب
خونِ خود مستانہ شہ وز دیدہ است — کز لبانش مے برآید مشکِ ناب

از فراقِ لیلیٰ گردیدہ مجنوں آفتاب — مے دود ہر صبح اندر کوہ و ہاموں آفتاب
ہر کہ دیدہ گوشۂ ابروت اے بدرِ منیر — رعشہ دارد یکجہاں برخویش ہمچوں آفتاب
چوں بمیزانِ نظر سنجیدہ ام با حسنِ دوست — رفت از بیطاقتی در سوئے گردوں آفتاب
نشۂ از چشمِ ساقی میبرد در ہر سحر — ہمچو جامِ مے ہمیگردد شفق گوں آفتاب

ہمسری بر بیدلاں چوں میکند شمعِ فلک
کے بود چوں داغِ عشاقِ تو گلگوں آفتاب

خنجرانِ آتشیں بہر چہ اے مستانہ شاہ
دار واند ز اہلِ غفلت قصدِ شبخوں آفتاب

بنوشاں بادہ ام یارب ز جامِ مصطفےٰ امشب
معین کن بعینینم جمالِ ایما امشب

بحقِ ذاتِ بیچونت بعشاقانِ مجنونت
نمایم از کرم یارب رُخِ شمس الضحےٰ امشب

بحقِ آدمؑ و حوا بنوحؑ و حضرت یوشعؑ
بشیثؑ و حضرت یحییٰؑ بکن دردِ مرا دوا امشب

بحقِ صالحؑ و یعقوبؑ و صبرِ حضرت ایوبؑ
بحسنِ یوسفِ محبوبؑ زمن برہاں مرا امشب

بحقِ حضرتِ عیسےٰؑ بذوالکفلؑ و بزکریاؑ
باسمٰعیلؑ خلیل اللہ بکن ایماں عطا امشب

بداؤدؑ و سلیمانت بموسےٰؑ آلِ عمرانت
بعہدِ روزِ پیمانت بمن بنما مرا امشب

بحقِ لوطؑ و اسکندرؑ بعشقِ خضرؑ پیغمبر
بنورِ انبیا یکسر شمارم ز اتقیا امشب

بحقِ حضرت بطحےٰ بعشق زبدۃ الاعلےٰ
بکن حاجاتِ ایں مردم ز لطفِ خود روا امشب

بنورِ حضرتِ سرمد بحقِ گیسوئے احمدؐ
باصحابانِ آں حضرت شنو عرض مرا امشب

بحقِ حضرتِ صدیقؓ بفاروقؓ آں تحقیق
بعثمانؓ قاتلِ زندیق بعزِ مرتضےٰؓ امشب

بسبطینِ شہ ابرار بحق عابدِ بیمار
بمہجورانِ ہجرِ خود ببخشائے شفا امشب

بحقِ جملہ مشتاقت برنگِ زردِ عشاقت
کہ مستانشاہ بیدل را نما یارب بقا امشب

رسیدہ مژدہ دلدار امشب
کہ از شوقِ رخش سرشارم امشب

چو بلبل من بدل دارم تمنا — کہ آید آں گلِ بیخار امشب

بگردِ شمعِ آں ماہِ دل افروز — چو پروانہ بود گردارم امشب

شدم مست از دو چشمِ ساقی خود — دگر پروائے مے کے دارم امشب

زفیضِ حضرتِ باقی چنانم — کہ محوِ نورِ آں دیدارم امشب

بیک جرعہ فنا گشتم ز ہستی — نمیدانم کہ گرد اسرارم امشب

بہ بند مستانہ شاہ از گفتگو لب
نماندہ طاقتِ گفتارم امشب

شدم بیخود زیک پیمانہ امشب — فنا گشتم شدم مستانہ امشب

پریتم جلوہ اندر خواب بنمود — کہ میگویم ہمہ افسانہ امشب

ہماں شاہی کہ میجویند عالم — بمن ظاہر شدہ درخانہ امشب

گرفتہ پردہ از رخ حسنِ جاناں — نمودہ جلوہ آں جانانہ امشب

چو نخلِ ایمن از برقِ تجلی — انا اللہ میسزند کاشانہ امشب

بیک جلوہ زحسنِ خود نمایم — پری و حور را دیوانہ امشب

نظر گر افگنم از چشمِ میگوں — زخود و عالم شود بیگانہ امشب

زساقی یک نگاہ افتادہ از ناز — کہ مے رقصد و میخانہ امشب

کشادہ دیدہ تو اے عشاق بیدل — کہ آمد دلبرِ فرزانہ امشب

گذشتم من ز چار و پنج و ہم شش — زبامِ نُہمیں مردانہ امشب

شدہ مستانہ شہ سرگرم توحید
زدستِ ساقیٔ عشّاقانہ امشب

برقِ رخسارت فگندہ در تنِ بیتاب تاب
لعلِ میگونت نمودہ ایں دلِ خوناب آب

درمیانِ آب و آتش من شناور گشتہ ام
تا ببوسم من ترا اے گوہرِ نایاب یاب

میکندرم از دو عالم چوں غزالاں گر شبے
ہر کہ بیند چشم شہلائے ترا در خواب خواب

عارضت بگرفتہ از خورشیدِ گردوں آئینہ
جلوۂ حسنت ربودہ از رخِ مہتاب تاب

برفشاں از ہر دو عالم دستِ خود مستانہ شہ
تا شوی از دولتِ دیدارِ آں گلناب ناب

عجائب ہاؤ ہوئے دارم امشب
شرر بر خویش چوں نے دارم امشب

رسیدہ بر من آں بُراقِ وحدت
بساطِ نُہ فلک طے دارم امشب

ز تابِ آتشِ رخسارِ جاناں
ز سر تا پا ہمہ خُوئے دارم امشب

ز بینائے دلم عالم اثر شد
پری بر خویش چوں مے دارم امشب

سماعِ ارجعی آمد بگوشم
وداع از خویش و ہر شے دارم امشب

نوازم پردۂ از رمزِ عشّاق
شہود کون و مکاں لے دارم امشب

چو شد مستانہ شہ فانی بباقی
خبر از خویشتن کے دارم امشب

تجلائے جمالِ حق مجسّم روشن است امشب
بہر تخلے کہ می بینیم انا اللہ گفتن است امشب

ز مضرابِ ازل جانہا برقص آمد ببیں جاناں
میانِ بزمِ عشاقاں عجائب شیونیست امشب

ز سترِ ہو معکہ گر خبر داری تو اے زاہد
کہ من با یارم و با یارِ من اندر من است امشب

ز وصلش کام یابم دوستاں الحمد والمنہ
چو بیناؤ پری با من بیک پیراہن است امشب

بوصفِ حُسنِ نیکوئے تو اے عزّ و علا جاناں
زسرتا پا لطائفہائے من چوں سوسن است امشب

ز خونم رمزِ منصوری ہمے بندد دمادم نقش
شوم بر دارِ عشقِ او کہ معراجِ من است امشب

شکست افتاد بر دلہائے عشاق از تعینہا
تو ہم بشکن نقابِ خود کہ بشکن بشکن است امشب

نمے بیند بدو دیدہ جمالِ یار مستانشاہ
چو نرگس بجہاں چشم و بجنبش دیدن است امشب

بمحفل مے پرستاں است امشب
عجائب بزمِ مستاں است امشب

فتادہ آتش اندر خرقہ پوشاں
دل و جانہا نیستاں است امشب

چو گوئے سرہا بچوگانِ ترنّم
ہمے غلطد چہ وستاں است امشب

نظر بندید یارانم ز کونین
خموشی را دبستاں است امشب

زبہرِ دیدِ حُسنِ لایزالش
سراپا نرگستاں است امشب

انا الحق میزند ہر لحظہ ساقی
کہ ایں خمِّ مے مستاں است امشب

بمستاں نشہ ز چشمِ مست ساقی
ہمہ عالم خُمستاں است امشب

ہمیں فرشتہ بدیدم بمصحفِ لاریب
کہ حُسنِ دوست عیانست شہادہ و شب

نمودہ وجہ تجلاّے خود یمین و یسار	کشودہ برقع اجلال از فراز و نشیب
زحسن اوست صبیح و جمیل یوسفِ مصر	زعشق تو شدہ غمگیں صفیؑ و نوحؑ و شعیبؑ
ربودہ است بیک جلوہ از من اے یاراں	قرار و طاقت و صبر و سکون و ہوش و شکیب

شدند کوکبیاں منعدم ز مستانہ شاہ
چو آفتاب جمالش کشید سر از جیب

پردہ ز رخ برگرفت از فلکم آفتاب	ماہ جہانتاب من کرد ز عارض نقاب
بادۂ وحدت نمود از دل و جانم عبور	ساقئ بزم الست جلوہ نمود از تراب
محوِ جمال تو ایم عینِ وصالِ تو ایم	آب زلال تو ایم دلبر ما خوش بتاب
زہفت و شش چار و پنج من نیم اے شاہِ من	موجِ محیط تو ایم عالمِ آبیم آب
ہستی دیوارِ تن چیست ورا اعتبار	ہمچو بدریائے ژرف نیست جز دار حباب
گشتہ مقید نما مطلقِ وحدت خدا	کردہ ردا کبریا از من و تو در حجاب
بہر نمودِ ازل میم ز احمد کشود	عکس ز آئینہ شد جلوہ بہر شیخ و شاب
میم ز احمد بشد واسطۂ کن فکاں	گشتہ نشاں بے نشاں از رخِ آں مشکناب

گشتہ بعالم عروج وحدتِ مستانہ شاہ
مطلقِ اطلاقِ حق کردہ رخش نقاب

ایہا السالکاں بیا بشتاب	کہ منم ایں زمانہ لبِّ لباب
چند گردید تشنگاں در طے	بمن است آبِ زندگی دریاب

عاقلانے کہ پیر ہیچ گوئید	پیرِ عشقم نیم چو پیرِ شباب
عالمے محوِ حسنِ من گردد	گر براندازم از جمال نقاب
اے کہ در بندِ عقل و تن بندی	مستی و بیخودی ببیں در خواب
اینہمہ زاہدانِ خشک نژاد	آب نادیدہ گشتہ اند سراب
سرِ وحدت ز عاشقاں ہیچو	نہ ازاں زاہدانِ زہد حساب
آں یکے گفتہ است ز امرِ سلوک	ایں دگر کردہ است ز خلق جواب
ایں ہمہ نیست جز گمان و خیال	حق عیاں است یا اولوا الالباب
جلوۂ حسنِ دوست در خود بیں	کہ خودی تا خدا ست بر تو حجاب

گروہ از خود نقاب مستانشاہ

ایہا العاشقاں بیا بشتاب

آفتابم آفتابم آفتاب	لیک پنہاں آمدہ زیرِ نقاب
گرچہ بر چشمِ جہاں من زادہ ام	عینِ آبم عینِ آبم عینِ آب
آمدہ خورشیدِ تاباں ایں زماں	در سحابم در سحابم در سحاب
ایں زماں از حسنِ عشقِ خویشتن	کامیابم کامیابم کامیاب
گہ بطورِ عشق ارنی می زنم	گہ بگویم لن ترانی در جواب
گہ سبو و خم گاہ صہبا گاہ خم	گاہ مطرب گاہ ساقی گہ شراب
گہ چو بادم مختفی از چشمِ خلق	گاہ آبم گاہ نارم گہ تراب

گہ کنم طیراں باوجِ لامکاں | گہ زنم در عرشِ اعلےٰ رختِ خواب
گاہ پیرم گہ مریدم گاہ شیخ | گاہ عابد گاہ عالم گہ حجاب
گہ نمائم جلوہ اندر عاشقاں | گہ بسازم زاہداں مست و خراب
گہ بہارم گہ خزانم گاہ برہ | گاہ خارم گاہ برگم گہ گلاب
گہ خبر گویم ز اسرارِ ازل | گہ ز پشتِ پائے باشم لاجواب
گہ معین گہ بختیار و گہ فرید | گہ نظام الدین چراغِ دُرناب
گاہ فخر الدین و الملۃ منم | گہ نیازِ بے نیازم میرناب
گہ نظام الدین حسنیم جلوہ گر | گہ چو مستاں تشنہ منم لب لباب

گہ منم از حسنِ لیلیٰ جلوہ گر
گہ چو مجنوں دل کبابم دل کباب

از دل و جانم برآمد آفتاب | تابِ حسنش دادہ عالم التباب
نشئہ از چشمِ ساقی در من است | مے پرستاں میپرند اینک شراب
غنچہا گل گشت اندر گلشنم | مے برآید دمبدم موجِ گلاب
باز دستِ قدرتم اے دوستاں | شد شکارم در جہاں چرخ و عقاب
شد زبر دستاں زبر دستِ من | از یداللہ ست در دستم طناب
زورِ بازوئے علی صفدرم | ہر کہ منکر باشد اینک دست و تاب
جلوہ گر گردید بر من شاہِ عشق | گشتم از دیدارِ حسنش کامیاب

خیز در معراجِ عشاقاں شویم — اینک اینک دار و حلقوم و طناب
از خودی بگذر کہ جاناں ظاہر است — تا بکے داری خدا را در نقاب
شمس و مولانا علے و مم فی المثل — نہ ز شرقی نہ ز غربی خوش بتاب
در فضائے لامکاں جولاں کنیم — از سمندِ عشق براق خوش آب
خیز اسرافیلِ عشق آمد سماع — تا بکے در بندِ نان و آب و خواب
خونِ خود در نافہ آرامیدہ ام — کز لبانم مے برآید مشکِ ناب
عاشقاں را حشر باشد اینجہاں — نیست خوفے مر مرا روزِ حساب
گر نویسم تا بمحشر مے رود — کردہ ام از داستاں یک انتخاب
بگذر از عقل و جنونِ خویشتن — تا بکے در بندِ عقلے از حجاب

گر بگویم من ز مستانہ سخن
میشود عالم سراسر عینِ آب

آتش است از فرقِ باراں تا بپائے عندلیب — مے برآید چوں سمند نالہائے عندلیب
باشد از صوتِ الست اندر ترنم ہر زباں — من فدا کردم بریں عہد و وفائے عندلیب
میشود اندر سماعش جانم از قالب بروں — صورِ اسرافیل باشد یا نوائے عندلیب
گل پرستی یاد گیر اے دوستدارِ گلرخاں — در جہاں نافتاد جز گل یک نگاہے عندلیب

ہر کجا بکشاد دیدہ او بجز گلشن ندید
نازم اے مستانہ شہ اندر صفائے عندلیب

مے برآید از دو چشمِ من شراب　　اہلِ غفلت دور بیکن رختِ خواب
آمدہ در رقص جانم از سماع　　میلِ عینی دارد از غین نقاب
ساقئے بزمم میانِ عاشقاں　　عارفِ وقتم میانِ شیخ و شباب
چوں بیاد آید مرا روزِ نخست　　دارم ایں یالیتنی کنت تراب
قطرہ از نیسانِ وحدت خوردہ ام　　کز موجم مے برآید دُرِ ناب
من فنا در بحر ماہی گشتہ ام　　جانبِ ساحل رود از خویش آب

گر ز مستانشہ خبر پرسند گوے
عینِ آب است عینِ آب است عینِ آب

از خودی بگذر و معراجِ خدائی دریاب　　غوطہ در بحرِ حقیقت زن و ماہی دریاب
تا کی از ہستئ خود بادہ ہمے پیمائے　　اوّلا نے شو و آنگہ دمِ نائے دریاب
سادہ کن لوحِ دل از ہستی خود اے طالب　　ہمچو آئینہ جہاں را بصفائے دریاب
تا خودی بر تو عیاں است خدا مستور است　　بگذر از خویش و ہمہ حُسن خلے دریاب
تا کے از ظلمتِ دل پردۂ پندار بچشم　　بگذر از نقشِ دوئی جملہ یکائی دریاب
مصرِ دل با تو مسخر بشدے یوسفِ جاں　　عاشقاں را ز کرم ہم بنگلے دریاب
از تو تا حق نبود دور چرا پر کارے　　بفگن و ہم گدائی ہمہ شاہی دریاب

داغ شد جامہ سفیدی ز ہوا مستانشاہ
دُہل از خویش بہ رنگِ سیاہی دریاب

موج زن شد در دلم بادهٔ گلگوں امشب
میکنم جملہ جہاں والہ و مفتوں امشب

وصلِ دلدار میسر شدہ و میتر سسم
نارد از گوشۂ خورشید شبیخوں امشب

گر کنم فخر بعشاقِ جہاں میزیبد
حُسن لیلی شدہ از کسوتِ مجنوں امشب

حشمتِ ملکِ سلیماں بودم زیر نگیں
کام بگرفتم ازاں خاتمِ میگوں امشب

جلوہ گر شد صنم از کعبۂ دل مستانہ
میکند طوفِ حرم قدسیٔ گردوں امشب

گر شوی واقف تو از اسرارِ شب
کوکبِ آسا میشوی بیدارِ شب

کردہ ام اقرار در یکتائیش
بستہ ام اندر میان زنّارِ شب

گر تو مخموری ز وضعِ کائنات
بشکند خمار تو اسرارِ شب

طبل الحق کوب زن تا صبحدم
ہمچو منصورِ بقا بر دارِ شب

مے نگردد تا قیامت ہوشیار
از جمالِ دوستاں سرشارِ شب

رنگ و بوئے گلستاں از رو بود
عطر بر گل میدہد انوارِ شب

زندگی را باغ شیدائے عاشقاں
بوئے جاں مے آید از گلزارِ شب

ہمچو موسٰے میشوند با حق کلیم
عاشقانِ پاک با دلدارِ شب

شبلی و عطار و رومی شمسِ حق
ہمچو مستانہ شدند عیارِ شب

دارم ز ہجرت اے شاہ ہجرِ شب
تا اوجِ گردوں فریاد یارب

خاکم سرشتند با نورِ عشقت
کردند ز حسنت جانم مرتّب

بنما جمالت تا جان فشانم
کز هجرت ایمه سیده بر لب

جز حسن و عشقت در هر دو گیتی
ما را نباشد مقصود و مطلب

بیضائے صد رقم تا روزِ محشر
از تابِ حُسنت افتاده در تب

در جمعِ عشاق معشوقِ اعظم
کرده مین لطفِ شاهانه منصب

وصفِ جمالت بنموده عالم
مستانه شه را کردند مخاطب

حُسنت ربوده ز هیئت خود تاجِ آفتاب
در خاکِ پای تو شده معراجِ آفتاب

یک قطره از زلالِ لبت گشته آشکار
رخشان چو نورِ چشمهٔ موّاجِ آفتاب

از گرمئے جمالِ تو لے آفتابِ حُسن
عشاق تو گشته بمحتاجِ آفتاب

شاهین فکرتم ز فراست بهر نفس
گیرد بچنگ وصفِ تو دُرّاجِ آفتاب

مژگانِ چشمِ مستِ تو مستانه شاهِ عشق
هر شب دهد تجلّی تاراجِ آفتاب

مستِ دیدارِ نگارم روز و شب
دیده بر دیدارِ یارم روز و شب

همچو بلبل بر گُلِ رخسارهٔ ش
بیقرار از بهرِ یارم روز و شب

دانهٔ مهرِ جمالش در ازل
کاشتم در سینه کارم روز و شب

گشته خُرّم چون بهشتم باغِ دل
از دو چشمِ اشکبارم روز و شب

من بتیغ نفس اے عاشقان
جان ز شوقش مے سپارم روز و شب

فارغم من از دیارِ روم و ہند
در دیار است در دیارم روز و شب

من بدیدِ نفس باشمشیرِ لا
در میانِ کارزارم روز و شب

نقدِ جان و دل گرفته خوش بکف
نزدِ عشقش در قمارم روز و شب

در کنارِ دلبرم مستانه شاه
هست دلبر با کنارم روز و شب

ربوده این دل و جانم فروغِ روئے حبیب
خدا کند که دہم جان در آرزوئے حبیب

بوقتِ نزع قسم میدہم بحقِ خدا
که روئے من بکنید دوستان بسوئے حبیب

رسان ز چشمِ تر عاشقان رود سلام
ترا اگر گذر افتد صبا بکوئے حبیب

بپوش چہرهٔ خود را ز چشمِ ما بدوست
بحقِ روئے دو گیسوئے مشکبوئے حبیب

مرا بهر نفس است عاشقان حضرتِ دوست
بروح سیر بدان ذکر گفتگوئے حبیب

شوند بلعلِ لبم رشک کوثر و زمزم
اگر بکامِ من برسد قطرهٔ ز جوئے حبیب

خدا کند بطفیلِ رسول مستانشاه
که جانِ خویش دہم در فروغِ روئے حبیب

در کشیدم دو صد سبوئے شراب
کس ز علم نیافت بوئے شراب

چون مسلمان شدم از کفر دوئی
غسل ہا دادنم بجوئے شراب

تا برفت آبروز ننگ و ز نام
آبرو داد ز آبروئے شراب

گرچو ماهی بموجِ مے غرقستم
آب گشتم ز آرزوئے شراب

چون فلاطونِ خُم نشین عمریست
معتکف بوده ام بکوئے شراب

در سوادِ نگاهِ عُشّاقان
گُلِ غرور و بداز سبوئے شراب

از خمارِ زمانه مستانشاه
دُرد آسا شدم فروئے شراب

سوختے صد جان درونِ پرده اے عالیجناب
آه زان روزے که از عارض براندازے نقاب

تارِ زلفت مهرهٔ زنار بوده سبحه وار
گیسویت افگنده اندر گردنِ اهلا طناب

نور بخشیده تجلا عارضت اندر زمین
برده آئینه ز حُسنت در فلک این آفتاب

عاشقانت را نباشد حاجتِ مینا و مے
رهبران گیرند ز چشمِ مست تو جامِ شراب

از خرامت سرو و شمشاد و صنوبر منفعل
شد قیامت از قیامت اینها مالک رقاب

غمزهٔ سحر آفرینت راهِ عُبّادان زده
چشمِ جادو و تیور رهزن گشته باهر شیخ و شاب

جان و دل را میکنیم تسلیم چون مستانشاه
گر بیائی یک شبے در محفلِ ما بے حجاب

رها بخشم رها از خویش یارب
ببین تو خویش را از خویش یارب

نه در دیر حرم قرار و نے بکعبه
چه افتاده مرا در پیش یارب

گهے بت مے پرستم گاه بُت گر
نمیدانم چه است این کیش یارب

نمایم اے خدا توحیدِ مطلق
بکن رحمے بمن درویش یارب

اگر دل رفت از عشقت چہ باکست
مشو دور از دو چشم من زمانے

کنوں آوردہ ام جان پیشں یارب
کہ ہستم عاجز و درویش یارب

بکامِ جامِ مستانشاہ بیتو
بود نوشِ جہان چون نیش یارب

نقد جانِ جہان علم و ادب
قوتِ روح روان علم و ادب

کس نہ گردید واصلِ جانان
تانہ کرد آن زجان علم و ادب

گر تو خواہی حیاتِ جاویدان
گو بیت جاودان علم و ادب

اینہمہ زہد و طاعت و تقوے
حاصلِ عارفان علم و ادب

از حریم وصالِ آن جانان
یافتند عاشقان علم و ادب

کے شوی محرمِ حریم وصال
تا نیابی زجان علم و ادب

ہر نفس با تو اے حمیدہ خصال
روح دارد فغان علم و ادب

گفت مستانشہ ہزاراں بار
آخر اے دوستان علم و ادب

ردیف التّآء

اوجِ خیالش پرِ عنقا شکست
طائرِ فکرش قفس لا شکست

شبنمِ امکان نبود مستقیم
جلوۂ بیضا ہمہ اجزا شکست

غیرتِ عشقش زگُهردانه ریخت
پنجهٔ حسنش ید بیضا شکست

عهدِ تو واین دلِ مفتونِ من
در شکنِ زلفِ چلیپا شکست

گشته شفق بسملِ در خون طپان
چرخِ فلک قامتِ رعنا شکست

شمسِ جمالش چو بما رخ نمود
ظلمتِ جان آئینه سیما شکست

جلوهٔ او پردهٔ نه هے دریده
همچو طلسمات که عیسیٰ شکست

رونقِ شمس و قمر و مشتری
حُسنِ تو اے شمع دلارا شکست

در غمِ تو حضرت مستانه شاه
قالبِ فرسوده بعمدا شکست

ز خندهٔ شکرینِ تو چشمِ من شور است
نمک بزخمِ دلِ من چو مرهم نور است

بچاهِ غبغبت اے دلبرِ خجسته خصال
هزار یوسفِ مصری فتاده در شور است

چو نورِ حُسنِ نواز عالم افق سر زد
جهان فتاد بسجده که پرتوِ طور است

دل از تصوّرِ حُسنِ تو شد پری خانه
تن از تبسّمِ لعلِ لبِ تو معمور است

ز بس که مائلِ چشمِ تو گشتم اے ساقی
هزار شیشه بطبعم چو تاکِ انگور است

رخِ تو گر نبود در نظر مرا شبِ قدر
دراز از شبِ یلدا بتر ز دیجور است

نسیم از سرِ کوی تو مے ورزد که مگر
شمیم وے ز گلاب و عبیر و کافور است

خرابِ عشقِ تو گشته ظهیر مستانه شاه
بکن معالجهٔ زخمِ من که ناسور است

لوحِ دو کون نقطۂ خالت مصور است
وین خال نیست مرکزِ اللہ اکبر است

در حسنِ تو ہمے نگرم ذاتِ پاکِ حق
رویت مرا بوصلِ خداوند رہبر است

لعلِ لبت درجِ گہر یا کہ باءِ بسم
میمِ محمدؐ آبِ بقا معجِ کوثر است

در مصحفِ جمالِ تو خطے ز مشکِ تر
چون استوا بمذہبِ عشاق بافر است

از صورتت جمالِ خدا آیدم نظر
ذاتِ احد ز نقشۂ حسنت مصور است

در محفلے کہ بادہ پرستانِ تست جمع
خضر نبی چو حاجب و دربان بر در است

زاہد تو و خیالِ نعیم و قصور و حور
ما را لقائے دوست ز کونین و ز حور بست

مستی ببادہ در ہمہ ایجاد ہمچو مے
مستانہ شہ کہ مست ز ساقیٔ کوثر است

مسند نشین سرِ ولایت کہ حیدر است
حبلُ المتینِ فقرِ محمدؐ مکرر است

شاہِ رُسل و نورِ سُبل ختمِ انبیاء
گفتا کہ من مدینۂ علمم علی در است

سرِ ازل و مہرِ ابد شاہِ انس و جان
تاجِ الشرف فخرقۂ الفقر در بر است

شہبازِ اوجِ وحدت و سیمرغِ قافِ قدس
سلطانِ ہفت کشور و مولائے قنبر است

ساقیِ بزمِ بادہ پرستانِ روزگار
چشمانِ نیم مستِ تو اے نورِ البصر است

نقشِ جمالِ مہرِ تو مے بندم اندرون
حسنت مرا بذاتِ خداوند رہبر است

ما را بسر خیالِ تو اے شاہِ اولیا
ہر کس سرو خیالِ کسے کہ در سر است

در زورِ بازوے تو ید اللہ شاہد است
اندر نہیبِ رزمِ تو اللہ اکبر است

مستیش تا ابد نشود مُبدل خمار	مستانشه که مست ز اسرار حیدر است

من غ پنہان بل عیان مے بنیمت	ہمچو جان اندر میان مے بنیمت
مے نمائی جلوہ ہر ساعت دگر	کل یوم ہو شان مے بنیمت
ذاتِ پاکت بے نشان آمد لیک	از ہمہ ذرہ نشان مے بنیمت
حُسنِ آن مہ چون کند از رخ نقاب	پردۂ جانہا کنان مے بنیمت
ہمچو خور اندر میانِ طشتِ آب	لامع از حسنِ تبان مے بنیمت
گہ چو ماہی مینمائی در زمین	گہ چو خور اندر سما مے بنیمت

گفتمش سر خیلِ خوبانی و گفت
شاہِ مستانِ جہان مے بنیمت

بوصفِ دوست مرا صد ہزار مکتوب ست	بہر چہ دیدہ کشایم جمالِ محبوب است
بمہر و ماہ مثل گفتنش نمے بینم	کہ حسنِ دوست بہ بے پا و سپر چہ منسوب است
دلم ز خارِ فراقِ تو چون مشبک شد	نگر کہ صابرِ من کم ز صبرِ ایوب است
چو مُرغِ بسمل در خاک و خون طپان تا کے	دلست پارۂ خارا حدید یا چوب است
بمصحفِ رخِ خوبان نوشت کلکِ قضا	کہ حُسن و عشق ز کونین جملہ مرغوب است

ترا ولایتِ مجذوبی است مستانشاہ
ہم عصرِ تو ہمگی سالکانِ مجذوب است

عشّاق ترا ہست چہ پروائے قیامت	سودائے تو کم نیست ز سودائے قیامت

شوریدہ دلانِ غمِ عشق تو چو خیزند — شورے دگر آرند بصحرائے قیامت

شوئید ز چشمِ تر خود جرمِ جہان را — خونین کفنانِ تو بفردائے قیامت

دوزخ شود از آتشِ شان سرد چو کافور — مستان چو بیابند در اثنائے قیامت

مارا نبود جز طلبِ وصلِ تو جانان — در محشرِ ایجاد بغوغائے قیامت

مجنون صفتان جملہ شوند والہ و شیدا — چون جلوہ نماید رخِ لیلائے قیامت

آنانکہ بگشتند چو مستانِ نشۂ عشاق — مستغرقِ حسنِ تو چہ پروائے قیامت

گفتم کہ ز سودائے تو سودائے قیامت — برخاست و بنمود دو بالائے قیامت

گفتم ز بوصلِ تو رسم رشکِ مسیحا — ابروش بمن گفت بایمائے قیامت

بردار ز رخ پردۂ پندار بکلّی — تا چند دہی وعدہ بفردائے قیامت

صد جنس گنہ بر من و تو نقد شفاعت — سودائے من و نسیہ در اثنائے قیامت

محشر بود از گردشِ چشمانِ تو جانان — مژگانِ تو از غمزہ صف آرائے قیامت

چون یوم نزل آیتِ قرآن بخواندم — رخسارِ تو بنمود تجلائے قیامت

ہر کس بکسے نازد و مستانِ نشۂ عشاق — بر ساقیِ کوثر بتولائے قیامت

تا شمعِ حسنِ آئنہ دانہائے خال ریخت — مرغِ دل پروانہ گشتہ در رہ آتش بال ریخت

گشت کنز آشد عیان از فضلِ فیضِ مقدمش — رنگِ ہستی در جہان آن شاہ بے تمثال ریخت

برد از خوبانِ عالم سر بسر صبر و سکون — تا کہ طرحِ دلبری آن شاہِ نیکو فال ریخت

تیرہ بختیہا ز بوم کرد آخر در جہان — باد کلفت بر سرِ من نامۂ اعمال ریخت

تا کہ مستان شدہ شدم ہمخانہ اندر ذاتِ عشق
قدسیان در آرزو یم فرشِ استقبال تخت

بے خیالِ چشم مستت لب کشودن مشکلست
تا نیفتد عکسِ حسنت بر جمالِ مہوشان
نیست ممکن لافِ عشقت گر زند ہر بلہوس
ہاں مشو غافل ازین دہرِ فنا گر عاشقی

بے جمالِ حق پرستت زندہ بودن مشکلست
از کفِ صاحبدلان دل را ربودن مشکلست
زیرِ تیغِ نازِ نوجولان غنودن مشکلست
یکدمے بے یادِ آن دلدار بودن مشکلست

ہر کہ نوشد جامِ مے از دستِ ساقیِ مغان
ہمچو مستان شد کنون ہشیار بودن مشکلست

مے ندانم بر سرم سودائے کیست
دیدہ ام کون و مکان با یک نظر
چرخِ گردون خم شد از بہرِ طوافِ
میکند طوفِ مرا وحش و طیور

میکند تاراج جان نعمائے کیست
چشمِ من را بے دوستان مینائے کیست
بر سرم بین سایۂ ہمائے کیست
یک نظر کن بر دلم ماوائے کیست

بے خود از عشقش شدہ مستانہ شاہ
سر نہادہ این زمان بر پائے کیست

چشمِ غفلت را کشا جانان ببین اظہارِ کیست
زاہدان بازِ ہوا مستند اندر خانقاہ
از ازل زد برقِ حسنت اے شہنشہ در جہان

بر دلم کردہ تجلّے پرتوِ انوارِ کیست
عاشقان اندر خمِ دل بیخود و ہشیارِ کیست
تا ابد اینجملہ یکسر محوِ آن دیدارِ کیست

هر دم آوازِ انا الحق میرسد در گوشِ جان — من نمیدانم که منصورِ دلم بر دار کیست

چوں بنوشیدی مئے وحدت خمش مستانہ شاہ
یک نظر کن عاشقانرا جملگی سرشار کیست

خوشا عاشق کہ رو اندر نیاز است — نیازِ او بمعنے عینِ ناز است
نبردہ خود تفکر پے بذاتش — حقیقت آمدہ سوے مجاز است
بنازم عشق را کیں ہر دو عالم — نشیبش گشتہ و اندر فراز است
بما ترکِ حضور کفر است لیکن — بنزدِ زاہداں سہوِ نماز است
چو پروانہ بگردِ شمعِ حسنش — ہمیشہ جانِ عاشق در گداز است
ہمیں داغِ غمش در سینہ زار — حصولِ حاصلِ عمرِ دراز است
چناں مستانہ شہ سرشار و سرمست — زجامِ وحدتِ شاہ نیاز است

مرا کہ این دلِ سیپارہ ہمچو قرآن است — بکفرِ زلفِ تو بندم کہ عینِ ایمان است
زخط و خال و دو گیسو و چشمِ جادو بیت — میانِ کعبۂ دل اینچہ کافرستان است
درونِ حجلۂ دل شاہدیست حقانی — کہ قدسیان زجمالش بذکرِ سبحان است
جمالِ مطلقِ وحدت بروئے خوبان بیں — کہ خلقِ جملۂ انسان ز حُسنِ رحمان است
ترا بصیر زبہرِ جمالِ خوبان کرد — ہر آنکہ دیدہ باو نشانِ بت کور است
چرا نگاہ بخوبان نداری اے زاہد — بہ پیشِ پا فگنی چشم با تو تاوان است
دو چشمِ مستِ تو میخانہ ایست از وحدت — عقیقِ لعلِ تو گنجے ز دُرّ و مرجان است

زخندۂ شکریں مرہمے عنایت کن　　که زخم بر دلم از گرآن نمکدان است
کسے تتبع ما گر کند بفیں میدان　　ہماں حکایتِ زاغان و نقلِ کبکان است

ازآں مقام مرا بہرہ است مستانشاہ　　بیان نمودنِ آں نزانه حدِ امکان است

مرا که دیده منور زوجۂ جانان است　　بهرچه مے نگرم جسل و نمایان است
رسید رفرتِ عشقم زعالمِ توحید　　که ہفت کوکبِ دل را بنائے جولان است
درونِ پردۂ دل بگذر اے حمیده خصال　　که عرش فرش به بطنِ دلِ تو پنهان است
کشید مرغِ دلِ من صفیر اشهد آن　　که ملک تا ملکوتم بنائے طیران است
مقام حیرتم ارحیرت حیرتے دارد　　که ہچو آئینه چشمم بخویش حیران است
نه وصل دانم و نه ہجر اینقدر دانم　　که حُسن دوست شهود وجود تابان است

اگر تو منکر ائے شانِ من خدا خوان　　بیا ببیں که مستانشه خدا دان است

از پری ایندم اثر مے مینمیت　　کز دو عالم بیخبر مے مینمیت
اخگری بود بجنبِ خود کنون　　بال افشان چون شرر مے مینمیت
بودہ مخفی میان کُنت کنز　　ظاہر ایندم از بشر مے مینمیت
آمدی از چار مادر خون برون　　شاهِ جانم پرده در مے مینمیت

سترِ وحدت ہاتی اے مستانشاہ　　نیست پنهان در بصر مے مینمیت

ما را نه راه و روئے مقام و نه منزل است　　احرامِ چشمِ ما بخدا کعبۂ دل است
نے تحت و فوق و طرف یمین و یسار است　　بکشا نظر بخویش که جانان مقابل است
شو سر فرازِ کون و مکاں از غنائے محض　　تا کے زدستِ طمع ترا پائے در گل است

واللہ کہ حسنِ دوست عیان ست در وجود
لیکن خودی ترا بنظر ہمچو حائل است

ما کشتگانِ غمزۂ اللہ اکبریم
دیت زخون ما نہ بداماں قاتل است

مجنوں صفت بکوہ و بیاباں تا بچند
پردہ ز رُخ بگیر کہ لیلی بمحمل است

جز عشق ہر چہ ہست بجز ہیچ و پوچ نیست
این نکتہ ام بیاد ز پیرانِ کامل است

جز ملّتِ شطاری و قولِ جمیل اد
دیگر بنزدِ عارفِ باللہ باطل است

جانہائے عارفان ہمہ در خاک و خون طپند
در کربلائے عشق ندانم کہ قاتل است

مستانہ شہ بواسطۂ اسم احمدی
در قافِ قربِ حضرتِ دلدار واصلست

مارا کہ جان بحضرتِ دلدار واصلست
ردّ و قبول ز اہلِ جہانم چہ حاصلست

چوں قربِ معنوی ز تو گردید حاصلم
جانم بہ لی مع اللہ مدام مشاغلست

بر مسندم قدم بنہ فہمیدہ اے دنی
کاینجا فتادہ عالم دل بر سرِ دلست

ما ظالمان و حاملِ بارِ امانتیم
ننہر بلا بدیدہ و سر تیغِ قاتل است

در کعبۂ وصال رسیدی دگر مپرس
در رہ چہ حادثات چہ سختی بمنزلست

مستانہ شہ بقربِ وصالِ کہ محرم است
اظہارِ او بعالمِ احباب مشکل است

روحِ قدسم ز آشیانِ دیگر است
جوہرِ جانم ز کانِ دیگر است

ذرہ ساں گر دید درمن کائنات
کافتابم ز آسمانِ دیگر است

نقطۂ افرادِ سرِّ اعظم
ہر زبانم داستانِ دیگر است

لوحِ محفوظ است صدرِ سینہ ام
طبعِ صافم نکتہ خوانِ دیگر است

جلوۂ جانانِ لا احصے ثنا
در بصارم ہُو شانِ دیگر است

میکنم از عرشِ اعلےٰ من عبور
کاشیانم در مکانِ دیگر است

کُنت کنزاً نقدِ اشعارِ مرا
زانکہ قدرت پاسبانِ دیگر است

حاملِ وحیِ خفی ام از فواد
زان زِ قال اللہ بیانِ دیگر است

بے نشان شد از نشان مستانہ شاہ
ہر نشانش صد نشانِ دیگر است

علمِ وحدت را بیانِ دیگر است
نطقِ مطلق را زبانِ دیگر است

بگذر از کون و مکانے اے جانِ من
عارفان را کن فکانِ دیگر است

موطنِ اصلی چو آید در نظر
روحِ پاکان را فغانِ دیگر است

افگن این وہم و گمانِ خویش را
کز نوائے طالب گمانِ دیگر است

عشق بازانی کہ محوِ مطلقند
جلوۂ جان ہر زمانے دیگر است

فقر اندر جُبّہ و دستار نیست
اہلِ معنی را نشانِ دیگر است

بستہ اند چون آئینہ از حرف لب
ہر مفرّد نکتہ دانِ دیگر است

در دبستانِ محبت بحث نیست
ہر یکے تسلیمِ آنِ دیگر است

عاشقان را نیست پروائے بہشت
قُوتِ عاشق زِ جنانِ دیگر است

هر شہیدِ کربلائے عشق را — از لقائے دوست جانِ دیگراست
عاشقاں را حاجتِ تعلیم نیست — ہر یکے محفوظ خوانِ دیگراست
ژندہ پوشانِ گدائے عشق را — نزدِ جاناں عزّ و شانِ دیگراست

لامکاں شو از مکاں مستانہ شاہ
چون مکانت در مکانِ دیگراست

باز چشمم بر حالت گشتہ زخشاں امشب است — بر لبم لب تنوائے جاناں کہ جانم بر لب است
کاروانِ مصرم ولب تشنہ از تابِ فلک — یوسفِ دل از من افتادہ بچاہِ غبغب است
میگشد ہجرت مرا اے شاہِ خوباں الغیاث — عاشقاں را بے گنہ کشتن کدامے مذہب است
آتشِ ہجراں فتادہ یک شبے در آفتاب — تا بمحشر لرزہ بر جانش زگرمی تب است
تا بیفتد دامنت بر دستِ این جوق از کرم — عاشقانت جملہ اندر ذکرِ یا رب یا رب است
از غمِ خال چو نقطہ بائے بسم اللہ تو — گشتہ این باغِ دلم روشن چو چشمِ کوکب است

گفت مستانہ منم اندر دلت حاضر ولیک
میگذارم ہستیت از ہجرانیم مطلب است

این شورِ قیامت کہ بدل ضبطِ نفس ریخت — شوریست کہ ہر موئے تنم زنگِ جرس ریخت
شد طورِ تنم سرمہ فروشِ ہمہ دیدہ — در سینۂ من آتشِ حسنِ تو ز بس ریخت
اے طائرِ لاہوت بویرانۂ دنیا — افسوس کہ مرغِ دلِ تو بالِ ہوس ریخت
این شکرِ دنیا کہ درو زہر نہاں است — مجموع خلائق بسرش ہمچو مگس ریخت

شد طائرِ روحم بسما مستانشاه
از شدتِ بال و پرِ خود رنگِ قفس ریخت

آن شاهِ غیوران من از لطف رحیم است	از شوقِ وصالش دلِ غمدیده دو نیم است
مارا نبود حاجتِ بتخانه و کعبه	دلدار بقصرِ دلِ ما گشته مقیم است
جان را بسرِ مهرِ وفایت کنم آخر	با حسنِ تو این عشقِ مرا عهدِ قدیم است
چون بست جمالِ احد از میم کمربند	عالم همه پرکار بران مرکزِ میم است
اسرارِ وجودی بتو گویم که هویدا است	لیکن چه توان کرد که این نکته سقیم است
ما سوختگان ز آتشِ رخسارهٔ یاریم	مارا نه غمِ دوزخ و شادیِ نعیم است
موصوفِ صفتها بخدا گشته چو انسان	مختار ز فعلے که سمیع است و علیم است

و اندر صدفِ جان و دل اتیم بتیم مستان
وز موجِ محیط الله و از دُرِّ یتیم است

آتشِ قرب که حسنِ تو برافروخته است	عاشقانرا همگی طورِ جگر سوخته است
حاملِ بارِ امانات تو جز انسان کیست	خلعتِ عشقِ تو بر قامتِ ما دوخته است
برده خوبان جهانرا بنگاهے از خود	یارب این ناز و تنعم ز که آموخته است
تلبِ یکے پوست بود حائلِ دوست اے یاران	پاره ساز بدبا نارِ دلِ من پوخته است

اندرین عالمِ ایجادِ دنی مستان شاه
بکسے گوهرِ الفقر تو نفر دخته است

بازامشب جلوهٔ حسنِ توعرشی دیده است
ہمچو آئینہ سراپایم شرہ دُز دیدہ است

دور نبود مستئ ما از شرابِ چشمِ یار
ساقی ومیخانۂ ما قصرِ دل نادیده است

تا بسوزد جمله راجز حُسنِ محبوبِ ازل
آتشے العشق نائره بر دلم پیچیده است

پادشاہِ کشورِ حسنے که خیّاطِ ازل
جامۂ عشقِ ترا بر قامتم ببریده است

تا نماید قطعِ ہستیہا ئیوازخویشتن
زاں سبب بر صورتِ مقراض لا گردیده است

بے ادب پا را منه در کلبۂ مردِ خدا
در نیستانِ حصیرش شیرہا خوابیده است

عالمے را مے برم از خویشتن بایک نگاہ
پیرہن از چشمِ مستِ من پری مالیده است

برجمالِ لازوالت ہر نفس مستانه شاه
پائے تا سر پیکرِ او ہمچو نرگس دیده است

جلوه زارِ عشقِ من از حُسنِ تو دیرینه است
زانکه صورت خود نما در خانۂ آئینه است

معرفت میجوئی از صافی دلانِ اہلِ فقر
کنت کنزاً مخفیاً در سینۂ بے کینه است

آنچه زاہد میکند بر اہلِ وحدت ہمسری
نزدِ مردان اینحکایت نقلِ آن بوزینه است

فقر اندر صوف پوشی و پلاس و پرچه نیست
خواه عارف ژنده پوش و رجبه پشمینه است

اینکه مستانه نشه شده وحدت نما از چشمِ خویش
از نگاهِ ساقئ باقی مے دوشینه است

بیا ببین که زہجرِ تو دیده جیحون است
زاشتیاقِ وصالِ تو حالِ من چون است

نگشت شامِ فراقِ تو صبحِ وصل آخر
مگر که طالعِ بختم ز تو دگرگون است

هزار لیلیٔ مهوش شده بقربانت   فدائے قامتِ سروت هزار مجنون است
ترا بکشتنِ من گر رضاست بسم الله   فدائے تیغِ تو جانم که قطرهٔ خون است
مرا فگنده جدا از تو چرخِ کج رفتار   چو زلفِ تو شده روزم ز جورِ گردون است

قتیلِ تیغِ نگاهِ تو کشته مستان شاه
بیا ببیں که شهیدت نشسته در خون است

ز دارِ عشقِ تو چون جملهٔ مدارم سوخت   رسید جلوه که این حال خور چنارم سوخت
بیادِ آں گُلِ رخسار قمرِ فاندرِ تو   چو داغِ لالهٔ گلستاں در بهارم سوخت
کجاست عین محیطے که ذر قدم بودیم   چو ماہئی که ز دریا فتد کنارم سوخت
نمی‌رسد ز دو چشمانِ من بجز اخگر   فتاده شعلهٔ حُسنے که آب شارم سوخت
چو نغمهٔ که نوازد مقام دیبکِ عشق   ز نارِ تابشِ حسنِ تو تار تارم سوخت
ز اندرونِ من از عشق همچو ققنوس   بر آمد آتشی از دل که زار زارم سوخت

چو دوش جلوه نمود آں نگارِ مستانشاہ
مثالِ شمع سراپائے گلعذارم سوخت

ز هجراں بر لب آمد جانم ای دوست   برائے وصلِ تو نالانم اے دوست
طبیبا کارِ من از دست رفته است   بکن بهرِ خدا درمانم اے دوست
جدائی را چساں از تو گزینم   تو بودی روز و شب جانانم اے دوست
مرا تا کے دریں محنت پسندی   رها کن از غمِ هجرانم اے دوست

بکن رحمے برین احوال زارم   ز فرقت روز و شب گریانم ای دوست
نخواہم بے رخت باکس نشستن   قسم باشد درین پیمانم اے دوست

چو مستان شہ تو عہد ازل بست
بوذ تا برابد در جانم اے دوست

باز دلم مہرِ تو از سر گرفت   جان و تنم عشقِ تو در بر گرفت
گشت چو از تیغِ تو یا ہو بلند   شِست بخیبر کہ درِ اپر گرفت
عشقِ تو جان و دلِ من تازہ کرد   جان و دلم عشقِ تو در بر گرفت
سوختہ را آتشِ سودائے تو   دودِ من از چرخِ فلک سر گرفت
در ہمہ جا حاضر و غالب توئی   تا کہ خدا نامِ تو مظہر گرفت
شمسِ جمالت چو بما رُخ نمود   پردۂ جانم چو شفق در گرفت
چونکہ یداللہ توئی اے سرِ خفی   دستِ ہمہ خلق تواں بر گرفت
گر نہ پسِ آئینہ بودی رخت   طوطیٔ ما چون سخن از بر گرفت
حضرتِ صدیق بود یارِ غار   روشنیٔ دین ز عمر بر گرفت
کانِ حیا حضرتِ عثمان و مدح   لحمک لحمی شہ حیدر گرفت
ہست بلالِ تو ہما تاج سر   دیدۂ ما نور ز بوذر گرفت
پیشِ قدرت سجدہ بکردند بنان   پائے تو نادوش پیمبر گرفت
سلسلۂ فقر بتو قائم ست   عروۂ وثقے مگر ز گرفت

پنجۂ شبیرِ تو بروزِ مصاف / رشتہ ازاں اژدرِ افسر گرفت

هر کہ بدل مهرِ تو اے شہ نداشت / غیرِ ورا دامنِ مادر گرفت

مست شد از چشمِ تو مستانہ شاہ

ناز کفِ مهرِ تو ساغر گرفت

بے نشانم نشانِ من همہ اوست / لا بیانم بیانِ من همہ اوست

ظاهر و باطن اوّل و آخر / حسنِ جان و جهانِ من همہ اوست

همچو جبریل سدرۃ القلیم / فاعلِ نطق و خوانِ من همہ اوست

مشرق و مغرب و جنوب و شمال / شش جهت دیدبانِ من همہ اوست

جلوہ گر شد بمن شیون بطون / در نهان و عیانِ من همہ اوست

اوست حاضر ز جسم و جانِ ما / نحن اقرب بجانِ من همہ اوست

بائے بسم بمصحفِ لاریب / لوحِ محفوظ دانِ من همہ اوست

لیس فی الدار غیرہ دیار / شاهدِ انس و جانِ من همہ اوست

لے مکان دانم و مکین دگر / در مکین و مکانِ من همہ اوست

نیست جز وی عبارت و معنی / بل نوشتہ و بیانِ من همہ اوست

قایم بر جمالِ قیومش / بانی اے دوستانِ من همہ است

من نیم در میانہ مستانشاہ

ناظر از جسم و جانِ من همہ اوست

آفتابِ جمالِ تابان است	حُسن لاریب دوستاعیان است
نیست پنهان بدیدهٔ بنیا	جمله عالم ظهورِ جانان است
ذاتِ حق بین تو در جمالِ بشر	زانکه انسان زحسنِ رحمان است
چندگردید در زمین و سما	اسمِ اعظم وجودِ انسان است
هر که منکر ز سجدهٔ آدم	طوقِ لعنت ورا چو شیطان است
رخشِ وحدت بران بعرصهٔ کون	که ازل تا ابد چه میدان است
نیست حاجت دلائلِ دیگر	که لسانِ فقیر برهان است
بحقارت مبیں باہلِ فنا	هر یکے ژنده پوش سلطان است
گرچه ظاهر بخاک بنشستند	باطنش حشمتِ سلیمان است
سرِّ طٰهٰ ز من بشد مکشوف	در دلم بطن بطن قرآن است

چوں زجاں درگذشت مستانشاه
دید بر دیده وجهٔ جاناں است

مرا عشق از دو عالم دلپسند است	که مرغِ جانم اندر عشق بند است
گزیده عقربِ زلفش دلم را	ز دل بگذشت بر جان سم گزند است
کجا اے سالکانِ حجِ اعظم	که جانان بر دلِ این دردمند است
تو اے روح الامین سدره مسکن	ہمائے عشق را منزل بلند است
برو زاهد ز عشقم منع منما	که در گوشم نه جائے وعظ و پند است

چو منصور آنکه شد بر دارِ عشقش
میانِ عاشقان او سربلند است

هر آنکس داشت محکم پاسِ انفاس
میانِ جمله عارف سودمند است

چو جده خوانده مستانه شه را
ازآن در هر دو عالم سربلند است

نویدِ هو معکم سرِ خطاهاست
بقربِ یار هر دم وصلتِ ماست

ببینِ در حسنِ ما ظاهر خدا را
ظهورِ وحدتش از کسوتِ ماست

نیم محتاج در میقاتِ عزلت
که اندر کعبه در خلوتِ ماست

ز کرمنا و رمزِ نحن اقرب
بسر خوش تاج و در بر خلعتِ ماست

نمودم سجده اندر قبلۂ جان
بطاقِ دل بجنبش نیتِ ماست

ببین مستانه شاه در خود خدا را
که جانان ظاهر اندر کسوتِ ماست

دلم از جلوۂ دیدار شد مست
سرم از بادۂ آن یار شد مست

فشانم آتشے از سینه بیرون
روانم همچو موسیقار شد مست

نسیم وصل از کویش بیامد
تنم چون طبلۂ عطار شد مست

ز گلزارِ جمالش مرغِ جانم
خلیل آسا میانِ نار شد مست

چو جانان تارِ زلفِ خویش بنمود
بجانم رشتۂ زنار شد مست

تنِ زار و ضعیف و ناتوانم
چو طور از جلوۂ دیدار شد مست

چو اسپند دانه در زلفش دل من	ز تابِ آتشِ رخسار شد مست
ندیدم در جهان چون نسبتِ چشتیت	سلاسلها اگر بسیار شد مست

دلِ مستانه شاه از جامِ وصلش
چو شمس و شبلی و عطّار شد مست

شاهدم مصحفِ بیگانهٔ اوست	دلبرم حُسنِ شاهدانهٔ اوست
شد مشبّک دلم ز تیرِ نگاه	سینهٔ من ز بس نشانهٔ اوست
نیستم خارج از وصالِ صنم	قربتم دمبدم بخانهٔ اوست
رهزنِ کاروان اہلِ فنا	غمزهٔ چشمِ عاشقانهٔ اوست
نیست غیرے بمحفلِ کونین	همه جا حسنِ جاودانهٔ اوست
نازل نه ابد بود اورا	هر دو یک بندهٔ بخانهٔ اوست
بر همه عاشقانِ بیدل و دین	نسبت و حشمتِ شهانهٔ اوست
بر تجلائے وجهِ محبوبان	پرتوِ نورِ دل پرانهٔ اوست
گشته فانی ز خویش مستانشاه	باقیش ذاتِ جاودانهٔ اوست
صبحدم دیدم نگارے در گُل و گلزار مست	جلوه مست و عشوه مست و قامت و رفتار مست
هرچه دیدم در جمالش سربسر مستانه بود	چشم مست و حسن مست و غمزهٔ خونخوار مست
دوش بدمستی بدیدم در میانِ میکده	زلف مست و خال مست و طرهٔ طرار مست
غیرِ مستی کس نباشد در جهانِ زندگی	مومن از اقرار مست و کافر از انکار مست

مفلسان از فاقه مست و مالدار از مال مست
صوفیان از حال مست و عالم از گفتار مست

مطربِ ما از سازِ نوا موجِ مستی میرسد
نغمه مست و صوت مست و پردهٔ مزمار مست

در زمین و آسمان مستند ذرّاتِ جهان
عرش مست و فرش مست و ثابت و سیّار مست

در بلادِ الله گذر کردم همه مستانه بود
هند مست و روم مست و کابل و بُلغار مست

خوش عجائب صحبتے دیدم به بزمِ پیرِ عشق
خانه مست و شیخ مست و طالبان سرشار مست

از بهشتِ وصلِ او هر دم نسیمِ جان فزا
در مشامِ جان همے سازد تنِ نظّار مست

یافتم سرمستِ عشقش جمله را مستانشاه
شمس تبریزی جنید و شبلی و عطّار مست

چو طرحِ دلبری آن نازنین ریخت
بافدامش دلِ خود کفر و دین ریخت

ز لعلش در ملائک شور افتاد
ز چشمش فتنه بر روئے زمین ریخت

سرِ زلفش جهان را رشکِ چین کرد
یدِ بیضا رخش در آستین ریخت

چو شد اندر خرامان سرو نازش
نثارش انجم از چرخِ برین ریخت

کجا دستم رسد اندر رکابش
که بالِ رفتن از روحُ الامین ریخت

ز گرمی جمالش یک جهان خوے
چو خورشید از عذارِ آتشین ریخت

بحمد الله که مستانه شاه بعشقش
ز کفت جان و خرد از آستین ریخت

چو از وصلش مرا هر دم نوید است
بپاسِ هر نفس بر من وعید است

بیادِ سنبلستانِ جمالش — غزالِ چشم از عالم رمیده است
سمایم شامِ دنیا صبحِ نوروز — که خورشیدش ز تعلیم سر کشیده است
چو حسنِ تو و عشقِ من بعالم — کسے نشنیده و هرگز ندیده است
حیاتِ جاودانی یافت از عشق — بتیغِ حسنِ تو هر کس شهید است
بود حلقه ببابِ سرِ توحید — چو ماهِ تو قدِ من گر خمیده است
نگردد نسبتم بگسسته تا حشر — چو مریم رشتهٔ فقرم تنیده است

زنطقِ شاهِ مستان شاهِ بیدل
رقم در صفحهٔ عالم کشیده است

دو عالم دانه از خروارِ عشق است — بلوحِ کن فکان آثارِ عشق است
فلاطون با همه حکمت که بودش — چو چشمِ دلبران بیمارِ عشق است
زِ قُم باذنی بگو تا قُم باذنش — زیک لب هر دو یک تکرارِ عشق است
چو یوسف یک جهان با حسنِ زیبا — نشسته بر سرِ بازارِ عشق است
بصدرِ عارفانِ لی مع الله — سراسر مخزنِ اسرارِ عشق است
زعینش از قدم عالم عیان شد — که ظاهر جملہ از اظهارِ عشق است
بگردِ مرکزِ شینِ شرافت — زمین و آسمان پرکارِ عشق است
زقافش قربِ جانان گشته حاصل — که جانانِ عاشقِ گلزارِ عشق است
شمیمش کن فکان را ساخت خوشبو — دو عالم عنبر از تاتارِ عشق است

بعشقش گشت مستان شاه کافر
میان بربسته از زنّارِ عشق است

ملاف اے زاہد از کشف و کرامات	که مردان ننگ میدارد ز طامات
بجز عجز و نیاز و انکساری	نباشد قیمتی چندان ز طاعات
مقامِ عشق اوّل ترک سر ہاست	مخوان اے سرور از چندین مقامات
وضو اوّل بخونِ خویشتن باید	پس آنگه سجده بر خاکِ خرابات
ز دستِ ساقیِ سرشار جامی	بنوش و ساز حلِّ ہر مُہمّات
ز الماسِ نگاهِ چشمِ ساقی	شود دور از رخت جُمله حجابات
چو گیرد پرده از رخ شاہدِ عشق	کنی با حضرت جانان ملاقات
پس آنگه نفی دانی جمله ہستی	شود معلوم بر تو جلوهٔ ذات
ببندی اندرین جا از سخن لب	شوی کُلّ اللسان تو از مقالات
شود چشمِ سخن گوئی تو حق بین	نه بیند غیر در دیر و مناجات

چو مستانشاه رسی در قربِ جانان
نه بینی در جهان جز جلوهٔ ذات

گفتا کجاست منزل گفتم حریمِ کویت	گفتا که چیست مقصد گفتم وصالِ رویت
گفتا که کعبه خواهی گفتم بدیر یارے	گفتا کجاست زنّار گفتم که تارِ مویت
گفتا که حالِ تو چیست گفتم که بیتو چون زیست	گفتا ترا که کُشته گفتم که آرزویت

گفتا کہ عاشقی تو گفتم کہ دلبری تو	گفتا کہ کیست دلبر گفتم فرشتہ خویت
گفتا بہشت و رضوان گفتم کہ کوے جانان	گفتا جمال حوران گفتم رُخ نکویت
گفتا کہ مرغ قدسی گفتم کہ صیدِ عشقت	گفتا کہ نورِ عشقے گفتم کہ خاکِ کویت

گفتا کہ چیست دیوان گفتم کہ وصفِ ایشان
گفتا کہ شاہِ مستان گفتم دعاے کویت

مرا از حسنِ پاک تو یقین است	کہ این معشوقِ ربّ العالمین است
نگردند عاشقان تا حشر مُخلَص	کہ زُلفِ عشقِ تو حبلُ المتین است
جمالت نقدِ کونین است لیکن	سرِ زلفت خراجِ شام و چین است
بیغما بُرد حشمت جملہ عالم	بدین مژگان ہزاران آفرین است
ز روے و مویت اے شاہِ خوان بخت	بدیر و کعبہ رمزِ کفر و دین است
ز حُسنت فتنہا برخاست امّا	بلاے عشقِ تو اندر کمین است
دو چشم بے جمالت ہر شبے دوست	بچشم ماہ و پرویں ہمقرین است
کُشتم بالشکرِ فرعونیاں تیغ	ید بیضا ہم اندر آستین است

چو مستاں شہ بشد در محفلِ ناز
بگفتا عاشقِ سر مستم ایں است

اے ذاتِ تو عیاں شدہ از کسوتِ صفات	آئینہ جمالِ تو ذراتِ کائنات
در ذاتِ بحت تو نرسد عقل و وہم ما	نارس باوجِ وحدتِ تو این تخیلات

بیضا مہر حُسنِ ترا شرق و غرب نیست
شید اے حسنِ عشقِ ترا جلوہ شش جہات

دلہاے عاشقان ہمہ در خاک و خون طپند
تا شد حجابِ وحدت تو این تعینات

لابد ز لا بگفتنِ اِلا شدم بذات
در عینِ مطلقِ تو کجا نفی بر ثبات

کردند عاشقانِ تو یکسر بخون وضو
تا سجدہ بر جمالِ تو سازند بے جہات

مستانشاہ چو آئینہ است بر جمالِ تو
حیران ز خویش جلوۂ ذاتش بممکنات

جز تو مارا در دو عالم یار نیست
بے جمالت با بہشتم کار نیست

پاے نگذارم برضوان و نعیم
گر دران جا وعدۂ دیدار نیست

از شرابِ عشقت اے جانانِ من
یکسر مو بر تنم ہشیار نیست

جز جمالت اے شہِ لاریب غیب
در کنشت و کعبہ ام دیار نیست

ہر کہ سر بر دار عشقِ تو نکرد
در میانِ عاشقان سردار نیست

از شمیمِ وصلت اے سلطانِ من
ہیچ مارا حاجتِ تاتار نیست

ہست ظاہر حُسن او در کن فکان
اے حریفا حاجتِ اظہار نیست

طائرِ قدسیم از بستانِ عشق
مرغِ جانِ ما ازین گلزار نیست

این ترنم کز لبِ مستانشاہ ست
سرِ توحید ست این اشعار نیست

عاشقان را بے جمالت کام نیست
زانکہ عاشق بستۂ ایام نیست

عشق بازی ترکِ سر اوّل بود
راہِ عشق است این رہِ ہر خام نیست

از ازل بوده است باشد همچنان — آنکه آغازش نبد انجام نیست
گشت لامع از دلم بیضاے عشق — جز سحر در ملکِ جانم شام نیست
بشکنم خامه و دفتر بر درم — عشق اندر کاغذ و اقلام نیست
پردهٔ هستی بدر لسے جان من — عاشقان در بندِ ننگ و نام نیست
همچو رفرف طے کنند نهم فلک — عشق بازی در شمارِ گام نیست
عاشقانرا خال و زلفت بس بود — حاجتے بر دانه و بر دام نیست
سر بده و ز گفتگو بر بند لب — حکمِ عشق است بوسه بر پیغام نیست
چون زلیخا دیده ام خوابی عجیب — یوسفے کورا نشان و نام نیست

میطپد مرغِ دلِ مستانه شاه
بیحالت یک نفس آرام نیست

برفتم صبحدم اندر خرابات — که با پیرِ مغان سازم ملاقات
بدیدم دلبرے رشکِ مسیحا — فروغِ عارضش چون جلوهٔ ذات
دو زلفش قیمت از عنبر شکسته — جبینش کرده حلِّ هر مهمات
قیامت از قدش گردیده قایم — ز خوفش زاهدان رفته بمیقات
دو چشمش رهزنِ خلوت نشینان — لبِ لعلش چو عیسے در مقالات
خرابات از رخش بیضا فروشی — بیا رب یا رب افگنده مناجات
یکعبه ساجدِ رویش مسلمان — کنند در دیر گبر آتش مراعات

برفتم تا بگیرم دامنش را — گرفت انگشت برلب گفت ہیہات
رسی بر وصلم اے سجادہ بردوش — کہ مغروری تو از کشف وکرامات
وضو اول بخونِ خویش باید — پس آنگہ توبہ از سالوس وطامات
بکن نفیِ خودی ہا را سراسر — کہ گردد حسنِ بے مثلم اثبات
زعشقم نہ بلب مہرِ خموشی — کہ با حسنم کنی آنگہ ملاقات
بگفت این و بکامم جرعۂ ریخت — کہ شد محو از دلم جملہ خیالات
بدیدم شاہدِ مقصودِ خود را — زچشم دور شد جملہ حجابات
صفاتم محو شد اندر جمالش — تجلّے کرد برمن نورِ آن ذات
بشد لامع زجانم آفتابے — کہ دیدم خویش را از جملہ ذرات
زملک وتا ملک بگرفتہ حسنم — شدم آئینۂ ارض وسماوات
خمش مستانہ شہ اسرارِ توحید — نداند خلقِ عالم زین رموزات

دیدارِ تو مایۂ حیات است — بے روی تو عاشقان ممات است
ہر روز دو عید از وصالت — ہر شب شبِ قدر وہم برات است
از بند ہمہ نجات جویند — مارا خمِ زلفِ تو نجات است
با حورِ جنان و شہد وہم شیر — عشاقِ ترا کے التفات است
مشکل بتو زجان گذشتن — بے تو نفسے زمشکلات است
جز قصۂ عشق وطرۂ تو — دیگر سخنان ترّہات است

از روی تو کعبہ شد مُصفّیٰ
وز موی تو تیرہ سومنات ست

عشق تو حیاتِ جُملہ عالم
حُسنِ تو مدار کائنات است

مستانہ شہ از جہات بر شُد
چون وصلِ تو بے حد و جہات ست

پریشان کرد زلفِ نازنینت
اجل چون گشت اے جانان قرینت

تو بودے ماہِ اوجِ دلستانی
قضا بردت چرا از برِّ زمینت

تو مہری و بہ لحد چون رسیدی
فلک چون شد بگر لبتہ بکینت

تو بودے صید شیر آہوے چشمت
چرا گرگِ اجل شد در کمینت

چو مرغ از دام سفلی باز رستی
بشد منزل باوجِ علیئینت

بگفتی حق بحق جانرا سپردی
بحق حق شد کلامِ والپسینت

ز ہجرت قامتِ سروم خمیدہ
دلِ مجروح گردیدہ غمینت

جگر در آتش فرقت کباب است
بجان پے بردہ زخمِ دل نشینت

گہ از مرغِ ہوا پُرسم سراغت
گہ از گلہائے رنگین در زمینت

گہے در عالمِ ارواح بجویان
گہے جویان در خلدِ برینت

گہے باماہ و پروین راز گویم
گہے اندر مغاک در کمینت

گہے در زیرِ عرشے سایہ گُستر
گہے بینم بجمع حُور و عینت

گہ از لعلِ جگر خونابہ ریزم
گہ از چشمان تر دُرِّ سمینت

گہے بر تربتش رخسارہ سائم
بچشم تر بخاکِ نازنینت

بخاکِ پاکِ تو چو قیس گویم
کہ شد لیلیٰ جان او وج نشینت

بدارا اے خاکِ عنبر بو عزیزش
کہ حق بنمودہ بر انسان امینت

شبے دیدم بخوابت مہرِ تابان
ہمے فرمود لعلِ حق گزینت

کہ مثلم در جہان یابی نہ ہمدم
یقینم شد کہ بنود جانشینت

دو گوہر یادگارت در جہان است
ثمر باشد ز نخلِ عمر ہمینت

الٰہی ہمچو مہر و مہ بعالم
شود روشن دو شمعِ اشجعینت

خدایت از کرم رحمت نماید
دہد ماوا در خلدِ برینت

زمستان شاہ درود الحمد و خلاص
بود صبح و مسا رحمت گزینت

از ثریٰ تا ثریٰ آئینہ دارِ رحمت است
ہر کجا بکشودہ شد چشم دو چارِ رحمت است

وحدتش تخم است و کثرت خوشہ و برگ و ثمر
کز وجود و تا عدم جوشِ بہارِ رحمت است

نے عبادت نے عمل نے حج و نے صوم و زکوٰۃ
چشمِ امید ہمہ در انتظارِ رحمت است

زلفِ شب ہا تیرہ گون از بہرِ عیبِ ما ست
روئے صبح خاور فشان در فکرِ کارِ رحمت است

مرغِ دل اندر ہوائے معصیت گر پر زند
تا کجا خواہد پرد آخر شکارِ رحمت است

گر ہمہ سہو و خطائے منکر از عفو مشو
آیتِ لا تقنطوا از کردگارِ رحمت است

چون زند امواج بحرِ رحمتش بر عاصیان
جانِ معصومان تپان در موج زارِ رحمت است

معصیت گُل کرد اگر از بہر عجزِ نفسِ ما ست — مغفرت گر زد رقم اظہار دارِ رحمت است

طفلِ دل عصیان اگر آلودہ شد مستانہ شاہ
غم مخور کز دایۂ لطفش کنارِ رحمت است

ناوکِ غمزہ ات اندر جگرے نیست کہ نیست — خاک در رہ گذرت سیمبری نیست کہ نیست

طورِ دل آمین جان آئینہ روح روان — جملگی راز فروغت ثمرے نیست کہ نیست

آخر اے دولتِ بیدار شبِ رخ بنما — دیدہ پر خون زغمت یک سحری نیست کہ نیست

بے بصر ہرزہ درائی کند از شومی بخت — ورنہ اسرار خدائی بسری نیست کہ نیست

چشم خفاش نبیند رخ بیضا لیکن — عکسِ خورشید بہر رہ گذرے نیست کہ نیست

یکرہ از پردہ برون آئی کہ از بہر نثار — جان بکف در رہِ تو منتظرے نیست کہ نیست

ترکِ یغمائی من بین کہ بہ آفاق جہان — بندۂ خالِ لبت رو قمری نیست کہ نیست

مگر ای سرو چمان در چمن دیدہ خرام — کانتظارِ قدمت چشم تری نیست کہ نیست

نیست در گلشنِ حُسنِ تو صبا آرائی — ہر نفس قاصدِ آہ نامہ بری نیست کہ نیست

غیرتِ شرع زبانِ ہمہ را بربستہ — ورنہ اندر دل مستان خبرے نیست کہ نیست

عکس رخسار جہان تاب تو اے جانِ جہان — مردمِ دیدہ صفت در نظرے نیست کہ نیست

کردہ صاحب نظران گردِ رہت کحل بصر — روشن از خاکِ درت دیدہ وری نیست کہ نیست

مُہرۂ مہر نہاد دل مستانہ شاہ است
آتشِ عشق تو اندر جگرے نیست کہ نیست

قسم که مثلِ رخت در همه خدائی نیست
چو حُسنِ دلکشت از همه تابائی نیست
تبارک الله ازین ماهِ چهارده جانان
که مهر را بجمالِ تو روشنائی نیست
غبار شد تنِ زار و بطوف تو نرسید
که باد را بسرِ کوے تو رسائی نیست
گدائے کوے تو بودن ز سلطنت بهتر
شه است بر سرِ شاهان این گدائی نیست

بغمزه اش تن و جان را سپار مستانه شاه
که نزد ناوکِ نازش دل آزمائی نیست

روحِ حیوان دیگر است و روحِ انسان دیگر است
کرمِ شب افروز دیگر ماهِ رخشان دیگر است
واصلان از اصل کے باشد زمین و آسمان
وصلِ خاص الخاص خاصِ عشقبازان دیگر است
کے بچشمِ سر توان دیدن مقامِ عارفان
چشم اے زاهد برے دیدِ عرفان دیگر است
گر نیابد بر طواف کعبه عاشق باک نیست
حجِ رب البیت مستِ جامِ عرفان دیگر است
تشنگان غمزه اش بر آبِ کوثر کے روند
لذتے بر عاشقان از زهرِ پیکان دیگر است

مست از چشمانِ مستش گشته است مستانه شاه
نارِ عشقش را ز حُسن هر لحظه دامان دیگر است

بادهٔ عشق است اینجا ساغر و پیمانه نیست
جلوهٔ ساقی است اینجا شورِ میخانه نیست
چون خلیل الله شود در نارِ عشقِ آن صنم
کعبهٔ وصل است اینجا آذر و بتخانه نیست
مومن و ترسا و گبر و بت پرست و میفروش
جمله عالم از خود است اینجا کسے بیگانه نیست
گام اول سر بنه در راهِ عشق اے جان من
عاشقے کز سر نرست اینجا یقین مردانه نیست

از سماعش رفتن از خود یکجہان از خویشتن
نغمۂ عشق است اینجا قصہ و افسانہ نیست

معتکف شو در خرابات و جود از جان و دل
گنج مقصود است اینجا چند کنج ویرانہ نیست

ذات حق بینند و ہستند در تبسم مست حال
چشم ما داغ است اینجا موئے عمرانہ نیست

خز موئے صاعقا گر دیدۂ مستانہ شا
آتش طور است اینجا شمع یا پروانہ نیست

نمیدانم کہ جانانرا چہ نام است
کجا منزل کجا او را مقام است

زلیخا وار بیخود گشتم از وے
عزیز مصر و مصر آتش غلام است

بود از جان خریدارش دو عالم
نمیدانم کہ منظورش کدام است

بشد خاصان بخاک کوش یکسان
دران محفل نہ جا ہر عوام است

نشد حل مشکل از زنار و تسبیح
مرا با ہر دوئے یاران سلام است

کنم من خرقہ را رہن خرابات
کہ نسبت عشق را با پیر جام است

نہ اشعار است کہ میگویم سراسر
ہمہ معنی لاریبی کلام است

تجلے بر دل مستانہ شہ کن
کہ اندر پختگانت نیم خام است

مرا با ناز تو ہر دم نیاز است
ترا اندر نیازم چند ناز است

زعشق عارض خورشید سیمات
چو کوکب چشم من تا روز باز است

سماعش یکجہان را ساخت رقاص
درون سینہ ام یاران چہ ساز است

بیاد وصل تو هر شام تا صبح — دل و جانم چو شمع اندر گداز است

بنازم عشق را مستانه شاها
دل محمود در زلف ایاز است

دی جلوه کنان آمد آن ساقی ما سرمست — تاجی ز شرف بر سر جامی ز پیش بر دست
چشمش بیکی افسون عالم بر بود از خود — نه نقش بسر یک موکو نبین بخود بر بست
عالم بعدم پیوست چون غمزهٔ او بنمود — دل از سر جان برخاست تا قامت او بنشست
کردند هدف جانها جوق ملک و آدم — چون ناوک دلدوزش گردید رها از شست
آن سرو غیوران از ناز و تنعم گفت — کای عاشق دلخسته حالت ز غمم چون است
وارست ز کید نفس از جذبهٔ آن ساقی — گردید خلاص از غم هر کس که باو پیوست

چون جلوه نمود آن مرغ دل مستانش
از هر دو جهان برخاست بر طرهٔ او بنشست

آن رشک مه رو خاور امکان من کجاست — بیضای شرق و غرب دل و جان من کجاست
چشمم ز گریه بحر و جگر از غم است نار — در آب و آتشم رخ جانان من کجاست
پژمرده گشت گلشن کونین بی رخش — پیک وصال آن شه خوبان من کجاست
چون شمع ایستاده بیک پا عاشقان — مسند نشین نسبت عرفان من کجاست
در خون نشسته مجلسیان زاب دیدگان — جام وصال ساقی دوران من کجاست
ور تافت دل چو اهرمنان گشته معتکف — آن خاتم و عصای سلیمان من کجاست

شد تبرہ کابل از غم آن شہسوارِ ظفر
مستانہ شاہ مرشدِ جیلانی من کجاست

نمیدانم کہ آن ساقی کدام است — کہ بنمودہ بیک جرعہ مرا مست
لبش آبِ بقا بخشیدہ با خضر — دہانش رشکِ عیسیٰ در کلام است
ز زلف و عارضِ خورشید مثالش — عیان گردیدہ وضعِ صبح و شام است
شود محشر کند گر غمزہ اتمام — بہ نیم غمزہ قتلِ خاص و عام است
بجز از طاقِ آن ابروی جانان — مرا بر کعبہ و مسجد سلام است
دگر حاجت بجام و بادہ نبود — کزان چشمان او کام تمام است
ہر آن عاشق کہ شد بدنام عشقش — بنزد عشق بازان نیک نام است
وضو از خونِ خود فرض است اینجا — بعاشق ترکِ سر اول مقام است
ہر آنکو ظرفِ ہستی را نہ بگداخت — بنزدِ پختگان عشقِ خام است
کند شاہینِ فکرم صیدِ عنقا — کہ مرغِ قدسی امروز بدام است

نہ اشعار است کہ مستانشاہ رقم زد
سراسر جملہ معنیٔ کلام است

چون جلوہ نمود ساقیِ مست — عقل و خردم برفت از دست
جان رفت ز قالبِ فسردہ — با جوہرِ لعلِ یار پیوست
تا قامتِ سروِ ناز برخاست — طوبای جنان بخاک بنشست

جانا فگنم بخاکِ پاتش … گر دامنِ آن صنم دهد دست
از چشم نموده صیدِ عالم … در طرّهٔ تاب دار پرست
بکشاد نظر بحسنِ جانان … نادیده بروے غیر پرست
مستانه شهاز من بشد جان … بالعلِ لبِ نگار پیوست

بانسان جلوهٔ لاریب ذاتست … نباشد نفی ایجمله ثبات است
تجلّے کرد ذاتِ حق بعالم … چو آئینه بحُسنش ممکنات است
سیه پوش از غمش گردید کعبه … بیادش غرقِ آتش سومنات است
صنم خواند صمد لبّیک گوید … بهانه مسجد و لات و منات است
قلم گردیده شق از تیغِ حُسنش … زعشقِ او مدد رها دوات است
هر آنکس فوت شد در عشقِ جانان … بحوقِ لایموتون او حیات است

نه مستانشاه بود اینده دُرافشان
نُطقش جملگی آثار ذات است

رهزنم چشمِ جادوانهٔ اوست … دلبرم حُسنِ شاهدانهٔ اوست
کعبهٔ وصلِ را منم محرم … شورِ شتم دمبدم شجانهٔ اوست
شش جهت حُسنِ او بود لامع … کعبه و دیرها بهانهٔ اوست
لمن الملک واحد القهار … از دلِ عارفانِ ترانهٔ اوست
بر سرِ چار سوے کون و مکان … بادهٔ عاشقان فسانهٔ اوست

عندلیبِ دلم نه زین چمن است　　گلشنِ قدسی آشیانهٔ اوست
قوتش از مطبخ ولگن نبود　　از تجلائے حسنِ دانهٔ اوست
این ترنم که جان گداز آمد　　از لبِ ساقی مغانهٔ اوست
خود نه مستانه شه فلک طے کرد
قوتِ عشق زفرفانهٔ اوست

تا بجنبش نیاز و رازِ من است　　بر نعیم بهشت نازِ من است
ماهیِ بحرِ وحدتم به نشیب　　لامکان عرصهٔ فرازِ من است
هر شبم تا سحر بزمِ وصال　　شمع سان سوز در گداز من است
نورِ وحدت بشد دل لامع　　خو حقیقت نما مجازِ من است
میکنم من وضو بخونِ جگر　　که بدبرِ مغان نمازِ من است
دست افشان ملائک جبروت　　از مے شوق نغمه ساز من است
داغِ ناسورِ دوست مستانشاه　　حاصلِ عمرِ عشق بازِ من است

دے صنم غلطان بخونم دید و رفت　　نعرهٔ زارِ دلم بشنید و رفت
دید زخمی سینه ام از تیغِ هجر　　از شکر خنده نمک پاشید و رفت
از فریبِ چشم و الماسِ نگاه　　پردهٔ هستی زمن بدرید و رفت
فند و چشمش در دلِ مجروحِ من　　یک بغل تیر نگه بارید و رفت
چند روزے همچو مینا و پری　　پیرهن از کسوتم بالید و رفت

همچو مه بر آفتابِ حسنِ او　　روح پاکم بیجبان کاهیده رفت
خویش را برچشم خود مستان نشا　　از سوادِ دیدهٔ من بدر رفت

همه گویند بر خسارِ محمد صلوات　　بلبِ لعلِ گهر بارِ محمد صلوات
بجمالِ ملیح خواجهٔ لولاک درود　　بدو گیسوے چو تاتارِ محمد صلوات
بشهٔ مملکتِ تختِ تدلی است ثنا　　بہ گلِ روے سمن بارِ محمد صلوات
حق نمودار شد از عارضِ آن فخرِ عرب　　برخِ آئینه کردارِ محمد صلوات
خوش خرامان بشد از دهرِ فنا سوے بقا　　بقد و قامتِ رفتارِ محمد صلوات
بهر این اُمّتِ عاصی نه بدش خوابِ شبے　　بدل و دیدهٔ بیدارِ محمد صلوات
از الم نشرح لک صدرک تابید چو جهر　　بشقِ سینهٔ انوارِ محمد صلوات
شبِ معراج یقین حقِ خداوند بدید　　بدو چشمانِ پر اسرارِ محمد صلوات

هر شب و روز بگو از دل و جان مستانه
بلب و چشم و دو رخسارِ محمد صلوات

چون برخ زلف تا بدار شکست　　دلِ عشاق صد هزار شکست
رونقِ ماه و مشتری آن شوخ　　وز رخ و خالِ مشکبار شکست
فوجِ مژگان تو باین دلِ زار　　یک بغل تیرِ آبدار شکست
کرد مخمور زلفِ خود عالم　　وز لبِ لعلِ خود خمار شکست
قیمتِ قند و شهد مستانه شاه　　از سخنهائے بردبار شکست

دو عالم جمله از ایجاد میم است　　که عشق و حسن از بنیاد میم است

احد را میم احمد شد کمر بند　　که صید خلق از صیاد میم است

شناسا گشتم از روی من خدا را　　بمن اندوستان امداد میم است

یکی عاشق دگر معشوق گردید　　تمامی داد از بیداد میم است

اگر خوبان دل از عشاق بردند　　چگویم فتنه از استاد میم است

شده معمور از وی هر دو گیتی　　که عرش و فرش از بنیاد میم است

بلوح سینه ام مستانه شاها
دو عالم نقطه از ایجاد میم است

بیا بمیکدهٔ ما که مدعا اینجاست　　وصال حضرت بیچون کبریا اینجاست

چه حاجت است سلیمان ز نامه و قاصد　　که جمع هدهد و بلقیس دام صبا اینجاست

فگن تو از سر خود نخوت شهنشاهی　　که حشمت دو جهان نزدیک گدا اینجاست

ز نور و ظلمت شام و سحر چه میپرسی　　بحسن دوست که نه صبح نه مسا اینجاست

بملک فقر تو اسکندری اگر خواهی　　بیا بصدق که مرآت حق نما اینجاست

ز چوب و تار همی آید این سماع هر دم　　که بگذر از خودی خویشتن خدا اینجاست

ز عرش دل بشنیدم که هاتفی میگفت
بیا که حضرت مستانه شاه لقا اینجاست

دوست میجویم بعالم دوست دوست　　نیست اندر سینه ام جز مهر دوست

یکسرِ موئے خیالش نیستم
پُر شده از وے همه اجزاءِ او پوست

گوش و چشم و نطق و عقل و جان و دل
فاعلِ پنهان و اعیان جمله اوست

چون دلم از زنگ هستی پاک شد
دیدم آن دلدار با من روبروست

همچو آئینه منم حیران خویش
حُسن بے مثلش به خود در گفتگوست

چند دور از اصلِ خویش اے آخولان
آخر از بحرِ محیط این آب جوست

گر شوی یکسو ز خود مستانه شاه
جلوهٔ جانان ترا از چار سو است

یارب دلم از تو شادکام است
لطف و کرمِ تو بر دوام است

تا بندهٔ خویشتن بخواندیم
شاهانِ زمانه ام غلام است

از من همه سهو و جرم و عصیان
از تو همه عفو و فضلِ تام است

نے ذکر و عبادت و نه طاعات
نے حج و زکوٰة و نے صیام است

لیکن نظرم به رحمتِ تست
کان غافرِ جرم خاص و عام است

با فضلِ تو دل قویست مارا
لاتقنطوا آن ز تو پیام است

افروز بدل ز حُسن نارے
در کورهٔ عشق نیم خام است

از من گنه و ز تو همه عفو
از حضرتِ تو همین تمام است

مستانه شهمت زبندگانت
آن بنده که از تو شادکام است

بمیدانم دلم دیوانهٔ کیست | بگویم روز و شب افسانهٔ کیست
اگر خال و خط و زلف رخت نیست | بگو این کعبه ام بت خانهٔ کیست
ربود از من بیک دیدن دل و جان | بگو دیدم که این جانانهٔ کیست
ز لعلم موجِ مے گردیده موّاج | به کامم حسرت جرعهٔ پیمانهٔ کیست
شده گم طفلِ دل در کوچهٔ عشق | منادی دوستان در خانهٔ کیست
شده فرشِ زمینش ماه و خورشید | چو چرخِ چارمین کاشانهٔ کیست

چو مستان شه بشد در محفلِ دوست
تبسم کرد این مستانهٔ کیست

چشمِ مخمور تو امروز عجب بیخود و مست است | قوسِ ابروی ترا ناوکِ دلدوز بشست است
چشم بد دور از ان چشمِ سیاه دلدوز | قلبِ شاهانِ جهان را بیکی غمزه شکست است
سجده بر قبلهٔ روی تو کند مرغِ دلم | این بود قبله نما یا گلِ خورشید پرست است
آه ازان ناوکِ مژگان که بیک نیم نگاه | عهدِ یارا چو سرِ زلفِ دلاویز شکست است
شد گرفتار قد و قامتت ای نخلِ مراد | مهر و ماه و فلک و سدره و طوبی پست است
نشود تا به ابد هشیار و مخمور گهی | آنکه سرشارِ محبت شده از روزِ الست است

در ازل دید چو چشم سیهت مستان شاه
تا ابد زان نگهش بیخود و دیوانه و مست است

باز بر جنبش مرا امشب نگاهی دیگر است | از صفائی عارضش ما را ضیایی دیگر است

چونکہ فصلے مے شود از من جدا از خویشتن ۔۔۔ در وصالِ آن نگارم جلوہ ہاے دیگر است
جان فشانانِ وفائے عشقِ آن دلدار را ۔۔۔ از لقائے حضرتِ جانان لقائے دیگر است
نفس و قلب و روح و سر و خفی و اخفی کلهم ۔۔۔ ہر یکے را در فنائے خود بقاے دیگر است

وصفِ این دنیا و اہلش کے کند مستانہ شاہ
این نکاتم بالیقین میدان کہ جائے دیگر است

چو نورِ مشرقی از مغربم نقاب گرفت ۔۔۔ تمام مزرع دل قرصِ آفتاب گرفت
گداخت ژالۂ اجسام ز آتشِ رخسار ۔۔۔ بخویش بحرِ محیط عالمے سراب گرفت
بخواند منشئ عقلم کتابتِ دو جہان ۔۔۔ بغیرِ آنکہ سبق نہ عالمِ کتاب گرفت
شدم چو راکبِ براقِ عشقِ آن دلبر ۔۔۔ مہ و ملائک و بیضا مرا رکاب گرفت
نمود ختم وجودم چو بابِ مے مفتوح ۔۔۔ برہمن جبہ و دستارِ شیخ و شاب گرفت
ہزار شکر کہ آن پادشاہِ حسن و جمال ۔۔۔ زپیشِ دیدۂ من مستعین حجاب گرفت

نمود جملۂ عالم چو ذرہ مستان شاہ
چو آفتابِ جمالم ز رُخ نقاب گرفت

مئے صد خم شراب از دیدۂ خونبارِ ماست ۔۔۔ جو قِ عالم بے خود از خمخانۂ اسرار ماست
طے نماید مرغِ جانم ہر نفس تا قافِ قرب ۔۔۔ کے زبالِ حضرتِ جبریل کم طیارِ ماست
میشود مکشوف از ہر یک حروفش سرِ غیب ۔۔۔ دُرِ دریاے قدم این نطقِ گوہر بار ماست
ہر کہ دیدہ مصطفیٰ بیشک بدید او ذاتِ حق ۔۔۔ منکہ دیدم مصطفیٰ را دیدنش دیدار ماست

کام و جانہا گشت خوشبو از سماعِ این کلام | یک جہان عنبر ز بوئے نافۂ تاتارِ ماست
پیش چشم من مده جلوه تو اے رضوانِ بہشت | ہشت جنت یک گلے از گلشنِ اسرارِ ماست
مہر و ماه و قدسی و گردون و کوکب فے المثل | رقصِ جوقِ کُن فکان از نغمۂ اسرارِ ماست
حُسنِ خود را خود تماشا میکند جانانِ ما | ہمچو آئینہ بہ جنبش دیدهٔ نظارِ ماست

چونکہ کافر شد بہ عشقش حضرتِ مستانہ شاہ
رشکِ تسبیحِ ملائک رشتۂ زنارِ ماست

جبرئیل و رفرف و براق زان حیرانِ ماست | کز مکان تا لامکان دریکنفس طیرانِ ماست
در جہان تا چند گردی بہرِ وصلش جانِ من | حضرتِ جانان عیان در دیدہائے عیانِ ماست
نیست حاجت بر کتاب و صفحه و دیدن بخط | کین دلِ سی پاره اندر صدر جان قرآنِ ماست
گر ترا بر قولِ حق است اعتبارے اے مدعی | وحیِ مخفی بر نکاتِ نقطۂ دیوانِ ماست
نیست در نوشت شفائے عاشقان معذور دار | دردِ جانان اے طبیبا دارو و درمانِ ماست
رخشِ ہمت تاختم اندر سرائے کن فکان | کز ازل تا ابد یک عرصۂ میدانِ ماست

گرچہ بیند صد تجلّیِ خدا مستانہ شاہ
نعرۂ ارنی ہنوز از موسیٔ عمرانِ ماست

آن سرے کہ درونِ دلِ عمدیده نہانست | گر فاش کنم اہلِ جہان قاتلِ جان است
آنست کہ بوده است نہ با این و نہ با آن | اینست کہ الآن کما کان عیان است
از جملہ مکانست بری آن شہِ خوبان | گر مہرِ رخش تافتہ بر کون و مکان است

از آرزوئے کوثر و طوبےٰ بگذشتیم — مارا کہ بہ دل آرزوئے حسنِ بتان است
در جلوۂ مہتابِ جمالِ رخِ دلدار — این جملۂ اجسام فنا ہمچو کتان است
در جملہ جہان است ظہورِ رخِ جانان — چیزے کہ عیان است چہ حاجت بہ بیان است

آن جلوہ کہ بیرون ز نیرنگ و مثال است
ظاہر شدہ مستانہ شہ از دیدہ جانست

ہر شب بخیالِ تو مرا ہے ہے و ہا ہاست — آئینۂ دل منتظرِ نور تجلے است
امروز کنم جان بسرِ وصلِ تو اے یار — تا کے ز جنابِ تو مرا وعدہ بہ فرداست
اگر ز مقامم نہ شود جملۂ عالم — در قافِ قدم قربت من گشتہ چو عنقاست
در کون و مکان این دلِ مفتون بکند میل — چون مستی و سرشارئ شے از مے و میناست

مستانہ شہا داغ دل از باغ جنان نیست
از گلشنِ فردوس تجلی گل بیضاست

این غنچہ ام ز گلشن فردوس بو گرفت — یعنی وصالِ دوست مرا چار سو گرفت
نورِ جمال مرہمِ زخمِ دل نمود — تارِ نگاہ سینۂ چاکم رفو گرفت
پژمردہ بود گلشنِ دل ز آتشِ فراق — از آفتاب جلوۂ او رنگ و بو گرفت
بادا ہزار شکر کہ این ہمتِ بلند — آخر ز دست ساقئ وحدت سبو گرفت
بحرِ محیطِ عشق چو زد موج از قدم — صحرا و چاہ و چشمہ ہمہ جو بہ جو گرفت
تو غین بین کشتہ بعینِ جمالِ یار — زاہد مگر کہ چشم ترا تارِ مو گرفت

گرچه نهان بدل بنمودی تو آفتاب
مستانه شه ز حسن جهان را فروگرفت

دلبرا گیسوی مشکین شانه کردی عاقبت
این دلِ دیوانه را دیوانه کردی عاقبت

رمز عشق و حسنِ تو پنهان بدل بنهاشتم
ماهِ من در عالمم افسانه کردی عاقبت

ملک دل آهسته آهسته گرفتی ای صنم
کعبهٔ جان و دلم بتخانه کردی عاقبت

خال و خط افگندی اندر مرغزارِ حسنِ خود
مرغ روحم صیدِ دام و دانه کردی عاقبت

دوش از شمعِ رخت پروانه آسا سوختم
سوزشِ من دیدی و پروا نکردی عاقبت

سالها در زهد و طاعت برده بودم من بسر
خرقه‌ام را رهنِ یک پیمانه کردی عاقبت

از خُمِ وحدت قدح نوشیدی ای مستانه شاهؔ
یکجهان را از نگه خمخانه کردی عاقبت

هر لحظه مرا بر رخِ نیکوی تو میلی است
چون حضرت مجنون که گرفتار به لیلی است

گر خاک بشد دل بسر کوت چه باک است
روحم به فدا گر شود از عشق تو اولی است

از لعلِ لبانِ تو عتاب ای شهِ خوبان
بر عاشقِ بیدل ز جنابِ تو تسلی است

بر روی تو بسر عمر بطولِ امل ای دون
فردائی جهان نزد خرد بیخرد اوی است

چون سیلی عشقِ تو بخورده شه مستان
زان چهرهٔ او از غم هجرانِ تو نیلی است

سرم از بادهٔ عشق تو شور است
دلم از جلوهٔ حسنت چو طور است

شدم تا خاکِ کویت اے پری وش — مصلیٰ بر درم گیسوئے حور است
منم چون سایه و تو آفتابے — ز قربت گر برآرم دم چه دور است
به قتلم وعده فرمائی به فردا — ز عاشق این سخن بس ناصبور است

ترا مستانه شه بهتر نیاز است
که دلبر از منعم بس غرور است

انچه مستی است انچه سرشاریست — انچه شوخی است انچه طراریست
انچه افسون و انچه جادوئے — انچه قتالی انچه خونخواریست
همچو نرگس ز پائے تا سرِ من — منتظر مانده بهرِ دیدارے ست
عمر ضایع مکن به کشف و ریا — کین همه کارهائے بیکاریست
مرغِ فردوس جان نه زین چمن است — همنشیں با گل است و گلزاریست
زاهد از زلف تو حذر بنمود — کارِ هر کس نه کارِ عیاری ست

ساخت مستانه شه جهان خوشبو
زین سخنها که مشکِ تاتاریست

درونِ سینه ام جانانه هست — که در وصفش ملک صد وانه هست
مه و مهر و زمین و انجم و چرخ — به شمعِ عارضش پروانه هست
حکایاتِ غم و لیلی و مجنون — ز حسن و عشقِ ما افسانه هست
بکن تو اے صنم طوفِ دلِ من — نباشد کعبه گر بتخانه هست

همان پیمان که زاهد با تو بستم	شکسته بر سر پیمانه هست
بدو چشم از نگاهِ مستِ جانان	زمے متواج چون میخانه هست

بجمعِ عاشقان مے گفت جانان
که مستان شه عجب مستانه هست

مپرس از من که احوالِ تو چون است	دل و دیده ز هجرت غرقِ خون است
بیادِ سروِ قدت اے دلارا	خمیده قامتِ من همچو نون است
مشو نزدیکِ من ترسم که سوزی	شرار سینه ام از حد فزون است
بنزدِ پیرِ عشقت طفلِ عقلم	سراسر جمله تدبیرش جنون است

اگر اندر شیون مستان شه دید
بچشمش جلوه گر نورِ بطون است

چشم بکشا که یار در نظر است	دیده وا کن که دوست جلوه گر است
یار در خانه کرده است مقام	زاهدان کوه به کوه دربدر است
از کرامات و کشفِ خویش ملاف	کین سخنها تمام دردِ سر است
کے زشتّی زدود اگر فرسود	هر نئے گو ورا بدل شکر است

نزد مستانه شه وجود و شهود
آن یکے اصل فرعِ او دگر است

مُردی از هجر و یار در نظرت	دوست با تست اے ازان خبرت

خواب غفلت دہی زبس عمرے　　شام گردید عاقبت سحرت
شاہِ کونی خلاصۂ ایجاد　　گردہ وہم گدائی دربدرت
تا بجے گردِ عالمی سیاح　　کن باقلیمِ عرشِ دل سفرت
حب حور و بہشت از سر نہ　　کہ بہشتہ بہشت را پدرت
کسبِ نور از جمالِ جانان کن　　تاکہ خورشیدِ حق شود قمرت

بیخبر چون شدی تو مستان شاہ
رفت در شام و روم و چین خبرت

مرا کہ سلسلۂ زلف یار در چنگ است　　چہ غم زمدعیان گر ہزار فرسنگ است
زہجرِ خاتم سیگونت اے مسیحِ زمان　　دوایراتِ دو عالم بچشمِ من تنگ است
مجاز موجِ جہان تر شود مراد امن　　کہ در ہوائے وصالِ نگارم آہنگ است
شکست توبہ من دوش زان لب میگفت　　ہزار شیشۂ تقوائے عاشقان سنگ است

کجا بکعبہ رود از مغانہ مستان شاہ
کہ دیدہ با رخِ دلدار و گوش در چنگ است

مرا بعشق و محبت دل آنزمان انداخت　　کہ کاف و نونِ قدم طرحِ کُن فکان انداخت
چو عزمِ سیرِ جہان کرد طائرِ قدرت　　ببوستانِ دلم رنگِ آشیان انداخت
ز چوب ودار عیان بود نے بخلق انا　　کہ زلفِ سرکشِ او ریسمان بجان انداخت
ہدف زصانعے خود کرد لوحِ سینۂ من　　چو قوسِ حسنِ ازل تیر در کمان انداخت

نہ بت پرست دنہ بت ظاہر و نہ بتخانہ — کہ عکسِ خویش درآئینۂ بتان انداخت
بہ پیشِ قوّتِ حسنش خمید قدِ فلک — بہ زورِ بازوئے عشقش جہان کمان انداخت

تجلّئے کہ عیان کرد طور موسےٰ را
ہزار جلوہ بمستانہ شہ ازان انداخت

نزد چشمِ دلفریبت پارسائی مشکل است — جان بہ تیرِ دیدہ دوز دآزمائی مشکل است
من فنایم باخدا اے عقلِ نامحرم برو — چون خدا فہمیدہ باشم ناخدائی مشکل است
چون بحر افتاد قطرہ گشت ناپیدا بہ بحر — بارِ دیگر بازازان بحرش جدائی مشکل است
غیر جان دادن نباشد کار جانبازانِ حق — نزد جانبازانِ حضرت جبہ سائی مشکل است

ہر کہ واصل شد باصلِ اصلِ خود مستانہ شاہ
چون نمازِ احولاں زہدِ ریائی مشکل است

بکامم جرعۂ از اسرارِ عشق است — بلعلم نکتہ از گفتارِ عشق است
نگوئیدم ز تسبیح وز خرقہ — کہ اندر گردنم زنّارِ عشق است
بگوشِ جان ودل اے طالبانم — دمادم نغمہ از مضمارِ عشق است
لبم اندر لبِ صہبائے حسن است — دو چشمم دیدہ بر دیدارِ عشق است
ہزاران یوسفِ زیبائے گل چہر — میانِ کوچۂ بازارِ عشق است
بمکتوباتِ جمع ہر دو عالم — سراسر جملہ یک تکرارِ عشق است
رسولِ ہاشمی صلّو وسلّم — بہ رخشِ دلبری سالارِ عشق است

جمیع انبیائے حضرتِ حق
چو بلبل جملہ بر گلزارِ عشق است

چو خوبان وضع مستانشاہ دیدند
بگفتند نادر و عیارِ عشق است

بعشقِ آنکہ دل دیوانہ اوست
بحسنِ آنکہ جان کاشانۂ اوست

بآن ساقئے باقی کز طہورا
دو عالم بیخودِ پیمانۂ اوست

زمین و آسمان عرش و کرسی
گدازِ گوہرِ یکدانۂ اوست

جمالِ خوب رویانِ دو عالم
فروغِ عارضِ جانانۂ اوست

میانِ کفر و دین بنمود جلوہ
کہ ہر دو بندۂ درخانۂ اوست

ز زلف و خال و خط و حسنِ نیکو
یکے کعبہ دگر بتخانۂ اوست

کتابِ لیلے و عذرائو شیرین
تمامی شمۂ از افسانۂ اوست

دو چشمِ دلربایان مست و شہلا
نگاہِ نرگسِ مستانۂ اوست

بشمعِ حسنِ آن لیس کمثلہ
زمین و آسمان پروانۂ اوست

چنان جانم لبالب کردہ از مے
کہ گوئی جان و دل میخانۂ اوست

کہ مستانشاہ از ایامِ طفلی
خراب و بیخود و دیوانۂ اوست

گرفتارم گرفتارِ محبت
خریدارم خریدارِ محبت

کشیدم من زبہرِ یوسفِ خود
دل و جان را ببازارِ محبت

چو لوح کت تا راند رعشق یوسف
بجان هستم خریدار محبت

نه آلاید بجام جم لب خود
هر آنکس گشته سرشار محبت

قد ملک و ملک جمله خمیدند
چو جانان کرد اظهار محبت

مسیحا با همه انفاس قدسی
چو مجنون گشته بیمار محبت

جمیع انبیا صلوا علیهم
چو بلبل مست گلزار محبت

نباشد نوش جز لعل لب یار
گزیده این دلم مار محبت

شود مستانه شه چون طور عالم
اگر سازم من اظهار محبت

از دو چشم جلوهٔ حسن خدا مستور نیست
زانکه ادراک محمد چون کلیم طور نیست

میشود در قصد جانم گشته خلقی از انا
بایزید این جسم پاکم حضرت منصور نیست

کے بود لایق بتخت جبین فقرا ورا شهی
در سماع چینئے جان هر که چون فغفور نیست

آنچه بود اسرار پنهان مے بگفتم آشکار
لیکن اے یاران چه سازم از سلف دستور نیست

کام جان شیرین نکانم سکینه مستانه شاه
زانکه شهد عشق باشد از دم زنبور نیست

بسرشته مهر جانان مارا بما و طین است
یعنی محبت او در خاتم نگین است

کردی بپائے آخر زنجیر زلف جانان
با همت بلندت اے دل صد آفرین است

گفتی چه داری اکنون بهر نثار برگو
دل بر کف است جانان جانم در آستین است

جانم رسیده برلب جانا بیا و نشین — کاندر جمالت اے جان دیدارِ واپسین است

هر نقطهٔ ز شعرم در گوش جانِ عارف
مستانه شاه بالله همچون دُرِ ثمین است

مرا تجلیٔ رنگین ز حسنِ بیرنگ است — که بے شراب دل و جانم مدام دنگ است
بدان مقام مرا قربِ هر نفس باشد — که بالِ رفرف و پائے براق زان لنگ است
نه حاجت است بچنگ و رباب و نغمه و نے — که چشم بر رخِ جانان و گوش در زنگ است
گرفته بود شهے در ازل گریبانم — که تا بروزِ ابد دامنش مرا چنگ است
مراست قصدِ نگار و تراست قصدِ حرم — بروز بهر خدا زاهدا انچه آهنگ است
ز ننگ و نام برون آے حسنِ جانان بین — که حائلِ رخِ دلدار پردهٔ ننگ است
گهے ز طورِ دل و گه ز نخلِ ایمن جان — خراب جلوهٔ اویم که انچه نیرنگ است
بیا به قافِ قدم خانه ساز طائرِ روح — که ملکِ عالمِ فانی بچشمِ من تنگ است

ببین بجامهٔ مشرب ظهورِ مستانشاه
چو عکس مهر بهر شیشه همان رنگ است

مے برآرم دم ازان جائیکه دم نامحرم است — نکته دارم زان حرم کز وے حرم نامحرم است
همچو قطره من بحرِ قلزمِ توحیدِ عشق — نیست گشتم آنچنان کز وے عدم نامحرم است
من که میرانم قلم از دیدِ حسنِ ذوالجلال — زان طلسماتے کز و نون والقلم نامحرم است
ذره هاے پیکرم رقاص گشته هر زمان — زان سماعے که از و تال و نغم نامحرم است

من ہمیرانم قدم بے پا و بے جسم و شعور
اندران جائیکہ آنجا ہم قدم نامحرم است

دارد این سوحم فغان و نعرہ از حبّ وطن
زان و یارے کہ از و روم و عجم نامحرم است

گرچہ قدسی از لطافت گشتم از عشق فگار
لیک ہمچون جبرئیل آنجا پرم نامحرم است

پیکرم اندوہِ عشق دلبری افسردہ کرد
کہ بحسنِ بے مثالِ او الم نامحرم است

جمع گشتم در مقامِ جمع جمع از تفرقات
کہ دران صاحب جمیعِ جمع ہم نامحرم است

گرزدلم شد زواحد تا باثنین و ثلاث
لیکن اینجا درعدم بیش و کم نامحرم است

ہر شبے مستانہ شہ مے نوشد از جامِ طہور
اندران محفل کہ از وے جام و جم نامحرم است

خموش روحِ مجرد کہ شیونِ زنگ است
صدائے بے لغت و جلوہائے بیرنگ است

دل و زبان و دو چشم و جمیع اجسام
چو خم بادۂ توحید جملگی ونگ است

بمحفلے کہ دو چشمِ تو ساقیم گردد
ہزار شیشۂ طاعت فدائے یک سنگ است

ز حادثاتِ زمانہ چہ غم بود یاران
مرا کہ سلسلۂ زلف یار در چنگ است

در آن مقام مرا خانہ است مستانہ شاہ
کہ پائے جملۂ منزل رسیدگان لنگ است

در ہمہ مینائے عالم آفتابے بیش نیست
جملہ بحر و حدتند لیکن حبابے بیش نیست

از ہمہ ذراتِ حسنِ جانفزایش مظہر است
این مظاہر بر جمالِ او حجابے بیش نیست

جان بجانان ہمدم و ہمخانہ است و ہمنشین
نزع دل را بہر وصلش اضطرابے بیش نیست

چونکہ تارِ جان گسست انگہ رسم بر جان جان ‏ ‏ ‏ ‏ از من و تا دوست جز از یک طنابے بیش نیست

چند اے مستانہ شہ گوئی نکاتِ سرِ عشق
کارِ اہلِ اینجہاں جز خور و خوابے بیش نیست

گرچہ چشمم بر جمالت لایقِ ادراک نیست ‏ ‏ ‏ ‏ گر کنی روشن دو چشمم بر جمالت پاک نیست
آتشِ امین ز قلبم جلوہ وار دتا بہ حشر ‏ ‏ ‏ ‏ کندہ است این جسم زارم شعلہ و رخاشاک نیست
روز و شب اندر فراق عارض تو چون سحاب ‏ ‏ ‏ ‏ نیست یکساعت کہ مارا دیدۂ نمناک نیست
نور تو گرد و علے نور یحا کم گر رسی ‏ ‏ ‏ ‏ روضۂ نور است آنجا تو دہ ہائے خاک نیست

ماہِ جانم آفتابِ خاور اے مستانہ شاہ
نیست یک شب کز جمالِ خواجۂ لولاک نیست

مرا از دوستان افسانۂ ہست ‏ ‏ ‏ ‏ کزا افسونش جہان دیوانۂ ہست
ز خال و خط و زلف و حسنِ نیکو ‏ ‏ ‏ ‏ درونِ کعبہ ام تبخانۂ ہست
بشمع حسنِ آن نیکو شمائل ‏ ‏ ‏ ‏ زمین و آسمان پروانۂ ہست
چو بگذشتم ازین سقف گردون ‏ ‏ ‏ ‏ بدیدم کین جہان غمخانۂ ہست

چو مستان شہ بدیدم آن صنم گفت
میانِ عاشقان دُردانۂ ہست

کلکِ قضا بصفحۂ کن چون ورق نوشت ‏ ‏ ‏ ‏ عشقِ ترا بلوحِ دلم سر ورق نوشت
کردند مقام و خانۂ ہر کس چو بر قرار ‏ ‏ ‏ ‏ منزل مرا بطارم این نہ طبق نوشت

گرچه نوشت زاهدِ اعمیم بت پرست — باالراس و بالیقین که اعمی بحق نوشت
گروند رقم چو اسمِ من و عالم شهاد — لیکن قلم به نوک زبان این دو شق نوشت

مستانه شه نوشت چو اسرار بحث غیب
باطل مدان که جمله ز گفتارِ حق نوشت

دوش این مرغِ دلِ من ناله هائے زار داشت — اشتیاقِ آرزوئے گلشنِ دیدار داشت
زیر و بالا کجهان بگذشت گرے گفتمش — آنچه مضرابِ دلِ من زیر و بم در تار داشت
اوستادے را تعالی کز زبانِ طوطیم — سرِّ اسرارِ دو عالم جوفِ این اشعار داشت
شاهِ مستان گفت از لطفِ خودم جانانِ عشق — ورنه چون من بندهٔ زار و حزین بسیار داشت
زاهدے دیدم میانِ تبکده گفتم که آه — من مسلمان معشیر دم آخر این زنّار داشت
زان فغان و ناله وار و زین حدث کامذر قدم — طایرِ روحم ز حسنِ خویشتن گلزار داشت

گرچه مستانه شه بنالید از غمِ دل نیست عیب
چون کند اے دوستان اندر بغل بیمار داشت

دردمندانرا بجز از درد درمان آتشست — یکنفس ایوب را بے نیشِ کرمان آتشست
خال بتیاب است در کنجِ لبت از تابِ حسن — همچو آن زاغے که بر روے آبِ حیوان آتشست
آتش افگن در سر و سامان ز عشقِ آن صنم — گر بود چون شعله سر در عشق سامان آتشست
گر مرادت باشد اے همه عاشقان را سوختن — ناوکے در کار کن اکنون ز هر پیکان آتشست
الحذر اے دوستداران از شرارِ سینه اش — چون ز شوخش پائے تا سر شاهِ مستان آتشست

روشن دو دیده ام ز فروغِ جمالِ تست
اندر سرم خیالِ محالِ وصالِ تست

گر خون من بریزی اے پادشاہ حسن
واللہ حلال تست بہ باللہ حلال تست

ما را کمال چیست ز خشت و ز باد و نار
این جملۂ کمال عیان از کمالِ تست

ہر دم کہ مرغِ قدس بود صیدِ پنجہ اش
شاہینِ فکرتم بہ ہوائے خیال تست

این کز لبان ہمے رودم چشمۂ حیات
یک قطرہ بہ کام دلم از زلالِ تست

حیران شدہ بخویش چو آئینہ منم
این خودنمائیم ہمگی از مثال تست

بر قدرِ فصلِ خویش چو مستانہ شاہِ عشق
از پائے تا بسر ہمہ غرقِ وصالِ تست

پائے ز سر کردہ ام تا بردم سوئے دوست
جان بدر کردہ ام تا فگنم کوے دوست

اے ملک الموت باش جان نسپارم بتو
تا کہ نہ بینم بحق عارضِ نیکوئے دوست

گاہ بہ قدم کشد گاہ حیاتم بہ لطف
چون رخ و زلفش بود فدیہ شوم خوئے دوست

بعد بسے قرن و سال زندہ شود پیکرم
چونکہ بہ عظمِ رمیم میرسدم سوئے دوست

این شۂ مستانِ حق رفتہ ز خود دوستان
از رخِ زیبائے یار وز ہے و ما ہوئے دوست

آنگہ غرور خود را چون دلبرم غیور است
ہر کو فتادہ در من از اہلِ قُرب دور است

نگرفتہ چون منافق این پیرہا صفاتے
جوقِ مُریدہا را شیطان صفت ضرور است

زن را طلاق داوند گردیدہ جنبیت مادر
وز قطعِ خویش و اخوان از عاشقان چہ دور است

از خویشتن گذر کن تا نور گردی آخر
گر جانِ خویش بیرون نورٌ علیه نور است

شد بت پرست مطلق از عشق یا رالحق
از دین و کفر و ایمان مستانه شد بجو راست

عہد شکن چو تو بتے در چین نیست
گرتر انازِ تمام است و تمکین نیست
جز وفا خال و خط و حسن و جمال
ہمگی با تو تمام است و لیکن این غیبت
یارب از جورِ بتان بخش رہائی ما را
گر توئی جملہ عیان جز تو دگر نگین نیست
حسن خود مے نگری ز آئنہ موجودات
ہیچکس چو تو بجز و دلبر من غمگین نیست

چون ردا بر رخِ تو ہیکل مستان تباہ است
وز گل حسنِ بتان چو تو گلے گلچین نیست

چون حسنِ تو جان فزا است اے دوست
با ما نظرے روا است اے دوست
تا چند دلم بسوزی از ہجر
آخر حرم خدا ستلے دوست
با مشکِ خطا مثل نمودن
گیسوئے ترا خطا ستاے دوست
خاکِ رہ رہ روانِ ساہیت
در دیدہ چو توتیاستاے دوست
در گردشِ چشمت اے دل آرا
این اہلِ فنا فنا ستاے دوست
بر لیلِ دلم نما تجلے
چون روئے تو والضحے است اے دوست
کونین و دوا است گردون
کے موئے ترا بہاستلے دوست
در آرزوئے وصال و آغوش
این جامۂ جان قباستلے دوست

گر عاصی و مجرم است لیکن
مستانه شہِ شماست اے دوست

صد روضهٔ جنان بہ بستانِ آدم است   علمِ لدن کتابِ دبستانِ آدم است
دارد چو نخلِ وادیِ ایمن انا بخود   بیضائے طورِ شمعِ شبستانِ آدم است
باشد غذائے نور ز انوارِ ذو الجلال   این مہر و مہ چو گردہ در خوان آدم است
تا زند رخشِ ہمتِ خود را بہ کُن فکان   از کاف و نون عرصهٔ میدانِ آدم است
کروند از عبادتِ حق معرفت بیان   آیاتِ ما خلقت چو در شانِ آدم است
ہژدہ ہزار عالم و آدم از آن طفیل   سُکانِ عرش جملہ ثنا خوانِ آدم است

مستانہ شہ ز عارضِ خود می‌نمایدت
اعیان شدہ بصورتِ رحمان آدم است

ردیف الثاء

آتشم افتاد در جان الغیاث   میسوزد ہجرِ تو داماں الغیاث
چشمِ جادوئے تو در یغماگری   کردہ تاراجِ دل و جان الغیاث
نیم بسمل مے طپم از تیغِ ناز   خنجرے اے فوجِ مژگان الغیاث
تشنگانِ کربلائے عشق را   شربتے از زہرِ پیکان الغیاث

نوحِ عشاقانِ چشمِ زارِ من | موج زن گردید طوفان الغیاث
ہمچو گو در عرصۂ دنیا منم | اے نہالِ عشق چوگان الغیاث

نثار شد بر چشم مستان شہ جہان
الغیاث اے شمعِ عرفان الغیاث

مرا شد عشقِ آن دلدار باعث | کہ گیرم خانۂ خمار باعث
چو تارِ زلفِ خود بنمود دلبر | مرا شد بستنِ زنار باعث
ہمہ عالم پر از نہ یار است عارف | نہ بیند در نظر اغیار باعث
بحسنِ گلرخان بنمود جلوہ | مرا شد سیر این گلزار باعث
برائے موسیانِ طورِ عشقش | تجلے از رخِ دلدار باعث
ہر آنکو شد فنائے عشقِ جانان | سراپا جلوہ دیدار باعث
چو عاشق مست از جامِ ازل شد | نگردد تا ابد ہشیار باعث
برائے جمع مخمورانِ محفل | ولا را ساقئے سرشار باعث

چو بندہ خواندۂ مستانہ شہ را
نگار این سخن تکرار باعث

سراپا آتشین رخسار باعث | کہ سازد عاشقان را نار باعث
ہر آنکو زد انا الحق از وصالش | شود معراجِ او بر دار باعث
کسے کو شد مسلمانِ حقیقی | بتوحیدش کند اقرار باعث

نمیگویم زخود من سرِّ منصور — همی گردد مرا آن یار باعث
نبودم لایقِ اسرار شطار — بشد در این فهم دلدار باعث
برای دین و دل بردن چو یفان — قمرسا دلبرِ عیار باعث

بتخت فقر مستانشاه عارف
چو بوبکر همدمانِ غار باعث

ای خردا از سر فگن سودائے بحث — نیست اندر محفلِ ما جائے بحث
چند منکر بشوی ابلیس وار — طوقِ لعنت شد رسا اثنائے بحث
خامشی بهتر با اهل الله بود — رفت قارون تا ابد در جائے بحث
جانِ خود تسلیم اندر عشق کن — تا نزد عقلِ تو سودائے بحث
چند صرف و نحو را خوانی بکذب — تا کنی فربه عدو در پائے بحث

رو تو فانی همچو مستانشه بشو
تا بگردی عارفِ معنائے بحث

ردیف الجیم

ز چشمم موجِ مے گردیده مواج — همی بنده دمادم نقشِ حلّاج
ز جذب عشق لا احصے ثنایش — بود هر لحظه بر عشاق معراج
ببر دارند خلعت از ظلومے — بسر کرده ز کر تمنا یکے تاج

چو بازوئے ید اللّٰہی عَلَم شد	ز شیرانِ جہان بگرفتہ ام باج

شدم مستانہ شہ سرمستِ ساقی
نیم اندر مے و میخانہ محتاج

اے بعزت مجالِ ما ہمہ ہیچ	وے بذاتت خیالِ ما ہمہ ہیچ
در سرا پردہ ہائے معرفتت	اینہمہ قیل و قالِ ما ہمہ ہیچ
گر نہ وصلِ تو میرسد بر ما	ہفتہ و ماہ و سالِ ما ہمہ ہیچ
گر نگردد وجودِ من ہمہ تو	اینہمہ وجد و حالِ ما ہمہ ہیچ
ہم توئی صاحبِ جمال و کمال	وین جمال و کمالِ ما ہمہ ہیچ
گر بمعراجِ وصلِ تو نرسیم	اینہمہ پرّ و بالِ ما ہمہ ہیچ

خود عیانست ذاتِ مطلقِ حق
شاہ مستانِ خیالِ ما ہمہ ہیچ

اے بحسنِ تو کن فکان محتاج	خاکِ پایت بفرقِ عالم تاج
آمد از حسنِ تو خدا بظہور	داد نورت بہر دو کون سراج
بر درت خسروانِ عرصۂ دہر	ہمہ آوردہ اند بگردن باج
بایزید از لبت شدہ سرشار	کشتہ سرمستِ جامِ تو حلاج
فرقِ عشاق ما رسلِ عرب	ہست خاکِ مقدمت معراج
ملکِ دل را سپاہِ غمزۂ تو	کرد شاہا بیک نگہ تاراج

صبح مے از فروغ عارض تو
کشتہ از چشم نازمن مواج

کشتہ ام من ز عشق گیسویت
مشک افشان بصد صفۂ عاج

دلربائے بملک مصر وجود
یافت از حسن یوسف تو رواج

ماہِ حسنِ دو ہفتہ است جانا
برگرفتہ ز آفتاب خراج

چشمِ مستانہ شہ کونین
خاکِ مقدم تاشدی اکسیر کاج

خورشید جلوہ را بدل آرا چہ احتیاج
آئینہ سینہ را القمر ہا چہ احتیاج

مجنون چو شد بجلوۂ دلدار خود فنا
او را دگر بدیدنِ لیلی چہ احتیاج

ہر کس بدردِ عشق تو گردید مستمند
با بو علی و حضرتِ عیسےٰ چہ احتیاج

از چشمِ مستِ شوخِ تو مستیم دمبدم
مارا بجام و ساقی و صہبا چہ احتیاج

مستانہ شہ محیطِ دلِ نازمن غدہ است
دیگر بجر و دجلہ و دریا چہ احتیاج

ردیفُ الحآء

قسم بعارضِ ساقی و بر صفائے قدح
کہ نیست در سرِ ما یان بجز ہوائے قدح

بہر سحر بخرابات دل روم بیخود
کنم چو سجدۂ مغ را من از برائے قدح

صفا شدہ است دلم ہمچو چشمۂ خورشید
بتافت چون بدلم شعلہ از ضیائے قدح

بہر شب است انا الحق زنان صراحیٔ ار　　روانِ روحِ مجرّد ہر ابِ پائے قدح

ہمیبرد دو جہان را ز خویشتن یکبار
چو چشمِ حضرت مستانہ شاہ صفائے قدح

صد ہزاران جلوۂ طور است اندر نورِ صبح　　ایہا العشاق ہذا انظروا در طورِ صبح
ایکہ صد پارہ دلت گردیدہ از خارِ فراق　　مرہم دیدار داد عالم کافورِ صبح
گر انا الحق در لباسِ حضرت حلّاج گفت　　لیک بے پردہ انا میگوید م کافورِ صبح
طعنہ بر باغِ ارم داغِ دلم دارد از آنکہ　　آب مینوشد ز چشمم ہر شبے از نورِ صبح
سر بگیتی کی فرود آرد ز استغنائے خویش　　آنکہ از جامِ عبادت مے خورد مخمورِ صبح

از تجلّائے جمالِ لم یزل مستانہ شاہ
میزند پہلو بہ عنقائے فلک عصفورِ صبح

بطاقِ دل فروزان گشتہ مصباح　　کہ مسجودِ ملک شد از وے اشباح
بشد پروانہ ام ملکِ ملائک　　چو شد روشن سے چشم شمعِ ارواح
بباز و چون ببستم آیتِ عشق　　ہمہ بابِ فلک گردید مفتاح
کنم سجدہ بحسن و زلفت اے یار　　ز جان و دل بہ پشت شام و صباح

چو شد ہر جائے آن سر خیلِ خوبان
بعالم گشت مستان شاہ سیّاح

ردیف الخاء

شده از هجرت ای شیرین‌زبان تلخ مرا جان و دل و کام و زبان تلخ
ز هجرِ لعلِ نوشِ شکّرینت شده در کامِ من عیشِ جهان تلخ
نمودی زندگانیم ز هجران تو ای سرخیلِ خوبانِ زمان تلخ
مرا از ناز و شوخی ریختی خون بشد در دامنت کشتی ازان تلخ
جهان رطب اللسان شد از کلامت منِ غمگین از ان رطب اللسان تلخ
بعُشّاقانِ عالم کرده اوقات غمِ عشقِ جمالِ مهوشان تلخ
ز دشنامش تو مستانشه نرنجی که خوش باشد ازان شیرین‌زبان تلخ

ردیف الدال

طایرِ قدسم که عرشم سایه گردانی کند مرغِ لاهوتم که روحم اعظم الشانی کند
کے رسد فرقِ باوجِ وحدتم اندر عروج جبرئیل از پیکِ جانم سر به پیشانی کند
تا مکشّف علمِ الاسما بشد جوقِ ملک در دبیرستانِ عشق از من سبق خوانی کند
داغِ عشقم میزند پهلو بخورشیدِ فلک حسنِ جانم فخر با موسیٔ عمرانی کند
مشرقِ انوارِ غیبم زانکه با من هر زمان نورِ خورشیدِ حقیقت گوهرافشانی کند

شمسِ جانم چونکہ از رُخ پردہ برگیرد عیان — پیشِ حسنِ نازنینش عالمے فانی کند

من ذبیح اللہ عشقم زانکہ تیغِ نازِ او — ہر زمانم در حضورِ خویش قربانی کند

جلدِ تن را ہمچو شمسم برکشد اہلِ جہان — آشکارا اگر بسم مرموزِ پنہانی کند

بشنود عالم سراسر موجِ دریائے قدم — گر عیان این سینۂ من رمزِ سلطانی کند

سالب سازد جذبہ ہائے عشقِ من علمِ ترا — تا کہ مستغرق تنت در ذاتِ ربانی کند

تا کہ مستان شہ فنا گشتم بذاتِ قدسِ عشق — نورِ مطلق ہر زمانم جلوہ افشانی کند

بحرِ عفوش چو در امواجِ طلاطم گردد — نامۂ جرمِ جہان جملہ در و گُم گردد

گر ہمہ سہو و خطائی نشوی منکرِ عفو — ہر کہ انکار کند خارِ جہنم گردد

سالہا کش رقمِ دستِ تو در لوحِ وجود — ناشقِ سینۂ تو چون دلِ گندم گردد

عاشقان را سخنِ خلق نگردد مانع — عشق مضبوط تر از طعنۂ مردم گردد

این سویدائے دلم گشتہ چو خورشید جلا — کہ بطوفش قمر و زُہرہ و انجم گردد

ہر کہ در خوفِ ازل گریہ کند از ہمہ عضو — مو بمویش باید موجِ تبسّم گردد

عاشقان را نبود روزِ جزا وہم گمان — دفترِ عاجز بیش عین ترحّم گردد

خواہشِ نفس چو شد قطع مشو غافل از آن — اژدہا میشود آن مار کہ بیدم گردد

سالہا خاکِ میخانہ بشد مستانِ شاہ — ہر کہ خمخانہ نشین گشت یقین خُم گردد

مقتولِ نگاہت دلِ ما شد چہ بجا شد — تیرِ قدرہ از قوس قضا شد چہ بجا شد

بنمود سوئے آبِ بقا خط تو ام پی — خضرِ رہم این مہر گیا شد چہ بجا شد

مسِ سینۂ قلبِ من از صیقلِ توحید — چون بدرِ فلک آئینہ سا شد چہ بجا شد

از سینۂ صادق دمِ عیسیٰ من اکنون — صد مُردہ دلان زندہ بجا شد چہ بجا شد

از بسکہ تصور بنمودم وجہ اللہ — این مرغِ دلم قبلہ نما شد چہ بجا شد

از امرِ نفخت آمدہ این روح درین جسم — اکنون بخدا رفت خدا شد چہ بجا شد

در گردشِ چشمانِ تو مستانشہ بیدل
از ملکِ فنا رفت فنا شد چہ بجا شد

چو ماہِ ہاشمی از حسنِ خود نقاب کند — بہ نیم غمزہ تواند جہان خراب کند

بہ نی سواریٔ دلبر چو قتلِ عالم شد — نعوذ باللہ اگر پائے در رکاب کند

اگر ز چہرۂ گلگون نقاب بکشاید — خجل ز عارضِ خود قرصِ آفتاب کند

جہان بلرزہ فتد ہمچو صورِ اسرافیل — اگر ز میمِ دہن نکتہ عتاب کند

چو قامتِ تو قیامت بعاشقان بنمود — دگر بہجر مگو تا درا عذاب کند

اسیرِ عشقِ تو سر بر نیاورد بدو گون — اگر ز رشتۂ مریم ورا طناب کند

شراب حوزدہ سرمستِ بادہ مے آید — کہ بر کشد دلم از سینہ و کباب کند

رسد بعالمِ وحدت یقین چو مستانشاہ
کسے ز صدقِ تولّا بہ بوتراب کند

محلِ ما ز اغشِ نفس را چون عدم در خواب کرد
لعلِ میگونش دلِ بیتابِ ما را آب کرد

تا تماشای هستیِ چمن کتان موهوم شد
فرشِ این گلشن سراسر جلوهٔ مهتاب کرد

برقِ از خود رفته را از پنبه ستاری نتوان
اتفاق اندر شرر چون موجِ سیمابی آب کرد

داغِ عشقت را بجان و ز ازل بخریده ام
پنبهٔ هستی مرا کی میتوان جلباب کرد

تشنهٔ وصلِ تو عمری بود مستانه کنون
زهرِ پیکانت دلِ پژمرده اش سیراب کرد

همچو آئینه جمالش دیده را بیتاب کرد
گردشِ چشمش دلِ صدپاره را سیماب کرد

شد بهار آسا تنم اندر دبیرستانِ عشق
دیده ام از بس تصور طاقِ آن محراب کرد

موجِ خجلت میکند گل از بنِ هر عضوِ من
خوابِ غفلت از تغافل بسکه چون سنجاب کرد

رودِ چشمم کی توان اندر هجومِ خواب بست
سدِ این پل را نه هم روز غمش سیلاب کرد

شد فراموشش گلستان تا که آن صیادِ من
مرغِ دل را از تغابن بستهٔ قلاب کرد

بود در کتمِ عدم نورِ ازل مستانه شاه
بهرِ حسن و عشق پیدا عالمِ اسباب کرد

لبت یاقوتِ رمان آفریدند
رخت ماهِ درخشان آفریدند

چو از چشمانِ مستت جلوه دیدند
باسمعیل قربان آفریدند

خلیل از عشقِ تو شد غرقِ آتش
که نارش را گلستان آفریدند

چو زد لافِ محبت با تو ایوب
از آتش قوتِ کرمان آفریدند

بیوسف عکسِ حسنت را فگندند	زلیخا را بہجران آفریدند
تمامی عاشقان یاہو گویان	درین وادی ہزاران آفریدند
تو بودی مقصد و مقصودِ عالم	ترا چون جانِ جانان آفریدند
ہزاران لیلی مہوش زہر سو	چو مجنون بی گریبان آفریدند

ترا محبوبِ عالم نام کردند
مرا مستانہ شہ نسان آفریدند

تا نقابِ عارضت از جعدِ سنبل بافتند	حبۂ عیدِ مرا از تارِ کاکل بافتند
نقشۂ اللہ اکبر چشم و ابرو یا نگر	سورۂ نون و القلم بر دستۂ گل بافتند
موجِ صد خم میکند گل از نگاہم گوئیا	چشمۂ چشم مرا با چشمۂ گل بافتند
میدہد دل را تسلی کہ بخندہ کہ بناز	حسن نیرنگِ نگارم از تجمل بافتند
باغبانِ گلستان بہرِ خدا دانستہ تو	زیر ہر گل صد دلِ مجروحِ بلبل بافتند
دل درین مکارہ مسپارید چون دو نانِ دون	رختِ ہستی از تغافل بر سرِ پل بافتند

تا کہ مستان شہ فنا گشتم بنابِ فیضِ عشق
صد پری در جلوہ نازم از گل و مل بافتند

بود محشر چون سرو من خرامان کردہ مے آید	دو عالم را چو زلفِ خود پریشان کردہ مے آید
ملایک طے قوا گویان فلک در عشق او پویان	بود ابر و خریدارش کہ جولان کردہ مے آید
مخور غم ز آتشِ دوزخ کہ در وقتِ خرامِ آن گل	خلیل آسا جہانے را گلستان کردہ مے آید

چو در یغماگری آید بناز آن چشم فتانش — ہزاران سی چو اسمٰعیل قربان کردہ مے آید

ز تاب آتش جنبش شدہ غرقِ عرق عالم — بہ بینی نوحِ عشاقان چہ طوفان کردہ مے آید

دل و جانم باستقبال آن سرو سہی امروز — ز چشم خونفشان یاران فرشہا کردہ مے آید

گہے موسیٰ گہے عیسیٰ گہے یونس گہے یحییٰ — گہے بر صورتِ احمد درخشان کردہ مے آید

بمستان شہ نگاہے از سرِ لطف ایشہ ابرار
کہ جان و دین و دل در کارِ جانان کردہ مے آید

باز آن نورِ دیدہ مے آید — کہ دلم سوئے دیدہ مے آید

شاہِ خوبان جریدہ مے آید — قلبِ عالم دریدہ مے آید

ور عرق غرق چہرہ اش ز حیا — شبنم از گل چکیدہ مے آید

بہر پابوسِ مقدمِ جانان — خون شدہ دل ز دیدہ مے آید

تیغ بر کف ز بہرِ کشتنِ من — لعلِ میگون گزیدہ مے آید

دیدہ حسنِ ترا مگر خورشید — کز جہان خم خمیدہ مے آید

بہر زنجیر ایندلِ مفتون — زلفِ مشکین تنیدہ مے آید

در رہِ ہجر گشتہ شیدہ است مگر — رنگِ عالم پریدہ مے آید

ہر کہ گردن کشد ازین محفل — شمع سان سر بریدہ مے آید

مایلِ چشم کیست مستانشاہ
کز دو عالم رمیدہ مے آید

تنم را چو مہر جان آفریدند — روانم اعظم الشان آفریدند

نمودند سینہ ام را لوح محفوظ — دلم را عرش رحمان آفریدند

ہمہ خوبان عالم جمع کردند — ترا بر جملہ سلطان آفریدند

فروغ از حسن نیکویت گرفتند — مہ و مہر و مہستان آفریدند

ز خاک پاست یکذرہ ربودند — از آن خورشید تابان آفریدند

ز گرد دامنت اے شاہ خوبان — تن و چشم و دل و جان آفریدند

مرا سر دفتر عشاق کردند — ترا سرخیل خوبان آفریدند

ز روئیت دمیدہ صبح دولت — ز زلفت شام ہجران آفریدند

بمستان شہ ز چشم کافر تو
سراپا جملہ ایمان آفریدند

دل بافکار یقین آئینہ سیما گردد — دیدہ از دید خدا نور تجلی گردد

ذرہ در تابش خورشید چو شد خورشید است — قطرہ چون راہ عدم گیرد و دریا گردد

ہر کہ گیرد بخدا انس ز روئے تحقیق — معجزہ عیسوی از لعل وے احیا گردد

گر نہ آئینہ دل زنگ خودی بزدائے — جملہ اسرار ازل بر تو ہویدا گردد

شد شہید آنکہ بہ تیغ غم او مستان شاہ
در مزارش بطواف انجم و بیضا گردد

تا مصور رقم از جدول تقدیر کشید — چون تو حُسنے نہ درین عالم تصویر کشید

گردشِ چشمِ سیاهِ تو مصور چون دید / ناطقی از قلمِ صنع بتفسیر کشید

فوجِ مژگانِ تو بر عارضِ مه بستهٔ چشم / ابروئی بر رخِ خورشید دو شمشیر کشید

زهدِ زاهد چو بعشقِ رخِ تو سنجیدم / از سمک تا بسما پلّهٔ تو فیر کشید

دوش میگفت بمن شاهِ شرف مستانشاه
از فنا زورقِ تو حضرتِ ابحر کشید

رخِ تو آئینهٔ حق نماست میگوید / جمالِ دلکشِ تو والضحی است میگوید

بدورِ خطِ تو یحیی بمیت میخواند / تبسمِ لعلِ تو آبِ بقاست میگوید

گواهِ تو چو رآنی فقد رأ الحق شد / که دیدهٔ حسنِ تو چو دیدِ خداست میگوید

زسرِ خاتمِ لعلِ تو کس نشد واقف / نشانِ عیسویت کیمیاست میگوید

چو نیست حاجتِ سرمه بچشمِ نازاغنت / ثنائی نرگسِ تو ما طغی است میگوید

زعشقِ روی تو وجه الله آیدم منظر / بحُسنِ احسنِ تو رهنماست میگوید

اگرچه بی سر و پا آمدم بکن عجیبم
زعشقِ روی تو مستانه شاست میگوید

سنبلش را از لطافت تا که بر گل تاب کرد / صد دلِ مجروحِ بلبل بسته در قلاب کرد

دوش در گلزارِ حسنش این دلِ مفتونِ من / همچو آن دیوانه در صحرا شبِ مهتاب کرد

هست در دریای عشقش این دلِ من همچو مور / کی توان خود را خلاص از موجِ آن گرداب کرد

جوهرِ حسنش زنجیرِ نازنه دامن میکشد / تیغِ خونخوارش مرا بسمل صفت بیتاب کرد

از سماعم چند گوئی واعظا در هجرِ دوست
رشته ها در استخوانم نغمهٔ مضراب کرد

دستِ بر سر می فشاند از خجالت اینکه او
چون مگس مکاره مایل برین دوشاب کرد

لعل پاره از بدخشانِ جگر مستانه
دمبدم بهر نثارش دیدهٔ خون ناب کرد

نه صورتت ز لطافت بشکِ چین باشد
جهان ز حشمتِ حسنِ تو یک نگین باشد

ز روئے لطف شوی گر تو عازمِ میدان
فلک بتوسنِ نازِ تو چون زمین باشد

شکایتے که زمن کرده با تو غمّاز آن
قسم بمصحفِ رویت نه این چنین باشد

ز هجرِ تو بلبم جان رسیده ای جانان
بیا که صحبتِ ما با تو آخرین باشد

بدردِ عشق و غمِ خود مرا بدار اے شاه
مخواه خاطرم از دهرِ دون غمین باشد

ز هجرِ روئیتو گفتم قیامتے است بمن
قیام کرد و بگفتا قیامت این باشد

بهر سحر ز سپهر آفتابِ عالمتاب
بگردِ خرمنِ حسنِ تو خوشه چین باشد

ز چشمِ قاسمے این دُر بسفت منالشاه
چنین بود نظرے کز سرِ یقین باشد

دل که مایل بدلستان باشد
فارغ از قیدِ دو جهان باشد

خضرِ راهِ طریقتِ یاران
جذبهٔ عشقِ دلبران باشد

عینکِ حق نمائے اهل بصر
حسنِ نیکوئی مهوشان باشد

گر تو عاشق بحسنے اے بیدل
حسن هم عاشقت ز جان باشد

ہر کہ شد پیرِ عشقِ گل پسران
کشورِ فقر را جوان باشد

گر تو کافر شوی ز شاہدِ عشق
نہ یقین با تو نی گمان باشد

چہرۂ زرد و اشکِ گلناری
عاشقان را ہمیں نشان باشد

خونِ خود را ز زلفِ بستانم
گر نہ روی تو در میان باشد

تو ئی آن بلبلِ خجستہ خصال
کاشیان تو لامکان باشد

کے زد امت بشر رسد ہیہات
چون اسیرِ تو قدسیان باشد

فانی از خویش گشتہ مستانشاہ
سوئی امرِ تو دیدبان باشد

آنکہ معشوقِ عاشقان باشد
رویت اللہ از و عیان باشد

مصحفِ عاشقان بیدلِ دین
سبزۂ خطِ دلبران باشد

گر تو مرآتِ حق عیان خواہی
گو ہمیت حسنِ نیکوان باشد

مرشدِ رہ سگما اہلِ فنا
عشقِ خوبانِ دلستان باشد

آنکہ سازد بحق ترا فانی
گردشِ چشمِ مہوشان باشد

گر شبِ وصل سوخت پروانہ
شمع تا صبح خونفشان باشد

ہر کہ فانی ز عشقِ جانان شد
لا یموتون وصفِ آن باشد

در حقیقت رسانَدت ز مجاز
در صراطت اگر عیان باشد

گشتہ از فضلِ دوست مستانشاہ
زندۂ عشق تا جہان باشد

چون نورِ خدا بینِ تو کحلِ بصرم کرد ‌ ‌ ‌ از ملکِ ازل تا با بد جلوه کرم کرد
تا بید چو بیضائے جمالت بمنِ زار ‌ ‌ ‌ چون ذرّه ربود از خود و بی پا و سرم کرد
کر فریاد ازین کور کسِ دور بین غبادان ‌ ‌ ‌ عمرے بکنشت و حرم آن دربدرم کرد
چون گشته عنایاتِ ازل شاملِ حالم ‌ ‌ ‌ ز اسرارِ وجود آنشه معنی خبرم کرد
یارب بکن از ہم گلِ رخسارهٔ خوبان ‌ ‌ ‌ کین غنچه بتوحیدِ شما راهبرم کرد
ایں دولتِ جاوید که کردند عنایت ‌ ‌ ‌ دز ساقیٔ سرشار وز فیض سحرم کرد

میخواست کند کشفِ تو مستان شه عارف
ز دجلوهٔ قربے که ز خود بیخبرم کرد

دوش بر من جلوهٔ جانانه شد ‌ ‌ ‌ کز نگاهم یکجهان دیوانه شد
هر که از خانهٔ برهستیٔ خود ‌ ‌ ‌ با نگارِ مطلقم همخانه شد
مے نهفتم سالها داغِ غمش ‌ ‌ ‌ عاقبت در عالمے افسانه شد
دوستان اندر حضورِ شاهِ عشق ‌ ‌ ‌ مستیم از ساغر و پیمانه شد
آشنا هر کس شد با بتِ جان ‌ ‌ ‌ وز همه کون و مکان بیگانه شد
جان بجانان ساز تسلیم ای عزیز ‌ ‌ ‌ هر که از جان رُست او جانانه شد

گشت مستان شه چو خمخانه نشیں
عاقبت جان و دلش خمخانه شد

چو معراجِ جمالش عالم کردند ‌ ‌ ‌ دو عالم بسته یک لام کردند

ز زلفش رشتهٔ کافر نهادند — ز رویش رونقِ اسلام کردند

جمالِ خوبرویانِ دو عالم — ز خورشیدِ عذارش وام کردند

ترا شهرت نمودند حسن و خوبی — مرا در عاشقی بدنام کردند

بروئے بت چو بت گر سا بدیدند — برائے بت گران پیغام کردند

بیا در حسنِ خوبان بین خدا را — که خوبان جلوهٔ علام کردند

جمالِ غیبِ مطلق را بعالم — عیان از پردهٔ اجسام کردند

دلم را فرحتِ گلقند دادند — دماغم روغنِ بادام کردند

ترا کردند خدا محبوبِ عالم
مرا مستانه شه الهام کردند

چو جلوهٔ روح در اجسام کردند — ردائے حق بشر را نام کردند

ز نطقم اعظم الشانی کشودند — بکامم جرعهٔ بسطام کردند

حریفانے که گشتند واصلِ دوست — ازل را تا ابد یک گام کردند

بدوشم بارِ عشقِ او به بستند — بدستم رشتهٔ ایام کردند

بسر از تاجِ کرمنا شرافت — برائے عاشقان انعام کردند

بود خود خود نما از سرِّ توحید
مرا مستانه شه بدنام کردند

مرا در جان و تن جان هم نگنجد — چه جائے جان که جانان هم نگنجد

نہ موسیٰ گفتن آنجا و نہ فرعون
چہ جائے کفر ایمان ہم نگنجد

مقامِ سجب ہیچو نیست مطلق
نہ این آنجا بود آن ہم نگنجد

فنا اندر فنا باشد بکلّی
فنا گفتن بزبان ہم نگنجد

نہ خاموشی پذیرا باشد آنجا
عبارت از سخندان ہم نگنجد

سراپا حیرت اندر حیرت آمد
نہ ظاہر کردہ پنہان ہم نگنجد

بدید حسنِ ذاتِ بیمثالش
نہ مژگان بلکہ چشمان ہم نگنجد

نہ اوّل باشد آنجا و نہ آخر
نہ عہد و رمز و پیمان ہم نگنجد

نہ بندہ گفتن آنجا و نہ مولا
نہ مستان شہ کہ عرفان ہم نگنجد

حقّانیان چو سر بگریبان فرو کنند
اندر وجودِ خویش تماشائے او کنند

از قافِ تا بقاف نماید جمالِ یار
در ہر جہت چو مرأت دل رو برو کنند

تیغے ز لا کشند باثباتِ ذاتِ حق
ببریدہ سر ز ملتِ عقبا و دو کنند

آید نسیمِ وصلِ الٰہی ز شش جہت
مستانِ عشقِ دو بہمہ سو کہ بو کنند

ترکِ سر است سجدۂ عشّاقِ لایزال
باہمدن صلوٰۃ کہ در خون وضو کنند

مستانہ شہ ندیدہ بجز نورِ ذوالجلال
خلقان درین گمان کہ تماشائے زد کنند

مازاغ سرمۂ نرگسِ شہلائے محمدؐ
والشمس عیان عارضِ زیبائے محمدؐ

لولاک لما اظهر گردید عنایت   از خالقِ کونین بافشائے محمدؐ
دیدارِ خداوند بدیده شبِ اسرا   از روی یقین دیدهٔ بینائے محمدؐ
منشیِ ازل کرد رقم لوحِ قدم را   کبرائے شفاعات بطغرائے محمدؐ

گردیده قمر اینِ دلِ مستان شهِ عشاق
از تابشِ نورِ رخِ بیضائے محمدؐ

خیالِ دوست اندر سر نگنجد   سپندِ عشق در مجمر نگنجد
چو حشرِ عاشقان سازند برپا   حسابِ شان بصد محشر نگنجد
کسے کو شد هوا گیرِ خیالش   باوجِ هفتمین چنبر نگنجد
کنم این سینهٔ افسرده راشق   مے حسنِ تو در ساغر نگنجد
بواعظ گر فتد یک ذرهٔ عشق   میانِ مسجد و منبر نگنجد
خلیلِ بت پرستان گشته عارف   درین بتخانها آذر نگنجد
شده پرصدرِ دل از ناوکِ عشق   که در وے جائے یک خنجر نگنجد
اگر خواهی که نازی بر دو عالم   بغیر از دامنِ مادر نگنجد

نشان مستانه شه آتش فشانی
که رمزِ عشق در دفتر نگنجد

چون جلوهٔ مهوشان زجمالِ نکو کنند   عالم تمام بستهٔ یک تارِ مو کنند
از رخ جمالِ یوسفؑ و ز لب دمِ مسیح   بیضا ز دست و معجزه ها از گلو کنند

روح الامین بسدره دلش آب میشود — چون بادهٔ وصالِ خود اندر سبو کنند

احیا کنند عظمِ رمیمانِ عشق را — دامن کشان بتربتِ ایشان چو رو کنند

ذاتِ خدا از عارضِ خود ظاهر آورند — میمِ محمّد از لبِ معجز نمو کنند

گیرند سوزن از سرِ مژگانِ خود بناز — از تارِ دیده سینهٔ چاکان رفو کنند

سازند ز حسن رشکِ پریخانه قصرِ دل — ز تارِ زلف روئی جهان مشکبو کنند

با ماهِ خود نه تشبیهٔ دوست لائق است — بی پا و سر چه بارخِ او گفتگو کنند

مستانه شد ز حسنِ بتان یافت وصلِ حق
اورا ز چشم عاشق بت شست و شو کنند

چون نقابِ عارضِ لاریبِ حضرت دور شد — همچو موسیٰ یک جهان از پا تا سر نور شد

سینه ام از بس تجلائی تو رشکِ طور شد — دیده ام از دیدِ حسنت عاقبت معمور شد

چونکه خورشیدِ جمالت گشته لامع از دلم — کوکبِ آسا عالمی از چشمِ من مستور شد

گفت سبحانی عیان چون بایزید از کامِ جان — خود انا الحق گفت دبر دارِ فنا منصور شد

سرِّ عشقت را درونِ سینه میکردم نهان — داغِ پنهانِ تو آخر در دلم ناسور شد

شام از زلفت چو کعبه شد سیه پوش الصنم — صبح از عکسِ رخت چون مرهمِ کافور شد

هستیٔ ما آفتاب و سایه بُد در قربِ دوست — چونکه ظلمت گشت تا ابل پا تا سر نور شد

گشت از تابِ فلک بسمل صفت در خاک و خون — هر که از عشقِ تو چون ماهیِ آتش دور شد

فتنه از چشمانِ مستت گشت مستان شهر پدید — وز نمکدانِ لبت آفاق و انفس شور شد

دیده بی تو نظار را ماند — سینه بی تو شرار را ماند

سرمه در چشم فتنه انگیزت — وضع لیل و نهار را ماند

مرغ دل بی لبان جانبخشت — ماهی در کنار را ماند

فوج مژگان تو بقصد دلم — خنجر آبدار را ماند

آنکه از رخ نمود حسن احد — شاه رفرف سوار را ماند

نفسی میکشیم و میگذریم — هستی ما شرار را ماند

گر بناغی تو ساقی مجلس — بادهٔ ما خمار را ماند

شد عیان حسن تو بدیدهٔ ما — چشم مرآت یار را ماند

نسبت حیدریست مستانشه — سخنم ذوالفقار را ماند

سماعت مرغ جانرا در قفس بیتاب میسازد — دهانت این دل بیتاب ما را آب میسازد

دو چشمت پردهٔ ناموس هستی میدهد برباد — رخت موج کتانرا جلوهٔ مهتاب میسازد

چو نون شد قامت از پیری جوانی عشق جانان شو — که از قد دوتا این عشق خوش مضراب میسازد

بنازم دست قدرت را که در صنعت گری طاقست — زیک خوشه شراب و سرکه و دوشاب میسازد

چو خواهد سجده بر محراب ابرویت کند جانان — وضو مستانه شه از دیدهٔ خوناب میسازد

اگر یکدم ترا بر حضرت جانان حضور افتد — تجلی بر دلت چون شعله های کوه طور افتد

روان برقالبِ افسرده ہا آید پس از عمرے | گذارت گر دمے از ناز بر اہلِ قبور افتد
ببخشد جرمِ عالم را طفیلِ حسنِ نکوبت | اگر یک جلوه از رخسارِ تو روزِ نشور افتد
خیالم وصلت اشیے مے پزد ہیہات صد ہیہات | سلیمانی بدین حشمت کیست صحبت بمور افتد
بمحشر جز لقایت کور بادا ہر دو چشمِ من | نظر او را اگر بر جنّت و حور و قصور افتد
اگر از آفتابِ حسنِ جانان پرده برگیرند | ملایک از سما از بال و پر وحش و طیور افتد

نہد تاجِ کرامت بر سر اندر بزمِ مستان شمس
ہر آنکس کو بلائے عشقِ جانان ناصبور افتد

چو آن بیچون بحسنِ چون برآمد | ز شکلِ مہوشان بیرون برآمد
گہے بر روے لیلی جلوه بنمود | گہے از دیدۂ مجنون برآمد
ز حسنِ دلبران خود را بیاراست | ز قلبِ عاشقان مفتون برآمد
میانِ میکده کرد او گذارے | ز چشمِ ساقیان میگون برآمد
نمد حلاج را معراج بردار | انا الحق گفته و از خون برآمد
چو پرده برگرفت از شاہِ بغداد | غریو از ربعِ این مسکون برآمد
محیط آسا بعالم موج زن شد | ز قالبہا دُرِ مکنون برآمد
ز رمزِ کلّ یومٍ ہو فی شان | دما دم او بدیگر گون برآمد
ز رخسارِ مُحمّد صبح افروخت | ز زلفِ مشکبو شبگون برآمد
ز ماءِ کلّ شئ حی روان شد | حیاتِ جمله زان ہامون برآمد

گہے معنی گہ خود شد عبارت / گہے چون دلبران موزون بر آمد

گہے در پردۂ نرد عشق مے باخت / گہے از پردہ خود بیرون آمد

ببر کردہ قبا لعل یمین را / بچشم عاشقان گلگون بر آمد

ز نطق و چشم مستا فشاہ عارف
بدین افسانہ و افسون بر آمد

در دیدۂ حق بینم اغیار نمیگنجد / با این دل میکنم جز یار نمیگنجد

من مست انا الحقم سرشار مے حقم / منصور دلم امروز بردار نمیگنجد

منزل چو رسید آنجا فرعون شد موسے / تسبیح ندارد در راہ زنار نمیگنجد

در عالم یکتائی در قرب ادنائی / شو دیدہ ز سر تا پا گفتار نمیگنجد

آن شاہد غیوران از جملہ چو مستغنی است / طاعت بچکار آید کردار نمیگنجد

مینوش مے وحدت گم خویش شو بیخود / در دیر مغان ہشیار نمیگنجد

از سنبل نظم تو مستان شہ وحدت
در محفل عشاقان تاتار نمیگنجد

ہمہ ذرات جان امشب بیک پیمانہ مے رقصد / چو از حالم شود واقف جہان دیوانہ مے رقصد

بدور شمع رخسار جہان آرائے آن دلبر / ببین این طایر روحم کہ چون پروانہ مے رقصد

نمودہ جلوہ اندر کافر و مومن نگار من / کہ سبحہ در حرم زنار در بتخانہ میبر قصد

ز چشم ساقی میگون نظر افتادہ در عالم / کہ شیخ خانقہ امشب در میخانہ مے رقصد

نشستہ در سماع یاران مگر آن ساقی عرفان / کہ دست افشان ملک بر عرش عشاقانہ می برقصد
چو نخل ایمن از دلہائے عشاقان مسکینان / انا اللہ میزند جانان درین کاشانہ می برقصد
فتادہ شورشی بر عاشقان از جام وحدت بین / کہ کردہ خرقہ رہن مے دلم دیوانہ می برقصد
گرفتہ پردہ از رخسارہ آن معشوقہ وحدت / کہ چرخ و زہرہ و انجم ازان یکدانہ می برقصد

بود حسن پری در نطق تو مستانہ شاہ عشق / کہ خلق کن فکان چون مے ازین افسانہ مے برقصد

نقاب از رخ چو آن زہرہ جبین کرد / ز حسن خود جہان را رشک چین کرد
نمود از لعل خود اعجاز عیسے / ید بیضا عیان از آستین کرد
بتخت دلبری آن شہ چو بنشست / مگس رانی ورا روح الامین کرد
ز زلف و عارض خورشید سیما / بعالم او رواج کفر و دین کرد
چو جلوہ کرد از رخسار زیبا / خدا در حسن او صد آفرین کرد
عقیق خاتم لعل گہر ریز / سلیمان جہان زیر نگین کرد
ز تاب آتش حسن آن دلارام / گلاب تر ز برگ یاسمین کرد
ز شرق و غرب از رخ جلوہ بنمود / تجلے در یسار و در یمین کرد

ز مستان شمع جمال خویش جانان / عیان چون خاور روئے زمین کرد

بگفتا وصل و ہجرم ہم قرین کرد
نگارِ من چنان گفت وچنین کرد

بشد دلہا ئے عالم یک جہان خون
چو در مصحف خطے از مشکِ چین کرد

دمِ مُردن بمن شاہِ روان بخش
چو روحِ من وداعِ آخرین کرد

بُدم پیچیدہ برخود ہمچو غنچہ
چو گُل افشان مرا آن نازنین کرد

بشد مستانہ شہ سرگرمِ توحید
تبرّی از خود و وزکفر و دین کرد

زدل دریائے وحدت موج زن شد
مطیع خاتم جان اہرمن شد

بود معنی بذاتِ خویش قائم
ولے از نطق صورت در سخن شد

بوحدت در نہ نفی است و نہ اثبات
چو در کثرت بیامد ما و من شد

دہید از من خبر بادِ صبا را
کہ با من ہمدم آن دلدارِ من شد

گہے از حُسنِ احمد پردہ بگرفت
گہے از ویس بوئے اندر قرن شد

گہے شد یوسفِ خورشید پیکر
گہے یعقوب در بیت الحزن شد

بمعنی لامکان مستانہ شہ بود
بصورت نام در کابل وطن شد

دو چشمِ مستت از خمخانہ وحدت نشان دارد
لبِ میگونت از سرِّ خداوندے بیان دارد

بحسنِ روئے نیکویت شدہ قوسِ قزح ملحق
کہ دیدہ است آفتابے ساکہ بر عارض کمان دارد

بو دجانہا فدائے عارض نیکویت اے دلبر
کہ ذاتِ بحتِ مطلق راز حسنِ خود عیان دارد

کجا وصف سر یکموت کرده میشود تا حشر
اگر هر موئے بر جسمم چو سوسن صد زبان دارد

محالست آنکه افتد دولتِ وصلت بدستِ ما
که گنجِ حسن تو ماری چو گیسو پاسبان دارد

نیم منکر ز کفرِ خود بعشقِ آن صنم یاران
اگر زاهد باهلِ وحدتِ حق این گمان دارد

بنازم همتِ آن عارفِ خمخانه نوشی را
که سرِ عشق را در سینهٔ صافی نهان دارد

دمے فرصت غنیمت دان بیا دِه دست الطالب
بهارِ عمر یک چشمک زدن میلِ خزان دارد

گذر هر کس چو مستان شه نمود از خانهٔ هستی
بزیرِ مقدمِ خود بام هائے آسمان دارد

عمرت از خواهشِ من افزون باد
لعلت از برگِ طرب میگون باد

ماه و سال و شب و روزِ تو نکو
طالعت سعد و رخت گلگون باد

خواهم از حق که بگوشِ شاهان
سخنت همچو دُرِ مکنون باد

کج نهاد ے که به بیند رخت
چشمش از لعلِ جگر پُر خون باد

نورِ چشمم همه وقت و همه دم
یار با تو ملکِ بیچون باد

صمم دائم و غمی یارب
دشمنِ اهلِ وفا مجنون باد

تیغِ تو بر سرِ اعدائے دغل
برق آسا زسوئے گردن باد

از خدا میطلبد مستان شه
دولت و بختِ تو روز افزون باد

چو حسنِ تو بصفا بگردن نیاید
چو لعلِ تو صهبا شفق گون نیاید

بدین حسن و خوبی که جانان ترا هست — بچون گو چرا ذاتِ بیچون نیاید
شبِ وصلِ یار است بینید حریفان — خدارا که بیضا بشبخون نیاید
ازین چشمِ جادو که داری عجب نیست — که بیمارِ عشقت فلاطون نیاید
دو صد پاره دل شد زخارِ فراقت — بگو خون ز چشمانِ من چون نیاید
نگردد ز اسرارِ اشعارم آگاه — کسے تا ز کونین بیرون نیاید

چو لیلی نگه چشمِ مستانه شه شد
چرا خلقِ عالم چو مجنون نیاید

مگر از عکسِ جانان است خورشید — که چون صهبا درخشان است خورشید
چو یوسف مینماید جلوه هر دم — بل از چاهِ زنخدان است خورشید
بکف مے آر گنجِ مقصد اے یار — که یک چشمک چو قربان است خورشید
چو رفتی از خودی باشد خدا خود — چو شد سایه فنا آن است خورشید

عجب گلگون درخشان در تب و تاب
چو قلبِ شاهِ مستان است خورشید

نیست جز نقشِ جمالت در قیام و در قعود — هر نفس دارم بطاقِ ابروانِ تو سجود
گر بدیر و کعبه و خمار و مسجد رفته ام — زین همه مقصودِ من دریوزهٔ وصلِ تو بود
یک تجلّی کرد حسنت بر جمالِ مهوشان — صبر و آرام و خرد از جملهٔ عالم ربود
هر زمان دیدارِ خود بر عاشقان بنمود او — گه ز مرآتِ وجود و گه ز تصویرِ شهود

گر نہ بیند حسنِ بیچونِ ترا مستانہ شاہ
بینشِ وے اے صنم از دیدۂ بینا چہ سود

لطف و کرمت بناز پرورد | این طفلِ یتیم را ایا فرد
ہر چند دلم گریخت در بُعد | مہر تو ورا القرب آورد
طفلِ دلِ من ز دایۂ لطف | شیر عطیت مدام میخورد
ہر چیز کہ خواست مخفی از تو | ظاہر کرامت بوے جہان کرد
چون بادِ سحر نسیمِ مہرت | آتش بعبیرِ جان در آورد
تا معرفتِ تو با لغم ساخت | مردے بنمود نفسِ نامرد
استادِ وجود عقل نامش | عشقِ تو مرا نمود شاگرد
شاہنشہ عشق و چار یارش | در ملکِ وجود جلوہ آورد
یاری ہمہ بعشق یاران | دردِ دل و چشم ترِ رخِ زرد
تا پایہ حسن بردم خوش | عشقِ تو نماند ہر ستیم کرد
اکنون تو خود ہی خود نمائی | نے ما و منی مراست درخورد
ہر مو اگرم شود زبانے | شکرِ تو بجا نمیتوان کرد
با ہر نفسے ہزار الحمد | با چشمِ پُر آب این دلِ درد

مستانہ شہا اگر بگوئی
حمد شش نتوان بجائے آورد

عنقا چو بقافم آشیان کرد — صد مہر و مہ از دلم عیان کرد

اوّل بتمد نہانم از خود — آخر ز خودم بخود عیان کرد

این آہنِ جسم نارِ جنبش — در گورۂ عشق عینِ آن کرد

خورشیدِ جمال گشت لامع — کوکب صفتم ز خود نہان کرد

از نام و نشان کہ چون بری بود — رخ را ز نشان بے نشان کرد

چون طایرِ روح لامکان بود — عزمے ز مکانِ بلامکان کرد

شد سدرہ نشین طایرِ روح — آزادم از خاکدان کرد

از ماہِ جمالِ خویش جانان — این پردۂ جانمن کتان کرد

مستانہ شہ چو رفت از خویش
جانان رخِ خویشتن عیان کرد

چون عزم نشان ز بے نشان کرد — از کن ہمہ کن فکان عیان کرد

شد مظہرِ ذاتِ او مسمّٰی — اسما ز مظاہرش عیان کرد

وحدت چو گرفت نقابِ کثرت — صد جلوہ ز عارضِ بتان کرد

ز آئینۂ ہر دو کون جانان — رخسارۂ خویشتن عیان کرد

بنمود جمالِ خود ز خوبان — باریکیِ تیش ز مومیان کرد

از قامتِ خود قیامت آراست — محشر ز دو چشم جادوان کرد

رخسارہ چو برفروخت از ناز — مولے صفتانہ عاشقان کرد

مستانہ شہ از زبانِ قدرت
اسرارِ نہان ہمہ عیان کرد

عاشقی کو مے مغانہ چشید
خویش را از ہمہ کرانہ کشید

آرمیدن بدوست دستش داد
آنکہ از خویش و کن فکان برید

گفت با دوست رازِ مخفی را
از لبِ دوست نکتہ ہا بشنید

بُرد جذبم کشان آن بزم الست
رسن از نور روحِ من چو تنید

شد محک صحبتم بخالص و قلب
بنماید عیان شقی و سعید

شد سبدرہ مقام و منزل او
مرغ کز شاخسارِ کون پرید

آفرین بر دو چشمِ مستانہ‌اش
در دو عالم بجز یگانہ ندید

از زبانِ عاشقان اسرار مے باید شنید
رمزِ منصورے ز جان تکرار مے باید شنید

گر تو منکر ہستی از منصورِ حقّانی انا
روز چوب و ریسمان و دار مے باید شنید

من رآنی از زبانِ مصطفیٰ باید شنفت
من عرف از حیدرِ کرّار مے باید شنید

سرِّ حسن و عشق را در ہر سحر اندر چمن
از گل و وز بلبل و گلزار مے باید شنید

رمزِ یکتائی حق اے کافرانِ بزمِ عشق
از زبانِ قشقہ و زنّار مے باید شنید

ہمچو موسےٰ در شبِ ایمن ز نخلِ آتشیں
سرِّ توحید از ہمہ اشجار مے باید شنید

نکتۂ انی انا اللہ دمبدم اے عاشقاں
از زبانِ چنگ و چوب و تار مے باید شنید

سرِ توحیدِ خدا را هر نفس ای طالبان
از لبِ مستانه شاهِ نار می باید شنید

باز دستِ قدرتم در می‌زند
کآفتاب از خانه ام سر می‌زند

کرده یادِ گلشنِ اصلیٔ خود
مرغِ روحم در قفس پر می‌زند

خانه بیرون طفلِ دل آید ستان
از بلادِ چار مادر می‌زند

بلبلِ جانم بوصفِ نو الحسن
غنچهٔ توحید بر سر می‌زند

صد هزاران ماه و خورشید فلک
از دلِ چون مشرقم سر می‌زند

باده نوشانِ گدائی بزمِ عشق
طعنه بر جمشید و قیصر می‌زند

راکبِ رفرف بشد سلطانِ روح
خیمه بر بالای چنبر می‌زند

این سویدائی دلم از تابِ عشق
شانه با بیضای انور می‌زند

لعلِ نوشینِ بقایم هر نفس
ساغری از دستِ حیدر می‌زند

طبلهٔ عطارِ توحیدم کنون
بر مشامِ جمله عنبر می‌زند

سکهٔ توحیدِ حق مستانه شاه
بر عیارِ هفت کشور می‌زند

باز دلبر از نیازم ناز کرد
نکتهٔ توحیدِ خود آغاز کرد

حسنِ خود را از خط و خال آن صنم
بهرِ صیدِ عاشقان پرواز کرد

کرد باز از خویش فانی مر مرا
خویش را با خویشتن دمساز کرد

باز ناخن زد بتارِ سینه ام — سرِّ وحدت را عیان بین ساز کرد
کشته موسیٰ و یدِ بیضا نمود — از لبِ عیسیٰ عیان اعجاز کرد
گلشنِ اصلیٔ خود را چون بدید — مرغِ روحم از قفس پرواز کرد

درمیانِ عاشقان مستانه شاه
از رخِ ممتاز خود ممتاز کرد

آفتابِ عشق چون سر بر کند — عالمے را در زمان انور کند
یک فروغِ روئے او بر عاشقان — بے زجاجه کارِ صد ساغر کند
قامتِ رعنا برفتار آورد — هر زمانے کسوتِ دیگر کند
از رخِ خورشید اندر صبحدم — نرگسِ دیده چو نیلوفر کند
بهرِ اظهارِ جمالِ خویشتن — مرآتِ ایجاد را مظهر کند
وز جمالِ کل یوم آن صنم — هر زمان صد جلوهٔ دیگر کند
گه گدا گردد ز بهرِ گردهٔ — گاه سلطانی بصد کشور کند
گاه از ہجر آن صنم گاهے بر — حسنِ خود ظاهر بخشک و تر کند

آفتابِ وحدتِ خود هر نفس
از دلِ مستانه شه سر بر کند

چون شاهدِ معنی ز صور جلوه کنان شد — آئینهٔ حسنش ورقِ حسنِ بتان شد
تا قامتِ شمشاد علم کرد بگیتی — قدِّ همه صاحب نظران همچو گمان شد

بر چشم مکحل بشد سرمهٔ مازاغ — غارتِ گر دلهاے همه خلق جهان شد
آن دلبر زیبا که نهان بود ز دیده — بر عارفِ حق از رخ خوبان بعیان شد
شاهی که ورا نی پدرے بود و نه مادر — ظاهر شدہ بر اسمِ فلان ابنِ فلان شد
گر گشته چو باران گہے ژاله و گه برف — گه جوی و گہے چشمه و گه بحرِ عمان شد
گه گل شد در خساره بر افروخت چو آتش — بلبل شد و در ناله و در شور و فغان شد
آن نور عیانی که درا پرده نبد کس — با روے جهان آمد و در دیده نهان شد
گیسوے سیه تاب شد یار رخ چون ماه — خورشید به برجِ حمل و نور نهان شد
بکشود یکی غمزه ز بهرِ دلِ مجروح — از تیرِ نگه جانِ جهان آفت جان شد
بر کنجِ نمکدان یکے خال سیه زد — زان کافرِ خونخوار عیان شور جهان شد

شاهی که نهان بود ز ادراکِ خلایق
از چشمِ تو مستان شه عشاق عیان شد

مرا که دیده بدیدارِ یار مے باشد — ز سیرِ گشتِ گلستانم عار مے باشد
همان نگار که در هر کناره میجویند — مرا بهر نفسے در کنار مے باشد
برند سجدهٔ طاعت به پیشِ او یاران — هر آن دلے که ز نو داغدار مے باشد
اگرچه دیده ام از وصلِ تو چو گلشن شد — دلم ز بیمِ فراقِ تو خار مے باشد
نسیم بهرِ دل و دیده هائے نابینا — بیار گرد کزان رهگذار مے باشد
کجا توان رخِ جانانه را عیان دیدن — دلے که آئینه اش در غبار مے باشد

بیا ز دبدبۂ مستانہ شہ خدا را بین
کہ چشمِ جلوہ اشں آئینہ وار مے باشد

مرا بحضرتِ دلدار این یقین باشد
کہ عشقِ دوست منزّہ ز کفر و دین باشد

کسیکہ دانۂ مہرِ خدا بکاشت بدل
ہزار مہر و مہ اورا ز خوشہ چین باشد

نرویدش گُلِ توحیدِ حق ز مزرعِ جان
ہر آنکہ در دل او دانۂ ز کین باشد

کجا رود ز سرِ من خیالِ عارضِ تو
کہ مہر روت عجینم بما و طین باشد

رسد بعالمِ سدرہ بہر نفس یاران
مگر کہ مرغِ دلم شہپری امین باشد

چنان احاطہ مرا نورِ تو بکرد ای دوست
چو حصنِ عشق کہ از حضرتش حصین باشد

مبین بچشمِ حقارت بخرقہ پوش گدا
ہزار گنجِ نہانش در آستین باشد

بقرن ہا نشود یک نفس ورا غفلت
کسے بحضرتِ دلدار ہمقرین باشد

چرا بخلق کنم احتیاج مستان شاہ
مرا کہ حشمتِ کونین در نگین باشد

رہِ حقیقتِ حق جز بپلِ مجاز نباشد
کجا رود دلِ محمود تا ایاز نباشد

بنازت البتہ خوبان نیاز مے زیبد
کجا قدت بکشد ناز تا نیاز نباشد

کجا بحسنِ حقیقت دو دیدہ بکشاید
ہر آنکہ عاشقِ حسنِ بتِ مجاز نباشد

زلالِ این دل پژمردۂ من ای جانان
بغیر ناوکِ جادوت چارہ ساز نباشد

چو تاجِ عشق نہادی بفرقِ مستانشاہ
چرا بہر دو جہان سرافراز نباشد

تاکه مژگانِ خود آن یار کشود
بیکی غمزه جهانرا بر بود

ریخت مینا البش حسنِ پری
شد صراحی و قدح سر به سجود

گشت از جامِ میش مستِ شراب
مومن و کافر و ترسا و جهود

چون بزد حلقهٔ دل مستان شاه
غیر آن یار کسے خانه نبود

تا دلم بر رخِ جانانه مقابل گردید
دل همه جان شد و جانم همگی دل گردید

حسنِ زیبائے تو بے پرده عیان بود ولیک
این همه هستیِ ما بود که حایل گردید

منزلِ یار بخود یافت دلِ مجرد حم
گرچه پر کار بسے گردِ منازل گردید

ساخت حل جذبهٔ عشقِ صنمے زیبائی
آنچه اندر دلِ من عقدهٔ مشکل گردید

یک نفس نیست بجز خوردنِ خونش آرام
تا دلم ناوکِ دلدوزِ تو مائل گردید

دیدم اوّل که منم آئینهٔ حسن نگار
آخر از حسن تو آئینه مقابل گردید

یافت در قربِ فرائض همه خود را جانان
شاه مستان که فارغ ز نوافل گردید

هر زمانے شکل پیدا میکند
عاشقانرا مست و شیدا میکند

در دو چشمِ من فروغِ عارضش
جلوه ها چون طور سینا میکند

گرچه نوح غرقاب سازد یکجهان
گرچه عیسے عالمے احیا میکند

گاه از چشمانِ آن میگون لقا
مے پرستان نشه بالا میکند

گہ ز حسنِ مصطفیٰ خود را عیان	مرسلے از شاہِ بطحیٰ میکند
گہ بچشمانِ کحلِ مازاغ البصر	ما طغیٰ در حسنِ زیبا میکند
گہ ز لیلِ زلفِ خورشیدِ عذار	روز و شب را ہر دو یکجا میکند
گہ ز رخسارِ علیِّ مرتضیٰ	حسنِ خود را خود ہویدا میکند
گہ حسنؑ آن مجتبائے دہر را	پارہ دل از زہر اسما میکند
گہ حسینِ کربلائے عشق را	کشتۂ شمشیر اعدا میکند
گاہ ہمچون بایزید و گہ جنید	گاہ چون شبلی الّا میکند
گاہ ہمچون شاہ محی الدینِ غوث	عالمے سرگرمِ صہبا میکند
گاہ لیلی میشود در پردہ نشین	گہ چو مجنون سر بصحرا میکند
گاہ وامق میشود از عشقِ خود	گہ ز حسنِ خویش عذرا میکند
گہ خرامان میشود با قدِ ناز	منفعل شمشاد و طوبےٰ میکند
گاہ زلفِ سرکشِ عنبر شکن	بیدلان را رشتہ در پا میکند
گہ ز چشمِ دلفریبِ سرمہ سا	غارتِ دلہائے شیدا میکند
گہ بہ تیرِ غمزۂ جادو ہدف	سینۂ عشاق خود را میکند
گہ ز خورشیدِ عذارش جلوہ ہا	در دلِ آئینہ سان ہا میکند
گہ بہ تیغِ ابروئے چون ذوالفقار	عالمے را موجِ صہبا میکند
گاہ محشر گردشِ چشمانِ وے	گہ قیامت قدِ رعنا میکند

گاه از لعلِ لب و رخسارِ خویش
کارِ صد ساقی و صهبا میکند

گه لبِ معجز نمائے عیسوی
صد هزاران مرده احیا میکند

گاه کافر میشود چون چشمِ خویش
گه مسلمانی هویدا میکند

گاه زنارے نهان از تارِ زلف
گاه سبحه آشکارا میکند

گاه در کعبه رود چون حاجیان
گاه بر دیرِ آن صنم جا میکند

گه ز حسنِ ساقیانِ گلعذار
جلوه همچون ماه و بیضا میکند

بادهٔ جامِ سقاهم موج زن
از دو چشمِ مست تنها میکند

گه ز چوب و تارِ آن سلطانِ عشق
رمزِ انّی و انانا میکند

گه چو فخر الدین سالارِ دو کون
عاشقان وصل بمولے میکند

گاه خود را ظاهر از شاهِ نیاز
آن شه علیا و سفلی میکند

گه ز چشمِ حضرت عبد السمیع
حسنِ خود را آشکارا میکند

گه ز حسنِ کل یوم هر زمان
کسوتی بر خویش پیدا میکند

نیست جز یک خود در میانِ کن فکان
حسنِ خود را خود تماشا میکند

دستِ قدرت رمزائے طالبان
گاه زیر و گاه بالا میکند

گه ز مستانِ شاهِ عارف بعبدم
سرِ مخفی آشکارا میکند

چو ذاتِ مطلقِ حق خودنما شد
مرا این خودنمائی نشانِ خدا شد

بود خود خودنما ز آئینه گون — بهانه مصطفیٰ و مرتضیٰ شد

چو دید اندر قدم رخسار زیبا — بحسنِ خویشتن خود مبتلا شد

ز کاف و نون عیان آئینه ها کرد — بخود خود دلربا ہم آشنا شد

بسر بر تاجِ شاہانه بر آمد — ببر دلق و بعالم در گدا شد

نہان با خویشتن عارف بجود گشت — عیان طاعت نمود خود ستا شد

بصورت گرچه مستان شه نماید
بمعنیٰ حضرتِ حق خودنما شد

سرم در کوئے آن دلبر فدا شد — بحمد الله که فرضِ حق ادا شد

دلم با حسنِ جانان آشنا شد — گہے قبله گہے قبله نما شد

بچشمِ سرمه سا تا باده پیمود — فنا از جلوهٔ اہلِ فنا شد

صلا چون در بجوانِ عشقِ عالم — قدِ چرخِ فلک از غم دوتا شد

رسانیدم بآبِ زندگانی — خطِ دلبر مرا چون خضرِ راه شد

خبر نبود ز خویشش یک سرِ مو
چنان مستغرقش مستانه شه شد

اے دل بیا که موسمِ عیش و طرب رسید — خورشیدِ نیم روزِ مرا نیم شب رسید

بر لب رسید جانِ من از فرقتِ نگار — تا لعلِ یار بر لبِ این جان بلب رسید

چندانکه من طلب نمودم نیامد آن — حالا بیا که مطلبِ من بے طلب رسید

نومید چون شدم ز سبب ہائے علم و عقل
آنشاہِ کُن فکان بمن بے سبب رسید

اینجا نسب بکار نیاید بجز حسب
ہر کس ببزمِ دوست بہ بالِ حسب رسید

محروم بے ادب شدہ از فیضِ ایزدست
ہر کو رسیدہ محفلِ قدس از ادب رسید

مستانہ شہ بپردۂ لایعرفونہم
از جذبِ عشق آنشہ طہ لقب رسید

دلارا حسنِ جادو مینماید
گہے چشم و گہ ابرو مینماید

دلم آئینہ میگیرد بہ پیشش
زہر جانب کہ او رو مینماید

بود سدی چو کوہِ قافِ عالم
اگر بر چشم یک مو مینماید

یکے بید است اے احول بگیتی
چرا بر دیدہ ات دو مینماید

یکے خالِ سیہ بر لعلِ میگون
بر آبِ خضر ہندو مینماید

ز چشمم حسنِ حق شد آشکارا
برین چشمہ مگر رو مینماید

ز لعلِ حضرتِ مستانہ شہ حق
دمادم شغلِ یاہو مینماید

بیا کز ہجرِ رویت دیدہ ام ناسور میباشد
ز شوقِ جلوۂ حسنت دلم چون طور میباشد

دل و دین کشم بہرِ نثارِ مقدمت از جان
اگر در حضرتت سلطان من منظور میباشد

شعاعِ نورِ دندانِ تو اے خورشید عالمگیر
برائے زخمِ عاشق مرہمِ کافور میباشد

دلم بر یادِ حسنِ حق لقایت یضم ہر دم
سرِ دارِ فنا چون حضرتِ منصور میباشد

نمے آرد ز استغنا فرو سر در ہمہ عالم
کسے کز بادۂ مہرِ رخت سر شور پیدا شد
کجا زلف و کجا خط و کجا گیسو کجا ابرو
ز پا تا فرق آن سیمین بدن چون نور پیدا شد

بنازم عشقِ جانان را من اے مستانہ ام از جان
سلیمان با ہمہ حشمت گدائے مور مے باشد

نمیدانم دلم یاران کجا شد
نگر در زلفِ دلبر مبتلا شد
ہوا گیرِ خیالش بود عمرے
کنون اندر ہوایش در ہوا شد
ز مہرِ ہر دو عالم شد گسستہ
بمہرش تا دلِ من آشنا شد
فنا مے بود در عشقش دلِ من
بحسنِ او فنا اندر فنا شد
دلم پژمردہ بُد زان لعلِ نوشین
خطِ سبزش مرا چون خضر را شد
نمیگنجد خیالِ غیر در دل
کہ سلطان عازمِ خلوت سرا شد

نسیمِ وصل از آستانہ شاہا
بیامد غنچۂ دل بستہ وا شد

نہ تنہا مقتبس از شمعِ حسنش ہمانِ مہ مہر شد
فلک شد عرش شد سیارہ شد خورشیدِ انور شد
چو دامنگیرِ حسنش عشق بود از قربِ احدیت
احد شد واحدیت گشت و ارواحِ مصور شد
چو جوہر بر جمالش جوششِ بے تابی نمود بیرون
ادا شد غمزہ شد آشوبِ جان شد شورِ محشر شد
لباسِ دلبری پوشیدہ در طورِ ولایت چون
معین شد قطب شد محبوبِ عالم گنج شکر شد
تعین بر تعین جلوہ گر گردید آن جانان
محمد شد علی شد فاطمہ شبیر شبر شد

بنزدِ شاهِ عشق این دفترِ عشاق فی مجانم
صحیح شد مُهر شد بسته عیان گر زید محضر شد

غبارِ جانِ مستانشاه زشوقِ گلشنِ اصلی
ابر شد قطره شد یا خود صدف بالیده گوهر شد

تا بآئینهٔ حسنش نظرِ جان افتاد
دل و جان رفت ز جا کار بجانان افتاد

نارِ هجرش جگر و دل شده گان سوخته بود
ز آتشِ وصل دگر شعله بداماں افتاد

ربِ ارنی شده گویان هزاران سرمست
موسیٰ آسا بسرِ طورِ دل ایجان افتاد

آتشِ عشق نه تنها دلِ پروانه بسوخت
شمع را شعلهٔ نهم در جگر و جان افتاد

شیشهٔ عصمتِ ناموسِ زلیخا بشکست
چاک در پیرهنِ یوسفِ کنعان افتاد

رہنمون شد بسرِ زلفِ تو گنجینهٔ حسن
نقدِ جمعیت از ان زلفِ پریشان افتاد

دردِ عشق است مداوا مکن ای کهنه طبیب
این چه دردیست که آن قابلِ درمان افتاد

سوده سائیم جبین بر درِ آن پیرِ مغان
که ز انفاسِ خوشش عهد بپیمان افتاد

در فروغِ مه روئیت از ازل تا ابد
روحِ مستانه شهٔ عشق تو حیران افتاد

دل میبرد زمن شهٔ جانرا خبر کنید
ماهِ زمین و مهرِ زمان را خبر کنید

طومارِ فرقتم بحضورش عیان برید
جان بر لب است جانِ جهان را خبر کنید

مارِ هوا گزیده دلِ پاره پاره ام
یاران طبیبِ خسته دلانرا خبر کنید

بتخانه کرده اند حرمِ دل بتانِ هند
سالارِ عشق و شاهِ بتانرا خبر کنید

از شرع منحرف شده اند جاهلان دهر فاروق و مرتضای جهان را خبر کنید
هجر کسی چو سینهٔ من چاک کرده است مرهم گذار زخم نهان را خبر کنید

مستانه شمه ز زهر فراقت هلاک شد
تریاق بخشِ جان بلبان را خبر کنید

این دل زار مبتلا کرد که کرد یار کرد بسته بطرهٔ دوتا کرد که یار کرد
دل نه بر حزین من برد که برد یار برد جان به بلای آشنا کرد که کرد یار کرد
مو بمو بعشق خود بست که بست یار بست فانی ز خویش مرمرا کرد که کرد یار کرد
بهر دل خراب ما غرقه بخون مبتلا تیر جفا رها کرد که کرد یار کرد
نی غم عاد و نی ثمود سوخته خرمن وجود بود و نبود تن فنا کرد که کرد یار کرد
گاه بحسن و گه بعشق گه بروم و گه دمشق خانه بدوش جابجا کرد که کرد یار کرد
شب بقمر چو مهر کاب روز دوان آفتاب همسفر بمهر و ماه کرد که کرد یار کرد

مستانه شمه بدل چها تیر نگاه آه آه
ظلم و تطاول و جفا کرد که کرد یار کرد

پیکرم از دوئی جدا کرد که کرد یار کرد مرآت دل خدانما کرد که کرد یار کرد
روح بموطن آشنا مهر بروزن آشنا شعله بدامن آشنا کرد که کرد یار کرد
آب به گوهر از صدف داد که داد یار داد قطره به بحر پر ضیا کرد که کرد یار کرد
دانه فشاند دام را صید نمود نام را مرغ شکسته پر رها کرد که کرد یار کرد

آئینه باصفا مرا جامِ جهان نما مرا — بیخود و باخدا مرا کرد که کرد یار کرد
محرمِ قدسِ لامکان طایرِ سدره آشیان — واقفِ سِرِّ نُه سما کرد که کرد یار کرد

مستانه شده خراب سا برده زخویش دلبرا
مهر ز ذره رخ نما کرد که کرد یار کرد

لبِ شیرینِ من زان لعل گفتارے دگر دارد — دل خونین من زان چشم اظهارے دگر دارد
بنازم چشمِ مستش را که هر سو همچو افلاطون — خرابِ بیخود و سرشار و بیمارے دگر دارد
نه از شوقِ جنان اندر ترنم هست مرغِ روح — درون سینه آن طیارہ گلزارے دگر دارد
نه من تنها خریدارم که آن دلبر ز هر جانب — چو یوسف حسن زیبایش خریدارے دگر دارد
اگر از پائے تا سر میشود هر مو مرا دیده — کجا سیر جمالِ او تمامی زان نظر دارے دگر دارد
اگر هر دم کند گل از بنِ هر مو مرا دیده — جمالش هم بهر آن حسن و دیدارے دگر دارد
کجا بر گنجِ حسن او رسد دستِ منِ مفلس — که از گیسو جمالش هر طرف مارے دگر دارد

نه از چین و ختا و نافه و آهوست مستانشم
نکاتِ مشک پیزم بوئے تاتارے دگر دارد

سفرِ باطنیِ دیدهٔ ما تا دل بود — چهل و چار مقام صمدیت ان بود
دیدمش بعد عیان خود بخود آن جانانم — لیکن این هستیِ ما بار خ و حایل بود
حق نمودار شد آخر ز دلِ زار حزین — سخن ما و توئی این همگی باطل بود
فصل هستیِ من از خم لبش جدا چون گردید — جان تسلیم که بجانانهٔ خود واصل بود

این مراتب که مرا داد خدا منّت نشد
از نگاهِ شهِ جیلانیِ مهِ کامل بود

دوش چون بادهٔ توحید بکامم کردند	آفتابِ ازل از مشرقِ شامم کردند
رشتهٔ هیکلِ ایّام بدستم دادند	طایرِ گلشنِ فردوس بدامم کردند
ذوالفقارِ علیٔ فقر میانم بستند	توسنِ تندِ فلک را همه رامم کردند
از فروغِ رخِ جانانه دران مجلسِ خاص	واقفِ پردهٔ اسرارِ عوامم کردند
شق نمودند صفِ سینه ام از تیغِ نگاه	کشف بر دل همگی بطنِ کلامم کردند
طبلهٔ عطّارِ حقایق بهم در دادند	عنبرِ وصلِ صنم را بمشامم کردند
بعد ازین روے جهان را بنمائم روشن	جلوهٔ خورشیدِ حقیقت ز ظلامم کردند
نیست روشن مه و مهرِ فلک خانهٔ من	صد هزاران مه و مهر از لبِ بامم کردند
عارف و کامل و محبوب و قبول و مقبول	جملهٔ از عشقِ رخِ شاه غلامم کردند

اندران محفلِ ساقیٔ ازل مستان شاه
شاه مستانِ جهان توقیعِ نامم کردند

تا ز رخ شاهدِ ما پرده گشود	بیکی غمزه دو عالم بربود
پرده از ماؤ منی چون افتاد	کس بجز یار پسِ پرده نبود
میکنم سجده بخود هر ساعت	تا شدم واقفِ اسرارِ وجود
دل بشد دیده تنم دل گردید	چون فروغِ رخِ او جلوه نمود

للہ الحمد بحق مستان شاہ
چشم بر روئے دلارام کشود

دوش از بادۂ توحید شرابم دادند
از دمِ تیغ چو تشنکدہ آبم دادند

راکبِ فرفِ عشق رخِ جانان کردند
ماہ زخورشید سمارا برکابم دادند

صدفِ دل بگرفتند ز اکسیرِ نگاہ
قطرۂ مے بچکاندند دُرِ نابم دادند

صد قیامت بمن آن لحظہ عیان رخ بنمود
تا خبر واقعۂ روزِ حسابم دادند

ساغرِ ساقیِ توحید بکامم کردند
آفتاب عجبے را بسحابم دادند

از مے ساقیِ تاجِ شرف فقر و فنا
بخت بیدار دران عالمِ خوابم دادند

محرمِ خلوتِ وحدت بشدم مستان شاہ
این شرف از نظرِ بو ترابم دادند

چون دلم مستِ مئے دوشینہ شد
سینۂ بے کینہ ام بے کینہ شد

تا کہ جانان عکسِ حسنِ خود نمود
ذرہ ذرہ پیکرم آئینہ شد

مرغِ روحم کرد پروازِ قدم
یاد او را صحبتِ دیرینہ شد

تیرِ مژگانِ دو چشمِ آن صنم
درگذشت از خرقہ اندر سینہ شد

گشت مستان شہ چو آئینہ بحق
یا کہ در حسنش خدا آئینہ شد

باز خورشید سے جانم کشید
ساغرِ دل ساغرِ دیگر چشید

مشرقِ جانم ز عکسِ عارضش
صد هزاران کوکب درخشید

من کشیدم در بر آن دلدار را
یا که آن دلبر مرا در بر کشید

ز آفتابِ تابِ دیدارش صبحدم
سر زده یا قلبِ نیلوفر کشید

خاکِ نعلینش بخود عرشِ عظیم
استوا ساخط بفرقِ سر کشید

در میانِ میکده آن دلربا
واعظان را از سرِ منبر کشید

عشقِ او مستانه شه را از دوئی
چون خلیل از نسبتِ آزر کشید

همان روزی که دل مستِ صنم بود
نه چوب و تار و طنبور و نغم بود

عدم گردیده بُد دل زادن بالش
که عالم جملگی اندر عدم بود

گرفت ابن محمد ثم مهرِ قدیمش
که نه محدث عیان و نه قدم بود

بسے مکتوبہا باہم نوشتیم
کہ نے اندر میان لوح و قلم بود

فشاندم پر باوجِ وصلِ دلدار
کہ نے عالم عیان و نے ارم بود

بُدم سرمست آندم از مئے عشق
کہ نے صهبا و نہ جام و نہ جم بود

بهم عشق و محبت ساز کردیم
کہ نے معشوق نے عاشق بهم بود

چنان رقاص بودم در سماعش
کہ نے قانون و نے زیر و نہ بم بود

غم و شادی بعشقش داده بودم
کہ نہ شادی عیان بود و نہ غم بود

برسته بود مستان شه ز کونین
کہ نے گیتی و نہ عالم علم بود

دلم از جلوه هاے حسن او بیتاب میگردد　　کتانم از فروغ عارضش مهتاب میگردد

ز بس پیموده ام باده ز دست ساقی گلچهر　　بکامم جرعهٔ آبی شراب ناب میگردد

ز تاثیر گداز آتش عشق تو اے جانان　　دل چون بیضهٔ فولاد من سیماب میگردد

اگر از بحر دل یک قطرهٔ لعلم فرو ریزد　　جمیع جن و انسان غرق در سیلاب میگردد

بیا در عارض جانان و دور آن نمک دانش
نمک مستانه شه در دیدہ ها خواب میگردد

دل بحسن تو عجب رازِ نهانی دارد　　یعنی جانم ز لبت جوهر کانی دارد

دوشش در محفلِ اغیار بر فتی جانان　　چشم مخمور تو از باده نشانی دارد

بفروغ رخ مهتاب تو اے جانانم　　جامهٔ هستی من میل کتانی دارد

مے برد نیم نگاهِ تو مرا بزم الست　　چشمت از بادهٔ توحید نشانی دارد

میرود هر نفس از ملک سمک تا بسما　　مرغ روحم چه عجب طرفه مکانی دارد

نتوان گفت ز خلوتگه شه مستانشاه　　دلبر ما با دلِ ما رازِ نهانی دارد

شاهِ خاور نقاب مے آید　　از فلک آفتاب مے آید

همچو آهن بکورهٔ حداد　　جسم خاکی بتاب مے آید

کین نمک گر دآن نمکدانست　　مانع بزم خواب مے آید

چون کہ راکب شوم توسن عشق　　ماہ خور در رکاب مے آید

قطرهٔ چشم من ز هجر خیش　　همگی دُرِّ ناب مے آید

گر ز دل جرعۂ بر افشانم — بیخود این شیخ و شاب مے آید
هر نفس آفتابِ حسنِ نگار — بر دلِ من طناب مے آید
بسکہ مائل بچشمِ او گشتم — از دو چشمم شراب مے آید

بهرِ مستانہ شہ بهر نفسے
ساغرِ آفتاب مے آید

دلبرم در کنار مے آید — کہ دل از من کنار مے آید
هر کہ معراجِ عاشقان طلبد — پایۂ او بدار مے آید
لبِ من با لبش رسیدہ مگر — سخنم بردبار مے آید
شاہِ غیب الغیوبِ مطلقِ عشق — از رخش آشکار مے آید
مصرعِ من زبهرِ چشمِ عدو — خنجرِ آبدار مے آید
گر یکی نکتۂ بیان سازم — بر لبِ من هزار مے آید
مصریان را مناد ئی بدهند — یوسفِ گلعذار مے آید
هر حروفم بگردنِ اعدا — چون دمِ ذوالفقار مے آید
گر شدی تیرہ از دم سرما — اے دلِ من بهار مے آید
غم و اندوہ و عشق و بنامے — بهرِ من چار یار مے آید

بهرِ مستانہ شاہ ز لعلِ صنم
بادۂ خوشگوار مے آید

لعلِ تو قدر گل و مل بشکند　　زلفِ تو تاتار و سنبل بشکند
میطپم از تشنگی بسمل صفت　　یارب آن تیغِ تغافل بشکند
باغبان را میتوان معزول کرد　　گر دلِ مجروح بلبل بشکند
ژاله سان در بندِ صورت تا یکی　　آب گردی گر سدی پل بشکند
چون صراحی میبرد محفل ز خود　　گر ز لب آواز قلقل بشکند
جمله از خود گشش و بیگانه پرست　　این رواج از شهرِ کابل بشکند

دیده نگشاید دگر مستانه شاه
گر بچشمش نعلِ دلدل بشکند

چشم و ابرویت حکایت میکند　　هر دو بر قتلم روایت میکند
میکشد در خون دلم مژگانِ تو　　طفلِ گمره را هدایت میکند
تیغِ ابروی تو اندر سینه ام　　مهربانیها نهایت میکند
بر همه فرمانِ عالم سربسر　　پاسِ انفاسم سرایت میکند
روح و عقل و جسم و جان و این دلم　　جمله را جانان فدایت میکند
ماعرف چون خوانی ای صاحب تمیز　　با خداوندم آشنایت میکند

علم و وحدت را بیان مستانه شاه
از لبِ شاهِ ولایت میکند

حسن و زیبائی ترا دیدهٔ مامی شاید　　که ترا با توشهٔ کون و مکان بنماید

هر نفس جلوهٔ رخسارِ فروغِ حسنت … دل و جانِ منِ غمدیده بخود برباید

حسنِ زیبائی تو هر لحظه نکوتر گردد … که مرا هر نفسی عشقِ دگر افزاید

چشمِ خفاش نه بیند رخِ خورشیدِ جهان … این گلِ حسنِ ترا دیدهٔ بینا باید

هر بصحرا زده از حسنِ رخت مستانه … چشمِ مجنون درا دیدهٔ لیلی باید

بخلوتگاهِ شه دربان نگنجد … بتختِ دل بجز سلطان نگنجد

بحسنِ آفتابِ خاورِ دوست … دلیل و حجت و برهان نگنجد

ز سر تا پا بباید دیده گشتن … که در دیدش یکے مژگان نگنجد

چمن ها شد شگفته در دلِ من … که یک گل با دو صد بستان نگنجد

چنان سرشار شد از جامِ وصلش … که در عالم تنِ مستان نگنجد

دلم از آتشِ رخسار میرقصد … تنم از شعلهٔ دیدار میرقصد

بیکے خالِ سیه بر روئے جانان … چو اسپند دانه اندر یار میرقصد

بیک جرعه شرابِ آن زاهدِ شهر … میانِ خانهٔ خمار میرقصد

چنان در سینهٔ من تارِ عشقش … که از منقارِ موسیقار میرقصد

دلم از شغلِ بیچونی و بیکیف … چو منصورِ فنا بر دار میرقصد

هر آنکو نوش کرد جامے ز وصلش … میانِ خلق شبلی وار میرقصد

همان شیخی که عمرے چلّہ کش بود ببین در کوچه و بازار میر قصد

بہر دم مرغِ روح مستانہ شاہا
چو بلبل باگُل دیدار میر قصد

مرغِ روحم زقفس باز پریدن دارد جانبِ گلشنِ دیدار رسیدن دارد
چند روزے زبقا آمده در ملکِ فنا رختِ خود سوئی بقا باز کشیدن دارد
پائے تا سر همگی دیده شدم نرگس وار یکزمان دیدهٔ من حسنِ تو دیدن دارد
مے برآید زلبم هر نفسے نافهٔ مشک بوئے وصلِ تو مشامم چو شمیدن دارد

بکجا میروی از دیدهٔ ما مستان شاه
رسنِ نورِ دلم با تو تنیدن دارد

باز از خود نشهٔ جام شرابم مے برد ذرّه آسا ساغرِ چون آفتابم مے برد
دوش میخوردم زلعلش جرعه هائے جام مے درمیانِ خواب میدیدم که خوابم مے برد
آن شهٔ خاور نقابم بین که از جذبِ نگاه درحریمِ وصل هردم بے نقابم مے برد
ذرّه سان رقّاص بر اوجِ فلک هر لحظه آفتابِ حسنِ آن عالی جنابم مے برد
از محیطِ عشق در زُهدِ ریائے دمبدم زاهدِ افسرده دل اندر سرابم مے برد
بهرِ خالص کردنِ قلبِ وجودِ زاهدان آتش آسا هرزمان با تیغ و شابم میبرد

جانبِ معراجِ وصلِ آن صنم مستانه شاه
سینه سوزان دیده گریان دل کبابم میبرد

دلم ز خاوِ حسنت خدنگ میگیرد | چو لعل پاره که در جوفِ سنگ میگیرد
بهر سحر ز سپهر آفتابِ عالم تاب | ز عکسِ عارضِ زیبات رنگ میگیرد
دلم ز پنجهٔ حسنِ تو اے مسیح زبان | شبانه روز بجنگش پلنگ میگیرد
مرا که طایرِ روح هر نفس ز عشقِ تو جا | بطارمِ فلکِ سبزه رنگ میگیرد

نمیروم ز نشهٔ مستان دمے ز خود از جا
مرا ز خویش صداهائے نگ میگیرد

دیده ام کسبِ صفائی میکند | نور از اں عارض گدائی میکند
اشکِ گلگون بیرو دار چشمِ من | چهرهٔ زردم حنائی میکند
روحِ من از بندگی پرواز کرد | میلِ او اندر خدائی میکند
چون فروزد عارضِ زیبائے خود | روشن از مه تا بماهی میکند
زاهدان در نزدِ چشمِ جادویت | چون ندانم پارسائی میکند
طفلِ دل بر خاکِ راه از مقدمت | سالها شد جبهه سائی میکند

حسنِ تو اندر دلِ مستانه شاه
جلوهٔ نا منتهائی میکند

چشمے که بر جمالِ تو مه دیده ور شود | از پائے تا بسر همه رشکِ قمر شود
هر کسکه یافت صحبتِ مردانِ راهِ حق | ذاتِ خدا بچشمِ سرش جلوه گر شود
سازند هر دو دیدهٔ او سبزهٔ فلک | صاحب نظر کسیکه ز صاحب نظر شود

در پرده سوخت عالم و حالش نیافت کس
آه آن زمان که دلبر ما پرده در شود

هر گه که وصف حسن تو آغاز میکند
اقلام من بیاد لبت نیشکر شود

هرکسکه ذرهٔ خبر از سرّ حق بیافت
از خویش و کن فکان و همه بیخبر شود

مستانه شنا دیده ز سر تا قدم شده
تا حسن آن نگار دمے جلوه گر شود

برق رخ تو سینهٔ من طور میکند
حسن ملیح دیدهٔ من شور میکند

بوے خدا از خاک شهیدان نمیرود
دریا هنوز شیون منصور میکند

برق جمال عارض یار زنگ میدهد
نور مرا رخ تو علی النور میکند

از بسکه مایلم بدو چشمان مست تو
پا تا سرم چو خوشهٔ انگور میکند

قاف قدم نشیمن عنقائے حق بود
آنجا کمین نه همت عصفور میکند

گرداب موج بحر بود در خور نهنگ
آنجا شناوری بچه سان مور میکند

چون آفتاب حسن تو بر قع میفگند
کوکب صفت مظاهر مستور میکند

رمز انا ز چنگ مرا یاد میدهد
الهام زنگ کاسهٔ طنبور میکند

مستانه شد ز شهد وصال جمال یار
چند دلم چو شیون زنبور میکند

دل چو مست از شراب گلگون شد
ماه و خور از سحاب بیرون شد

گشت آئینه ما همه بیضا
چون بچون ذات پاک بیچون شد

بینوای خضر سالکانِ طریق — آب در چشمهٔ بقا خون شد
قامت چون الف تو بنمودی — قدِ افلاک خانهٔ نون شد
گشت لیلی ز حسنِ بی همتا — عشقبازی خود مجنون شد
گشت معشوق از فروغِ جمال — دل بداد و بخویش مفتون شد
شد بصحرا نگارِ صحرائی — بازپیدا از سوئے هامون شد
حسنِ غیب الغیوبِ مطلقِ حق — با رخِ مهوشانه بیچون شد

از فروغِ جمالِ مستان شاه
گاه شبلی و گاه ذوالنون شد

گر ز حسنِ تو فروغے بجهان درگیرد — همچو ققنوس همه کون و مکان درگیرد
دل شود مست انا الحق چو ز حاج منصور — گر ز لعلِ لبِ میگونِ تو ساغر گیرد
من ز صیادیٔ زلفِ سیهت حیرانم — که بهر حلقهٔ خود عارضِ خاور گیرد
بتِ هستی بشکستم بگسستم زنار — کے خلیلِ دلِ من مشرب آزر گیرد
سرخ رو تا بنماید مرا روزِ جزا — اشک گلرنگم از آن چهره بزر درگیرد
مانعِ ناوکِ دلدوز مشو کین دلِ من — که بهر تیرِ نگه لذتِ دیگر گیرد

یک قدم بر سرِ مستان شهِ عشاق گذاشت
تا بسر از قدمت تارکِ افسر گیرد

دوش رخسارِ تو در دیده مصور میشد — خانهٔ دیدهٔ من گلشنِ خاور میشد

جلوهٔ حسنِ تو هر دم بدو چشمِ حق بین
عقلِ بیرنگت به بیرنگیٔ دیگر میشد

خفیه میگفت انا الحق ز شقِ سینه منود
چون به وصفِ رخِ زیبات قلم شر میشد

کحلِ مازاغ همیگفت گرفتم بالخویش
چون ز خاکِ قدمت دیده منور میشد

چه شبِ قیس و مبارک سحری نیا بود
ساقیٔ مجلسِ ما نرگسِ حیدر میشد

عکسِ حسنِ تو بآئینهٔ دل مے افتاد
نورِ قلبم ز زبین تا بسما بر میشد

بجوان مئے عشق بمستان شہ ما میدادند
سیرِ مجلس بخدا ساقی کوثر مے شد

اجتنابے اگر از مجلسِ عامت میشد
موسئے آسا بخداوند کلامت میشد

گر غلامے توانه ان خواجه بجا میکردی
از مکین تا بمکان جمله غلامت میشد

محشر از گردشِ چشمانِ تو میشد برپا
قامتِ سرو تو آشوبِ قیامت مے شد

بندگی گر تو چو موری بخدا میکردی
حشمتِ ملکِ سلیمانه بکامت میشد

گر مشامے بنسیمِ سحرش میدادی
گلِ خورشید گل از مشرقِ شامت میشد

مے سپردی که بمهتابِ رخش گر تو کتان
همچون مهتاب صد از گوشهٔ بامت میشد

گر میان راه همی بستی چو مستان شهِ عشق
نامهٔ فتح ز کونین بنامت مے شد

مهوشان عارضِ نیکو چو برافروخته اند
این دلِ سوخته را بارِ دگر سوخته اند

آتشے را که عیان دید بایمن موسئے
صد چو آن بر دلِ مجروحِ من افروخته اند

نیست حاجت بمسیح سوزن و تارِ مریم — خرقهٔ فقرِ من از قدرتِ حق دوخته اند
سر بسر جملهٔ ملایک ز زبانِ قدرت — عدازل حمدِ خدا را ازمن آموخته اند

اینکه از چشم ترا و دگل و خور مستان شاه
مے دیرینهٔ حق در دلِ من پوخته اند

دوش در پردهٔ دل پرده نشینم مے بود — از مکین تا بمکان زیر نگینم مے بود
چشم بر چشم و دهن بر دهن و لب بر لب — دل بدل سینه بسینه شه جبینم مے بود
از براقِ نظر و رفرفِ عشقِ جانان — چرخ هفتم ته پا، هیچو زمینم مے بود
خاکِ کویت سجدا ماهِ جهان آرا یم — بهتر از جنت و فردوس برینم مے بود

مے رهیدم ز خودی باز بجود مستان شه
گر بخاکِ رهِ دلدار جبینم مے بود

دیدم بخواب خوش که مرا خواب میبرد — یعنی مے دو ساله ام از تاب میبرد
ایدل بیا که باز فنا گشتنی مراست — جسم کتان بجلوهٔ مهتاب میبرد
عاشق بطاقِ ابرویت اسیر من فنا — زهاد خشک سجده بمحراب میبرد
بآرزوئے لعل لبانِ تو از خرد — یارا صفائے شربت عناب میبرد

مے آورد بتابِ تو مستانه شاه دل
وز ناوکِ نگاه تو بیتاب میبرد

دل چو از عشقِ رخِ یار مصفا گردد — جمله اسرار نهانیش هویدا گردد

موسئے آسا ز تجلائے رخِ شاہدِ عشق / پائے تا سر ہمگی نورِ تجلی گردد
پاس بنمود ہر آنکسکہ ز پاسِ انفاس / بر لبش ہر نفسے ساغرِ بیضا گردد
میچکد صد گلِ خورشید ز لعلِ لبِ من / تاکہ از لعلِ لبش نقطۂ انشا گردد

قرن ہا بر گذرد تا کہ یکے ذوالنونی
یا چو مستانشہ عشاق ہویدا گردد

سنبل از برگِ سمن سات عیان خواہد شد / جوقِ زنگی بچگان مشک فشان خواہد شد
اے سیہ چردہ بر آتِ رخ زیبات / آہ و سوزِ دلِ عشاق عیان خواہد شد
این تجلی کہ ز حسنِ تو عیان مے بینم / عاشقِ روئے تو صد پیر و جوان خواہد شد
چشمِ مخمورِ تو آشوبِ جہان خواہد گشت / ماہِ ابروئے تو عیدِ رمضان خواہد شد
در عدم بودم و با خویش ہمیگفتم من / دل گرفتارِ سرِ زلفِ بتان خواہد شد
گفتمش دوست کہ دلدارِ من از خرمن / گفت جانانکہ فلان ابن فلان خواہد شد

اینہمہ وصف کہ کردہ بتو مستانشہ عشق
از عمل با تو ایا شوخ عیان خواہد شد

باز در دل جلوۂ جانانہ شد / باز ہمخانہ مرا ہمخانہ شد
باز جانان چشم و گیسو برکشود / باز کعبہ مر مرا بتخانہ شد
آنچہ پنہان بینمودم سالہا / درمیانِ کن فکان افسانہ شد
باز شمعِ حسن عارض برفروخت / باز روحم بر رخش پروانہ شد

باز طبعِ متنشیم ساغر کشید | باز از عقل و خرد بیگانہ شد
باز دُرہا از لبم غلطان شد | باز در گوشم یکے دُردانہ شد

باز مستانِ شعر زِ خود شد بیخبر
باز میلش ساغر و پیمانہ شد

عشق در ہر دلے کہ سیر نمود | فارغ از کعبہ و زدیر نمود
ہر کہ در عشقِ او ہوائی شد | زیر پرکن فکان چو طیر نمود
دوش ہندو پسر بہ میخانہ | مرمرا دید و پیر پیر نمود
خویش و بیگانہ را چہ میپرسی | عین با من تمام غیر نمود
بگشت فارغ ز دہر مستانہ | تا بملکِ وجود سیر نمود ؛

ہر کہ بر لب ساغرِ خاور کشید | چہرۂ کاہیٔ خود باز کشید
ہر کہ از بصیرہ بروشد مرغ وار | چون فرشتہ در ہوایش پَر کشید
ذرہ ذرہ آفتابِ عارضش | جسم و جانِ پاک من در بر کشید
من چگونہ یکم از جفائے چرخِ دون | چون مرا از دامنِ مادر کشید
میکشم ذراتِ عالم را بخود | آفتابے از دلم سر بر کشید

آفتابِ جانِ من مستانہ شد
از نگاہِ حیدرِ صفدر کشید

رفت آن شوخ و مرا آئینہ کردار بماند | چشمِ امیدِ مرا در رہِ خود چار بماند

عقل و هوش و خرد و صبر و توانائی من	همه رفتند من این دلِ بیمار بماند
مشتری جمله برفتند بمژگانِ خدنگ	این متاعِ دلِ من بر سرِ بازار بماند
از شمیمِ سرِ زلفِ صنمِ ترسائی	پشته پشته بدلم نافهٔ تاتار بماند

بلبلان جمله برفتند خود مستان شفا
صد چمن در دلِ من غنچه و گلزار بماند

آنانکه فرشِ خویشتن از بوریا کنند	باشد که اجتناب ز بالِ هما کنند
اوّل ز هستی و ز خودیت رها کنند	وانگه ترا بحضرتِ حق آشنا کنند
صهبائے چشمِ خویش بگردش در آورند	مجموع میکشان بنگاهی فنا کنند
چون شاهِ خرقه پوش به بینند در نظر	از شوقِ دوست جامهٔ جانرا فنا کنند
صبح ازل قیام بشامِ جهان قعود	اندر ابد رکوع که نمازے ادا کنند
سازند فرش جلوهٔ خود جمله کائنات	دل را بآفتابِ رخِ حق جلا کنند
ریزند بکامِ تو ز شرابِ لبِ نگار	در دو جهان شفائے کاندار الشفا کنند
جاهل کنند چون ز همه علمِ بحر و بر	پرکار ذات بحر کز اسرار باکنند
مصقل ز نورِ دیده بگیرند از کمال	خورشیدوار مرآتِ قلبت جلا کنند
سازند گدا بیک نفسے پادشاهِ دهر	مفلس گدا را ابدے پادشا کنند
بیگانه از دلند بخلق آشنا بره و	نا آشنا نگر که چه با آشنا کنند
مستانه شه صفت خودیت بر آورند	وانگاه ز تو ظهور بعالم خدا کنند

نغمهٔ انّی انا الله اینکه از جان میرسد شمعِ ایمن باشد اندر جوفِ فانوسِ جسد
آفتابِ آسمانِ جان و دل لسے ستان از ازل تابان و لامع گشته تا روزِ ابد
از فروغِ عارضِ بیضای آن یا صنم آفتابے هر زمان از مشرقم سر بر زند
از برای آنکه واصل سازدم بزمِ الست چشمِ پر نورم و یادم ریسمانی می تند

شد خلاص از بندِ چار و پنج و شش مستانه شه
در طریقِ عشقِ آن دلدارِ بیچون شد احد

ترا در لعلِ میگون چشمهٔ آبِ بقا باشد اگر یک قطره ریزی بکامِ من روا باشد
چرا ابر کار میکردی حجابِ خود تو ای ایجان چو رفتی از خودی آنگه یقین میدان خدا باشد
چسان بینم جمالش غیرِ حسنِ عارضِ خوبان که یار از خانهٔ آئینه ها صورت نما باشد
هزاران رحمت از ایزد رسد ای بندهٔ عاصی همانساعت که دستِ التجا سوے خدا باشد
بهر یارب که میگوئی خدا لبیک میگوید بگو تو غیرِ انسان این مراتب کرا باشد
چسان مسجد نشین باشم که از میخانه وقتے از آن ساقی مرا هر لحظه آوازِ درا باشد

کجا مستانه شه یا بدخبر از سرِّ اشعارم
مگر آنکسکه او را خانه در ملکِ بقا باشد

هر زمان آئینه ام حسنِ تو در بر گیرد همچو مهتاب که عکس از رخِ خاور گیرد
میکنم هر نفسے سیرِ مقامِ دیگر دیده با هر نظرے عالمِ دیگر گیرد
میروم تا که بجائی فگنم خود را من باز این طفلِ دلم دامنِ یاور گیرد

میکند روئی جہان را ہمگی طور آسا | اگر از برقِ رخت جز من دل درگیرد

ہر شب از محفلِ سلطانِ دو کون مستان شاہ
جام مے از کفِ آن ساقیِ کوثر گیرد

دیدہ بیتو نزار خواہد شد | چشمِ امید چار خواہد شد
ز آتشِ ہجر داغِ سینۂ من | رشکِ باغ و بہار خواہد شد
از شمیمِ نسیمِ گیسویت | عالمے مشکبار خواہد شد
در دلم بار ناوکِ نازت | خنجرِ آبدار خواہد شد

بیتو اے نورِ چشمِ مستان شاہ
گل بدیدۂ خار خواہد شد

سرِ من کاش در پائے تو باشد | دلِ من مست و شیدائے تو باشد
تنِ زار و ضعیف و ناتوانم | کتانِ ماہ و بیضائے تو باشد
خوشا آن عاشقِ سرمستِ بینا | کہ رسوائی و رسوائے تو باشد
میانِ محشر جانم شب و روز | فغان و شور و غوغائے تو باشد
مرا دو مراتِ دل فرشِ جانان | گلِ خورشید سیمائے تو باشد
مرا از خوفِ محشر چند گوئی | ز محشر کم نہ سودائے تو باشد

بلوحِ سینہ ات مستانہ شاہا
چو خاد راین سویدائے تو باشد

اگہ بدل گہ بدیدہ مے باشد ‌ ‌ ‌ لیک زین دو رمیدہ مے باشد

یوسف دل عزیز مصر وجود ‌ ‌ ‌ ہمگاہے خریدہ مے باشد

آنکہ در فرق صفت فلک طے کرد ‌ ‌ ‌ از دو عالم جریدہ مے باشد

آنکہ معنی نماید اشعارم ‌ ‌ ‌ کامل حق رسیدہ مے باشد

عقرب زلف تو بخواب عدم ‌ ‌ ‌ دل زارم گزیدہ مے باشد

اینکہ اندر نسیم جانم رفت ‌ ‌ ‌ بوئے زلفت شمیدہ مے باشد

دست در عشق تو شدہ مستان
از دو عالم کشیدہ مے باشند

کسیرا با رخ تو دیدہ باشد ‌ ‌ ‌ کہ از سر تا بپایش دیدہ باشد

شود مست ز او آوازہ آنکس ‌ ‌ ‌ کہ حرف غیر را نشنیدہ باشد

شود مستغرق خورشید وحدت ‌ ‌ ‌ کہ ہمچون ماہ نو کاہیدہ باشد

شود احیا بلوح یار آنکو ‌ ‌ ‌ بساط زندگانی چیدہ باشد

رسد بر وصل مستان شاہ آنکس
کہ چارم مادرش زائیدہ باشد

وہ خوش آن روز کہ جان آئینۂ روئے تو بود ‌ ‌ ‌ قیس مجنون دلم بستۂ گیسوئے تو بود

گر بدیر و حرم و کعبہ و مسجد رفتم ‌ ‌ ‌ مقصدم سجدۂ محراب دو ابروئے تو بود

پنجۂ حسن تو مفتوح نمود مشکل من ‌ ‌ ‌ فتح ملک دل من بستہ بہ بازوئے تو بود

لیلی و وامق و شیرین و زلیخا دیدم / سنگِ خوبانِ جہان زیرِ ترازوئیتو بود

چونکہ جاہل شدم از علم بیک نقطہ با / دیدم آن نقطہ کہ خالِ لبِ گلبوئیتو بود

آنکہ میجست سکندر بصفا چشمۂ خور / قطرۂ دیدمش از آبِ لبِ جوئیتو بود

غمزۂ نازِ تو قلبِ دو جہان غارت کرد / آفتِ کون و مکان نرگسِ جادوئیتو بود

گرچہ عیار شدم من ہمہ مخلوقات / مرغِ دل بند بآن سلسلۂ موئیتو بود

مے برندم بحج این کشش زُہادان / کعبۂ عاشقِ مسکین بخدا سوئیتو بود

یاد وقتے کہ مشام دل و جانم جانان / مست از عنبرِ رخسارہ و گیسوئیتو بود

گر بہفتاد و دو ملت بشدہ مستان شاہ
بخدا روی دلِ او ہمہ جا سوئیتو بود

تیرِ مژگان بردلم امشب مقابل میشود / طایرِ سدرہ نشینم باز بسمل میشود

بر امیدِ آنکہ نوشد زہرِ پیکانِ ترا / ہمچو سوسن پاے تا فرقم ہمہ دل میشود

ایعزیزِ جان باستقبالِ آن جانان برآ / کاروانِ یوسفی در مصر داخل میشود

تا چہ خواہد شد سرانجامش میانِ خاک و خون / طفلِ دل با تیغِ ابروئیتو مایل میشود

شیشہ ہائے آرزو بر یادِ وصلت چیندہ ام / گر فتد سنگے ز ہجران سخت مشکل میشود

ہر صبحے پیکِ وصالش در حریمِ جانمن / ہمچو مرغِ قافِ قدسی باز نازل میشود

میکند مرغِ دلم در گلشنِ حُسنت سماع / قیسِ مجنون بین کہ در زلفِ تو عاقل میشود

خودنما گردد چو شاہِ عشق از ملکِ وجود / این خیالِ خودنمائی جملہ باطل میشود

هر نفس از جلوهٔ حسنِ رخت مستانه شاه
جسمِ او چون جان و جانش جلگی دل میشود

مهوشان تا که رخِ خویش سپر داختهٔ اند
عاشقان را همه با چشمِ ترا نداختهٔ اند

طایرانِ چمنِ باغِ قدم اے جانان
در هوائے غمِ عشقِ تو پر انداختهٔ اند

رشکِ فردوسِ برین باشد ایا شاهدِ عشق
خس و خاریکه درین رهگذر انداختهٔ اند

تندِ تیغِ نگهِ حسنِ جهان آرایت
پهلوانانِ دو عالم سپر انداختهٔ اند

سخن از پا و سرِ خویش بگو اے زاهد
جمله سردار درین پیشه سر انداختهٔ اند

مرأتِ ذاتِ خدائی شده صاحب نظران
تا برخسارهٔ خوبان نظر انداختهٔ اند

از ملاحت بموده دل و جانم شیرین
بر نمکدانِ تو تنگِ شکر انداختهٔ اند

از نکاتم شده عالم همه موسے مشرب
آتشِ طور بعلم مگر انداختهٔ اند

از فروغِ رخِ خورشیدِ جهان افروزت
گُلِ نیلوفری قلب چه برتافتهٔ اند

جز متاعِ غمِ عشقِ تو نمانده در دل
ترکِ چشمانِ تو اے شوخ مگر تاختهٔ اند

اینکه مستانه شه از لعل گهر میریزی
بر لبِ لعلِ لبت لعلِ دگر آختهٔ اند

دلم ز بادهٔ توحیدِ حق بجوش آمد
ز لعلِ ساقیِ وحدت صدائے نوش آمد

گذار قال مقالِ دوگانه اے زاهد
که بانگِ قلقلِ مینا مرا بگوش آمد

ز خویش بیخبر افتاده بود یک عمرے
ز بوئے مے نفسے روحِ من بهوش آمد

زدوش چون بنهم بارِ عشق آن جانان که دوش بادهٔ وصلش مرا بدوش آمد
جوان شوید بمیخوارگی ای حریفانم که با صبوح و قدح پیرِ میفروش آمد
کنیم خرقه بجانرا قبا ز شوقِ رخش که بر سمندِ وفا شاهِ خرقه پوش آمد

زخود بر آ که منم شاهدِ تو مستان شاه
زفافِ قدس بعرشِ دل این دوش آمد

چون لاله عذارِ من نیامد این لاله بکارِ من نیامد
از هر دو جهان کناره گشتم دلبر بکنارِ من نیامد
کردیم بسی تسلّیٔ دل لیکن بقرارِ من نیامد
برگشت چو زلفِ یار تیره روز و شبِ تارِ من نیامد
من خاک شدم بیادِ کویش بادی بغبارِ من نیامد
عمری است مرا که در چنگ زلفینِ نگارِ من نیامد

مستانه شها بحشمتِ فقر
کونین بکارِ من نیامد

دلم بی تو تسلّائی ندارد بجز زلفینِ تو جائی ندارد
مرا کام و زبان و لوح و اقلام بجز وصفِ تو انشائی ندارد
بغیر از فکرِ وصلت ای دلارام سرِ شوریده سودائی ندارد
چو یوسف اینکه دل در چاه بند است بگو بر خویش هولائی ندارد

بگفت جانانِ من از روی شفقت
که مستانشاه همتی ندارد

سر بدوشِ من گرانی میکند — چون فریبِ او کامرانی میکند
نغمهٔ انی انا الله هر نفس — بر دلم رازِ نهانی میکند
گوهرِ شعرم بناشد از عمل — لؤلؤی از لعلِ کانی میکند
گردشِ چشمِ تو ای نجے یا پسر — عاشقان را باز فانی میکند

طوطیٔ مستانه شه ز آئینه اش
هر زمانی نکته دانی میکند

ابرویت سجده گهِ جن و ملک خواهد شد — قامتت مشعلِ فانوسِ فلک خواهد شد
صولتی کز تو عیان است مه چار دهم — تختِ حکمت ز سما تا بسمک خواهد شد
زین قد و قامت و رفتار که داری جانان — فرشِ راهِ تو همه بالِ ملک خواهد شد
سلکِ دندانِ تو رونق ز گهر خواهد برد — لعلِ شکّر شکنت کانِ نمک خواهد شد
گر کشائی بشفاعت لبِ اعجاز نما — نامهٔ جرمِ دو عالم همه حک خواهد شد

حالِ مستانشه بیدل ز غمِ درد و فراق
جملگی با تو عیان یک بیک خواهد شد

سرم در مقدمِ جانانه جوئید — دلم در گلشنِ میخانه جوئید
چو آن حبِ چشمِ کافر کیش بنمود — مرا من بعد در بتخانه جوئید

چو آن دلدار با من آشنا شد
زخویش و آشنا بیگانه جوئید

نه پیمان در گذشتم زاهد من
مرا اندر سر پیمانه جوئید

زعشق آن صنم مستانه شه را
خراب و بیخود و دیوانه جوئید

داد بیداد یا شه بغداد
رس بفریاد یا شه بغداد

ملک دل را ز چشم حق بینت
ساز آباد یا شه بغداد

غیر مهر رخ تو نگزیدم
من بایجاد یا شه بغداد

دل و دین از سپاه غمزهٔ تو
گشته برباد یا شه بغداد

بهمن دل شده مقام رضا
کن تو امداد یا شه بغداد

روز و شب در حضور پر نورت
هست فریاد یا شه بغداد

دارد امید وصل مستانشاه
کن دلش شاد یا شه بغداد

دار و رسن حکایت منصور میکند
قورم رشتهٔ عشق علی نور میکند

شمع رخش بایمن من جلوه میدهد
برق جمال کوی دلم طور میکند

شام فراق زهر هلاهل همی دهد
صبح وصال مرهم کافور میکند

برقی ز آفتاب جمال رخ نگار
کوکب صفت مظاهره مستور میکند

از بسکه مالیم بدو چشمان مست وی
پا تا سرم چو خوشهٔ انگور میکند

مستانه شه ز لعلِ لبِ دُر فشانِ خویش
جن و ملک سما و سمک شور میکنند

یاد آن روز که حسنِ تو تجلا میکرد — سینه ام ز آتشِ خود منزل موسےٰ میکرد
مے نمود چهره شهِ عشق بمرآتِ دلم — حسنِ خود را بخود آن شوخ تماشا میکرد
سرِ زلفش همه شب با منِ مسکینِ حزین — عنبر و مشکِ ختن بود که سودا میکرد
جائے هر نقطه بخطا مرکزِ بیضائے آئینه — منشئ عقل چو در وصف تو انشا میکرد
چشمِ مستِ تو ز مستی بربودم از خود — ورنه زلفِ تو عجب حادثه برپا میکرد
آنچه میجست ز بیت الحرم و مسجد و دیر — با خودش بود دلم و لئے چه بیجا میکرد

فیضِ روح القدسی بود که مستانشه عشق
یکجهانی چو مسیحا لبش احیا میکرد

باز امشب بزمِ سلطان میشود — از دو چشمش مستِ مستان میشود
باز از ریحانِ زلفِ آن صنم — محفلِ ما سنبلستان میشود
باز عازم کشته است سلطانِ عشق — ملکِ دل آئینه بندان میشود
باز از شمشیرِ حسنِ آن نگار — صد هزاران کشته بیجان میشود
باز موسےٰ میشود فرعونِ دل — کفر و ایمان هر دو یکسان میشود
باز مے آید سماعِ جان فزا — باز خضرم یار و دربان میشود
باز سرها مے بغلطه همچو کوے — باز تنها همچو چوگان میشود

باز از حسنِ معین الدینِ چشت | عالمے سرمستِ جانان میشود

باز از لعلِ لبِ گوهرفشان | کامِ جانها شکرستان میشود

باز از ملکِ ازل تا ابد | نزدِ دینم همچو مژگان میشود

گر بود صد ساله دردے مرزا | باش حاضر جمله درمان میشود

باز از تابِ خورشیدِ رخش | همچو جنت جمله بستان میشود

باز از آهوئے چشمانِ صنم | در کمندِ ذوقِ شیران میشود

باز از لعلِ لبِ عیسائیم | لمعه لمعه جوهرِ جان میشود

باز در معراجِ حسن ذوالمنن | چشمِ مستم مستِ حیران میشود

باز از حسنِ محمدؐ ذاتِ حق | دردِ چشمِ من نمایان میشود

باز مستغرق بژرفِ وحدتش
از دل و جان شاهِ مستان میشود

دل جز شکنجِ گیسوئے تو جا نمیکند | دیوانه بین که میل بصحرا نمیکند

آنچه جمالِ یوسفِ تو کرد با دلم | بالبُت یقین بدان که زلیخا نمیکید

لعلم نمیکشد ز صدف گوهرے برون | تا نامه بیاد تو انشا نمیکند

صد کاروانِ مشکِ ختن نیست هر شبے | کین شعرِ من بزلفِ تو سودا نمیکند

مستانه شه بخویش نه مجنون همیشود
تا دیده باز بر رخِ لیلی نمیکند

بیا که ساغرِ حسنِ تو آفتابم کرد — خراب بودم ولیکن بتر خرابم کرد
نگاهِ نرگس آن ساقیٔ خدا چه رم — ز پائے تا سرِ من چون خُمِ شرابم کرد
دو زلفِ سنبل و چشم چو نرگس شهلات — به بادِ صبحدم ای دوست هم‌رکابم کرد
گداز آتشِ حسنِ تو اے شهِ خوبان — مثالِ ژاله به صحنی که عشق آبم کرد

مرا که محرمِ بزمِ وصالِ مستان شاه
ز فیضِ چشمِ خدا بینِ بوترابم کرد

خواهد آن یار که بر ما نظرے اندازد — اولا عارضِ زیبا بصفا پردازد
شسته صد بار نماید بلبِ چشمهٔ نور — گر ز وصفش لبِ لعلم سخنے آغازد
سرمه بر چشمِ سیاهت بنمودے جانا — تا که ملکِ دلم از نرگسِ جادو تازد
تا تماشا کند آن شکل و شمایلِ دلبر — هردم از مهرِ رخش آینه میسازد

دل و دین را بقمارِ غمِ عشقِ جانان
شاهِ مستان ز سرِ صدق و صفا می بازد

روحِ مرا ز جوهرِ حسنت سرشته اند — قتلِ مرا بخنجرِ عشقت نوشته اند
از شوقِ گلشنِ رخِ زیبایت ای صنم — عشاقِ تو بهشت و جنان را بهشته اند
زلفِ تو سنبل است و یا نافه یا عبیر — گیسوئے حور یا که دو بالِ فرشته اند
هردم که میچکد ز لبِ لعلم آفتاب — تخمِ وفا و مهرِ تو در سینه گشته اند
باشد نه نورِ تیرهٔ طورِ خفائی ذات — یا از طنابِ جانِ من آن زلف رشته اند

چشم و دل و زبان و تن و جسم و جان من / این جمله را بجوهر لعلت سرشته اند

1

مستانه نغمه ز حسن خداوند ذوالجلال
هر جا شهید غمزهٔ تو پشته پشته اند

بوی جانان من از باد صبا می آید / که روانم ز نسیمش بهوا می آید
بوی جنت ز نسیمش بمشامم برسد / نگر از خاک ره حور لقا می آید

دوستان سر مستم از صهبا کنید / ماه جانم ز آن می بیضا کنید
دل شده دیوانه از عشق صنم / سلسله از گیسویش در پا کنید
گشته صحرائی چو آن دلدار من / بعد از این سوی جانب صحرا کنید
شبنم جان را به بحر او دهید / قطره را مستغرق دریا کنید

دل ز مستان شه هوائی میشود
دلبری از بهر او پیدا کنید

تا بر رخسارهٔ زیبائے تو ما را نظر افتاد / چندین گل خورشید ز هر دیده بر افتاد
در عرصهٔ نازت نتو جائے طپیدن / از بسکه شهیدان تو بر یکدگر افتاد
هر کو که بآئینهٔ حسن تو عیان دید / بیشک بخداوند جهانش نظر افتاد
فرش آینه ام دوش بشد جلوهٔ وحدت / از تجلائے جمال تو فروغے مگر افتاد
همعنان با تو چسان میشوم ای سرور من / در عروج تو ز جبریل امین بال و پر افتاد
طے بیک روز همه روئے جهانے بنمود / آنکه در سایهٔ زلف تو چو خورشید بر افتاد

اندران عرصه که گردید خرامان قد سرو | بالِ قمری چو خس و خاره دران رهگذر افتادم

چهره در پرده نهان وحدتِ شاه مستان
چه ثواب گرد که در پردهٔ دل پرده درافتادم

بهوش باش چه میگوید این چغانه و عود | که نیست در دو جهان جز جمالِ حق موجود
هم اوست اوّل و آخر هم او نهان و عیان | هم اوست راکع و ساجد هم او قیام و قعود
عیان بدیدهٔ عارف بود بهر جائے | گہے بحسن و شهود و گہے بعینِ وجود
ز بهر عاشقی و عشق آن شهِ کونین | بحسنِ عارضِ خوبان شد از عدم بوجود
چو کرد سرمه دو چشمانِ فتنه انگیزش | قرار و صبر ز دلہائے عاشقان بر بود
نمود مستِ مے عشق جمله عالم را | ز چشم چون خُم وحدت لبِ شراب آلود

اگر بکعبه و دیر و کنشت ره آرد
ز جمله مقصدِ مستان شه وصالِ تو بود

ساقی از لعلِ لبِ خویش بده جامے چند | سازه بدنام ترا این عاشقِ بدنامے چند
تا که واقف شوم از رازِ سراپردهٔ غیب | ریزه از پخته مے بر لبِ این خامے چند
تا بدست آیدم آن طائرِ فرخ پیکر | گسترانیده ام از سلسله ها دامے چند
زاهد و مسجد و شیخان و امام و ملّا | من و میخانه و رندانه و بدنامے چند
از من مست مجوئید دگر هشیارے | کز لبِ یار شنیدم دو سه پیغامے چند
طعنه بر عارفِ حق میزند این اهلِ شهر | باطنش کافر و ظاهر وضعِ اسلامے چند

بعد ازین مطرب و ساقی و مے و مستان شاہ
گلشنے چند و گلے چند و گل اندامے چند

مستئ چشم سیاہش نگرید — جلوۂ حسن چو ماہش نگرید
بردہ دلہا بنگاہے آن مہ — شوخی و ناز و ادائش نگرید
کمرش بستہ چو جوزا بینید — ہمچو خورشید کلاہش نگرید
میدہد وعدہ و نآرد بر جا — بیوفائی بوفائش نگرید

بنگاہے بربود مستان شاہ
گردش چشم سیاہش نگرید

کسے برق رخت را دیدہ باشد — ز سوز سینہ ام فہمیدہ باشد
دلم خاموش گردید ز نالہ — مگر تیر ترا دزدیدہ باشد
بشد این غنچۂ دل فرش و خاک — چو گل یکدم مگر خندیدہ باشد
گل خورشید در دیدہ نیارد — کسے کو روت یکدم دیدہ باشد
بنازم حسن آن طنّاز خودکام — کہ گہ در دل گہے در دیدہ باشد
فنا گردد بخورشید دل من — اگر چون ماہ نو کاہیدہ باشد
ہویدا گلبن باغ جنان را — ہر آنکو غنچہ ات بوئیدہ باشد
کسیرا نافہ انفاسش بر آید — کہ چون غنچہ بخود پیچیدہ باشد
بنالد زار مستان شاہ بیدل — مگر صوت ترا بشنیدہ باشد

دوش اندر سر خیالِ وصلِ آن دلدار بود
ذره ذره پیکرِ من طالبِ دیدار بود

از خیالِ حسن و زلفِ مشک بیزِ آن صنم
گاه مصحف در میان گه در بغل زنار بود

گاه مخمور این دلم از تابِ هجرِ روئے او
گه بیادِ حسنِ آن شمعِ چگل سرشار بود

نعرهٔ الحق همیزد هر زمان از شوقِ جان
همچو منصورِ فنا هر لحظه بر دار بود

حیف ظاهر گشت مستان شہ چنین رازِ نهان
سرِ اسرارِ دو عالم جوفِ این اشعار بود

مرا خوبان بغایت دلپذیرند
که نیکو منظران و بے نظیرند

بهر جا عاشقانِ حق پرستند
بدامِ حضرتِ خوبان اسیرند

نهان گنجینه ها در آستینان
اگر در کسوتِ ظاهر فقیرند

همه محمود باشد منزلِ شان
همه در قربِ سلطانِ نصیرند

اگر مستان شہ مقتول سازند
بجو نتش وبیعت از خوبان بگیرند

مرغِ روحم چو شهپر اندازد
زیرِ پر کُن فکان بر اندازد

در لبم ساقئ ازل هر دم
ساغرے همچو خنا در اندازد

چونکه کامم فرو برد مے را
بر لبم جامِ دیگر اندازد

در مقامے که میپرد همدم
جبرئیلِ امین پر اندازد

شمع سان یا کسے بمحفلِ من
گر کشد گردنی سر اندازد

هر نفس برقِ آتشِ حسنش — سوزِ جانم بمجمر اندازد
گاه چشمش برد بمیخانه — گه بدیرم چو کافر اندازد
گر رسد بوئے عشق واعظ را — خویشتن را ز منبر اندازد
نزدِ تیغِ جمالِ وحدت من — سر همه عاشقان در اندازد
واعظ از وعظِ خویش گشته ملول — در صفِ میکشان سر اندازد

گشت مستان شاه مستِ الست
خویشتن را بمحشر اندازد

خبر اے دلِ حزینم که نگار خواهد آمد — ز رهِ دو دیده جانم به نثار خواهد آمد
بگذر ز چار ده حسن بفروغِ روئے جانان — بکمالِ حسن ماهِ ده وچار خواهد آمد
دل و جاں کشیده دارم سرِ راهش اے حریفان — که کنم نثارِ جانان چو سوار خواهد آمد
ز خزانِ دل مخور غم که ز خط و خالِ جانان — بدو چشمِ عشقبازان چه بهار خواهد آمد
اگرم بسوخت جانم تو دهی بباد خاکم — دلِ من بطوفِ کویت چو غبار خواهد آمد
دلِ من بساز جانا ز ابفدائے حسن دلبر — چو بکار نآید اینجا بچکار خواهد آمد

دل و چشمِ شاهِ مستاں زپئے فروغِ رویت
ز لحد بعرصهٔ حشر بنظار خواهد آمد

لذتِ چاشنئ لعلِ تو از دل نرود — تا بغربالِ فنا مزرعهٔ دل نرود
کے بیابی رخِ جانانهٔ معشوقِ ازل — تا که از فصلِ تو اینجمله مفاصل نرود

گر تو صد بار کشی زنده نمائی بازم — لذتِ تیرِ نگاهِ تو ام از دل نرود
کی به بینی بحقیقت تو جمالِ حق را — تا ز لوحِ دلِ تو نقطهٔ باطل نرود
موجِ وحدت زد لم کرده عیان این اشعار — هیچ گوهر بجز از بحر بساحل نرود
چونکه شد آن دلِ مجنونِ حزین صحرائی — لیلیٔ دهر چرا بر سر محمل نرود

دل ربودی و ربودی تنِ مستان شیخ را
هیچ جا کس نرود تا که در او دل نرود

ساقیٔ خواهم ز حق تا مستِ جانانم کند — از سر پیمان برد آگه ز پیمانم کند
درد هد در کامِ جانم باده هائے دلبری — یک جهان یوسف درین چاهِ زنخدانم کند
غمزهٔ سحر آفرینش راهِ دینِ من زند — گیسویش ز تارِ خویش در گردنِ جانم کند
طاقِ ابرویش مرا قبله نمائے حق شود — چشمِ کافرکیشِ او از سر مسلمانم کند
گردشِ افلاک سازد چشمِ مستم عارضش — کشف بر دل جملگی اسرارِ پنهانم کند
جان رسیده بر لب آن ساقیٔ گلچهره کو — تا نهد بر لب بر لب و این مشکل آسانم کند
آن لب و رخساره کو از وصفِ حسنِ خویشتن — سایه ام سازد فنا خورشید عنوانم کند
ساغرِ وحدت بگردش آورد از عینِ ناز — همنشین با شاهد و شمعِ شبستانم کند
آبِ چشمم را دهد از آتشِ طورِ رخش — خنجرِ الماسِ وحدت تیرِ مژگانم کند
مستِ این چشمم دهد در مهر سحر تو جمال — همچو خورشیدی بچشم خلق اعیانم کند
از تجلاّئے جمالِ وحدتِ اطلاقِ خود — خرّ موسٰی صعقا سر خیلِ خوبانم کند

برکشد از خانقاه و مسجدم بایک نگاه / لاابالی آن صنم در بزمِ رندانم کند

چهرهٔ خود را نماید از رخِ مستان شاه
بهرِ دیدِ حسنِ خود آئینه بندانم کند

ردیف الذال

چسان سازم بیان اسرارِ کاغذ / بود گفتِ خدا گفتارِ کاغذ

هزاران حضرتِ منصور حلاج / انا الحق میزنند بر دارِ کاغذ

بود یک نقطهٔ اسرارِ موهوم / شده چشمِ جهان پرکارِ کاغذ

نموده کن فکان از رشکِ عنبر / ز خطِ مشکبو تاتارِ کاغذ

ز بس توصیفِ چشمِ جادو است / فلاطونان شده بیمارِ کاغذ

هزاران گلشنِ فردوس باشد / بهر یک صفحهٔ گلزارِ کاغذ

بیاویزند خوبانِ دو عالم / بگردن هر یکے طومارِ کاغذ

برقص آرد میانِ مجلسِ عشاق / نوائے پردهٔ مزمارِ کاغذ

بدستِ گل رخان در مکتبِ عشق / سراسر باشد این اظهارِ کاغذ

بود فرشِ رهِ مینش چشمِ خوبان / بجانِ مے نازم این مقدارِ کاغذ

شده مستانه شاه در بزمِ توحید
کرناکرده عیان گفتارِ کاغذ

ردیف الراء

من به رضایت جویم اے پروردگار
هرچه خواهی آن بکن اے کردگار

جز لقایت من ندارم آرزو
گر بجنت میبریم ور بنار

عاشقم بار وایت عالی جناب
پس مرا با کفر و با ایمان چه کار

همچو ذره رقص دارم روز و شب
تا بتابد وحدت خورشید وار

انا لیلی من بگویم هر زمان
گر چو منصورم برند بالاے دار

مست و بیخود گشته مستانشاه عشق
میکند وصفِ جمال آن نگار

فلک کردی سیه روزِ مرا آخر
بکردی تو ز دلدارم جدا آخر

نچیده گلبنے از باغِ وصلش
فرستادی بہ ہجرانش بلا آخر

نکردی رحم با این حال زارم
بکردی جامهٔ صبرم قبا آخر

فلک دارم بتو یک آرزوئے
بشنو عرضم تو از بهرِ خدا آخر

بیا یکدم برفتاری که بودت
کنی بر عاشقان تا کے جفا آخر

بمستان شه مکن دیگر عداوت
بکن اے بیوفا ترکِ جفا آخر

جز خدا با کسے ندارم کار
غیرِ آن یک ز جمله ام بیزار

جرعه خوردم ز جام لم یزلی
و ز مے عشقِ او شدم سرشار

طایر قدس مرغ لاهوتیم / کہ شود صید عالمے غدار
خرقه و سبحه را زدم آتش / وز خیالش ببسته ام زنار
شاهد معنیم چو رخ بنمود / کردم از جمله غیر او انکار
محو گشتم بحسن آن دلبر / هیچ از خود ندیدمے آثار
در گذشتم ز کعبه و ز کنشت / یک بدیدم بجملهٔ اشجار
مست گشتم زجام یکتائی / انا لیلی بگفتم از پندار
بیخود و دنگ و واله و شیدا / گشتم از یک نگاه آن دلدار
احوالان بر کشند بدار مرا / راز مخفی اگر کنم اظهار
خود بخود شاهد است خود مشهود / خود بخود عاشق است و خود دلدار
بلبل خود خود است خود گل خود / گلشن خود خود است و خود گلزار
خود فلاطون خم نشین بود / خود چو چشمان دلبران بیمار
خود بزد خال بر رخ زیبا / کین عبیر است و نافه تاتار
شد خرامان ز قد خوبان گفت / قامت آنیست و این بود رفتار
خود چو هارون خود بشد موسے / خود طلب کرد بهر خود دیدار
خود بگشت آینه و خود طوطی / خود عیان کرد نکته اسرار

خود ز مستانه شه عیان گردید
راز مخفی خویش کرد اظهار

اگر تو طلبی طالبِ وصالِ حضرتِ یار
نہ در سرِ تو بجز از خیالِ حضرتِ یار

اگرچہ خونِ مرا ریزد او بہ تیغِ جفا
نہ دیت است کہ باشد جلالِ حضرتِ یار

گہے زِ وصل زندہ آنشم گہ از ہجران
فدا شوم بجلال و جمالِ حضرتِ یار

منم چو آئینہ حیرانِ خویشتن یاران
عیان زِ لوحِ دلِ من مثالِ حضرتِ یار

کمالِ من نہ زِ من باشد اے شہ مستان
ہمہ کمال بود از کمالِ حضرتِ یار

گر تو از دلدار مے جوئی خبر
گویم اے طالب تو با خود نگر

او بتو منظور و تو مہجور از و
او بتو ہمخانہ و تو دربدر

گشتند سرگشتہ ہزاران سالکان
بہرِ آن دلدار و از خود بیخبر

آفتابِ وحدتِ حق جلوہ گر
گشتہ از آئینۂ حسنِ بشر

گر تو وصلِ دوست میخواہی عیان
از خود اے مستان شاہا دل گذر

ساقیا مست کن مرا یکبار
از مئے ناب و بادۂ گلنار

بخش ہر عضو را جدا لذت
تا کہ پا تا سرم شود سرشار

لب بنوشد مشامِ جان بوید
بشنود گوش و چشم را دیدار

اے مغنی نوائے را سر کن
دل و جان را از گوش پنبہ برآر

فارغ از قیدِ ماسوائم کن
سرِ شوریدہ را بتار بخار

گہ کنم خرقہ بازئی یک چند | گرد ہستی برآرم از آثار

سخن از نجد و نجدیان گوئی | در و دیوار را بوجہ درار

کن حکایت ز لیلی خوبان | دلِ مجنون را تسلّی دار

گہ دلم بردہ غمزۂ جادوش | بستہ جانم بہ طرّۂ تاتار

میکشد جذبِ او مرا ہر دم | از مساجد بخانۂ خمار

کافرم چشم کافرش سازد | زلفِ سرکش بگردنم زنّار

گاہ وصلش نمایدم سرسبز | گاہ ہجرش بسوزدم چو شرار

از ازل تا ابد ز عشقِ رخش | بلبلِ بیقرار دائ گلزار

خود ز نطقم ترنّم آغازد | خود بتوحیدِ خود کند اقرار

خود بگوید ز لعلِ مستان شاہ | لمن الملک و احد القہّار

ہر زمان بینم جمالت از رخ و روئے دگر | غمزہ و ناز و ادا از روئے مہر وئے دگر

داغِ دیگر بر سرِ داغم نہی زان خط و زلف | گوشۂ ابرو نمائی خالِ ہندوئی دگر

چشمِ جادو لعلِ خندان سرو قد نازک میان | مو بمویم بستہ داری بر سرِ موئے دگر

غمزہ ات دل بردہ لعلت جانِ او چشمت ہوشِ من | مے ستانی عضو عضو از زور و بازوی دگر

جز بمہرویان دلم الفت بکس ہرگز نکرد | زانکہ یابم از گلِ رخسارِشان بوئے دگر

شیوۂ حسن جمال از پائے تا سر جملہ نو | بوسہ و آغوش غمزہ رمزِ پہلوئے دگر

گر خطائی رفت از من اے کریما عفو کن
شرمسارم تو مکن بار روئے نیکوئے دگر

گاہ بوصل و گہ بہجر و گہ حقیقت گہ مجاز
شیوۂ دیگر بیابم لذتِ و خوئے دگر

کلمنی یا حمیرا ام ارحنی یا بلال
مصطفےٰ اساد و مقالِ از لحن گردد دگر

السماع رقة القلب جلوس الرحمة
ہاہ و ہوئے عاشقان از ہا و ہوئے دگر

عمرِ نوح تختِ سلیمان گنجِ قارون حسنِ خوش
کے بود مستانہ شاہ ات درتگ بوئے دگر

روئے نیکویت نماید ہر زمان روئے دگر
ہر دو زلفِ مشک بیزد بوئے گیسوئے دگر

طفلِ دل شد خاکِ کویت باہزاران طفلِ اشک
چون روم انصاف دہ از کوئے تو کوئے دگر

رنگِ ہر گل روئے ہر گل سرخ بود زین شست خونِ
قامتت ہر سرو باشد قدِ دلجوئے دگر

تیرِ مژگان خوردہ ہر دل نیم بسمل میطپم
الغیاث اے شاہِ خوبان تیغ ابروئے دگر

گرچہ شد مستانِ شاہ خاموش اندر عشقِ
چشم مستش گشتہ است ہر دم سخن گوئے دگر

روحِ پاکِ انس و جانے اے پسر
یا کہ عمرِ جاودانے اے پسر

لم یلد مے بینمت اے خوش لقا
گر فلان ابنِ فلانے اے پسر

چشم مستت میدہد اے دل ربا
از مے وحدت نشانے اے پسر

از جبینت گشتہ تابان نورِ حق
بلکہ تو خود عین آنے اے پسر

از خط و خال و دو زلفِ مشک بار
رشکِ بر آنرہ تبلانے اے پسر

برده دلها بیک نیم نگاه ‌ ‌ ‌ تو عجایب دلستانی ای پسر

ورد و چشم حضرت مستانه شاه
نور لاریبی عیانی ای پسر

یکدم از چشم ما مشو مستور ‌ ‌ ‌ ای دلارا اگر نیست تاب صبور
ریز در کام من ایا ساقی ‌ ‌ ‌ زان شرابی که مست شد منصور
ساز ای دوست از فروغ رخت ‌ ‌ ‌ سینه ام را چو کوئی ایمن طور
ای سلیمان حشمت خوبی ‌ ‌ ‌ رحم نما باین شکسته مور
تو عیانی ز دیده ام جانا ‌ ‌ ‌ لیکن از چشم عالمی مستور
گر نیاید بچشم خفاشی ‌ ‌ ‌ قرص خورشید را بگو چه قصور
اوست پیدا درون هر اجسام ‌ ‌ ‌ خود همو ذاکر است و خود مذکور

در ازل خورده بادهٔ توحید
کشته مستانه شه ازان سرشور

بخدنگ غمزه گفتم نخلد طپید آخر ‌ ‌ ‌ جگرم سنان نازش ندرد درید آخر
ز من آن غزال گفتم نرمد رمید آخر ‌ ‌ ‌ شب هجر روز وصلم نکشد کشید آخر
همه عمر ضبط ناله بنمودم ای عزیزان ‌ ‌ ‌ کر فغان من بگوشش نرسد رسید آخر
شده چشم اشک باران شب و روز ماه افشان ‌ ‌ ‌ که حرم کبوتر از جان نپرد پرید آخر
چه قدر پناه گزین شده دل من بچاه غبغب ‌ ‌ ‌ که دو مار زلف او را نگزد گزید آخر

به گُلِ جمالِ جانان شده‌ام هزار دستان ... که بپای خارِ هجران بخلد خلید آخر
سرِ رشته رارها جانِ عجز کرد تسلیم ... که طنابِ مهرِ جانان ببُرد و بُرید آخر

چه خوشم ز لطفِ خواجه بدو گیتی شاهِ مستان
که غلامِ پیرِ را کس بخرد خرید آخر

تا ز چشمم نمود جانانِ سیر ... گمشته یکسان بدیدِ کعبه و دیر
کفر و اسلام از میان برخاست ... هیچ در دل نماند شبهٔ غیر
کرد طیرانِ فرفِ عشقم ... از مکین تا مکان همچون طیر
قصهٔ حُسن و عشق آخر شد ... رب یسّر لنا و تمّم بالخیر
دل بشد جان و جان بشد جانان ... دانه در خوشه رفت و ماند قشیر
حُسنِ خود در زجاجهٔ عالم ... از دو چشمم نمود جانان سیر

هیچ غیرے نماند مستا نشاه
گشت یکسان بدیده کعبه و دیر

دیده بکشا جمالِ یار نگر ... گشته ظاهر خدا بحُسنِ بشر
چون نگوید بگو تو از انسان ... آنکه انّی بگفت خود ز شجر
هست انسان چو آئینهٔ بر ذات ... ذات بر حُسنِ خویش کرده نظر
بکند راز زاهدان هیچ کسے ... از نیِ بوریا نخورده شکر
گشته مستانه شه بحق فانی ... حق شده فاعلش ز سمع و بصر

قدت طوبی است یا سرو صنوبر	رخت بیضا است یا ماهِ منور
دو زلفت عنبر است یا نافهٔ چین	لبت آبِ بقا یا رشکِ کوثر
ازین چشم و ازین ابرو ازین حسن	ندیده چشمِ عالم خوب و خوشتر
ز قد و قامتت یا چگویم	بحیرت اندرم الله اکبر
نماند در دو عالم آرزویم	اگر آرم ترا یک روز در بر
باین کون و مکان حیله رسیدم	ندیدم در جهان جز عشق بهتر
سر مستانه شه خاکِ رهت باد	که یابیدم ز خاکِ پات افسر

ردیف الزاء

دل بمیدانِ الست است هنوز	مست بگذار که مست است هنوز
بوده و بود و چنان خواهد بود	دیده بر دیده نشست است هنوز
نشه آن نشهٔ دوشین برپا است	عهد آن عهدِ الست است هنوز
عالمے بسمل و در خون غلطان	تیرِ دلدار بشست است هنوز
بزم آن بزمِ الستی بپا است	ساغر و شیشه بدست است هنوز
در ازل بود دلم مر آتش	ایندم آئینه بدست است هنوز

بود مستانه شه اش صید ازل
دل با سجاده نبست است هنوز

گشته در عشقِ تو دلم مستانه	که بود روز و شب بسوز گداز

آن قدر تو همی کشد نازت
جان فزد تن همیشود به نیاز

ساز انجام من نچیرا ایدوست
کان چنانم نموده آغاز

حسنت افگنده در دلم شوری
کی توان گفت بر کسی این راز

شیوهٔ کُلِّ مَنْ عَلَیهَا فان
رمزِ یبقیٰ همی شود مساز

ای مغنّی ز پردهٔ عشّاق
چند پرده به عاشقان نواز

که برد از دلم خیالِ دَنی
آورد جذبهٔ الستی باز

آستین برفشانم از دو جهان
بر پدِ شاهِ جان شوم شهباز

کن ز لطفت نظر به مستانشاه
سازش از هر دو عالمش ممتاز

دلم از تن رمیدن دارد امروز
بزلفت آرمیدن دارد امروز

شده از پای تا سر جمله دیده
بحسنت میلِ دیدن دارد امروز

مگر گردیده سیر از زندگانی
بساطِ عمر چیدن دارد امروز

سهی سروِ تو اندر چشمهٔ چشم
چو طوبی خوش چمیدن دارد امروز

زلیخا وار یاران یوسف مهر
فغان من شنیدن دارد امروز

دلم از ناوکش مستانه شاها
مگر در خون طپیدن دارد امروز

داغِ عشقت را بجان میداشتم دارم هنوز
دانهٔ مهرت بدل می کاشتم کارم هنوز

خورده بودم در ازل از جامِ لعلت جرعهٔ
تا ابد زان بادهٔ زان جام سرشارم هنوز

یک نقطہ در لوحِ جسمم آمد از وحدت بیرون
عمرہا شد کہ در ان مرکز چو پرکارم ہنوز

دیدہ بودم یک فروغِ روے تو اندر طلسم
ربّ ارنی گویم و جویاے دیدارم ہنوز

یک شرار از نارِ حسنت بر دلم تابیدہ بود
چون خلیل اللہ بود در سینہ گلزارم ہنوز

دیدہ بودم من سرِ زلفِ تو در خوابِ عدم
در میان حبل المتین شد تارِ زنارم ہنوز

نافِ من از تیغِ مہرت دایہ در طفلی برید
کز لبان خوش مے بر آید مشکِ تاتارم ہنوز

شد ز ساز ازل پیمان سر پیمانہ مستان شہ نمود
تا ابد پیمانِ آن پیمانہ میدارم ہنوز

جمالِ یار تابان است امروز
دو عالم یوسفستان است امروز

چو کوہِ طور خواہد گشت عالم
چنین آتش کہ در جان است امروز

سماعِ عاشقان گردید سرگرم
جنابِ خضر دربان است امروز

ازل تا بر آید در پیشِ چشمم
چو صحنِ دیدہ میدان است امروز

ہمی بیند نگارم حسن خود را
تنم آئینہ بندان است امروز

مرا قرب است اندر قربِ محمود
نصیرم بار سلطان است امروز

چو نخلِ ایمن از برقِ تجلی
مرا ہر خارِ مژگان است امروز

مقامِ بحت بیچونی د بےکیف
از ان دلدار امکان است امروز

خراب و بیخود و سرشار و سرمست
دو چشمِ شاہ مستان است امروز

تجلی از رخِ موسیٰ است امروز
دو عالم مست چون موسیٰ است امروز

خرامان ساقی گلچهرهٔ من ‌ ‌ ‌ بلب جام و بکف میناست امروز

بجنت جانمن این خرقه پوشان ‌ ‌ ‌ خراب و بیخود و شیداست امروز

همان شیخی که دی شب در حرم بود ‌ ‌ ‌ میان میکده رسواست امروز

نشان از قطره ام دیگر مجوئید ‌ ‌ ‌ که دل مستغرق دریاست امروز

ز جذب عشق آن شاه رسولان ‌ ‌ ‌ سرمنزل ما اَو ادنی است امروز

نوای مطرب از رمز هو هی ‌ ‌ ‌ که عاشق مست هوالله است امروز

بود نور دلم تابان بعالم ‌ ‌ ‌ درون سینه ام بیضاست امروز

شده مطلق عیان باز از مقید
که مستان شاه جهان آراست امروز

بعالم شورش و غوغاست امروز ‌ ‌ ‌ قیامت زان قد رعناست امروز

زده خال سیه طاق ابرو ‌ ‌ ‌ قران مشتری با ماهست امروز

نمود احیا جهان را از تبسم ‌ ‌ ‌ لبش رشک لب عیسیست امروز

بگفتی خون تو روزی بریزم ‌ ‌ ‌ بجا آری اگر اولیست امروز

ز سرو قدت ای سرخیل خوبان ‌ ‌ ‌ خجل اندر جنان طوبیست امروز

ز تاب گیسوان مشک بیزت ‌ ‌ ‌ بپای دل سلاسل هاست امروز

ز رخسار جهان تابت لب لعل ‌ ‌ ‌ گهی ماه و گهی بیضاست امروز

کجا هستید مجنونان عشقش ‌ ‌ ‌ که لیلا از آن لیلیست امروز

نگه‌کن گردش چشم ز سرمهٔ ناز
بقتل عاشقان آماست امروز

لب مستانه شه از وصف لعلش
مقابل با لب عیسیٰ است امروز

ساقی ز مے و مینا برخیز و طرب انگیز
تا مست شوم گلّی گل بر سر گل میریز

از جور و غم اخوان افتاده بخاک و خون
این یوسف روح من در چاه ذقن آویز

این صاف دلان سازند مینخواره و بدنامت
اے صوفی صافی تن از صحبت ما بگریز

گردان بیکے گردش مجلس همگی بیخود
اے ساقی گلچهره از لطف و کرم برخیز

درده بلب صهبا یکجرعه نمک چش کن
شهدے ز لب لعلت با تلخی مے آمیز

ما عاشق دیداریم سرمست رخ یاریم
اے زاهد کودن کار با ما بسخن مستیز

افروز رخ مجلس از شمع دو رخسارت
مے سوز همه جانها با آتش مے آمیز

محشر چو شده ظاهر از گردش چشمانت
برخیز و ز سرو قد شورے دگرے انگیز

خواهی که شوی واقف مستانه شه عارف
غربال فنا برگیر این دانهٔ جان مے بیز

شهسوار عشقم و از خلق ممتازم هنوز
همچو آهو رم نمودن هست آغازم هنوز

در ازل عکس رخش دیدم بمرآت وجود
زان قمار عاشقی با خویش مے بازم هنوز

گر چو دُر انجم بچنگ باز عشق نوا سیر
مے رسد در لامکان هر لحظه پروازم هنوز

دین و دل را کرد غارت غمزهٔ جادو فریب
میکند یغما بجان آن چشم طنّازم هنوز

چون نگارم گشته عاشق بر جمالِ خویشتن
هر نفس از جسمِ خود آئینه میسازم هنوز
از لبِ جانان شنید ستم سماعی در ازل
میرسد در گوشِ جان آوازِ سازم هنوز
گرچه شد انجامِ دیوان و دگر مکتوب ها
هست بر لب بائی بسم الله آغازم هنوز
مطربِ عشقِ حقیقی پردهٔ بنواخته
عمر ها شد در سماعِ ساز آوازم هنوز

گرچه شد مستانه شه صبغت بهر خاص و عام
لیک بر دل از جمیعِ خلق ممتازم هنوز

دلم در عشق فیروز است امروز
دو عالم صبحِ نوروز است امروز
تجلّی میکند چون پرتوِ طور
جمالِ من جهان سوز است امروز
بدم هر روز من سرمستِ توحید
ولی یاران دگر روز است امروز
ز جامِ ساقیِ سرشارِ وحدت
لبِ لعلم مئے آموز است امروز

حذر از چشمِ مستان شه نمائید
که تیرِ دیدِ دلدوز است امروز

گرچه گشتم آینه از خلق مستورم هنوز
عالمی روشن ز نورم گشت و کافورم هنوز
رفت خاکِ حضرتِ منصور بر بادِ فنا
می سراید خوش انا الحق لعلِ منصورم هنوز
خاکِ رہ گر دیده ام گرچه ز عشقِ آن صنم
طعنه بر خورشید دارد داغِ ناسورم هنوز
شد شکسته عضو عضوِ من ز بازوی غمش
در سماعِ چینیِ جان همچو فغفورم هنوز
خورده بودم در ازل یک جرعه از لعلِ لبش
گشته چندین عمر ها زان باده سرشورم هنوز

گر سلیمانِ جهان گشتم ز تختِ فقرِ من	لیک در صحرای عشقش کمتر از مورم هنوز
میدهد ساقیِ وحدت جام مے هر لحظه ام	گشته ام چون خم لبالب لیک مخمورم هنوز
یک فروغِ حسنِ او تابیده بد در مرانم	میدود چون سایه بیضا از پئے نورم هنوز

گرچه عنقا گشته ام مستانه شه در قاف قرب
نزدِ شهبازانِ حضرت همچو عصفورم هنوز

دل زمن بردی واندر فکرت جانم هنوز	لن تنالوا البر هر ساعت همیخوانم هنوز
گرچه بعد از اربعین گشتم ز انوارت چو مهر	لیک در عشقت چو مه در عینِ نقصانم هنوز
من نمیگویم که بودم سالها در راهِ تو	هستم آن گمراه که اکنون نو مسلمانم هنوز
دایهٔ مهرت مرا پرورده اندر شیرِ لطف	هست در لبهای جان آن ذوقِ پستانم هنوز
ریشها از دردِ هجرِ دلبری ناسور شد	تا بکی خیز ای طبیبا فکرِ درمانم هنوز
در ازل عکسِ خطت زد در چشمِ جان تابیده بود	همچو نخلِ ایمن است هر خارِ مژگانم هنوز

گر ز قربا حدیت در بعدِ کثرت آمدم
از وصالش شاهِ مستان مستانم هنوز

چشمانِ مستِ شوخت گردد چو ناوک انداز	با هر نگه بر آید احسنت از دل آواز
زلفِ سیاهِ سرکش قدِّ بلند مه گیر	آن یک کمان کشاده این یک کمین کشِ ناز
چشمت کشد بهر دم لعلت حیات سازد	آیاتِ احی الموتیٰ کمتر ز هست اعجاز
در خاکِ تیره افتد از آسمان ملایک	سازد چو حسنِ نیکو از لطف خویش پرداز

باشد ہزار سہ صد با پانزدہ ز ہجری ❊ کاین غنچہ گل نمودہ چون دلبران طنّاز

تصنیف گشت دیوان چندین دگر کتبہا ❊ اندر لبم ہنوز است بسم اللہ آمد آغاز

الطعام خوش خجند[1] است شیراز[2] تنگ مصری ❊ کابل[3] شدہ نمکسار از زین شعرہای ممتاز

چندین ز قرن ہا بعد پیدا شود بعالم

مستان شاہ ز کابل حافظ ز ملک شیراز

اے سرو سہی قد سر افراز ❊ از یک نگہم بساز ممتاز

بسمل صفتم ز بہر آبی ❊ یکقطرہ چشان ز ناوک ناز

این قلب سیاہ جسم زارم ❊ از آتش حسن خویش بگداز

از صوت الست پردۂ گوش ❊ اے مطرب عشق باز بنواز

کآواز درای زنگ آمد ❊ بر بود مرا سماع آن ساز

ساقی ز میم نمائے بیخود ❊ کآگاہ شوم ز پردۂ راز

چون طائر روح خویش از شوق ❊ سازم بمقام قرب پرواز

کان شاہد پردۂ سرادق ❊ گشتہ ز ہزار پردہ غمّاز

از حسن بتان نمودہ جلوہ ❊ آن مہوش دلربای طنّاز

سرمہ بنمود چشم جادو ❊ شد تیرہ و تار روز من باز

از حسن و جمال نازنینان ❊ وز ناز شدہ نگار طنّاز

نقد دل خویش را تو بجان ❊ ہر لحظہ بنزد عشق مے باز

[1] کنایہ از حضرت باباکمال خجند رحمۃ اللہ علیہ کو پیر صحبت حضرت خواجہ شمس تبریز رحمۃ اللہ علیہ بود ❊

[2] کنایہ از حضرت خواجہ حافظ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ

[3] کنایہ از مصنف دیوان

گردیده زعشق آں سند اچهر
مستان شه از خدائے ممتاز

خواهم از سرِّ جان کنم آغاز ‏ غیرتِ عشق بسته ام آواز
محرمی کو که تا بیان سازم ‏ همدمی کو که تا بگویم راز
دیده چون حُسنِ خود شه لاریب ‏ گشته عاشق بحُسنِ خود از ناز
ساختنا آئینه که تا بیند ‏ دید از ان حسنِ خود شهِ ممتاز
مرأتِ حسن خود نمود آدم ‏ عشق بازی بخویش کرد آغاز
گشتا عیسےٰ و از لبِ شیرین ‏ مرده احیا نمود از اعجاز
خود محمد خود است جبرائیل ‏ خود بخود گشته همدم و همراز
خویشتن را بخویش واصل کرد ‏ از نے و تار و چنگ نغمه و ساز
وسمه بر ابروان ز شوخی کرد ‏ کرد چشمان خویش سُرِّ ناز

گشته محمود خود ز **مستان شاه**
جلوه بنمود از رخش چو ایاز

سرخوشم از مئے مغانه هنوز ‏ بیخود از چنگم و چغانه هنوز
مطرب در ازل چو پرده نواخت ‏ هست در گوشم آن ترانه هنوز
دل ز هجرت بخون همے غلطد ‏ تا بکے میکنی بهانه هنوز
شد یگانه دلم بجلوۂ حق ‏ تا بکے میلِ آن دوگانه هنوز

ناوک غمزه در ازل چو نمود … سینه ام بود در نشانه هنوز

گر چو قطره بچشم این خلقم … غرقِ بحرم به بیکرانه هنوز

گشته مستانه شه بحق مجنون … ابلهم چند ازین فسانه هنوز

ردیف السین

عاشقِ یارم سجده از نفی و اثباتم مپرس … در یقین پیوسته ام از زهد و طاعاتم مپرس

آتشی افروخته عشقش مرا در جان و دل … سوز و درد سینه ام بین و ز رجالاتم مپرس

در حریمِ دل مرا خوش خلوتی باشد مدام … از حریمِ کعبه و در صحنِ میقاتم مپرس

هست مستغرق تنم در بحرِ عشقِ ذوالجلال … بیخودیهایم ببین و ز مقالاتم مپرس

آفتابِ وحدت از شرقِ دلم سر بر کشید … آتش جانم ببین از نورِ مشکاتم مپرس

در خراباتِ وجودم بیخود و سرشارِ وے … این خرابیم ببین و ز مناجاتم مپرس

کرده ام بشکسته بتهارا همه از طاقِ دل … من خلیل الله عشقم از بت و لاتم مپرس

کشف هارا کفش بر سر داده ام از عشقِ یار … زاهدا رو رو تو از کشف و کراماتم مپرس

هو معکم اینما کنتم اگر تو عارفی … نورِ چشمم را ببین معنی آیاتم مپرس

گر چه از واحد ثلاث و اربع و خمس آمدم … شاه مستان نور بخشم از مقاماتم مپرس

رخ تجلی خیز و رخسارش علیٰ هذا القیاس — لب حیات انگیز و گفتارش علیٰ هذا القیاس

هندویش خال لبش لعل و رم آهو دو چشم — زلف عطر آمیز و عطارش علیٰ هذا القیاس

فتنهٔ آفاق و شور افگن فگان آشوب دهر — طره اش خون ریز و طرارش علیٰ هذا القیاس

نرگسش سحر آفرین و گیسویش دام بلا — قد و قیامت خیز و رفتارش علیٰ هذا القیاس

کن حذر از آهِ مستان شه که دارد جا نمن
گر زده آتش بیز و کردارش علیٰ هذا القیاس

دی نگارے بدیده ام که مپرس — عطر زلفے شمیده ام که مپرس

من ز نورِ رخ عالی تا با گشت — سخن خوش تنیده ام که مپرس

روز و شب با نگار طنازی — دیده هر دم بدیده ام که مپرس

مطرباز سماعِ دو شینت — رازِ مخفی شنیده ام که مپرس

وقتِ بوس و کنار خواب حلم — مار زلفے گزیده ام که مپرس

دلِ منصورِ خون ز عشق رخش — سرِ دار کے کشیده ام که مپرس

همچو حافظ غریب مستان شاه
در مقامے رسیده ام که مپرس

عید قربان آمد و عیدے ز تو دارم هوس — عید من آن به که بینم روئے خوبت یکنفس

میطپد مرغِ دلم بهرِ قامتِ رعنائے تو — هر زمان دارد فغان چون نیم بسمل در قفس

تا بکے داری مرا در آتش هجران کباب — یا بخواه صبرم ز جانان یا بفریادم برس

ناشدی دور از برم اے دلبرِ عالیجناب
روز و شب دارم فغان و نالہ ہا ہمچون جرس

عمرہا شد کہ فغان و نالہ دارم از غمت
آخر اے نامہربان روزے بفریادم برس

نے بود دل درکف و دلدار نے دربر مرا
ہمچو حالِ زارِ من ہرگز مبادا حال کس

کاش مستان شہ زجاروب مژہ اے گلبدن
روبد ہر شام و سحر از رہ گذارت خار و خس

ردیف الشین

بر درِ میکدہ پیرِ مغان رفتم دوش
کہ بہ بینم رخِ آن مغبچۂ بادۂ فروش

نقد جان درکف و اندر بغلم قلبِ حزین
کردہ از سر قدم و تا برسیدم درکوش

ناگہ از دور بدیدم صنمے مہ پیکر
کہ شدہ شمس فلک غرقِ عرق از مہ روش

برقِ رخسارہ برافروختہ چون آتشِ طور
جوہرِ حسنِ وے از نورِ حقیقی زدہ جوش

خم بخم عنبرِ زلفِ سیہش پیچ بہ پیچ
ہمچو بالِ پریان گیسوئے او دوش بدوش

غنچۂ لعلِ لبش رشکِ مسیحائے فلک
مرأتِ یوسفِ مصر یست صفائے گلِ روش

رہزنِ حملۂ زہاد خطِ مشکینش
قبلۂ اہلِ معارف شدہ طاقِ ابروش

دلبرِ اہلِ وفا قامتِ سروِ رعناش
قاتلِ مجمعِ عشاق دو چشم جادوش

ناوکش کردہ ہدف قبلہ ہمہ جوقِ جہان
غمزہ اش بردہ دو عالم بنگاہے از ہوش

چشمِ مخمور چو صہبائے مئے وحدتِ حق
دہنش نکتۂ موہوم و سہیلش درگوش

گفتمش چیست بگو نام تو اے رشک پری — گفت آنست که عمرے بنمودی تگ و پوش
خواستم تا که بکف دامنِ نازش گیرم — بانگ در زد بمن گفت بهش باش و بهوش
این نه کعبه است و نه مسجد که تو از مغروری — سبحه در دست بیائی و سجاده بدوش
دامنِ عصمتِ من نیست بچنگِ طاعت — زُهد صد سالهٔ خود را بیکے جُرعه فروش
سالها خدمتِ رندانِ خرابات بکن — قدم از سر بنه و در ره جانان میکوش
دمبدم دیده بدیدار رخِ ساقی دار — مُهر بر لب بنه از سرِّ خداوند خموش

این بگفت و بلب بنهاد آن دلبر
گفت میجوش چو مستان شه ولیکن مخروش

منم که بے تو گذشتم ز زندگانی خویش — بیا تو رُخ بنمائے دمکُش از نیم بیش
منم چو ظلمت و تو آفتابِ تابانی — بتاب حسن جهانتاب بر منِ دلریش
بکفرِ زلف تو کافر بگشتم اے جانان — چو کیشِ عشق تو دیدم گذشتم از همه کیش
بحق آنکه ترنے کم و نے بیشی است — بیا نما تو بچشم حقیقت کم و بیش
تو حاضری بمن از جسم و جانمن جانان — جدا افگنده مرا این خیال دور اندیش
ز هجرِ تو شده صد پاره از برائے خدا — بیا و مرهم وصلی بنه باین دلریش

گذر بعینِ حقیقت ز خویش مستان شاه
که نیست جمله حقائق ز یک حقیقت بیش

دلم را برده دلدارے که خوبان جمله پستتش — مهِ علیائے شمع حسنِ یوسف مقبستتش

زمستی چون فرو دایم درین کون و مکان بنگر
که این مرغ دلم آئین آن چشمان مستستش

دو عالم گشته بسمل از نگاه فتنه انگیزش
خدنگ دلبری برجا و ناوک‌های بشستتش

دو صد مجنون سرگردان ز عشق او در بن وادی
هزاران لیلی مهوش ز جان و دل پرستستش

زپنداری بعشق او بود مستانه شه امروز
مئے وحدت نیوشیده او مستی ز الستستش

خرامم کرده چشم مے پرستش
نموده کافرم کافر پرستش

هدف لوح دل خود کرده کونین
رها گردید چون ناوک ز شستش

مرا هر دم اگر عشقے است تازه
ورا هر لحظه حسن دیگر ستش

چگوئی با قدش سرو و صنوبر
نهال سدره و طوبی است پستش

زشوق گلشنش مستانه شه را
زتن این مرغ دل آخر بجستش

گاه مست از باده و گه بیخود از میخانه باش
بگذر از تدبیر و عقل و هوش و در دیوانه باش

اولا همخانه شو تو با نگار خانگی
خواه در صحرا نشین بعد ازین یا در خانه باش

خوش بر آ از پرده‌های ناموس ننگ خود برون
در میان کن نکان از عشق حق افسانه باش

دامن مردی بزن اندر کمر ای جان من
در ره عشق خدا اندر جهان مردانه باش

تا بیابد گنج مقصد مر ترا در آستین
همچو چغدان روز و شب در گرد هر ویرانه باش

چون که زلف و رخ نمود آن ساقی لیس کمثل
گاه اندر کعبه و گه ساکن بت خانه باش

هر نفس مرغِ دل مستان شاہ تختِ عشق
برفروغِ شمعِ رخسارِ صنم پروانه باش

از شرابِ لایزالی خم دلِ آمد بجوش
نغمۂ انی انا اللہ زان شه لاریب غیب
نیست حاجت بر و مینا مرا ابدوستان
درگذر از نام و ننگِ خود بعشقِ آن صنم

میزند بر جمله عالم بانگِ نوشانوش نوش
از حریم جان مرا هر لحظه مے آید بگوش
کرده سرشارِ نگاهم ساقی گلچهره دوش
زهدِ صدساله بیک جامِ مئے ساغر فروش

تا شوی واصل چو مستان شہ بقاف قربِ عشق
روز و شب اندر رهِ جانان بجان و دل بکوش

ردیف ص

کے توانم بیانِ خاص الخاص
این مکین و مکان بها نه بود
جمله مکتوبهائے جوق جهان
کے فرود آوری تو سر بجهان
ماه و خورشید آسمان بلند
بایقین دان ز حضرتِ رحمان
چشمِ مستانه شه شده حق بین

بے نشان از نشانِ خاص الخاص
لامکان دان بکانِ خاص الخاص
هست یک داستانِ خاص الخاص
بینی از بوستانِ خاص الخاص
گردۂ میشِ خوانِ خاص الخاص
سیف باشد لسانِ خاص الخاص
تابشد دیده بانِ خاص الخاص

مست گشتم ببوئے خاص الخاص — جان دهم زآرزوئے خاص الخاص
دیده ام حسن ذات بیچون را — از جمال نکوئی خاص الخاص
دو جهان را طفیل سازد حق — بیکی تار موئے خاص الخاص
شب همه شب خیال شان دارم — روز در گفتگوئے خاص الخاص

گشته مستانه شاه دلم ساغر
تا کشیدم سبوئے خاص الخاص

ردیف ض

که سازد حال زار مبتلا عرض — بران شاهنشه خاور لقا عرض
نسیما جانب یثرب گذر کن — بآن حضرت بکن حال مرا عرض
بگوای شهسوار قاب قوسین — نموده تر ز آن مسکین گدا عرض
که باشم تا بکی محروم دیدار — نما احوال زارم با خدا عرض

ز هجران داد جان مستانه شاه هست
بکن با خواجهٔ هر دو سرا عرض

بگشت قامت سروم کمان ازان عارض — ببینه داغ مرا شد نهان ازان عارض
فگنده زلف سیاهش بدل هزاران پیچ — شده است چشمه چشمم روان ازان عارض
لطیفه ایست نهان زان دهان میگونش — حدیقه ایست گل گلستان ازان عارض

معطر است مشام ازان گل رو — منور است ئه آسمان ازان عارض

خموش ایدل مستانه شاه وصف رخش
دبیر فکر بود لا بیان ازان عارض

که مے سازد بآن شیرین سخن عرض — ز حال زار این غمگین جگر عرض
نگر سازد ز روئے مهربانی — بنزدش حالمن با سحر عرض
منم روز و شبان در آرزو بت — کند حال مرا شمس و قمر عرض

بسوزی تا بکے دل را ز هجران
ز مستان شه بکن این مختصر عرض

ردیف الطاء

ساقیا در ده مرا جام نشاط — تا فنا گردد ز چشم انبساط
جانب میخانه اے ساقی مرا — از سر لطف و کرم بنما صراط
تا ز کثرت رخت بر گیرم تمام — ساقیا از رمز وحدت اختلاط
خانه اصلی بیاد اے مرغ روح — چند باشی تو درین کهنه رباط
تا بکے باشی دو دل در راه عشق — عاشقان را مے نشاید احتیاط

جانب میخانه مستان شاه را
اهدنا اے ساقی من الصراط

ردیف الظاء

دلم بگرفته از زهد ریائی یکقلم واعظ	بمن افسون برواز بهر حق دیگر مدم واعظ
مگو از مسجد و منبر تو دیگر با منِ مسکین	که قبله با شدم محرابِ ابروی صنم واعظ
شود یک نقطه علم این دو عالم از سرِ تحقیق	تجلی چون نماید ذات انوارِ قدم واعظ
قصصها تا بکی از چین و ما چین و ختن داری	نباشد ملکِ عاشق روم و خوارزم و عجم واعظ

بمستان شه مدم دیگر فسونِ زهد و تقوی را
که بگرفته دلش از زهد و تقوی یکقلم واعظ

ردیف العین

میرسد در گوشِ جان هر دم سماع	تا که برهاند مرا از من سماع
ایکه منکر هستی از چنگ و رباب	هست هر ذرات را ناخن سماع
نیست ما را احتیاج چنگ و نی	میکند هر مو مرا بر تن سماع
مست شد موسی او از خود بیخبر	تا شنید از وادیِ ایمن سماع
ساخت بینا دیدهٔ یعقوب را	چون شنید از بوی پیراهن سماع
میکند چون حضرتِ سلطان روح	قربِ جانان تر ترا مسکن سماع
آن حریفانیکه طی کرده فلک	داد آن پرواز و رقصیدن سماع

اولا یک شو پس آنگه گوش دار — نیست اندر خورد ما و من سماع

همچو مستانه شه برآ از خویشتن
می نگنجد زیر پیراهن سماع

زدل دریای وحدت گشته لامع — که سازد عالمی سرخوش چو یوشع
بر و زاهد ز نزد عاشقان تو — مشو از حسن نیکویم تو مانع
چرا در بند صورت باز ماندی — گذر از نقش تا بینی تو صانع
بزهد و پارسائی زاهدا تو — ز بحر ش گشته با یک قطره قانع
بکن پنبه برون از گوش غفلت — صدا پیدا است باید گشت سامع

زعشق یار مستان شاه عارف
بعلم بحر و بر گردیده جامع

الوداع ای جسم ای جان الوداع — میروم در بزم جانان الوداع
گلشن اصلی مرا آمد بیاد — الوداع ای باغ و بستان الوداع
موطن اصلی مرا شد جلوه گر — الوداع ای جمله اوطان الوداع
میروم اندر غیوب الغیب عشق — الوداع ای دوستداران الوداع
الوداع ای گلرخ زیبا پسر — الوداع ای نور چشمان الوداع
کام خود را گرفته زان دهن — داغها بردیم بر جان الوداع
چند روزی بودم اندر صحبتت — الوداع ای شاه مستان الوداع

آتشے افتادہ در جانم چو شمع / تا بسوزد جملہ عنوانم چو شمع

از فروغِ عارضت چون کوہِ طور / گشتہ است ہر خارِ مژگانم چو شمع

خیز اے بادِ نسیم وصلِ یار / از گداز و تاب شانم چو شمع

آتشے کافتادہ از ہجرت بجان / خبر فنائے نیست درمانم چو شمع

عاشق و معشوق جو بیند مرا / محفلِ افروزئی خوبانم چو شمع

ہر شبے تا صبحدم از عشق یار / شاہِ مستان شاہِ مستانم چو شمع

ردیف الغین

ناز چشمت گرفتہ ایم ایاغ / چشمِ ما یافت سرمۂ ما زاغ

خالِ ہندو و چشمِ میگونت / داغِ دیگر نہاد بر سرِ داغ

ہست بر تجلّیِ امینِ جانم / از فروغِ جمالِ یار چراغ

گشت عنقائے دل تعاقبِ قلم / وادمت از مقامِ خویش سراغ

قصہ کوتہ زجنت اے واعظ / عاشقان را نماندہ است دماغ

ہست در باغِ دل مرا گلشن / نیست حاجت مرا گلشن و باغ

گفتِ حق است گفتِ مستان شاہ / بشنویدم علی الرسولِ بلاغ

بود مستِ شرابِ دوست عارف
نہ خود بل جملگی با اوست عارف

ز عطرِ گیسوئے مشکینِ جانان
چو عنبر ہر نفس خوشبوست عارف

ہمے بیند بہر جا ذاتِ حق را
اگر در خانہ گر در کوست عارف

بود بحرِ محیطِ قلزمِ عشق
اگر بر چشمِ احول جوست عارف

بجانان گشتہ یکسو از دل و جان
ز خلقِ کن فکان یکسوست عارف

بود آئینۂ ذاتِ دو عالم
فروزان گشتہ ہمچون روست عارف

نہ پنداری تو مستان شہ ز جامی
کہ مستِ نشۂ یا ہوست عارف

میزنم ہمچو اشتران عف عف
مست گشتم ز بادۂ الطف

شد خدا بیں دو چشمِ مخمورم
تا بدیدم جمالِ شاہِ نجف

در برم کردہ خرقۂ الفقر
بر سرم دادہ اند تاجِ شرف

من بمعراجِ وصلِ آن جانان
آمدم بہر عاشقان ز رفرف

نزدِ تیرِ نگاہِ خود جانان
کردہ مستانہ شاہ مرا چو ہدف

ردیف القاف

با ز رخشان شدہ تابانِ عشق
باز دارد جلوہ ہا سلطانِ عشق

باز آورده نوید از کبریا آیهٔ ظلم جهول ستانِ عشق
باز میگردد قتیل از تیغِ ناز صد هزاران گشته در میدانِ عشق
همچو نوح و یونس و یوسف هزار جمله گشته غرقهٔ طوفانِ عشق
باش ساکت یکزمانے اے هوشیار تا بگویم وصفِ بے پایانِ عشق
کے توانم وصفِ او را من بیان گر بود هر مو مرا برهانِ عشق
لیک گویم شمهٔ از رمزِ آن بشنوید ای دوستان داستانِ عشق
بود ساده از گمان و از خیال حسنِ بے همتائے بے پایانِ عشق
خود بخود میداد جلوه در قدم از سمندِ ناز در میدانِ عشق
عاشقِ خود خود شد او معشوق خود بهرِ حسنِ خود بکرد اعیانِ عشق
خواست تا سازد عیان روئے نکو از بطون اندر شیونِ جانانِ عشق
از احد در واحدیت زد قدم خیمه در آفاق زد سلطانِ عشق
هر دو عالم را بکن موجود کرد بعد ازان او باز کرد دکانِ عشق
زد صلا با جملهٔ خاصان و عام الصلا احباب اے مردانِ عشق
قدرِ طاقت هر کرا باشد مجال جرعهٔ نوشند ازین عمانِ عشق
انبیا و اولیا و اصفیا جمع گشته جمله اندر خوانِ عشق
قدرِ ظرفِ خویش از جامِ بلا نوش کرده هر یک از خوبانِ عشق
لیک اے امام نشینان گوشِ جان تا که رمزی گویم ز جانانِ عشق

گوے دولت چون حسینِ کربلا — کس نبرده از کفِ میدانِ عشق
خواست جانان یک سر گردش فدا — نوجوانان جمله از بستانِ عشق
اکبرِ آن شاهِ جوانان نورِ عین — ذره ذره گشته از میدانِ عشق
اصغرِ معصوم را در تشنگی — آب داده اند از دمِ پیکانِ عشق
قاسمِ داماد را از خون خضاب — کرده اند کاین است حنابندانِ عشق
هر دو دستِ حضرتِ عباس دین — قطع شد از حربهٔ برانِ عشق
عونِ جعفر یکطرف در خاک و خون — مے تپید از جورِ این عدوانِ عشق
یکطرف میگفت سکینهٔ کا خدا — العطش از آتشِ سوزانِ عشق
خنجر بلا و جور و تیرِ خون فشان — مے نمے بارد دگر نیسانِ عشق
شد مشبک سینهٔ بابم حسین — از سنان و خنجر و تیرانِ عشق
عابدِ بیمارم از دردِ فراق — عاقبت شد در غل و زندانِ عشق
میکشد این قصه ام کا ابن زیاد — با حسین گفتا که ای سلطانِ عشق
اگر کنی بیعت تو با دستِ یزید — میشوی آزاد زین حرمانِ عشق
گفت حسینش کای عدوِ مصطفیٰ — لافِ روبه چند با شیرانِ عشق
خورده ام جامِ شهادت در ازل — داده ام سر اندران پیمانِ عشق
ورنه سازم عالمے زیر و زبر — داده قدرت مر مرا سبحانِ عشق
دم مزن زین قصه مستان شه کنون — لال میگردد زبان در شانِ عشق

اے جلوهٔ حسنِ تو ایاغِ دلِ عشّاق　　از کوی تو گیرند سراغِ دلِ عشاق
از چشم و رخ و لعلِ تو بشگفته نگار را　　صد گلشنِ فردوس بباغِ دل عشاق
خورشید برین حشمت و شوکت که عیانست　　یک ذرّه فتاده است ز داغِ دل عشاق
حاجت نه بزیتون جهانست فروغش　　روشن ز ازل گشته چراغِ دل عشاق

این گفته ز حق وان ز مستان شهٔ عشاق
کز وحی خفی است بلاغِ دل عشاق

نبود بجز از عشق دگر حاصلِ عشاق　　جز مهرِ جمالِ تو دگر در دلِ عشاق
نه فرش نه عرش است قرار دل عشاق　　بالا ز سماوات علی منزلِ عشاق
با مهر و مه اش نیست تلطف که ازان　　مهرِ تو عجین است به آب و گلِ عشاق
هر جاری نورحمت که کشیدند بعالم　　حل گشت ز وصلِ تو همه مشکلِ عشاق

مستانه شه ز عشقِ تو یابید لطافت
چون شمع ازان روست بهر محفلِ عشاق

چو شد از تیغِ حسنش سینه ام شق　　ز دل آمد برون رمزِ انا الحق
ز چشم دور شد سبعین حجابات　　تجلّے کرد بر من ذاتِ مطلق
فروغِ حسنِ بیچونش چو دیدم　　فگندم در محیطِ عشق زورق
شدم واصل بمعراجِ جمالش　　گذر کردم ز اوجِ این مۀ ابلق
خلیل آسا بشد گلزار جانم　　برآمد نرگسِ شهلا و زنبق

بگفتا حاضرم از جسم و جانت | بگفتم اے شہِ کونین اسحق
زعکسِ یوسفستانِ جمالش | ببازارِ دلم افتادہ رونق

بہ بند مستانہ شہ لب رازِ گفتار
چہ داند سرِّ حق را مردِ احمق

ربّ ارنی میزنم در طورِ عشق | ہمچو موسےٰ طالبم بر نورِ عشق
یک تجلّے در ازل حسنش نمود | ساختم تا برابد سر شورِ عشق
گہ بر آرم جلوہ ہستی ہمچو شمس | گہ شوم بردار چون منصورِ عشق
خاکسارانرا بچشم کم مبین | صد سلیمان تابع یک مورِ عشق
کم نگرد و حقِ حسنش از دلم | نغمۂ ہو دارد این فغفورِ عشق
جمع چون سازند مکتوبِ جہان | باشد اندر جملہ یک مذکورِ عشق
ہمچو حسنِ دلبران و عشقِ آن | جان و دل گردیدہ است معمورِ عشق
موج مے طوفان نماید ہمچو نوح | گر فشارم دانہ از انگورِ عشق

ہست پنہان ہمچو مستان شہ عیان
موجِ مے در دیدۂ مخمورِ عشق

ردیف الکاف

دلا از قرب او دادنے مبارک | بسر تاجت ز کرّمنا مبارک

بچشمت جلوہ ساقیت خوش باد | بلعلت ساغرِ بیضا مبارک
گذر کردی ز نور و ظلمت آخر | بکامت چشمۂ احیا مبارک
ایا یعقوبِ جان از بوے یوسف | بشد این دیدۂ بینا مبارک
زفیضِ عارضِ آن روحِ قدسی | لبت شد چون دمِ عیسے مبارک
ربود این شبنمت را قرصِ خورشید | بشد این قطرہ ات دریا مبارک
شدے ماہی بدریاے حقیقت | برستی از من و از ما مبارک
ز قلب و نفس و روح و سر گذشتی | خفی زر گشتی از اخفا مبارک
بشد مجنونیت عاقل پذیرا | بمحفل آمدت لیلے مبارک
بطورِ جان علم را بزدی خوش | ترا این منزلِ موسے مبارک

شدے مستانہ شہ معراج منزل
ترا قوسینِ او ادنے مبارک

نورِ خدائی توئی شاہ سلامٌ علیک | سرِّ الٰہی توئی شاہ سلامٌ علیک
دادہ خدایت سلام کردہ ات انعام تام | وصف تو جمع کلام شاہ سلامٌ علیک
شمس و قمر روی تو مشکِ سیہ موی تو | کعبۂ من کوی تو شاہ سلامٌ علیک
نرگسِ تو ما طغے مسندِ تو اینما | کعبۂ زتو باصفا شاہ سلامٌ علیک
پیشِ قدت خم فلک گفتہ درودت ملک | نورِ سما و سمک شاہ سلامٌ علیک
خواجۂ ہر دو سرا معدنِ علم و حیا | خاکدرت توتیا شاہ سلامٌ علیک

حاجیتم ناقبول از کرمت کن قبول
بهرِ خدا یا رسول شاہ سلامٌ علیک

شاہِ فتحنا لو اسرو قدرت ہل اتی
ذاتِ خدا را ردا شاہ سلامٌ علیک

واسطۂ کن فکان و اے باغ جنان
از رخِ تو حق عیان شاہ سلامٌ علیک

شاہِ زمین و زمان ماہِ مکین و مکان
نورِ یقین بیگمان شاہ سلامٌ علیک

بر درِ تو عذر خواہ آمدہ مستانہ شاہ
بہرِ خدا یک نگاہ شاہ سلامٌ علیک

ردیف اللام

از حد بگذشت زاری دل
یاران بکنید یاری دل

گیرید نمک ز خوانِ وحارت
پاشید بزخمِ کاری دل

از بادۂ لعل یار شایند
تاب و تبِ بیقراری دل

در فرقت تو نکرد ابد دوست
جز دردِ فراق یاری دل

مستانہ شہا بسوخت جانم
از آتشِ عشق ناری دل

چگویم دوستان افسانۂ دل
پریرا دیدہ ام در خانۂ دل

ز طاقِ ابرو چشمانِ سیگون
نمودہ کعبۂ این تنجانۂ دل

بشد محکوم حکمم هفت کوکب	بنازم کوکب یکدانهٔ دل
نه بر جام و سبویم هست حاجت	که گشتم مست از میخانهٔ دل
چراغی کان بایمن دید موسی	فروزان گشت در کاشانهٔ دل
بشد پیمان میثاقم بجا خوش	چو نوشیدم می از میخانهٔ دل

رود مستانه شه در کعبه گو چون
که جانان یافته در خانهٔ دل

دارد ز عکس عارضت عالم چراغان در بغل	بیضای خدت در دو ماه درخشان در بغل
اندر حضور شاه عشق آورده هر کس تحفهٔ	گلها ز آتش بر خلیل ایوب کرمان در بغل
گر یکنفس از عشق او چون پیر کنعانی شوی	آرد بهار جلوه ات صد یوسفستان در بغل
تا باغبان علم نزل صنعت نمود از کاف و نون	نگرفته چون تو سرو قد بستان امکان در بغل
معذور گر از ما بشد عکست بعالم آشکار	خورشید چون پنهان کنند آئینه سامان در بغل
بشمار رخت عاشقان آورده اند بهر نثار	عقل و خرد در آستین کف دل و جان در بغل
چون تشنگان خشکسال کافتند در آب زلال	بگرفته اند پیکان تو این عشقبازان در بغل

از عارض و گیسوی تو آورده مستان شاه عشق
زنار و بت اندر میان قرآن و ایمان در بغل

تا کی ز هجران داغها چون پیر کنعان در بغل	در مصر دل بکشا نظر بین یوسفستان در بغل
خواهم ز دل آید بدستان علم لدنی آن	آورده لوح سینه ام آن عرش رحمان در بغل

تا کسے صلاۓ بیخبر بر کاغذ و خط مے نگر
دارم دل سی پارہ چون جزو قرآن در بغل

تا کے قوی مخناس سازی زالطعام حرام
هشدار گنج سینہ ات آورده دزدان در بغل

تخز ند درین بزم ادب علم ریاۓ بے ادب
بتها نہان در آستین از کذب قرآن در بغل

بگذر ز خود مستانہ شہ در عشق آن بیضا لقا
کارد بخود آئینہ ات صد ماہ تابان در بغل

خوش خرامان کرده سرو خرامان تو گل
عارضت گل نرگست گل لعل خندان تو گل

بسکہ افتاده دل نیلوفرے در راہ تو
خوشخرامان کن کہ گشتہ فرش میدان تو گل

بوئے گل اندر خرامت مے وزد بر عاشقان
گل همی بیزد ز عطر خاک دامان تو گل

میکشی در هجر در وصلم ز نے تیر نگاه
وصل تو گل هجر تو گل زهر پیکان تو گل

گر تو کافر میکنی ور مومنم چون حسن خود
کفر تو گل شاه مستان نور ایمان تو گل

ردیف المیم

ما گوهر بحر لایزالیم
دل داده بحسن ذوالجلالیم

حالست همہ نکات عشقم
ظاهر شده گر بقیل و قالیم

از ظلمت تن گذر نمودیم
چون چشمہ خضر ما زلالیم

خورشید کلاه تخت فقریم
چون بدر بچارده کمالیم

شد یکجہتم ہمہ جہت ہا — نے شرقی و غربی شمالیم
از خاتمِ فقر چون سلیمان — با اہرمنان در قتالیم
داریم صلا با اہلِ غفلت — ما کعبۂ وصل را بلالیم
موصوفِ صفاتِ حضرتِ حق — گاہے بجمال و گہ جلالیم

مستانہ شہا ظہورِ عشقیم
بلبل بحدیقۂ وصالیم

مست و لا یعقل شدم من از شرابِ صبحدم — از دلم ناگہ برآمد آفتابِ صبحدم
چون بکاری دانۂ مہرِ خدا در جان و دل — گل کند بیضائے وحدت از تراب صبحدم
کم ز جوئے زندگانی نیست اے خضرِ طریق — زندہ گردد غنچۂ دلہا ز آبِ صبحدم
معجزِ عیسے ز لعادت میشود احیا یقین — گر بگردد طاعتِ تو مستجابِ صبحدم
چون سوارہ بر سمندِ نور گردد آن صبیح — مہر و مہ باشند شاہان در رکابِ صبحدم
کے رسی در کعبۂ وصلِ جمالِ ذو الجلال — تا نہ سازی از ریاضت فتحیابِ صبحدم
میشوی محروم ایطالب ز فیضانِ سحر — تا بکے در غفلت افتادی بخوابِ صبحدم
آہِ مشتاقان بود از تابشِ العشق نار — بوے جان مے آید از دودِ کبابِ صبحدم

غنچۂ دل گلشن آسا گشتہ مستانہ شاہ
شد شمیمِ وصلِ جانان در جنابِ صبحدم

صبحدم از دستِ ساقی چون مے مینا زدم — بر بساطِ کن فگان از عشق پشت پا زدم

نعرهٔ انی انا الله از دلم شد نغمه سنج ‌ ‌ بس خیالِ دوست را اندر دلِ شیدا زدم
یکقدم از جان رفته دوستانِ ذوالمنن ‌ ‌ خیمهٔ جان را بملکِ یثرب و بطحا زدم
تا چه خواهد شد ز عشقِ آن صنم اندر سرم ‌ ‌ ارّهٔ ہو را بفرقِ قامتِ رعنا زدم
یکقدم از منزلاتِ نفس چون کردم برون ‌ ‌ دوسے اقدام را بر عالمِ بالا زدم
زاهدان را رخنه افگندم بزهد از جامِ مے ‌ ‌ از مساجد راه را بر واعظ و ملّا زدم
از جمالِ دلبران کردم تجلائے عجب ‌ ‌ راهِ دین بر عاشقان و عارفِ صنعا زدم
جز جمالِ حضرتِ جانان نیفگندم نظر ‌ ‌ گر قدم اندر نعیم و جنت الماوے زدم
گرچه فانی گشته ام زین انبساط کن فکان ‌ ‌ من به بیضاے بقا این شبنمِ اجزا زدم

دیده ام حق را بحق از چشمِ حق مستانه شاه
قطرهٔ جان را بعین قلزمِ دریا زدم

دوش از اثرِ وصل تو تا دیده غنودم ‌ ‌ چشمِ دگر از عالمِ معنے بگشودم
دیدم صنمے رشکِ پرِ بتخانهٔ کونین ‌ ‌ بنمود نگاہے ز دو عالم بربودم
گاہے بشهود جلوه گر آن نورِ ازل شد ‌ ‌ گه گرد تجلّائے عجایب بوجودم
از لعلِ لب و گوش بر آن شاهدِ معنی ‌ ‌ گفتم سخنے چند بآن یار و شنودم

تا محوِ حقیقت شده مستانِ شهٔ بیدل
اندر صنمِ بت کدهٔ دل بسجودم

گر بدانی مخزنِ اسرارِ بسم ‌ ‌ مے نمائی تا ابد تکرارِ بسم

نقطۂ توحید باشد فی المثل — کن فکان گردید چون پرکارِ بسم
جملۂ مکتوباتِ عالم سربسر — موج زن گردیده از آثارِ بسم
زن انا الحق نعرہان برخوشتن — ہمچو منصورِ فنا بر دارِ بسم
عالمے را مشک آسا کردہ است — ہمچو زلفِ دلبران تا تارِ بسم
ارّہ زد بر فرقِ زکریا رسید — بر خلیل آتش بشد گلزارِ بسم

کنت کنزاً مخفیاً مستانہ شاہ
گشتہ ظاہر جملہ از اظہارِ بسم

حسنِ وحدت عیان ہمے بینم — بے نشان از نشان ہمے بینم
نیست ناطق بجز نگارِ قدیم — چونکہ کام و زبان ہمے بینم
بر سرِ گنجِ حسنِ آن دلبر — اژدہا پاسبان ہمے بینم
بر جمالِ نگار بس کمثل — صد جہان داستان ہمے بینم
چونکہ فانی شدم بذاتِ قدیم — خویش را جاودان ہمے بینم

من تجلاّمے ذاتِ مستان شاہ
در ہمہ کن فکان ہمے بینم

اگر ز چہرۂ معنی خود نقاب کشم — چو ذرّہ جانبِ خود ماہ و آفتاب کشم
عیان کنم زخمِ دل چو بادۂ توحید — ز خانقاہ بمیخانہ شیخ و شاب کشم
برآورم ہمہ دلہا بخویش چون ذرّہ — ز آفتابِ رُخِ خویش چون طناب کشم

کنم ز قطرۂ باران ہمہ جہان سر سبز ‌ ‌ زنورِ دل چو سوئے آسمان سحاب کشم

در آورم بئے صدر زخویش مستان شاہ
جمیع کون و مکان بیخود و خراب کشم

من کہ اسرارِ حق عیان گویم ‌ ‌ بہرِ مجموع طالبان گویم
جملہ مرموز و حدیثِ دانستہ ‌ ‌ نے فسانہ نہ داستان گویم
شاہدِ معنئ قدیم ازل ‌ ‌ ہست حاضر زجسم جان گویم
از خطرہاے عالمِ ملکوت ‌ ‌ بشۂ عشق الامان گویم

فانیم من زخویش مستان شاہ
باقی آن حسن جاودان گویم

من چو از سینۂ خود ساغرِ بیضا بکشم ‌ ‌ دو جہان از مئے حق والہ و شیدا بکشم
شق نمایم صدفِ جان خود از غدبۂ عشق ‌ ‌ بہرِ نظارۂ عالم دُرِ یکتا بکشم
خواہم از سرِ حقیقت بنمائم رمزے ‌ ‌ حاجیان را ز حرم جانب دلہا بکشم
زاہدان را بکنم زخنہ بزہداز عشقش ‌ ‌ تا بخمار ورا بیخود و رسوا بکشم
حسنِ پنہان کہ بود طالبِ جوقِ جہان ‌ ‌ پردہ گیرم ز رخ و برہمہ پیدا بکشم
بر زلیخا صفتان جملہ بمجنون طبعان ‌ ‌ جلوۂ یوسفی از عارض لیلےٰ بکشم

من کہ مستان شہِ آفاقِ جہانم ز عشق
جوقِ عالم بخود از نورِ تجلےٰ بکشم

ساقیا جامِ ناب می‌طلبم	ور لبانت شراب می‌طلبم
تشنهٔ خونِ خویشم اے ساقی	ور دمِ تیغت آب می‌طلبم
ظلمتِ دل گرفته ملکِ وجود	ساغرِ آفتاب می‌طلبم
کن تجلّے ز نارِ رخسارت	کز دلِ خود کباب می‌طلبم
مقصدِ خود بجز ولاے علی	من نه زین شیخ و شاب می‌طلبم
افگن از عارضت نقاب اے شاہ	وصلِ تو بےحجاب می‌طلبم
حلِّ ہر مشکل از نواے ساقی	خواہم و فتحِ باب می‌طلبم
رشتهٔ فقرِ من قوی گردان	مریم آسا طناب می‌طلبم

دلِ خود را چو چشمِ مستان شاہ
از رخت کامیاب می‌طلبم

من بعشقِ آشنائے میروم	باوفایم در وفائے میروم
گہ بمسجد گہ بدیر و گہ حرم	بہرِ وصلش جا بجائے میروم
زورقِ تن را شکستم در محیط	من ز دستِ ناخدائے میروم
روز و شب در ملکِ جان از عشقِ یار	ہم سفر با مہر و ماہے میروم

تا شنیدم ارجعی مستانه شاہ
از نویدِ جان ز جائے میروم

ما درین جا نه پئے اکل بہ بود آمده ایم	گر عدم بہرِ جمالش بوجود آمده ایم

لب ز گفتارِ عبث زاهدِ خودبین بربند ‌‌ ‌ نه در بتخانه پیِ گفت و شنود آمده ایم

ما بمحرابِ دل از صبحِ ازل تا باید ‌ ‌ بر جمالِ صنمِ خود بسجود آمده ایم

مشکبوروئے جهان را بنمائیم از عشق ‌ ‌ مجمرِ حسن و در انگهتِ عود آمده ایم

در وجود است عیان جلوهٔ مستان شاه
گر بظاهر نظران زنگِ شهود آمده ایم

از دو چشمان شراب میچکدم ‌ ‌ وز جبین آفتاب میچکدم

چون نمایم رقم بوصفِ رخش ‌ ‌ وز قلم مشکناب میچکدم

بسکه نظاره بر گلِ بیضا ‌ ‌ کردم از رخ گلاب میچکدم

از لبِ لعلِ آن شکر آمیز ‌ ‌ نمکی در فغِ خواب میچکدم

ز آتشِ عشقِ دوست مستان شاه
خونِ دل چون کباب میچکدم

آن غزالے که ز کونین رمیداست منم ‌ ‌ شیرِ عشقے که بجز بیشه ندیدست منم

پهلوانیکه نه بازوے مرا چرخ خمید ‌ ‌ نوجوانی که صفِ دهر دریدست منم

بتماشائے گلِ عارضِ معشوقِ ازل ‌ ‌ بلبلے کز قفسِ دهر پریدست منم

آنکه بگزید جهانرا از سرِ لطف توئی ‌ ‌ و آنکه جز تو ز دو عالم نه گزیدست منم

آنکه ببریدہ مرا ناف ز مهرت دایه ‌ ‌ آنکه جز بادهٔ عشقت نه مکیدست منم

آنکه در هیکلِ اجسامِ همه مخلوقات ‌ ‌ جز تجلائے جمالِ تو ندیدست منم

آنکه از عالم توحید نقیبِ مستان شاه
عاشق و رند و نظر باز رسیدست منم

دلبرا سنبل مشکینِ ترا بنده شوم — سبزهٔ نوخطِ نسرین ترا بنده شوم
از جبین چین بکشا غیرتِ چین تا نفسی — زلف پُرچین لبِ چینِ ترا بنده شوم
مے بری دل بفسون باز نظر میگیری — اے بجان عشوه و تمکین ترا بنده شوم
قتلِ عشاق خود اے شوخ روا پنداری — مذہب و ملت و آئینِ ترا بنده شوم
از حنا گشته گران پنجهٔ چون بیضایت — ساعدِ نازک سیمینِ ترا بنده شوم
بهر قتلم عجب آلوده غضب مے آئی — من عتاب و غضب و کین ترا بنده شوم

دوش میگفت بمحفل صنم مہر پیکر
چشم مستان شه حق بین ترا بنده شوم

عاشق و رندم و نظر بازم — هر دو عالم بیک نگه بازم
که نشیمن بشاخسارِ جهان — از ازل تا ابد بپروازم
هست انجامِ من بحضرتِ دوست — همچنان بوده است آغازم
گر فقیرم باسم اے منعم — بر سرِ هر دو کون مے نازم
هست عنقا شکارِ من بجهان — بر یدِ قدرتش چو شهبازم
حضرتِ دوست داند این دل — چه خبر خلق را ز اعزازم
ز آتشِ نورِ عشق مستان شاه — هستی و زرقِ خلق بگدازم

من نوگلے زگلشنِ احسان کیستم — من بلبلے زگلبن بستان کیستم
بازوے من ز دستِ یداللہ شدہ علم — من پہلوانِ کشورِ عرفانِ کیستم
از پائے تا بسر ہمہ چشم چو آئینہ — حیران بجلوۂ مہِ تابانِ کیستم
بسمل بزیرِ تیغ نگاہش چو اسمٰعیل — در خاک و خون طپیدۂ قربانِ کیستم
ذرات کون گشتہ منور ز نورِ من — خورشید آسمان درخشانِ کیستم
تو قصدِ من مکن بقصدِ تو حق شود — من نوگل دمیدہ بہ بستانِ کیستم
با یک نگہ عروج نمودم ز نہ فلک — من شہسوار عرصۂ میدانِ کیستم
تاراجِ دین چہ میکنی اے دیو پر فریب — آخر ببین کہ غارتِ ترکانِ کیستم

سوزد ز برقِ ناوکِ من صدر عالمے
مستانہ شاہ آتشِ پیکانِ کیستم

یک گویم و بینم و بدانم — سردارِ ہمہ موحّدانم
از قربِ نوافل و فرائض — اشیاست نہان و او عیانم
المومن مرات یقین خوان — تا بینی عیان حسن جانم
از شیوۂ قرب نحنُ اقرب — وجہ اللہ است دیدہ بانم
از نکتۂ رمزِ من رآنی — پیوستہ یقین شاہ جانم
موسیٰ ز درخت نکتہ بشنید — من از شجرِ بشر نخوانم
شیطان ز بشر خدا جدا دید — شد دور ز قرب دوستانم

توحیدِ محققان ز انسان — توحیدِ تکبّران چه دانم
دستان ز رویست امرا بالا آن — گر ظلم یکین است داستانم
در پرده عیان بگفت شاهم — بے پردہ نہان در نہانم
تاجے ز کرامت است بر سر — خلعت ز امانت است جانم
میجوز دل شکسته مارا — دوز خویش اگرچه لامکانم

رفتست ز خویش شاہِ ستان
توحیدِ خدا است در زبانم

نه ما دست شعته قلندر شدیم — قلندر صفت از قلق در شدیم
شکستیم ما بیضۂ جسم را — چو عنقا جهان بین و با پر شدیم
کشودیم دکانِ وحدت عیان — متاعے ز اسرار نا جبر شدیم
بمخموریان ده منادی که ما — مے و جام و ساقی و ساغر شدیم
دریدیم ما خرقۂ ازرق د شید — یکے رند عارف دہل در شدیم
رسیدیم از سایہ ہائے ہما — باوجِ فلک سایہ گستر شدیم
نه یک سر قلم در رہش کردہ ایم — قلم سا بہر لحظۂ سر شدیم
چه دانند از حالِ ما این جهان — که ما از برون در درون در شدیم
نهنگیم در قلزمِ بحرِ عشق — بل آتش نفس اژدر افسر شدیم
صحیح گشته چون دفترِ فقرِ ما — ز دفتر گذشتیم و محضر شدیم

زمادر ولی زاد مستِ ازل	نه زین سلطان گنج و گوهر شدیم
مزن خویشتن را بما مدعی	که با تیغِ حق کان جوهر شدیم
ز بهر یکے آب تسلیم صاف	ز بهرِ دگر خون در خور شدیم

رئیدیم مستانه شه از دوئی
مے بیغشِ صاف احمر شدیم

نعرهٔ انی انا ما میزنم	شعله ها چون طورِ موسے میزنم
مستی از ساقیٔ وحدت میکنم	باده از جامِ طهورا میزنم
بانگ دارم از اطیعوا الله بلند	طبلِ دولت از اطعنا میزنم
پنجهٔ خورشید مے آرم برون	نکته ها چون ید بیضا میزنم
فکرِ من احیا نماید بکرِ نظم	پهلو بر اعجاز عیسےٰ میزنم
یوسفِ جان میکشم از چاهِ دل	شعله بر جانِ زلیخا میزنم
نظم مے بندم بوصفِ ذوالمنن	طعنه بر عقدِ ثریا میزنم
سوزنِ عیسےٰ و تارِ مریمم	بخیه ها بر چاکِ دلها میزنم
یک قدم از منزلاتِ نفسِ خود	دو یمین بر چرخ خضرا میزنم
ژالهٔ تن بنمایم آفتاب	شبنم جان را به بیضا میزنم
تاجِ یا سین را تبارک مے نهم	مغفرا انا فتحنا میزنم
سر کنم ز هفتاد و دو ملت جدا	چون ز شوقش تیغِ لا را میزنم

من همے بینم درخود یارِ خود — دست در جیبِ تمنا میزنم
این سخن از علمِ غیب و عقلِ کل — نے کہ از غلیان سودا میزنم

سکۂ توحیدِ حق مستانه شاه
در عیارِ جملهٔ دلها میزنم

سر از خاکِ رہِ او سرور نمیکردم چه میکردم — ز اقدامش بسر افسر نمیکردم چه میکردم
چو معشوق حسن آرا شد ز مهرویان بابیما شد — لباسِ عاشقی دربر نمیکردم چه میکردم
صلائے کفر چون در دو دو زلفِ سرکشِ دلبر — بعشقش خویش را کافر نمیکردم چه میکردم
روایت بهر قتلم چشم و خط و خالِ او دادند — اگر فتویٰ بران محضر نمیکردم چه میکردم
چو عالم از هنر پوشیده چشم و عیب جو دیدم — گر آتش پوشِ خاکستر نمیکردم چه میکردم
عروسِ زالِ دنیائے دنی را چون براندم من — وطن در بسترِ مادر نمیکردم چه میکردم

کبابم در غمِ عشقش جگر چون گشت مستان شاه
شراب از خونِ دل ساغر نمیکردم چه میکردم

در تجلائیش نظر مے سوزدم — از فروغش بال و پر مے سوزدم
همچو طورم خر موسےٰ صعقا — گاه کوه و گه کمر مے سوزدم
نارِ بُعدش گرچه جان و تن بسوخت — آتشِ قربش تبر مے سوزدم
گه بوصل و گه بهجر و گه بناز — قهر و لطفش سر بسر مے سوزدم
گه بدیر و گه بکعبه سو بسو — جذبِ عشقش در بدر مے سوزدم

سرار خاک

جنت الفردوس باشد وصلِ او — نارِ ہجرش چون سقر می سوزدم
سلسبیل و کوثرم واعظ مخوان — کآبِ حیوان و جگر می سوزدم
چون شوم پردہ نشین اے دوستان — پردہ ہر دم پردہ در می سوزدم
دامنم کے تر شود در کُن فکان — در ہوایش بال و پر مے سوزدم
گہ چو آبِ گوہرم سوزان بجود — گہ چو نار اندر حجر مے سوزدم
گہ چو شمع پائے تا سر شعلہ زن — گہ چو نار اندر حجر مے سوزدم
گہ ز دل گاہے ز جان گاہے ز سر — حق انا اللہ چون شجر مے سوزدم
بیخبر گشتم گر از کون و مکان — ہر زمانے خوش خبر مے سوزدم
روز و شب با مہر و ماہم ہمسفر — در غمش شمس و قمر مے سوزدم
نالہ از ہجرِ جمالش در گلو — گریہ اندر چشمِ تر مے سوزدم
ساقیا از جامِ نابم خوش بساز — زانکہ عشقِ شعلہ ور مے سوزدم

نے ثواب و نے گنہ مستانہ شاہ
عشقِ پاکش خشک و تر مے سوزدم

ما فانیٔ عشقِ بوتراب ایم — چون ذرہ با وجِ آفتابیم
ہم مظہرِ مظہر العجائب — خورشید ولاے را سحابیم
مجموعۂ انزال السکینہ — آیات خدائے را کتابیم
اے ظلمتیان بہ شمامیم — وے سایہ گیان چو آفتابیم

آبیم بلعلِ تشنہ کامان — افسردہ دلان راشرابیم
خاکیم ولے نہ تیرہ و تار — آبیم چو گوہرِ خوش آبیم
بادیم زرہ زخلق پوشیم — ناریم نہ مادرِ اضطرابیم
نونیم ولے بصورتِ واؤ — پوشیدہ نقاب در نقابیم
سرمایہ نثارِ دوست کردہ — فارغ زحساب و زکتابیم
سرشارِ شرابِ عشق جانان — جان دادہ و مست و دل خرابیم

مستانہ شہاز قشر رستیم
لبّیم و لباب را لُبابیم

من مستِ جمالِ آن نگارم — بیخود ز وصالِ کردگارم
چون بلبل برگِ گل بمنقار — ازشوقِ وصال بیقرارم
راہم منما بسوئے کعبہ — سجدہ بقدِ تو میگذارم
ازشوقِ وصالُ خار ہجرت — گاہی چو خزان و گہ بہارم
خوشبو بنمودہ ام جہانرا — من نافہٗ مشک از تتارم
آتشکدہ کردہ جہانرا — پا تا سرِ خویش چون شرارم
فارغ زدیارِ روم و ہندم — جز یار نماندہ در دیارم
از فضلِ خدا و لطفِ حیدر — شیرانِ جہان شدہ شکارم
برگردنِ کافرانِ وحدت — مستانہ شہا چو ذوالفقارم

من ز جامِ نگار سرمستم — زان مئ عشقِ یار سرمستم
نیست حاجت بباده و مینا — از لبِ آن نگار سرمستم
واعظا وعظِ مسجدم کم کن — در قمار و خمار سرمستم
ساقیا از دو چشمِ جادویت — جامِ دیگر بیار سرمستم

همچو مستانه شد ز صوتِ الست
بے مغنّی و تار سرمستم

ما مستِ جمالِ دلبرانیم — پروردهٔ روحِ عاشقانیم
از زمزمه ام ز خود جهان شد — سالار همه مغنّیانیم
مجموعهٔ کائناتِ عالم — هم جانِ جهان درجهانیم
انفُس همه جسم جسمئ ما — آفاقِ جهان در جهانیم
کس واقفِ حالِ ما نگردید — چون گنجِ نهان در نهانیم
با جسم بخاکِ تیره و تار — با روح بجانِ جانِ جانیم
در کیشِ خلیلِ حق پرستیم — بشکسته شد از حرم بتانیم

مستانه شها ظهورِ عشقیم
چون جانِ جهان در جهانیم

از خود در سین نورِ الٰہی چو تنیدم — در گلشنِ توحیدِ نهان هم برسیدم
دیدم که حجابِ رهِ دلدار خودی بود — با دوست بپیوستم و از خویش رهیدم

آن عارفِ عشقم که ز اسرارِ هویت / در ظاهر و باطن بجز از یار ندیدم
حق دانم و حق بینم و حق شان شده ام من / جز حق بخدا نیست اگر گفت و شنیدم
خمخانهٔ وحدت همه سربسته عیان گشت / الآن کما کان چو گردید نویدم
در عرش برفتیم چو در عالمِ سیرت / گفتم چه خبر داری ازان یارِ حمیدم
گفتارِ حقیقت نیم آگاه ولیکن / در لوحِ تو آن مخزنِ اسرار بدیدم
بنواز مرا از سرِ لطف ای شهِ ابرار / جز بادهٔ عشقِ تو ز مادر نه مکیدم

شد شامِ فراقِ تو بمستان شهسیل
از دولتِ وصلِ تو بشد صبحِ امیدم

بچشمِ سرِ عیان هردم رخِ دلدار می بینم / هویدا من بهرِ صورت جمالِ یار می بینم
درونِ سینه ام پنهان شعاعِ پرتوِ طور است / که چون مینا ببطنِ خود پری آثار می بینم
شرر زد هر سرِ مویم چو نخلِ وادیِ ایمن / تجلای جمالِ دوست موسیٰ وار می بینم
بشاهِ قم فانذر من بخود اسرار می بالم / ز ماهی گلشنی حی چنین انوار می بینم
چو نرگس دیده ام امشب ز سر تا پا همه اکنون / بحُسنِ احمدِ مرسل گلِ دیدار می بینم
دل و جانهای عشقان درین حیرت فرا منزل / بدورِ مرکزِ توحید چون پرکار می بینم
ازان آتش صفت گشته دل و جانِ من ای ناصح / که وصلش را خلیل آسا میانِ نار می بینم
همای فکرِ نغزم براوجِ وحدت آشیان دارد / که معراجِ سخن را مطلعِ انوار می بینم
بنازم همتِ پاکان که گشتم برزخِ جامع / ز مینِ آن مسیحادم همه اطوار می بینم

نہ شعر است این کہ میگویند جذباتِ مستان شاہ
ز وحدت میشود لامع چو این اشعار مے بینم

ما محوِ جمالِ کبریائیم	سرمست بوعدۂ لقائیم
ما موتوا قبل ان تموتیم	با حسن و جمالِ او فنائیم
زین دہر بلبستہ رختِ ہستی	آمادہ بورطۂ بقائیم
با ماست عیان چو کنت کنزاً	ما گنجِ نہانِ کبریائیم
سلطان سراچۂ وجودیم	از رتبۂ عشق پادشائیم
خود کعبہ و دیر و خود کنشتیم	خود مروہ و حج و خود صفائیم
معشوقِ خودیم خود چو عاشق	ما دردِ خودیم و خود دوائیم
ہم مقصدِ حرف کاف و نونیم	ہم شاملِ رمزِ انیمائیم
از روزِ الست گفتہ قالوا	در عہدِ وفای آن بلائیم

در صورتِ ما مبین بجز حق
مستانہ شہا بحق روائیم

من ز خورشیدِ حقیقت ذرّہ سان علیا شدم	محو گشتم ہمچو قطرہ عاقبت دریا شدم
قلب و روح و سر نفس اذکار سلطان آمدم	از خفی رستم پلئے مصطفیٰ اخفا شدم
نغمۂ انی انا اللہ میزند ہر تارِ من	نخلِ کوہ طور بودم عاقبت گویا شدم
معتکف بودم بکشتیٔ فنا من سالہا	در گذشتم از فنا آخر بقا باللہ شدم

محو مطلق عمرہا بودم بجرِ معرفت — ہاہچو گوہر این زمان از موجہا پیدا شدم
صحبتِ دلدار وما چون آفتاب و سایہ بود — او چو آمد درمیان از خویش ناپیدا شدم
ہاہچو طوطی در پسِ آئینہ استادِ ازل — کرد تعلیم زباطن تا کہ من گویا شدم

چون گدایان بر درِ دل معتکف بودم بسے
تا ز فیضِ عام اعیان ہمبستانہ شہ شدم

گردہ از رخ نقابے بینم — یا بشب آفتابے بینم
در تجلائی نارِ رخسارش — دل و جانہا کباب مے بینم
از دو چشمانِ مستِ آن ساقی — موج صد خُم شرابے بینم
بی زلالِ لبانِ جان بخشش — ہمہ عالم سرابے بینم
زان نمک گرد آن نمدانست — معنی بزمِ خواب مے بینم
در وصالِ جمالِ آن محبوب — خویش را کامیاب مے بینم
چون کہ پردہ بیفتد از من و تو — جملہ را عینِ آب مے بینم
بہر گنجینۂ معارفِ حق — قصرِ جانہا خرابے بینم

قطرۂ اشک چشم مستان شاہ
ہمگی در ناب مے بینم

بیخودی از شراب مے بینم — یا پری را بخوابے بینم
در تجلائی حسنِ آن دلبر — ذاتِ حق بی حجابے بینم

شاہِ من گشتہ راکبِ توسن — مہر و مہ را رکاب مے بینم

رشتۂ گیسوئے تو بر دلہا — مریم آسا طناب مے بینم

غمزۂ چشم جادوانِ ترا — رہزنِ شیخ و شاب مے بینم

بر جمالِ تو داستانِ جہان — مصرعِ انتخاب مے بینم

از تصانیفِ مطلعِ حسنت — نقطۂ آفتاب مے بینم

بی ولائے تو رہ بدرگہ نیست — اسمِ تو فتحِ باب مے بینم

جملہ عالم چو ژالہ مے پندار — ژالہ را عینِ آب مے بینم

دادہ افیونِ عشق ہر کس را — عالمی مستِ خواب مے بینم

این فصیحانِ وقت مستان شاہ
نزد تو لاجواب مے بینم

منکہ اندر بشر ہمے بینم — ذاتِ حق جلوہ گر ہمے بینم

حسنِ انسان بصورتِ رحمان — نیست پنہان بصر ہمے بینم

عشق را لم یلد و لم یولد — نہ پدر نے پسر ہمے بینم

زردیٔ رنگ و داغِ عشاقت — ہیچ شمس و قمر ہمے بینم

وصلِ حسنت بہشت میدانم — از تو دوری سقر ہمے بینم

زاہدا چون گلابی از کاغذ — با تو این کر و فر ہمے بینم

از جمالت خدائے مستان شاہ — من بچشمانِ سر ہمے بینم

گذشتم از فنا آخر وطن اندر بقا کردم — شدم موجود الا اللہ و عالم جملہ لا کردم

چو آتش در زدم در قبلہ ہای ماسوی یکسر — بمحراب و ابرویش ز جان من اقتدا کردم

بدم یک عمر مستغرق چو در در یای بیچونی — ز بہر تشنگان ایندم ردای کبریا کردم

نہ پنداری خودی از من بود ای عارف کامل — کہ من این خودنمائی را ز ذات خودنما کردم

بگردان ساقیم بیخود ز وضع اینجہان ازمی — کہ در میثاق آن جانان من اقرار بلی کردم

جہانرا القمہ بیباز ز صافی لوح محفوظم — جلا آئینۂ دل را بشغل کبریا کردم

زحال زار مستان شہ چہ میپرسی تو ای جانان
زعشقت عاقبت این جامہ جانرا قبا کردم

بنوای عشق زاری دارم — جان بجسنت سپاری دارم

عفعفو ہمچو اشتر سرمست — کز ہمہ سر قطاری دارم

گرچہ روزم سیہ شدہ چہ عجب — نزد خورشید یاری دارم

سوی اشہب شدہ و فنا گل کرد — سوی عقبی تیاری دارم

شاہ خوبان مرا نوازش کن — کز غمت دلفگاری دارم

روز ہجر تو از برای نثار — چکنم اشک ناری دارم

مشک آسا شدہ تنم کہ مگر — سخنان تتاری دارم

ہست پنہان بشیشہ ام صد خم — چشم مست خماری دارم

فانی از خویش گشتہ مستان شاہ — سوی امرت نظاری دارم

محرکِ عالم نواز میرسدم — کاکل افشان بناز میرسدم

گر نه از کحل چشم افشانش — تا ملایک آواز میرسدم

هیچ بوته ز آتش عشقت — هر زمانی گداز میرسدم

میرود بیتو هر زمان صد بار — جان ز قالب باز میرسدم

پا فرو من نبرده ام بدو کون — چون کنم فراز میرسدم

مطرب عشق چون نواسنج است — از رگِ سینه ساز میرسدم

گرچه محمودِ عشقم ای ساقی — هر زمانی ایاز میرسدم

گر نه بیند رخ تو مستان شاه
عمر بگذشته باز میرسدم

شبی که حسن تو لامع شود بروزنِ چشم — هزار صبحِ سعادت دمد ز دامنِ چشم

چو نرگسم ز خیال تو دیده سر تا پا — مگر وصالِ تو جلوه کند بگلشنِ چشم

ز کوثرِ لبِ لعلت رسان نوید وصال — که سوزِ هجرِ تو آتش زده بخرمن چشم

ز چشمِ یار ندانم چه فتنه پیش آید — که بی بلا نبود هیچ زمان پریدنِ چشم

ز دستِ دیده و دل ای خدا چه چاره کنم — فغان ز حبّ دل و ناله ها ز دیدن چشم

گناهِ دل چه بود چشم روی وی دیده — بقولِ شرع بود خون بها بگردنِ چشم

بدید خاورِ حسنت چو دانهٔ بادام — هزار چشم دگر میوزد ز هر بنِ چشم

نگه بتارِ نفس حلقه ساز مستان شاه — که چشم روح گشاید بجوی خمیدنِ چشم

رخت آئینهٔ گیتی نما بوده است می دانستم — جمالِ دلکشت صنعِ خدا بوده است دانستم
هزاران همچو من گشته شهید از خنجرِ نازت — مگر کویت نشان کربلا بوده است دانستم
شده عالم چو بسمل از نگاهِ فتنه انگیزت — خدنگِ ناوکِ نازت بجا بوده است دانستم
گریبان گیر میگردد اجل امشب ببالینم — بیا جانان مرا ابلغو وداع بوده است دانستم
فلک کرده جدا آخر مرا از وصلِ دلدارم — سپهرِ چرخِ گردون پر جفا بوده است دانستم
مقعلِ راتو مستانِ شه بران چشمانِ مستانش — که مهرویانِ عالم بیوفا بوده است دانستم

اے مسلمانان جانِ دلستان گم کرده ام — بلبلِ بے خانمانم بوستان گم کرده ام
قامتم خم گشته از هجرِ جمالِ دلبری — داغدارم همچو لاله نوجوان گم کرده ام
تیر بر دل خورده ام از هجرِ آن میگون عذار — بسمل آسا میطپم سروِ روان گم کرده ام
یوسفِ دل گم شده از پیشِ یعقوبِ نظر — پیرِ کنعانم رهٔ بیت الحزن گم کرده ام
همچو قمری میزنم کوکو بیادِ قامتش — میروم از خود ندانم آشیان گم کرده ام
گر کشم آهے تو اے ناصح مرا معذور دار — زانکه من مسکینم و شاهِ جهان گم کرده ام
از فراقِ نوجوانی مے نگنجم در زمین — خاکِ عالم بر سرِ من آسمان گم کرده ام
شد جهان بر چشمِ مستانِ شه سیاه از فرقتش — میدهم جان از پیشِ روحِ روان گم کرده ام

درین عالم بود یکسر مرا سودا بجا تا نم — بجز نام و نشانِ او دگر چیزے نیدانم

بود پروردهٔ خاکم ز عشق روئے آن دلبر　　که از روز ازل بیخود درین دنیا چو مستانم
به هستی من زدم آتش ز شوق آن صنم یکسر　　که من خود محو جانانم نه سر باشد نه سامانم
مخوان زاهد تو گمراهم که من مست الست هستم　　گذشتم من ز ایمان ز بیگانه خدا بانم

نه پنداری تو مستان شہ ز عشقش مست امروزست
که از صبح ازل عشقش رقم باشد بدیوانم

ما حریفان بزم رندانیم　　مست عشق شراب جانانیم
از کتب خانهٔ دو عالم قدس　　ورق حسن دوست میخوانیم
عقل در آستین و جان بر کف　　هر دو را نزد او برافشانیم
هستیٔ ما چو سایه بر خورشید　　خود چو سایه فنا بشد آنیم
جز جمال نگار گندم گون　　بجوے کاینات نستانیم
بر گل حسن آن فصیح عرب　　همچو بلبل هزار دستانیم
چند روزے درین سراچه تنگ　　بر سر خوان عشق مهمانیم
گشته سرشار بادهٔ وحدت　　ساقیٔ بزم مے پرستانیم
زندگی چشمکے نباشد بیش　　دیده تا وا کشود مژگانیم

همچو رومی و چینی مستان شاه
نقشبند خیال جانانیم

ساقی قدحے ده از شرابم　　بنمای شبانه آفتابم

در طورِ دلم تجلّی کن | تا کحل بصر شود ترابم
بیدار ابد نمایم از عشق | افگن نمکی بچشمِ خوابم
بفرست بمن براقِ وحدت | کین شمس و قمر شود رکابم
من ژاله ام آفتابِ وحدت | از گرمیٔ خود بساز آبم
تا رخت بخانه ام فگندی | مسجودِ ملایک است بابم
گر خلقِ جهان بمن ستیزد | رخ را ز درِ تو بر نتابم
بی لعلِ لبِ شرابِ گونت | تا کے دہے از جگر کبابم
ہر زاہدِ خشک ہیچ پیچند | چون آب نموده بد سرابم
لطفِ تو گرفت دستِ ساقی | عشقِ تو ز رخ ستد نقابم

بیضائے جمالِ حضرتِ حق
مستانه شہا شد از سحابم

چون رخت ز خانه برد خوابم | خوابے دگر آمد از شرابم
از عشقِ صنم ندا نمودم | بنمود عطا صمد جوابم
چون گشت فسجَدوا عنایت | مسجودِ ملک بشد ترابم
تا بال فشاند ہمائے عشقش | در سایه فتاد شیخ و شابم
صبحِ رخِ او چو گشت لامع | از مشرقِ جان شد آفتابم
با رنگِ گُلم ربوده از خود | یاران بزنید بر رخ گُلابم

نے ز آدم و حور و عرش و فرشم ‌ ‌ ‌ نے خاک نہ باد و نار و آبم

مستانہ شہا ز عکسِ ساقی
گردیدہ وجود آفتابم

من کہ یادِ رخت از بہرہ جبین میکردم ‌ ‌ ‌ دامنِ خویش پر از درِ ثمین میکردم
دوش گر کفر ز اسلامِ رخت میشد دور ‌ ‌ ‌ سجدہا بر رخِ پاکت ز یقین میکردم
گر میسر شدی از وادی و صحرا وصلت ‌ ‌ ‌ قبلۂ خویش ہمہ روئے زمین میکردم
گر مرا میلِ تصرف بدو عالم مے بود ‌ ‌ ‌ از مکین تا بمکان زیرِ نگین میکردم
شش جہت نورِ تجلات عیان میگردید ‌ ‌ ‌ ہر کجا در غمِ عشق تو کمین میکردم
حسنت آخر بنمد جلوۂ ذاتِ احدی ‌ ‌ ‌ عمرہا شد کہ خیالی بچنین میکردم

رخ بنمودی و ربودی دلِ مستان شہ را
سالہا از تو تمنائی ہمین میکردم

تا بردہ پناہ در قدرِ عنائی تو دارم ‌ ‌ ‌ از سایۂ طوبی و صنوبر بکنارم
یارب بود عنقا مگرم عارفِ کامل ‌ ‌ ‌ رفتم بدو صد کوچہ نگردید دوچارم
آتش بزنم کاخِ فلک از غمِ عشقش ‌ ‌ ‌ چون آہِ جگر سوز من از سینہ برآرم
بر دوش بیاوردہ ام آن بارِ امانت ‌ ‌ ‌ چون اشترِ سرمست کہ از اسِ قطارم
آن لجۂ فقر تو عجب بے سر و پا بود ‌ ‌ ‌ یک عمر شناور شدہ دیدم بکنارم
چون بجہت از جملۂ کونین بگشتم ‌ ‌ ‌ گردیدہ عیان شش جہت از جلوۂ یارم

در شمع لقایئی تو چو پروانہ شوم مست — تا بال فشان چرخ زنان جان بسپارم

این فخر مرا بس کہ چو مستان شہ بغداد
از خیلِ غلامان درِ خویش شمارم

مستئ چشم یار را نازم — ترکِ مردم شکار را نازم
تیرِ عشقش نشستہ تا سوفار — ضربِ دست نگار را نازم
قلبِ شاہان شکستہ بر مژگان — فتنۂ روزگار را نازم
گشتہ عالم اسیرِ گیسویش — طُرّۂ تاب دار را نازم
خاکِ من می برد لبوئے سما — جذبۂ عشقِ یار را نازم
ترکِ سر کرد و ترکِ عشق نکرد — عاشقی پاسے دار را نازم

نار آسا شدہ است مستان شاہ
تابِ حُسنِ نگار را نازم

عین یارم و یار میجویم — مستِ حُسنم نگار میجویم
چون سمندر ز گرمئ عشقش — غرقِ نارم و نار میجویم
خود محیطم ولے بگردِ جہان — بحرامن ز بار میجویم
ہستم از حُسنِ خویشتن شار — عاشقِ دلفگار میجویم
من عزیزم بہ تختِ مصرِ وجود — یوسفِ گلعذار میجویم
چون عیان گشتہ حُسنِ حق بیشہ — دلبر بر دبار میجویم

محرمِ تا بیارِ مستان شاه
وز دو عالم کنارے جوییم

من کہ عاشق بحسنِ خویشتنم … او بود جا و دان و من نہ منم
موطنِ اصلیم بعالمِ قدس … نی خراسان و ترک و چین طنم
ہیچو اخگر بس است پنبہ بسر … مو سفیدی ز عشق او کفنم
خلق زاسرارِ نطقم آگہ نیست … سِر موہوم باشد این دہنم
گشتہ فوارہ ہا روان ہر سو … ہر سرِ مو زخوانِ دل بتنم
نیست نطقم جدا ز گفتۂ حق … سِر لاریب باشد این سخنم

دوست ظاہر شد است مستان شاه
در میانہ یقین کہ من نہ منم

نیست مرا بیتو حضور ایصنم … دیدہ مبادا ز تو دور ایصنم
مرأتِ عالم شدہ بیضا فروش … تا ز قدم کردی ظہور ایصنم
خاکِ شہیدانِ غمت تا بحشر … جاروکند گیسوے حور ایصنم
معجزاتِ عیسیٰ و داؤد را … بستہ انجیل و زبور ایصنم
سجدہ نمود نزدِ تو عزیٰ و لات … تا بحرم کردی عبور ایصنم
طور شدہ سینۂ اربابِ عشق … از رخِ چون محسنِ نور ایصنم
یافت دلم ذوقِ حضور از خت … دیدہ گرفت جلوۂ طور ایصنم

بردہ چو بیضا دل مستانه شاه
داغِ تو در حجلهٔ گور ایصنم

از مئ عشقِ تو مستم ایصنم — شیشهٔ تقوی شکستم ایصنم
چون ہنودی زلفِ کفر انگیزِ خود — در گلو زنّار بستم ایصنم
میکنم سجده بچشم و ابرویت — کافرم من بت پرستم ایصنم
میفشانم در رہت جان و دل — مایلِ صوتِ الستم ایصنم
تیرِ عشقم رست از کون و مکان — آفرین باد الشستم ایصنم
نقش حسنت کنده ام طاقِ دل — آذر اندر کعبه هستم ایصنم

بر جمالت ہمچو مستان شاهِ عشق
بیخود و شیدا و مستم ایصنم

دل شده غنچه باغ میخواهم — وز دو عالم فراغ میخواهم
وادئ ایمن است ای یاران — موسی آسا چراغ میخواهم
ساقیا از شرابِ لعلِ لبت — ہمچو بیضا ایاغ میخواهم
سازِ یک رنگ تو زبان و دلم — چون محمد بلاغ میخواهم
تا که پہلو زند برِ خورشید — سینهٔ موج داغ میخواهم
تار حسنش عیان شود سرِ مو — دو جهان من و باغ میخواهم
تا شوم شاهِ عشقِ مستان شاه — از ہمایش سراغ میخواهم

دوش من چون بکوئی او رفتم — سر قدم کردہ سوئی او رفتم
تاب نظارہ اش نماند بمن — در خود از گفتگوئی او رفتم
تا شنیدم ندائے ارجعی — زانجہان ز آرزوئی او رفتم
در گلستانِ حسنِ بیرنگی — چون دلِ خود بوئی او رفتم

ہمچو مستانہ شہ بملکِ وجود
بہ ہمین جستجوئے او رفتم

شمسِ عشقم ز آسمان رخشیدہ ام — روحِ قدسم زانس و جان تابیدہ ام
تاجِ کرمنا بہ تارک ماندہ ام — جبۂ ظلم جہول پوشیدہ ام
رفتم از نورِ محمد سوئے ذات — ریسمانِ خویش چون تابیدہ ام
ربِّ ارنی ہمچو موسیٰ گفتہ ام — لن ترانی از لبش شنیدہ ام
ہمچو ابرِ رحمت از الطاف خویش — بر ہمہ روئی زمین باریدہ ام
جامِ وحدت چون جنید و بایزید — از کفِ پیرِ مغان نوشیدہ ام
ہست در مدِ نظر اسرارِ نقط — گرچہ پرکارِ یکجہان گردیدہ ام
در جمالِ شاہدِ ذاتِ احد — پائے تا سر ہمچو نرگس دیدہ ام
تا بیفتد مرغِ قدسیم بدام — حلقہہا از سرِ جان تابیدہ ام
گہ چو گل جلوہ کنم اندر چمن — گہ چو بلبل خوش نوا نالیدہ ام
فی الحقیقت خود منم مستانہ شاہ — پیرہن از کسوتت بالیدہ ام

ساقیِ بزمِ می پرستانم	باده و نقل و جامِ مستانم
الصّلا میزنم با هلِ خمار	دو جهان نشئهٔ الستِ دو جانم
نیست غیرے بمحفلِ کونین	ظاهر و باطن اوست میدانم
در خط و خالِ مصحفِ خوبان	ورقِ حسنِ دوست میخوانم
بهر نظارهٔ جمالِ احد	پاے تا سر چو نرگستانم
نورِ عشقم ظهور کرده بکون	شمع در جملهٔ محفلستانم
خونِ صد خُم نشّه می بندد	چونکه بالد بخویش مژگانم
شاه حیدر بود درین اثنا	ورنه در اسمِ خویش مستانم
ازان دلبر چو من ساغر گرفتم	دل از کون و مکان یکسر گرفتم
چو بیضاے جمالش از دلم تافت	جهانرا ذرّه سان در بر گرفتم
صلاے عاشقانِ حضرتِ دوست	نقاب از حسنِ معنی بر گرفتم
مبرا ے ناخدا کشتیم از موج	بژرفِ عشق من لنگر گرفتم
فشاندم دانهٔ از سرِّ وحدت	بدامِ خویشتن خاور گرفتم
چو بالِ عشق با من یار گردید	مکان در اوجِ نه چنبر گرفتم
نمودم فصدِ عُشّاقانِ رنجور	بدست از رمزِ حق نشتر گرفتم
ز زلفش در میان زنّار بستم	ز جادویش رهِ کافر گرفتم
چو آن دلدار تیغِ عشق برداشت	بدستِ خویش من خنجر گرفتم

عروس زال دنیا را براندم | وطن در بستر مادر گرفتم
من این عزّ و علا در تخت حید | طفیل احمد سرور گرفتم
ز صدیق و عمر نورم بیفزود | ز عثمان و علی ابصر گرفتم

کشودم پردهٔ مستان شه از عارض
بعشاقی جهان از سر گرفتم

عالمے عین آب مے بینم | شاه را بی نقاب مے بینم
آفتاب جمال تابانت | جمله را دل کباب مے بینم
از وصال و لقائے آن محبوب | خویش را کامیاب مے بینم
منعدم گشته سایهٔ هستی | همه را آفتاب مے بینم
از نگاهٔ دو چشمت اے ساقی | دو جهان را خراب مے بینم
نسبت عشق حق رسیدهٔ ما | ما همچو لُبِّ لُباب مے بینم

بیخود از خویش گشته مستان شاه
کشف سرّ تراب مے بینم

من که رطل مے گران زده ام | عاشقان را صلائے آن زده ام
بر سر چار سوئے کون و مکان | از متاع ازل دکان زده ام
من نے خاموش این همه عمرے | بر در میکده فغان زده ام
هم نهان باده خوردم از عشقش | هم مے حسن او عیان زده ام

چونکہ دستم بدامنش برسید — پائے بر اوجِ کن فکان زدہ ام
رخت بگرفتم از سراچۂ دہر — گامِ اوّل بر آسمان زدہ ام
از مکان رستہ ام من اے یاران — خیمہ بالائی لامکان زدہ ام

آمدم من بجسمِ مستان شاہ
جلوہ از روے انس و جان زدہ ام

ما ز اوجِ قربِ عزّت میرسیم — موج زن از بحرِ وحدت میرسیم
از طلسمِ وحدتِ اسرارِ غیب — در ظہورِ ملکِ کثرت میرسیم
بودم اندر ذاتِ مطلق مختفی — آشکار از نورِ حضرت میرسیم
بارہا بودیم از اسلام و کفر — این زمان در دین و ملّت میرسیم

بودہ ام مستان شاہ بے قید تن
این زمان ظاہر بکسوت میرسیم

ما مستِ ازل از مے دیدار رسیدیم — سرشارِ بدگشتہ ازان یار رسیدیم
مارا نبود حاجتِ مینا و مے و خُم — وز ساقئ باقی شدہ سرشار رسیدیم
بودیم نہان در تتقِ وحدتِ ذاتش — اعیان شدہ در عالمِ اظہار رسیدیم
در دست قدح از مے مینائے محبّت — بگرفتہ پئی دافعِ خُمّار رسیدیم
رندیم و قلاشیم و نظر باز بعالم — از بہر نگاہِ رخِ دلدار رسیدیم
گردیم تجلی ز تعین بہ تعین — تا عاقبت از حُسنِ عرب والہ رسیدیم

مارا نه ازین دارِ فنا ناله و زاریست / ما بلبلِ عشقیم زگلزار رسیدیم

از رمزِ نکاتم چه خبر اهلِ صُوَر را / چون گنجِ نهان زعالمِ اسرار رسیدیم

بودیم احد آمده در میمِ محمدؐ
گشته شهِ مستان و بگفتار رسیدیم

ما مست نی زجامِ صبوحیم و ساغریم / سرشار و بیخود از مئے دیدارِ دلبریم

لبریز گشته ایم زجامِ الستِ یار / در آسمانِ فقرِ حقیقت چو خاوریم

افروختیم آتشِ العشق از جمال / اندر سپند دانۂ دلها چو مجمریم

خود ذاتِ بحت آمد در کسوتِ صفات / نه رنگ و بوی و نقش نه عرض و نه جوهریم

گلگون شده است روی جهانے زخونِ ما / ما کشتگانِ خنجرِ اللہ اکبریم

نی زآب خاک و آتش و بادیم جلوه گر / روحِ مجرّدیم نه زین چار مادریم

تا دل بداده ایم چو مستانه شہ بوت
در محفلِ سراسرِ عشّاق دلبریم

عاشقم بیخودم چه چاره کنم / آتش آسا زدل شراره کنم

کور شد دیدۂ بی وصالِ رخت / چشم کو تا ترا نظاره کنم

تا بکے بندِ کنجِ مکان باشم / جذبۂ کن همه کناره کنم

گر بیابم نویدِ لعلِ لبت / زندگی در جهان دوباره کنم

بود نہان غمِ تو در سینہ — از مئ عشقت آشکارہ کنم

چرخ آسا ز ہجرِ تو ہر شب — دامنِ خود پُر از ستارہ کنم

پیش مژگانِ یار مستان شاہ

این دلِ خویش پارہ پارہ کنم

من شیفتۂ جمالِ یارم — آشفتۂ زلفِ آن نگارم

جز لعلِ لبِ تو ساقئ عشق — زائل نشود ز سر خمارم

دل رفت فنا بشد بدلدار — افتادہ بجانِ زار کارم

درد و غم و عشق و حسنت ای دوست — گردید رفیق و چار یارم

دیگر نبود مرا تمنا — ببینم رُخِ تو و جان سپارم

چون زنگِ خودی زدود از من — آئینہ نہاد در کنارم

عف عف نہ کنم ز بارِ عشقت — آن اشترِ مستِ سر قطارم

چون برقِ جمال گشت لامع — آتش بگرفت پنبہ زارم

مستانہ شہا ز دولتِ عشق

عالم بنمود حُسنِ یارم

در نرگسِ آن ساقی پیدا ہمہ او دیدم — در دیدۂ مشتاقی شیدا ہمہ او دیدم

مقصودِ ہمہ مفتون در وادی و در ہامون — در چشمِ دلِ مجنون لیلیٰ ہمہ او دیدم

از حسنِ رُخِ خوبان و ز جامِ مئ مستان — فی الجملہ کنم اعیان ہر جا ہمہ او دیدم

در یوسفِ زیبائی وز عشقِ زلیخائی
از وامق و عذرائی پیدا همه او دیدم

وز رنگِ گلِ خوبان در گلشن و در بستان
وز سوسن و وز ریحان شهلا همه او دیدم

از سینهٔ هر صادق وز تابشِ هر لائق
از دیدهٔ هر عاشق جویا همه او دیدم

از معبدِ شیخانه وز مسجد و میخانه
در کعبه و بتخانه پویا همه او دیدم

مقصودِ همه انسان ستّارِ تبه کاران
دلدارِ همه حیران یارا همه او دیدم

چون دیده بشد بینا دیدیم رخِ مولا
در آدم و در حوّا سیما همه او دیدم

وز جلوهٔ مهر و مه وز دیدهٔ هر آگاه
وز نطق تو مستان شاه گویا همه او دیدم

چو دوش از دردِ هجران تو من فریاد میکردم
زمین را از دو چشمان دجلهٔ بغداد میکردم

بکهسارِ جهان سنگِ سیه را میز دم بر سر
چرا خود را خلاص از دستِ ای صیاد میکردم

همیکردم فدایت جانِ شیرین ای پری پیکر
اجل آندم اگر یک لحظهٔ امداد میکردم

صلای کفر اگر میداد زلفِ فتنه انگیزت
چو آذر یکجهان بتخانها بنیاد میکردم

چو در محراب می استادم از بهرِ نماز اید و ست
بیادِ طاقِ ابرویت دلِ خود شاد میکردم

بهر جائیکه می آید بیادم قامتِ سرو ت
تراب آن زمین را بر سرِ خود باد میکردم

اگر یک جلوهٔ حسنِ تو میدیدم چو مستانه شه
دل از قید دو عالم ای صنم آزاد میکردم

اگر چه شمع بزم خوبان دو عالم خود مسنم
همچو پروانه بگرد عارضت جان میدهم

ماہِ من بی‌تو چکار آید مرا این زندگی — میکنم جان را فدا از ہر کہ نامت بشنوم
تا ز وصلت من جدا گشتم نیاسودم دمے — از فراقت دمبدم ہمچون سپندِ مجمرم
تا باین دم یا الٰہی ہر چہ کردم در گذار — بعد ازین از لا گذشتم دم بالا اللہ زدم

یا رسول از امّتت مستانہ شاہ را کن حساب
زانکہ ہستم عاصی و رو در شمار آوردہ ام

ای دلبرِ من بحق سپردم — داغِ غمِ تو بخاک بردم
رفتم ز جہان من دل افگار — در وادیِ فرقتِ تو مردم
تا گشتہ غمِ تو مونسِ من — جز خونِ جگر غذا نخوردم
رحمی کہ ز دست رفت کارم — وز ہجرِ رخِ تو جان سپردم

جان بی لب لعل داد مستان
رحمی ہمنا کہ تشنہ مردم

سراپا آتش از گفتارِ عشقم — سمندر وار اندر نارِ عشقم
کنم در ہر نفس تا لامکان طی — میانِ عارفان طیارِ عشقم
انا الحق میزند دلدار بر دل — چو منصورِ فنا بر دارِ عشقم
صلا بر مشتریان داد یوسف — بدین خوبی کہ در بازارِ عشقم
فلاطون از علاجم گشت عاجز — چو چشمِ دل بر آن بیمارِ عشقم
مسلمانان مپرسیدم ز کعبہ — کہ در دیرم رساند زنارِ عشقم

ترنم میکنم از سرّ توحید — چو بلبل مست از گلزار عشقم
میان شب روان کوی دلبر — مفرّد نادر و عیّار عشقم
ز دید حسن لااحصی ثنایش — ازل تا ابد سرشار عشقم
کنم شق سینه را از تاب زلفش — گزیده بر جگر شهمار عشقم
ز جام وحدتش مستانه شاها — گهی شبلی و گه عطّار عشقم

شب که بر پا در خش آئینه کردار شدم — زد تجلی که همه جلوهٔ دیدار شدم
غنچه سان بود گره بر گره اندر دل من — از نسیم رخ او گلشن اسرار شدم
کس ندیده بجهان از لب آن عیسی دم — عالمی زنده و من خسته و بیمار شدم
نیست حاجت بمی و باده ام ای ساقی عشق — کز لب لعل تو من بیخود و سرشار شدم
چشم مست تو بزد راه مرا از کعبه — سر زلف تو نمود طالب زنّار شدم
هیزم هستی دل و دیگ تمنا می پخت — شاه عشق آمد و از جمله بیکبار شدم
همچو موسی ز تجلی رخش مستان شاه — پای تا سر همگی جلوهٔ دیدار شدم

امروز نه ما بیخود و دیوانه و مستیم — سرشار محبت شده از جام الستیم
رستیم ز دیر و حرم و سبحه و زنّار — با شاهد مقصود ازل دست بدستیم
خستند همه اهل جهان خاطر ما را — گر ما بجهان خاطر یک مور نخستیم

ای زاهد خودبین چه پرسی تو ز کیشم
وز روزِ ازل ما می و معشوقه پرستیم

برخاست فغان از همگی اهل سموات
چون بر حرمِ دل بر دلدار نشستیم

چون بر دو جهان اربعه تکبیر بگفتیم
بستیم شکستیم بر بستیم خود رستیم

آذر نیم از بتکده اصنام چه پرسید
بتخانهٔ جان همچو خلیل الله شکستیم

معلوم نگردید ز آغاز و ز انجام
ما را که چه بودیم و چه باشیم و چه هستیم

ای شیخ مگو تر دمن از کشف و کرامات
مستان شهِ عشقیم نه ما زهد پرستیم

ما دیده ازین عالم پندار ببستیم
در خلوتِ دل در برِ دلدار نشستیم

ما حلقه بگوشانِ در پیرِ مغانیم
وز بادهٔ توحیدِ ازل بیخود و مستیم

از قطرهٔ دل موج زنان بحر محیطیم
چون ابر صفت آب دهِ خشک و تر ستیم

چون طوع رتم شد ز تجلائے جمالش
بر چشمِ جهان از دل و جان رخت ببستیم

کردیم وداع ز عالم فانی بحقیقت
در ملکِ بقا از دل و جان رخت ببستیم

تا چشم ببستیم ز کونین سراسر
با شاهدِ حسنِ ازلی دست بدستیم

محرم بوصالش بشدم مستان شاه
صد شکر کزین پردهٔ پندار برستیم

ز تاب جلوهٔ جانان چو موسیٰ وار میرقصم
میان نار بیدارش شرر آثار میرقصم

ز جامِ بادهٔ ساقی شدم از خویشتن یکبار
ز کف فرصت کنان یاران بهر بازار میرقصم

چو از میمِ احد گویا بمن شد شاهدِ معنی
بیادِ غنچهٔ لعلش بهر گلزار میرقصم

دمادم میزنم هو هو ز چشمِ آن قدِ دلجو
بهر صحرا و دشت و کوه ز عشقِ یار میرقصم

سپندِ مجمرِ عشقم ز تابِ عشقِ آن دلبر
شدم آتش ز سر تا پا سمندروار میرقصم

بنوشیدم مئی وحدت ز جامِ احمدِ مرسل
شدم از چشمِ مستش مست ازان اسرار میرقصم

بزمِ جلوهٔ حسنش منم مستانه شاهِ عشق
تجلی کرد حسنِ حق بران دیدار میرقصم

من که فانی بحسن دلدارم
پائی تا سر تجلیٔ یارم

رازِ پنهان اگر عیان سازم
احولان برکشند بر دارم

چون خلیل از وصالِ آن دلبر
نارِ کونین گشته گلزارم

خواستم تا کنم عیان رمزی
غیرتِ شرع کرده مسمارم

جان گرفته بکف چو پیرزنی
یوسفِ مصر را خریدارم

همچو ماهی ببحرم و لب خشک
عینِ یارم و طالبِ یارم

در ازل نوش کرده ام جامی
تا ابد بیخودم و سرشارم

مستِ عشقم ز خویشتن فانی
باقی در جلوه های دلدارم

هستم آئینه من چو مستانه شاه
خود نما گشته وجهِ دلدارم

ردیف النون

نمایان مراد بدار آمین — که بینم با جمالت یار آمین
بکن سرمستم از جام محبت — بحقِ احمدِ مختار آمین
بحقِ حضرت صدیق و فاروق — بعثمان و علی هر چار آمین
خلیل آسا بکن از نارِ عشقت — درونِ سینه‌ام گلزار آمین
دو چشمم بر جمالت ساز روشن — دلم کن مخزنِ اسرار آمین
بوصفِ گیسوی شاهِ رسولان — برآر از خامه‌ام تا تار آمین
خمارم بشکن از حسنِ محمد — بدیدارش کنم سرشار آمین
مسلمانِ حقیقی سازم ای دوست — بشکن از کفرِ جان زنار آمین

بمستان شه بحقِ شاه بغداد
نما از لطفِ خود دیدار آمین

شاهدِ قدسی بود دلدارِ من — جز می او نشکند خمارِ من
آتشِ عشقش ز جانم سر کشید — چون سمندر زو علم شد کارِ من
این فلک بارش نتوانست کشید — قدسیان حیران بود در کارِ من
تا شنیدم لن ترانی در وصال — رب ارنی شد عیان گفتارِ من
چون عیان دیدم خدا از جسم جان — طبل الحق میزند هر تارِ من

من فنائی حضرتِ باقی شدم — زان سبب دارد اثر گفتارِ من

کی بود مستانه شه اندر میان
خود بود گویا درین گفتارِ من

چون شود لامع زیثرب آفتابِ عاشقان — میدود چون سایه بیضا در کابِ عاشقان
گر تو موسائی زمانی یکجهان تجمیل کن — آتشِ طور است پنهان در ترابِ عاشقان
نشهٔ مستان نباشد بادهٔ امّ الخبیث — رمزِ منصوریست هر دم در شرابِ عاشقان
آسمان باشد حبابی از محیطِ جان شان — صد هزاران مهر و مه اندر سحابِ عاشقان
رسته اند از بحثِ نحو و صرف و رمل و فلسفه — یک نقط علمِ دو عالم در کتابِ عاشقان
نامهٔ حک روز محشر میدهد در دستِ شان — کی نویسد خیر و شر اندر حسابِ عاشقان
ذرّه ذرّه میشود عالم چو سنگِ کوهِ طور — می فتد گر یکزمان از رخ نقابِ عاشقان
مخفی اند اندر ردائی کبریا از چشم خلق — پردهٔ لایعرفون باشد نقابِ عاشقان
غرقِ بحرِ حضرتند اما بظاهر خشک لب — هست مخفی بحرِ وحدت در شرابِ عاشقان
قابلِ بارِ امانت شاملِ ظلّم جهول — نکتهٔ قالوا بلی شد مستجاب عاشقان

اینکه شد مستانه شاه اخگر فشان از لعلِ خویش
آتشی در سینه دارد از جنابِ عاشقان

آفتابِ وحدتم ابدی و مستان — جلوه دارم در میانِ کن فکان
او منم من او یم اندر اصلِ خویش — هو معکم اینما کنتم بخوان

بود مخفی کنت کنزاً در قدم
گشته ظاهر از ظهورِ سرّ جان

نقدِ جان بر کف بیار بہرِ اہلِ عشق
چیده ام زہر از وحدت من دکان

خورده گرد کوہہا از ہیبتش
گر بگویم نکتۂ از سرّ جان

سوختم من جملہ ہستیہای خود
آتش افگندم میانِ خانمان

دور دار بہرِ اہلِ غفلت بہا زہم
نیست کعبہ در خورِ این ساروان

دیده ام جز حق نمی بینم بکون
دارم از مازاغِ آنحضرت نشان

خورده ام از جامِ عشقش جرعۂ
تا بحشر گشته ام سرمستِ آن

می نگردم من اسیرِ دہرِ دون
دارم اندر قربِ جانان آشیان

من غلامم از رسولِ حق بنام
گشته مستانه شہ لقب در عارفان

آفتابِ حسن گر از نقاب آید برون
دل کباب از صومعۂ این شیخ و شاب آید برون

تا نمودم شامِ جان چہ باک از شمشیرِ صبح
ہر زبان از مشرقِ دل آفتاب آید برون

عکسِ ساقی بسکہ تابان گشت در خمّ و جره
دمبدم از چشمِ من موجِ شراب آید برون

عارفان را زیستن بی وصلِ جانان حاصل چیست
ہمچو ماہی یکنفس از موجِ آب آید برون

بسکہ جوقِ ہاک طوفش ز چرخِ ہفتمین
سالکی در عشق گر از خود و خواب آید برون

چون بنفشه آتشِ العشق نار بہر دلش
شبلی آسا از دلِ سبعین حجاب آید برون

گر چو منصورم ببرند خون اہلِ اینجہان
نعرۂ انی انا الله از تراب آید برون

همچو مستان شه زعشقش پر و هم هستی بدر
تا ببزم عارفان لُبِّ لباب آید برون

رمزی از فطرت نمایم اَلَّذِیْنَ یُؤْمِنُوْنَ — لَنْ تَنَالُوا الْبِرَّ حَتّٰی تُنْفِقُوا امیدان کنون
ذاکر حق چون شوی حق ذاکرِ تو می شود — آمده یاران خطابِ فَاذْکُرُوْنِیْ اَذْکُرُوْن
عاشقان در عشقِ جانان جان و دل در باختند — زانکه مقصد عشق بود از بوستانِ کاف و نون
فقر نقدِ مرتضی و شیخ عبد القادر است — تا م مرد از البسر چون می نهید ای طالحون
نوش کردم در ازل جامِ بلی ای عاشقان — تا ابد سرمستِ آن ساقی و آن جامم کنون
اولا اندر حقیقت محو گشتم بعد از آن — طالبان را در طریقت گشته ام من رهنمون

شد فنائی عشق از صدق و یقین مستانه شاه
هر زبان بر وی بخوان انا الیه راجعون

باشد باوج گردون طیرانِ شب نشینان — آیاتِ قمر فانذ ور شانِ شب نشینان
دارند غذائی از نور آن عاشقانِ پر نور — رخشان چو وادئی طور مژگانِ شب نشینان
همچون چمن ز فردوس باشد ملیح و تازه — از جوئبارِ والفجر بستانِ شب نشینان
تاجِ شرف تبارک در بر قبائی عزت — از آمن منزل سلطانِ شب نشینان
خیل ملائک هر شب از اوجِ قرب عزت — گردند از کرامت مهمانِ شب نشینان
یکسان شده بایشان صبح و مسای عالم — افگنده والضحی نور در جانِ شب نشینان
میکن حذر تو از جان از تیرِ آه ایشان — دارد گذر ز خارا پیکانِ شب نشینان

نارفته یکقدم راه طی کرده اند اسری — رفته باوج علیا طیران شب نشینان

مستانه شاه عارف در شب بگشت وقف
دادش پیاله هاتف از خوان شب نشینان

ندیده وصل آمد عید قربان — ز عشق مصطفی ام زار و نالان
جمال خویش بنما یا محمد — خدا را من ندارم تاب هجران
تنم در آتش هجران کباب است — بکن رحمی بحال زار حیران
ز شفقت یا نبی بنما جمالت — که سازم من دل و جانرا بقربان
گذشت عید و ندیدم روی دلبر — بماندم با دل حسرت بحرمان

ز تو مستانه شه دارد امیدی
که بیند رویت ای شاه رسولان

نه آفتاب و ملائک نه حور و نه بشر است این — جمال حضرت خلاق در مقید نظر است این
ز حسن او شنودم نعره انا هر دم — برای امین و بیناشر از آن شجر است این
بر آستان تو هر کس نهاد سر افسر یافت — تبارک الله چه عز و شرف بخاک در است این
بموی میان تو نسبت نمیتوان کردن — که موی را میان نه ترا و میان کمر است این
لبت درج گهر یا که نقطه توحید — نشان علیسوی یا شهد یا شکر است این
ز هجر روی تو گفتم قیامتیست بمن — قیام کرد و بگفتا قیامت دگر است این
نموده جمع همه عاشقان و مستان شاه — چو دید بر من و گفتا لطیفه دگر است این

من مستِ جامِ وحدتم ها هذا جنون العاشقین
سرشارِ حسنِ حضرتم ها هذا جنون العاشقین

چون فاخته کوکو زدم بر عاشقِ حق هو زدم
از سرِ جان یاهو زدم ها هذا جنون العاشقین

من عاشقِ دیوانه‌ام در کون و مکان افسانه‌ام
بر شمعِ جان پروانه‌ام ها هذا جنون العاشقین

اندر خداخوانی بدم عارف بخود دانی شدم
خاکی بدم جانی شدم ها هذا جنون العاشقین

مفتونِ عشقِ الحقم مجنونِ حسنِ مطلقم
همچون قمر از دل شقم ها هذا جنون العاشقین

من عارفِ باللّٰه شدم بالاتر از بالا شدم
باقی بآن مولیٰ شدم ها هذا جنون العاشقین

از حسنِ یارم کامیاب شد زجانم آفتاب
یعنی منم لُبِّ لُباب ها هذا جنون العاشقین

هم ساقیِ دوران منم هم بادهٔ عرفان منم
هم مخزنِ اعیان منم ها هذا جنون العاشقین

بیخود ز نورِ احمدم سرشارِ جامِ سرمدم
با جانِ جان شد وصلتم ها هذا جنون العاشقین

چون اشتران بعفعفم از عشقِ وی جان برکفم
معراجِ حق دار فرقتم ها هذا جنون العاشقین

در جسم و جان استاده شاه موجود دیگر لا اله
جز ذاتِ بیچون خدا ها هذا جنون العاشقین

رقیبا من نمیگویم که عیشِ روزگار از من
زمین از تو زمان از تو ولیکن آن نگار از من

بیا اغیار تا سازم بهم قسمت برادروار
وطن از تو چمن از تو گلِ رخسارِ یار از من

ز رنگینانِ این گلشن بروز صبح ترا شاید
رخِ زرد و دلِ درد و دو چشمِ اشکبار از من

بما و تو بشد قسمت ز خوانِ عشق ای زاهد
ز تو مسجد ز من دیر و ز تو سبحه زنار از من

ز سرِ عشق ای احول چه میدانی تو خود را باش
ترا نام نکو بدنامیِ اهلِ دیار از من

مزن طعنه به مستان شه تو ای خودبین گوی ژن کار
ترا زاهد ریائی یار و لطف کردگار از من

ای رشک لب و خاور روی نور چشم مستان
معجز نمای عیسی ضیای ماه کنعان

می میرم از فراقت ای سرور غیوران
بر لب رسیده جانم بنما جمال و بستان

روز و شبان خدارا دارم ز هجرت ای شاه
چشمی ز خونها جاری قلبی چو زار بریان

چون طره دانت عیان شد دل از برم روان شد
بستم بکفر زلفت اسلام و دین و ایمان

سرخیل عشقبازان مستانه شاه را خوانند
آن شاه کشور حسن سردار جمله خوبان

ای سراپا گلشن از نیرنگ حسن
گلستان یک غنچه از فرهنگ حسن

پرده هست شاهین عشق آن پری
همچو صیاد ازل در چنگ حسن

شیشه ناموس و ننگ خویش را
بر زند ای عاشقان سنگ حسن

شد دو عالم یوسفستان جلوه گر
از بطون گم دید چون آهنگ حسن

گلشن اسرار را مستان شاه
رنگ داد از جلوهٔ نیرنگ حسن

دوش گفتم هاتف در گوش جان
کای کشیده بار غم بر دوش جان

پرده هستی فگن از پیش رو
تا ببینی دوست در آغوش جان

کی شوی محرم تو بزم وصل آن
تا نسازی جام خدمت نوش جان

همچو رمزِ طالب و مطلوبِ عشق — این تنِ خاکی شده سرپوشِ جان

مست کی گردد دلِ مستانه شاهؒ
تا نسازد خُمّ وحدت نوشِ جان

بو العجب تأثیر دارد زان دهن های سخن — میرسد جانها ز لب چون آیدش بر لب سخن
مشکسا گردید دلهای جمیعِ کائنات — از دو زلفِ دلربا گر افتاده هست اشب سخن
عشق بازان میکند بر مهرِ برهانش مثل — وازگون میگوید آنگو که شد در تب سخن
میکند ظاهر همان دُر را که باشد در صدف — هست اقرارِ خوبان بر دین و بر مشرب سخن

بر رو مستان شه سبق از جمله خوبانِ جهان
تا گرفته دلبرم از عالم مکتب سخن

کجا شد ای رفیقان قاتلِ من — که در خون میطپد مرغِ دلِ من
بجز مهرِ تو ای سلطانِ کونین — نشد دیگر بعالم حاصلِ من
بدل دارم چو لاله داغِ عشقت — سرشتند از محنتِ عشق گلِ من
بشد زخمی ز تیغِ هجرت آخر — دلِ من و اولِ من و ادلِ من

روان شد جوی خون مستانه شاها
ز چشمِ عاشقان در محفلِ من

ای شیخِ شهر جانبِ ساقی شتاب کن — دل از میِ تجلّیِ حق آفتاب کن
تا ذرّه سان بجذبه و جمله کائنات — ز آفتابِ عارضِ وحدت نقاب کن

مینخانه ساز سینه و ساغر ز چشم خویش / دل ز آتش تجلی جانان کباب کن
تما ئی جرعه ز زلال لبان خویش / دلهای قدسیان سماوات آب کن
برگیر پرده از رخ خود ای جناب من / وز دولت وصال جهان کامیاب کن
شد مانع تو غفلت شبهای تا سحر / گر وصل دوست میطلبی ترک خواب کن

افتاده یک نقطه ز جمال تو آفتاب
مستانه شاه ز حسن حقیقت نقاب کن

گهی چون بدر گه چون خاورش بین / بهر ساعت بشکل دیگرش بین
کمر بربسته بهر قتل عشاق / کلاه دلبری اندر سرش بین
ز حسن و عشق آن شاه جوان بخت / گهی بیدل و گاهی دلبرش بین
ز چشم جادو لعل می آمیز / گهی مینا و گاهی ساغرش بین

ز زلف و عارضش مستانه شه را
گهی مومن و گاهی کافرش بین

ایکه میخواهی تو از جانان نشان / گو بیت واضح که حسن مهوشان
میکنم سجده بطاق ابرویش / دیده ام حق را من از حسن بتان
داد ساقی جرعه لعل لبش / تا بمحشر گشته ام سرمست آن
معتکف دیدم بدل من دلبری / هستم از توصیف حسنش لابیان
از دو چشم دلفریبش آن صنم / برده از ره صد هزاران عاشقان

حُسنِ جانان حاضرست انجان و دل ‌‌ بگذار ای طالب تو از وہم و گمان
ز آتشِ العشق حق مستانه شاه ‌‌ در زدم آتش میانِ جسم و جان

ای ساقیٔ بزمِ می پرستان ‌‌ از لطف نما جمالِ خوبان
بی وصلِ تو زیستن بنائیست ‌‌ لب تشنه بلبم و جان بستان
وردیکه ز عشقِ تست بر دل ‌‌ عاجز شده عیسیٰ ش ز درمان
خورشید صفت بیادگاریست ‌‌ عشقِ من و حسنِ تو بیدوران
خاکِ کفِ پائی عاشقانت ‌‌ در چشم کشند سرمه حوران
مرغِ دلِ من بیادِ رویت ‌‌ بلبل صفتان ہزار دستان

مستانه شہادل از جمالش
گردید چو آفتاب تابان

چون خوفِ خدا گرفت دامن ‌‌ ای نفس تو دست برکش از من
از آتشِ شہوتِ پُر آز از ‌‌ اخگر زده ہزار خرمن
بامن ترا سر ہمانست ‌‌ از حق بترس و بگذر از من
معصوم عشق و مرغِ قدسم ‌‌ بالہم تو بسنگِ جرم مشکن
از آب و لائی لوثِ عصیان ‌‌ آلوده اہم مساز دامن
موئیم سفید گشته ای نفس ‌‌ داغی سیہی منه تو با من
از گلشنِ بوستانِ جانان ‌‌ ہر لحظه مرا مکش بگلخن

یا قاهر القهار از لطف	غالب مبکن مرا تو با من

مستانه شها چو نفس دور روی
گر دوست بود گهی چو دشمن

ای تو توئی همچو جان مقابل من	بیتو یکدم مباد محفل من
دامن از ما چه میکشی جانان	غیر مهر تو نیست در دل من
در همه عمر خویشتن بجهان	غیر عشقت نگشته حاصل من
رستم از میل جملهٔ عالم	تا که یکدم شدی تو مائل من
من همی خواستم ترا جانان	کردی آئینه مقابل من
موج دریای من همه از تست	نیست جز تو عیان بساحل من

هست در قاف قرب مستان شاه
عالمی بیخبر ز منزل من

تا مهر جمال تو بچشمم شده اعیان	جسمم همگی جان شده جانم همه جانان
نفسم همگی دل شده دل روح مجرد	خاکم همگی روح شده گشته درخشان
دیدم چو بجو دجله سراسر که تو بودی	بُد ابر بمهر رخ تو قالب ایان
کردم چو ز نفس نگهی جانب آفاق	مهر رخ تو گشت ز هر ذره نمایان
افسوس چه بیهوده برفتم همگی عمر	در کعبه و در مسجد و در معبد گبران
صد شکر که عارف بشدم من بحقیقت	از سبحه و زنار برستیم وز ایمان

مستانه شه از عکسِ دلاویزشه عشق
شد مصرِ وجودم همگی یوسفِ کنعان

پرتوِ سنت این یا شفق یا نورِ بیهمتاست این
لمعهٔ صبحِ سعادت یا یدِ بیضاست این

سجده گاهِ عاشقانست یا خمِ ابروئی دوست
طاقِ عارض نون یا بدِ کلام اللہ ست این

حسنِ جانانست یا آئینهٔ ذاتِ خدا
جوهرِ جان موجِ می یا جلوهٔ سیناست این

چشمهٔ ابِ بقا یا سترِ موهوم ازل
یا بسم اللہ دهن یا معجزِ عیسی ست این

طالبان را رهنما آئینه وجهِ خدا
نورِ قدسی ست یا مستانه شاهِ ماست این

تا بخوردم تیرِ عشقِ آن دو چار اینچنین
میطپید مرغِ دلم بسمل صفت زار اینچنین

دل ز من رفت و دگر یادم نکرد چون آن پری
چون کنم ایدوستان دلِ اینچنین یار اینچنین

نه ز بختم روئی یارے نه زیار امیدِ لطف
کس مبادا در جهان چون من گرفتار اینچنین

گرچه من لیلی لباسم گشته ام مجنون وے
کس ندیده در جهان عاشق چو من زار اینچنین

گرچه افگندند از نزدِ تو ام آخر جدا
محترم پیشت نه خواهد ماند اغیار اینچنین

تا بنوشیدم مئی وحدت ز ساقئ ازل
گشتم از سر تا قدم من جمله سرشار اینچنین

گشته کافر ز دو چشمِ کافرت مستانه شاه
کاینچنین کفری ندارد هیچ کفار اینچنین

دلم در وصفِ او گویاست یاران
تنم در عشقِ او شیداست یاران

نهاده جمله شاهان سر براهش — که این بی مثل و بی همتاست یاران

نگنجد وصفِ حسنش در بیانم — خجل از حسنِ او بیضاست یاران

چه گوید لافِ عشقش این دلِ زار — بحسنش مبتلا یکتاست یاران

شود روشن دو چشمم بر جمالش — ز هجرش چشمه هم دریاست یاران

ز هجرش میشوم بردار آخر — دلم در فکرِ این سوداست یاران

فدائے قامتش این جانِ مسکین — دو چشمم محوِ آن رعناست یاران

زنم از شوق غوغائے بعالم — که قتلِ عاشقان پیداست یاران

شوم بسمل به تیرِ عشقِ آن شاه — که مه با مشتری یکجاست یاران

خراب و بیخود و سرشار سرمست
زجامش روحِ مستان شاه است یاران

بگشا دو چشمِ من بجمالت حبیبِ من — گر وانِ فروغِ عارضِ ماهت رقیبِ من

عمرم بود که خانه بدوشم ز هجرِ تو — یکدم نه گفتیم که بیا ای غریبِ من

در کشتیٔ فنا زِ غمِ عشقِ تو شدم — یا قسمتا که وصلِ تو گردد نصیبِ من

رفتی ز پیش دیدهٔ من دوش الضیم — بردی قرار و طاقت و صبر و شکیبِ من

مستانه شه ز زهرِ فراقت هلاک شد
رحمی بحالِ من بنما ای حبیبِ من

شاهِ وحدت چو شد ز پرده برون — گشت ظاهر جهانِ گوناگون

جلوه چون کرد از جمال بکون | عالمی شد بحسن او مفتون
خودنما گشته خود بحسن بشر | لیلی خویش گشته خود مجنون
صد قیامت نمود از قامت | شد خرامان چو از قد موزون
لب شکرشکن بخنده گشاد | وز دو چشم سیه نمود افسون
قوس ابرو کشیده بر رخ ماه | خط مشکین رخ نمود برون
خود بحسن بتان جمال آراست | خود بخود گشت عاشق و مفتون
گشت موسی بخود و کلیمی کرد | چو تجلی بخود شد گردون
شد بیک جلوهٔ نگار قدیم | این همه عالم ظهور و بطون
گفت انا احمد بلا میم | گشت از حسن مصطفی گلگون

خود عیان شد ز چشم مستان شاه
بر دو عالم چو شبلی و ذوالنون

گر ز چشمت فتاد نقطهٔ غین | بینی عالم تمام عین العین
عین باشد جمیع کون و مکان | نیست جز نقطهٔ دگر مابین
چون نقاب بکائی پیوستی | بینی اندر وجود خود تو ببین
چشم معنی گشا تو ای زاهد | کیست جز حق بپردهٔ کونین

عین گردید چشم مستان شاه
تا ز چشمش فتاده نقطهٔ غین

عاشقم بر جمالِ مه رویان
خواهم از حق وصالِ مه رویان

کرده فانی مرا به نیم نگاه
می بنازم کمالِ مه رویان

تیغ بر روی آفتاب کشید
ابروی چون هلالِ مه رویان

قطرهٔ هست زمزم و کوثر
زاب لعلِ زلالِ مه رویان

گر بریزد خون عشّاقان
هست یاران حلالِ مه رویان

هست آئینه پیکرِ عالم
لامع از روی شالِ مه رویان

وز دو چشمِ یقین مستان شاه
حق بدید از جمالِ مه رویان

مستم از چشم و روی معشوقان
بیخودم من ز بوی معشوقان

شب بیاید وصالِ شان باشم
روز در گفتگوی معشوقان

دو جهان از طفیل میبازم
یکی تارِ موی معشوقان

در دلم نیست آرزوی بهشت
غیرِ روی نکوی معشوقان

یوسفان صد هزار مه پیکر
خاک گشته بکوی معشوقان

آبِ حیوان و زمزم و کوثر
قطره باشد ز جوی معشوقان

چون صراحی همی زند الحق
نکته ها در گلوی معشوقان

مِی وحدت بخورد مستان شاه
چون جنید از سبوی معشوقان

گردیده بی نشان چو عنقا نشانِ من
مهتاب جلوه گشته ز حسنش کتانِ من

ظاهر و باطنم همگی حسنِ حق گرفت
پر شد ز روی وجود نهان و عیانِ من

از جلوهٔ ظهور علیؑ ولیِ حق
بشکسته شد ز کعبهٔ دل آن بتانِ من

اشعارِ من نه ز عالم ایجاد شد علم
باشد ز سرّ غیب هویّت بیانِ من

بی روی دلفریب تو مستانه شاه عشق
هر شب رسد بگوشِ ملایک فغانِ من

زنده عالم بهوی درویشان
کن فکان خاکِ کوی درویشان

بو مخفی جمالِ مطلقِ حق
گشت ظاهر ز روی درویشان

صد هزاران چو چشمهٔ حیوان
هست جاری بجوی درویشان

نیست جز وصلت ای نگارِ قدیم
روز و شب آرزوی درویشان

کی بود کن فکان هر چه درست
قیمتِ تارِ موی درویشان

هست برتر ز جملهٔ عالم
نزدِ حق آبروی درویشان

میرسد هر شب ز ذوقِ وصال
در فلک هاؤ هوی درویشان

هست لب لب از می وحدت
شاهِ مستان سبوی درویشان

ردیف الواؤ

ای ماهِ برجِ اصطفا عالم همه حیرانِ تو — تاجِ لعمرک بر سرت طٰهٰ عیان در شانِ تو

زیبد ترا تاجِ کرم ای پادشاهِ محترم — مثلت عرب نی در عجم خوبان همه قربانِ تو

آمد طفیلِ خلقتت آدم بایجاد از عدم — لولاک ظاهر شد عیان از قادرِ سبحانِ تو

یوسف بچاه شد معتکف از شرمِ حسنِ نکویت — یعقوب شد چشمش سفید در کلبهٔ احزانِ تو

آمد عیان از لامکان توصیفِ هر عضوت جدا — رو والضحیٰ قد هل اتیٰ شد ما طغیٰ چشمان تو

درِ یتیمی بی بہا ہیم زیبد مر ترا — زلفت قدر رویت قضا دلها مع ابدانِ جانِ تو

مرکز شده در جسم و جان نورِ تو ای صاحب‌قران — شد بی‌نشان اندر نشان از گشتنِ اعیانِ تو

هستی سراج الامتین روشن کنِ روی زمین — صلّوا علیٰ گوید یقین عالم همه در شانِ تو

شاهانِ عالم التجا دارند بتو ای پادشاه — صد قیصر و اسکندر است از زمرهٔ دربانِ تو

رفتی باوجِ کبریا ای کاملِ قُل اِنّما — سبحان من دارم گوا اندر شبِ طیرانِ تو

لال است زبانِ خاص و عام از صفت ای عالی‌جناب — نون و القلم دارد خبر از وصفِ عز و شانِ تو

آتش زده برقِ رخت بر جانِ مستان شه کنون — گشته فنا اندر فنا از گردشِ چشمانِ تو

ای آفتاب آئینه گردانِ جمالِ تو — مه گشته مقتبس ز فروغِ جمالِ تو

لامع چو نخلِ وادیِ ایمن ہر نفس — ز آئینهٔ دو کون رخِ بی‌مثالِ تو

یک قطرہ دراز لشہ کون و مکان من
خوردہ لب مسیح فلک از زلال تو
ای نورِ عکس جان و جہ ما علی الرسول
باشد زحق یقین ہمہ قال و مقال تو

ہر روز و شب ہمی طلبد ای شہ دو کون
مستانہ شہ زحضرت جانان وصال تو

ایدل درین کون و مکان دیوانہ شو دیوانہ شو
بر شمع حسن جاودان پروانہ شو پروانہ شو
چون زلف و خال و خط نمود آن شاہد غیب الغیوب
ای کعبۂ دل یکزمان بتخانہ شو بتخانہ شو
خواہی کہ یابی وصل او با تو بگویم روبرو
از خویش و از کون و مکان بیگانہ شو بیگانہ شو
بر سنگِ کوی عشق زن تو جاجۂ ناموس و ننگ
در کوچہ و بازارہا افسانہ شو افسانہ شو
از دست ساقیٔ ازل بگیر جامی دمبدم
وز بادۂ توحید حق میخانہ شو میخانہ شو
از خان و از مان کن گذر با جان جانان کن نظر
با آن شہ لاریب غیب ہمخانہ شو ہمخانہ شو

رستی چو از وہم و ہوائی مستانہ شہ انگہ توئے
از چار و پنج و ہفت و شش یکدانہ شو یکدانہ شو

مست گشتم ز جام الا ہو
ہست گشتم ز نام الا ہو
نخل امین ز جان نمود انا
تا شنیدہ پیام الا ہو
شاہِ وحدت جمیع کون و مکان
صید کردہ بدام الا ہو
گشتہ ظاہر مظاہر کونین
تا عیان شد کلام الا ہو
لا لم شد نہنگ قلزم عشق
بردہ عالم بکام الا ہو

مست گشت است روح مستان شاه
همچو شبلی زجام الا هو

ای که گشته قبلهٔ جان روی تو	کعبهٔ عشاق عالم کوی تو
چشم مستت راه زهادان زده	برده در محراب آن ابروی تو
عروة الوثقی باشد ای صنم	عاشقان زار رشتهٔ گیسوی تو
چون گل بیضا پرست ای جان من	غنچهٔ دل سجده دارد روی تو
عاشقان بی وصل تو باشند هلاک	زانکه دارند زندگی از روی تو
کی بیاد آرد دگر از سلسبیل	هر که نوشد قطرهٔ از جوی تو

عمرها شد کین دل مستانه شاه
خاک گردید ای صنم در کوی تو

ماه من عالم اسیر روی تو	بندهٔ ماطلعتان در کوی تو
مهر و مه را نیل بر عارض کشید	ماه بی مهرم خم ابروی تو
صد هزاران لیلی و مجنون عشق	بسته است در هر شکنج موی تو
سلسبیل و کوثر و آب حیات	قطرهٔ باشد همه از جوی تو
زنده گردم بعد چندین سالها	گر رسد بر تربت من بوی تو
بیشه سوزد شیر دل تا برابد	خوش بدین تا رم آهوی تو
پای در راه نانهاده سر نهد	هر که بنهد یک قدم در کوی تو

کشتہ و بشکستہ و بر بستہ کرم — غمزۂ تو حسنِ تو گیسوی تو
صد ہزاران مرغِ دل آویختہ — بر سرِ ہر مو قیدِ دلجوئی تو
چون گُل بیضا پرستا یجان من — سجدہ دارد مرغِ دل در سوی تو

میطپد بسمل صفت مستانِ شاہ
آہ آہ از غمزۂ جادوی تو

کافرِ عشق و بہم رشتۂ زنار کو — طالبِ جام ہیم خانۂ خمار کو
نخلِ دل آرامنم شعلۂ ایمن کجاست — موسی طور دلم جلوۂ دیدار کو
از حرمِ جان و دل گشتہ شکستہ بتان — ہمچو خلیلِ خدا آتشِ گلزار کو
روح ز جان میبرد از غمِ ہجرانِ تو — از سرِ زلفِ نگار نافۂ تاتار کو

گشتہ چو آئینہ سان این دلِ مستانِ شاہ
جلوۂ حسن پری عارض آن یار کو

ای شہ کن فکان من جانِ جہان فدائی تو — وی مرۂ انس و جانِ من پادشہان فدائی تو
حسن و جمالِ ذوالجلال از رخِ تست جلوہ گر — دیدن ذاتِ حق بود دلبرِ من لقائی تو
چشمِ سیاہ تو زدہ راہِ مرا ز صومعہ — کردہ خراب و بیخودم از دو جہان ہوائی تو
گاہ بدیر و گہ حرم گاہ بمسجد و کنشت — روز و شبان ہمی روم در بدر از برائی تو

این دلِ مستانہ شہ گرچہ فنا بشد چہ غم
تا ابد بود ترا ای شہِ من بقائی تو

آن روحِ روانِ عاشقان کو
آن جانِ جہانِ دلبران کو

سرخیلِ ہمہ بُتانِ طناز
سردفترِ جملہ مہوشان کو

گردیدہ جہان زہجر بیتاب
آن نورِ دو دیدۂ جہان کو

بنشستہ بدم بہم بخلوت
آن وقت کجائی آن زمان کو

گر جملہ جہان نشانۂ اوست
یک ذرّہ زحسنِ او نشان کو

ای طائرِ روح در غمِ یار
آن نالہ و زاری و فغان کو

جانم بلب است شاہ مستان
آن روح روان عاشقان کو

ردیف الہا

کردہ دلدار بکف تیرِ بلا بسم اللہ
ہر کرا بر سر این خوانِ صلا بسم اللہ

می بکف نی بدہن جلوہ کنان می آئی
بارک اللہ بیا نامِ خدا بسم اللہ

گر ترا میل بخونریزئ عشّاق بود
بحلت کردہ ام ای شوخ بیا بسم اللہ

بیکی گردشِ چشمانِ سیاہت جانان
گر فنا میکنی این اہلِ فنا بسم اللہ

جلوہ از دور نمائی و نیائی ببرم
تا بکی دلبرِ من ناز و ادا بسم اللہ

چند داری تو دریغ ای شہ خورشید لقا
تشنہ بر تیغِ تو ہست اہلِ فنا بسم اللہ

گر تماشائ رخِ خویش بود میل ترا
گشتہ آئینہ صفت این دلِ ما بسم اللہ

شیرِ دل صید آهوی دو چشمت گردید
جان اگر می بری ای حورِ لقا بسم الله

خوانده علم دو جهان زا بیقین مستان شاه
از خط و خالِ تو ای نقطه باءِ بسم الله

هر آنکس حسنِ نیکوئی تو دیده
شده از پائی تا سر جمله دیده

نباشد طالبِ گلهائی فردوس
هر آنکو شمه از بوییت شمیده

ببین ای زاهدِ خودبین چه گوئی
که فرقستا ز شنیده تا بدیده

بجائی شیرِ مادر لعلِ نوشم
ز طفلی بادهٔ عشقت بکیده

بنه یکدم لبِ خود بر لبِ من
که جانم از غمت بر لب رسیده

قد این قوسِ قزح بر مصحفِ روت
چو مد باء بسم الله کشیده

بده از لعلِ لب تریاق ای یار
که مارِ زلف قلبم را گزیده

بهر جزوی هزاران ماه و خورشید
بجائی نقطه از لعلم چکیده

دلِ مستانه شه ای شاهِ خوبان
چو بیضا داغِ عشقت را گزین

تا برخت دیده منور شده
دیدهٔ من دیدهٔ دیگر شده

گشته چو آئینه سراپائی من
تا که جمالِ تو مصور شده

ماهِ دلِ من بفروغِ رخت
رشکِ مه و عارضِ خاور شده

نیست مرا میل باین کن فکان
وصلِ نگارم چو میسر شده

از نگهِ چشمِ خدابین تو ۔ جان و دلم گلشن و ساغر شده

حاجتِ ساغر نه بمستانه شاهت
مستِ مئ ساقی کوثر شده

همچون تو مه جبینی شاهِ فلک ندیده ۔ از پرتوِ جمالت نور از قمر پریده
مدهوش و مست و غلطان آمد ز خانه بیرون ۔ از بهرِ قتلِ عاشق تیغ از میان کشیده
ای از دو لعلِ میگون بشکسته قدرِ گوهر ۔ در قامتِ بلندت قدِ فلک خمیده
گفتی برېزمت خون با صد کرشمه و ناز ۔ زه و آهی کز انتظارت جانم بلب رسیده
از دست رفته کارم بنگر بحالِ زارم ۔ رحمی نما خدا را اے شاهِ برگزیده
کس در جهان ندیده همچون تو نازنینی ۔ نازم چه دستِ نقّاش تصویرِ تو کشیده

مستانه شاهت بسمل از یک نگاهِ مستت
رحمی بکن بحالش ای نورِ هر دو دیده

ببردی دل ز منِ ای دلربا آهسته آهسته ۔ گرفتارِ محبت کردیم ای مه لقا آهسته آهسته
چه عجز و معذرت کردم ز پا پوستت بکن دو رم ۔ بکردی روزِ من آخر سیه آهسته آهسته
بشوخی بسملم کردی مرادت عاقبت این بود ۔ بکردی تو ز خونِ من حنا آهسته آهسته
زدی بر خرمنم آتش نمی بنید کسی دودش ۔ فشاندی خاکِ من اندر هوا آهسته آهسته
گذر کردی ز نعشم میطپیدم بسمل از تیغت ۔ بگفتم الصنم بهرِ خدا آهسته آهسته
بر این عاشق بکن رحمی وگرنه در حضورِ حق ۔ بگیرم دامنت روزِ جزا آهسته آهسته

همی گرید بحالِ زارِ تو مستانه شه عالم   بشد شورش میانِ نُه سما آهسته آهسته

باشد بسرم شورش و غوغای مدینه   مجنون شده ام از غم لیلائی مدینه

دیگر بجهان نیست مرا هیچ تمنّا   جز آنکه ببینم رخِ مولائی مدینه

از گریه کنم شور بهر جا که رسم من   هر دم ز غمِ گنبدِ خضرائی مدینه

جان از الفدائی قدمش میکنم از شوق   گر جلوه دهد سروِ دل آرائی مدینه

کن پیشهٔ خود صبر تو مستان شه عشاق   شو بادیه پیما بتولّائی مدینه

ز سودائی جمالت بیقرارم   بکن رحمی دلارائی مدینه

بیا در وصلِ تو جان می سپارم   نما رخ مهر و بیضائی مدینه

چو خوانده والضحی حقّ قدیرت   شده مُرغِ دلم ای شه اسیرت

چو بسمل میطپم از زخم تیرت   علاجم کن مسیحائی مدینه

زند هر دم فغانم سر بر افلاک   دلم گشته ز تیرِ غمزه ات چاک

بلب آید ز هجرت جانِ غمناک   اغثنی شاه مولائی مدینه

نما بر من جمالت ای شهنشا   که سازم من فدایت جانِ خود را

نماند بر دلم دیگر تمنّا   چو گردم خاکِ صحرائی مدینه

گهی مجنون صفت گردم بصحرا   گهی بیخود شوم از شوقِ لیلا

فتد شورش میانِ جمله اشیا   برآید از دلم هائے مدینه

بحقِّ ذاتِ پاکت یا الٰهی   مرا زین دیو سرکش ده رهائی

نصیبم کن جمالِ مصطفائی
مقامم ساز ماوائے مدینہ

چو در محشر زنم از دستِ افغان
زموجِ دیدہ ام گردد چو طوفان

شود شورش میان جملہ خلقان
چو گریم من زسودائی مدینہ

بشد مستانہ شہ باعشقت اکنون
ببانگِ خندہ بشد از پردہ بیرون

رہائیندی بصحرائش چو مجنون
بیک رفتار لیلائے مدینہ

شاہدِ معنی بعارض تا نقاب انداختہ
ہمچو سیمابی جہان در اضطراب انداختہ

غمزۂ جادو فریب او رہِ مردان زدہ
آتش عشقش بجانِ شیخ و شاب انداختہ

یکہزار و دو صد و ہفتاد و سہ از ہجرتت
تا بکی خیر الصنم خود را بخواب انداختہ

خالِ ہندویت بیغما کردہ خلقی را اسیر
زلفِ مشکین تو بر جانہا طناب انداختہ

اینکہ تابان کردہ عالم آن شہِ کون و مکان
از دو چشم زار من سبعین حجاب انداختہ

یک نگاہت جا من مستانہ شاہِ عشق را
از ازل تا برابد مست و خراب انداختہ

بحصارِ صفرِ جمعم خطِ استوا نشستہ
کہ برفتہ شیخ از خود پری از صفا نشستہ

شدہ ای زخویش مغرور تو مخوان مرا تکبر
کہ برفتہ کبر از من شہ کبریا نشستہ

چو بکاملانِ اینم برسیدم و بدیدم
جمع ہیمیا پرستان جمع سیمیا نشستہ

بگذر ز تو عقل از من برہان عنانم از دست
کہ بکشتیٔ فنائی ز چہ ناخدا نشستہ

چو بپرسد آن عزیزان ز مقامِ شاهِ مستان
ز فنا فنا بگشته ببقا بقا نشسته

بدو چشمِ نرگسینت چه قدر حیا نشسته — که ز شرمِ موجِ شبنم بگلِ چنا نشسته
مشکن تو جعدِ مشکین ز پی شکستِ عاشق — که بهر شکنجِ زلفت دلِ مبتلا نشسته
تو مشو بحسن مغرور بنگر بخطِ مشکین — که سحابِ آهِ عاشق بمه صفا نشسته
بکمندِ زلفت ای جان شده عالمی گرفتار — ز کمینه فوجِ مژگان بچه بدعا نشسته

ز ترحم ای سمنبر بنگر بحالِ مستان
که چو شاه بی زر و تخت بره شما نشسته

آه که از هجر دلِ جانانِ مرا سوخته — برقِ رخساره دگر بهر چه افروخته
چین برابرو لبِ خنده زنان می آئی — اینچنین عشوه بگو تا ز که آموخته
جامه بر پیکرِ سیمین سمنت گلگون چیست — پرده های دلِ خونین مگر اندوخته

نگاهی بر بودی دو جهان مستان شاه
اینچنین شیوه بگو تا ز که آموخته

دلبرا چشمِ سیاهِ تو خرابم کرده — هوسِ لعلِ لبانِ تو چو آبم کرده
آتش درد و فراقِ تو ایا فخرِ عرب — بر سر رخشِ اجل پا بر کابم کرده
سوز دلِ اشک روان بی گلِ رویت ای شمع — گاه در آتش و گه غرق بآبم کرده
در فروغِ رخِ تو جان بسپارم امشب — تابِ حسنِ تو چو پروانه بتابم کرده

چشمِ جادوی تو ای شوخ بیک نیم نگاه — فارغ از ساقی و صهبا و شرابم کرده
عکس رخسارِ جهانتابِ تو ای شکِ مسیح — گلِ خورشید گل از جوفِ ترابم کرده
در شبِ هجر رخت لیلیِ خوبانِ جهان — کار صد دجلهٔ خون چشم ترابم کرده
خنده های لبِ شیرینِ تو ای غنچه دهن — نمکِ سوده برین دیدهٔ خوابم کرده
سبزهٔ خط چو خضرِ گل رویت جانان — فارغ از نسخه و دیوان و کتابم کرده
خانهٔ دهر بچشمم شده ست تیره و تار — هجرت ای خانه نشین خانه خرابم کرده

چشمِ مستِ تو ز مستیِ ازل مستان شاه
پای تا سر همه چون خمِ شرابم کرده

حسنش بوده بالعلِ دلخواه — دل از برم آ و دل از برم آه
در خون فشانده پا تا سرِ من — آن قامتِ سرو آن عارضِ ماه
آیاتِ خوبی آن قد و قامت — تفسیرِ یوسف آن روی چون ماه
شکل و شمائل ناز و کرشمه — شوخی و عشوه ای بارک الله
چشمِ سیاهش با فوجِ مژگان — لیلی نماید ما بین خرگاه
خورشید پوشد چون کوکب از خور — گر رخ نمائی وقتی سحرگاه
کم گو ز خلدم در کوی جانان — واعظ برو تو کن قصه کوتاه
معشوقه و می ما راست مشرب — نی شید و سالوس ای شیخِ گمراه
گر خلقِ عالم بر من ستیزد — رخ بر نتابم از خاکِ درگاه

در راهِ عشقش سر بنهادم
الحکم لله الحکمُ لله
جُز عشق و مستی تزویر راه است
در کیشِ رندان آیین آگاه
زلفش سیاه و رخساره گلگون
در روی جانان خوبان صبغة الله
دل دادم و دین با شوخِ سرکش
مستانه شاها آه از دلت آه

عاشقم یاران بهرِ عارضِ مه پارهٔ
سرو قد گلعذاری مهوشِ عیارهٔ
دین و اسلامم را تاراجِ یک نظاره کرد
کافرِ جادو فریب دلبرِ ستیارهٔ
از دو چشمم دور شد تا روی آن شمعِ چگل
میرود از هر سرِ مویم ز خون فوارهٔ
هر سحر آیم نهانی از رقیبان من بگوش
تا کنم بر حسنِ زیبائش نگر نظارهٔ

گشته صد پاره دلِ غم پرورِ مستانه شاه
از سنانِ جادوان و خنجر مه پارهٔ

دِل از غم تو دو نیم گشته
جان در تبِ تو سقیم گشته
موسی دلم ز عشقِ رویت
در طورِ جسد کلیم گشته
بی روی تو ام بهشت و فردوس
بدتر بمن از جحیم گشته
ای دل بکجا همیروی تو
کان یار بتو مقیم گشته
این قدِ الف ز هجرِ رویت
چون حلقهٔ حا و میم گشته

مستانه شه از فروغِ رویت
بیضائی دلِ سلیم گشته

ای کین نگان به تیرِ نگاهت نشانهٔ | ظاهر جمالِ تست دو عالم بهانهٔ
یک نقطهٔ ز لعلِ تو این جمله کائنات | مکتوبِ هر دو کون ز حسنت فسانهٔ
رستم ز مدرسه و قال و قیلِ علم | ما و خمار خانهٔ و چنگ و چغانهٔ
از حسنِ مهوشان شه کون و مکان من | مقصودِ من توئی و تمامی بهانهٔ

مستانه شه بمیم محمد شده است بند
مرغِ دلش نگشت گرفتار دانهٔ

ز هجرت شعله ای جان پاره پاره | ز عشقت شد دل و جان پاره پاره
نثارِ مقدمت لعلِ جگر را | فگندم من بمیدان پاره پاره
دلم بر ناوکِ چشمِ سیاهت | بشد صد جا ز پیکان پاره پاره
ز شوقِ وصلِ تو طفلِ دلِ من | فتاده بین بمیدان پاره پاره
دلِ چون کعبه ام زان چشمِ جادو | مساز ای نامسلمان پاره پاره

دو صد جا گشته بر مستانه شاهت
جگر از زهرِ هجران پاره پاره

بده ساقی مرا جامِ مغانه | لکن سرمستم از چنگ و چغانه
به تیرِ غمزهٔ جادو فریبت | نما این سینهٔ صافم نشانهٔ
برآ از خانهٔ دل یکزمانی | روم من تا بکی خانه بخانه
روم چون مُرغِ روح از هر دو عالم | نیم من بند اندر آب و دانه

ز اشعارِ شہ مستانہ مطرب
بخوان بیتی بطرزِ عاشقانہ

تا پردہ ز حُسن بر کشودہ — قلبِ دو جہان بخود ربودہ
تا تار نمودہ ہر دو عالم — بر غالیہ مشکِ تر بسودہ
از تیرِ نگاہِ چشمِ جادو — زنگِ دلِ عاشقان زدودہ
بر حُسنِ بتانِ رشکِ خورشید — عکسِ رخِ خویشتن فزودہ
چون رفت خودی ز دیدۂ من — جز حق بجہان عیان نمودہ
مُرغِ دلِ خود ہدف نمائم — چون غمزۂ چشم بر کشودہ

از گوش و لبانِ شاہ مستان
خود گفتہ بخود و خود شنودہ

بی نشان دلبرِ من خوش بہ نشان آمدہ — بر رخِ حسنِ بتان جلوہ کنان آمدہ
لم یلد ذاتِ تو ای شاہ و ولم یولد است — گرچہ از حسنِ فلان ابنِ فلان آمدہ
کردی آئینہ صفت کون و مکان حیران — از توجہ و لم بستِ زبان آمدہ
حسنِ تو گشتہ عیان بر ہمہ چشمِ عشاق — گرچہ از دیدۂ ایجاد نہان آمدہ
از دو ابرو و دو چشمانِ سیاہِ خوبان — دیدم از دیدۂ عشاق عیان آمدہ

میلِ عینی بود از عینِ جہان مستان شاہ
نزدِ مہتاب تو با تبسم کنان آمدہ

تا صنما چهره بپرداخته   مُلکِ جهان را به نگه تاخته
حاجتِ شمشیر چه با تیغِ حسن   کار همه اهلِ وفا ساخته
از سرِ زلفِ سیهٔ شک بیز   ولوله در دهر میانداخته
طوق بگردن فگن از عشقِ یار   کم تو بعشقش نه ز یک فاخته

دین و دلِ خویش چو مستانه شاه
در سرِ گیسوی صنم باخته

تا دو چشمان خود سیه کرده   روزگارِ مرا تبه کرده
گشت عالم ز غمزه اش سیراب   این دلِ زارِ من گنه کرده
منفعل ماه و مشتری جانان   از رخِ ماهِ چارده کرده
نیست حاجت بچشمهٔ زمزم   در دلم غمزهٔ تو ره کرده

گر چه بیضا فروش عالم را
تا به مستانه شه نگه کرده

ای ساقیٔ باقیٔ یگانه   مستم بکن از میِ مغانه
تا طائرِ روحِ قدسیٔ من   پرواز کند ز آب و دانه
برساز به تیرِ غمزهٔ خود   لوحِ دلِ زارِ من نشانه
کان شاهدِ بحتِ لامکانی   جلوه بنمود دلبرانه
آن آتشِ ایمنِ آلهی   در سینه همیزند زبانه

جز قصهٔ عشقِ حسنِ نیکو نقل و جهان بود فسانه
ای مطربِ عشق نغمه برگیر بنمای سماعِ عاشقانه
کآواز همی رسد بگوشم از عالمِ غیب بی ترانه
از علم و عمل مباش مغرور کاینجاست خزانه بر خزانه

مستانه شها بگرد عنقا
در قافِ قدم کن آشیانه

بر حسنِ یار پردهٔ اغیار آمده یعنی ز کُن فکان پدیدار آمده
از حسن مهوشان بنموده جمالِ خود عاشق شده بخویش خریدار آمده
مجنون شده و سر زده در دشت و کوه لیلی شده بچهرهٔ گلنار آمده
یعقوب گشته به بیت الحزن قرین یوسف شده ز حسن و بیازار آمده
موسی شده لن ترانی نموده خود مولی شده و جلوهٔ دیدار آمده
احمد شده و جلوه عیان کرده در عرب حیدر شده و با همه کرار آمده
از حسن مهوشانِ دو عالم نگار من بر قع برخ فگنده و اظهار آمده
خود گشته عاشق رخِ زیبای خود ازو عاشق شده و طالبِ دیدار آمده
مومن شده و سبحهٔ صد دانه داشته کافر شده برشتهٔ زنار آمده
گیسو شده و تیر شده چهار زد عنبر شده و نافهٔ تاتار آمده
برگفت خود انا الحق از زبانِ خویش منصور خود شده و سرِ دار آمده

در دیدهٔ بصیر عیان باشد این زمان
مستانه شاه گشته بگفتار آمده

ز لعلت ای گلِ خندان تازه — مرا هر دم رسد صد جانِ تازه
ز حسنِ گل یوم هو فی شان — رسد با هر زمان جانانِ تازه
نعیم در آرزوی جنت و حور — بود هر لحظه ام بستانِ تازه
ز ایمانِ مفصل تا بمجمل — بیارم هر زمان ایمانِ تازه

ز مستانِ شاه دزد و چشم جان
دهد هر دم لبِ او جانِ تازه

تا این دلم نگشت مصقل چو آئینه — دیدم جمالِ دوست و بادم معاینه
سازی اگر تو آئینهٔ جان و دل صفا — بینی جمالِ دوست معین هر آئینه
رفتی چو از خودی بود آنگه خدا عیان — یابی بجز خدا دگری در میانه نه
مستانه شه نمود طلب وصلِ آن نگار — در پیشِ ره نهاد دلِ آرایش آئینه

آنکه با عشوه و تمکین و بناز آمدهٔ — چشم بد دور که این شعبده باز آمدهٔ
تا قیامت نه هم صبح میدان گنه — کاشب اندر بر ما ای عمر دراز آمدهٔ
غمزه ور کار کن ناز مفر باجانان — چون بلبل بر دل ربایت بنیاز آمدهٔ
جلوهٔ طور گرفت موسی چشم عالم — تا تو از حسنِ حقیقت بمجاز آمدهٔ
اندرین پرده کو مین بحسنِ نیکو — شاهِ محمود نه از بهر ایاز آمدهٔ

دلبران با دف و نیست که ربوده دل تو
که درین میکده با سوز و گداز آمده

در بغل شیشه و در لب نی و اندر کف تار
بهر عشاقِ خدا ای شوخ بساز آمده

تا بری حضرت دلها بمیدان الست
خوش رسن‌ها ز گیسوی دراز آمده

ساز او لی صنو ز خوبان طالبِ عشق
گر بمیخانه‌ها بهر نماز آمده

دمبدم صوت انا الله رسد از بغل و جود
که برین امین جان شمع طراز آمده

میکنی پاره صد و اینه دل هر پاره هزار
بهر قتلم چو تیر مژگانِ دراز آمده

اینچنین جلوه کنان شمعِ دلِ مستان شاه
مگر از دیدهٔ حق‌بینِ نیاز آمده

ای ز لعلت جوهر جان ریخته
وی ز زلفت مشکِ عنبر بیخته

میکنی تو بر سرِ هر تارِ مو
صد هزاران مرغِ دل آویخته

زاهدان از خوفِ چشمِ مست تو
جملگی در صومعه بگریخته

همچو مینا جلوهٔ رخسارِ تو
می بحسنِ چون پری آمیخته

عاشقان بهرِ نثارت ای صنم
نقد جان اندر قدومت ریخته

چشم جادوئی تو ای شمعِ چگل
صد هزاران فتنه‌ها انگیخته

در رکابت چون شده مستانه شاه
جبرئیل اندر رهت پر ریخته

تا بمن ای شوخ نگه کرده
طائرِ دل صیدِ بلا کرده

گشت سیه روزِ همه عاشقان
چشمِ سیه تا تو سیه کرده

عیدی عاشق دہی از تیغِ ناز … دستِ خود از خون چو حنا کردۂ
زلفِ کمند تیرِ نگہ تیغِ ناز … باز بقتلم چہ بلا کردۂ
گفتہ بدہی آب ز تیغت دہم … شاہِ جہان وعدہ بجا کردۂ

باز بچشمتِ دلِ مستانہ شاہ
بود فنا باز فنا کردۂ

دی مغبچۂ دیدم در دیرِ کلیسائے … مفتون رخش گشتم ہم والہ وشیدائی
بنمود ز رخسارش در دیدہ تجلائی … از خود بشدم بیخود چون ہیکلِ موسائے
از معبدِ زہاد آن آنشوخ بیک غمزہ … بربود مرا یکدم در مشربِ ترسائی
در کوی ملامت زد زجاجۂ ناموسم … آنشوخ رہا ہم کرد در کوچۂ رسوائے
ساقی قدحی درداد در دیدۂ مخمورم … سرشارِ شرابم کرد آن دلبر زیبائے
چون دیدہ بشد روشن خود دلبرِ خود بودم … افسوس کہ من کردم سیاحی بیجائے

مستانہ شہِ عارف از دوست چو شد واقف
گردید ز مشرب ہا فی الجملہ تبرائے

یک لحظہ اگر جانا در دیدۂ من آئے … گردی بجمالِ خود زین دیدہ تماشائے
تا چشم سیاہت دید در خوابِ عدم چشمم … این دل برمید از من چون آہوی صحرائے
بی حسن دلارایت ای رشکِ رخِ یوسف … یعقوب صفت گشتم در کلبۂ تنہائی
صد چشمۂ ظلمانی ریزد ز لبِ لعلم … کہ لب بلبم آید دوست یک لحظہ تو ترسائی

از عشقِ رخت ایدوست چون ملحدِ دیرینه — گه دیر و حرم رفتم گه معبدِ ترسائے
آئینه صفت گشتم عمری ز پی حسنت — آخر بچه تقصیری در دیده نمے آئی
تا ماهِ دلم گردید فانی برخِ جانان — برداشت بیک جلوه صد تابشِ بیضائی

چون شد زدوئی بکنار مستانه شه شیدا
در دل بشد آندلبر از ذکر انا للهے

ایکه تو نور دیدهٔ بصری — از چه بر عاشقان نمی نگری
خوفِ دیوانگی بود یاران — شبِ ماهست و قصّهای پری
از ازل تا ابد مقیم تو ئیم — بوالهوس نیستم در رهگذرے
ناکِ دل ایکه نظر بگرفت — چون بشد ز بیطلبی دیده پری
ساحران میروند بملکِ عدم — گر کند جادوئی تو جادوگری
روز و شب ای نگارِ زیبائے — گاه شمسی بدیده گه قمری
ناوکِ غمزه چون نماید یار — چون کُنی سینه نزد او سپری
خاکِ راهِ حریم خواهم شد — نیستم ز عاشقان در بدرے

سوئے مستانه شه چرا از ناز
برگو ای جان من نمے نگرے

ایکه بر چشم خویش جلوه گری — خود جمالِ نگارِ خود نظری
جز تو کس نیست در همه عالم — روز چون شمسی و شب قمری

گہ ز موسی توئی نظارہ کنان | گہ انا اللہ نمائی از شجری
خود توئی پردگی و پردہ نشین | خود توئی پردہ خود تو پردہ درے
گہ کنی سرمہ با دو چشم سیاہ | بکی غمزہ دین و دل ببرے
گردش چشم را اگر دارنے | سازی عالم بیک نگہ نظرے
آتش از چہرہ خود برافروزی | نام سازیش آدمی و پرے
قامتِ سرو را قیام دہی | یکجہان دل بیکخرام برے
لبِ شیرین بخندہ بکشائی | کوہ ز فرہاد خود کنی کمرے
بہر دلہا کشی دو زلفِ سیاہ | گہ چو سبحہ نمائیم دگرے
خطِ مشکین کشی بمصحف رو | ہالہ آسا بعارضِ قمرے
تیر مژگان کشائے از چشمان | خود ز سینہ نمائیش سپرے
خود بگیری تو آئینہ بر دست | حسنِ خود را بچشم خود نگری
لیلیٰ خود شوی و خود مجنون | دلبر خود شوی و دل ببرے
خود تو دہقان خود زمین خود | دانہ خود خودی و خود شجرے
گہ شوی دیدۂ تو عشاقان | گہ ز خوبان کنی تو جلوہ گری
نیست جز تو بعارضِ خوبان | خود تو ظاہر ز حسنِ ہر بشرے

خود عیانی ز قلبِ مستان شاہ
خود کنی از لبش تو نطق برے

شدم سرمست ای یاران ز چشمِ مستِ آن ساقی | نه محتاجم بمیخانه که خوردم جامِ میثاقی
بدیدم چون بخود جانان شدم معشوق خود آخر | اگرچه کرده ام عمری بعالم عشق و عُشّاقی
ندیدم آدمی چون تو دگر در عرصهٔ عالم | پری روئی باین حسنی فرشته یا باخلاقی
حیاتِ جاودانی یافتم از عشقِ آن جانان | فنا گشتم ز جسم و جان بحُسنِ او شدم باقی

زعشقِ آن پری پیکر چگویم من کمستان شاه
تمامی هفت صد دفتر و در دل چنان باقی

ای صنم گر نقاب بکشائی | ماه گردد اسیر تا ماهی
کن فکان جمله میشود مجنون | گر کند عارضِ تو لیلائی
چه که بر عاشقان تو وصل دهی | به که بر مفلسان ببخشائی
روغنی از بنفشه و بادام | که ز هجرت شدیم سودائی
تا بکی زلف را بباد دهی | تا بکی داریم برسوائی
چه شود گر چو جانِ رفتهٔ ما | یکنفس نزدِ ما تو باز آئی

شاه مستان دهی ز نورِ جمال
دلِ ما را چو دیده بینائی

بیا تا کشتگان بسیار بینی | ز خونِ عاشقان گلزار بینی
همانا نیکه بودند سبحه گردان | بگردن جمله را زُنّار بینی
قبائی واعظ و تسبیح زاهد | گرو در خانهٔ خمّار بینی

دلِ زارِ حزینِ جملهٔ عُشّاق — سجال مرکزت پرکار بینی
همه آئینه ساگر دیده محفل — بیا گر حسنِ خود ای باز بینی
حمائل دستِ من در گردنِ خود — الٰهی چون گلِ طوبار بینی

زعشقِ خویشتن مستانه شه را
چو منصور عاقبت بردار بینی

به تیرِ غمزه کارم شاهِ خوبان ساختی رفتی — دو صد پاره دلم در خاکِ خون انداختی رفتی
بمژگانِ سیاهت ای مه خاور لقائی من — زملکِ دل متاعِ دین و ایمان تاختی رفتی
بهر شب تا سحر سوزان بیادِ وصل می بودم — چو چشمم عاقبت از یک نگه بگداختی رفتی
بدورِ چشمِ مستِ تو ز عالم بے خبر بودم — گرفتارم بغمهائی فراوان ساختی رفتی

زهجرِ عارضِ لیلی وشت مستانه شاه عشق
مرا چون قیس دیوانه بعالم ساختی رفتی

چه دیدی از منِ مسکین چه دیدے — که همچون آهوئے وحشی رمیدی
کشیدم جان و دل بهرِ بشارت — چرا دامن تو از من بر کشیدے
چو مرغِ روح از پیشِ دو چشمم — چرا ای طائرِ قدسی پریدے
اگر مقصودِ تو کشتن مرا بود — بمقصود ای جفا کیشم رسیدے
جمالِ خویش پنهان کردی از من — ز من بد کار ای نیکو چه دیدی
بده زنهار قیم از لعلِ لبانت — چو دل از تارِ زلفِ خود گزیدی

بہ تیرِ غمزہ اش مستانہ شاہا
بحمد اللہ کہ تو ہر دم شہیدے

مے برد دل ز برم شوخ پری رخسارے
مہوشے سیمبرے موئے میان دلبرکے
کردہ تاراج دل و دینِ من از نیم نگاہ
غنچہ بربستہ زبان پیشِ لبِ میگونش

دلبرے لب شکرے فتنہ گرے عیارے
صنمے رو قمرے جلوہ گرے طرارے
نرگسے جادوگرے غمزہ زنے بیمارے
میخورد خونِ جگر بلبلِ از ین گفتارے

کافرِ چشمِ سیاہِ تو شدہ مستان شاہ
بر میان بستہ ز زلف کلفت زنارے

زلف شبگون صبح انگیز ندیدست کسے
از لبِ غنچہ تکلم لب شکر میفرمود
مردمِ چشمِ تو بنمود جہان را بسمل
میخرامید ی ومیگفت ملائک زسما
طے نمودست بیک پویہ سمند تو فلک
قدِ دلجوئی تو قلب و جہان را برбود

آفتاب از دلِ شب خیز ندیدست کسے
کاینچنین قندِ گل آمیز ندیدست کسے
در حرم کافرِ خونریز ندیدست کسے
قامتِ چون تو بلاخیز ندیدست کسے
راکبے چون تو بہمیز ندیدست کسے
شاخۂ سروِ دل آویز ندیدست کسے

بسمل مصرعہ سامع بشدم مستان شاہ
خنجرِ گشتہ ام تیز ندیدست کسے

فلک بر حالِ زارِ من چہ کردے
جدا کردی ز یارِ من چہ کردے

زدی آتش بجانِ ناتوانم — که بااین سینه زارِ من چه کردے
وفا گفتی جفا بنمودی اے یار — چه گفتی ای نگارِ من چه کردے
بنودم شاهها صبح از فراقت — بچشم زنده دارِ من چه کردے
فگندی طشتِ بدنامیم از بام — چه کردی پردارِ من چه کردے

زدی مینائی مستان شاه بنگی
برین فصلِ بهارِ من چه کردے

ابدات حق بصورتِ انسان خوش آمدی — درآتش خاک حضرتِ سبحان خوش آمدی
چون تابِ آن نداشت که بیند رخِ تو چشم — آئینه کرده از بشر ای جان خوش آمدی
همچون الف ز بسمی و یا نقطهٔ از ل — یا چون مبین از دلِ قرآن خوش آمدی
با عزو ناز و غمزه و شوخی و دلبرے — ای شاهِ حسن سوئی فقیران خوش آمدی
یعقوب وار کلبهٔ ما بود بے رخت — ای یوسفِ خجسته بکنعان خوش آمدی

مستانه شاه حسنِ تو دید ست ذاتِ حق
مرات حق بصحبتِ مستان خوش آمدی

غوثِ اعظم شهِ جیلان مه سبحان مددی — قطب الاقطابِ جهان هادی دوران مددے
گشته صد پاره دلم رشتهٔ گیسو رحمی — خونفشان چاک جگر سوزنِ مژگان مددے
پرخطر منزل و شب تیره و مقصد معدوم — شش جهت مانده ام ای شمع شبستان مددے
لاتخف گفتهٔ ای گوهرِ بحرِ صمدے — کرده پر خوف دلم نقشهٔ امکان مددے

برقِ رخسارِ تو آتش زده در خرمنِ جان　　سوختم بهرِ خدا ابر نیستان مددی
جسم زورق بود و حبِّ جهان روی آب　　میرود جمله ازین حُب بطوفان مددی
عاشقانت شده سرمستِ جمالِ جانان　　منکر از تو ازین بادهٔ عرفان مددی
خاورِ برجِ حقیقت خلفِ راهِ طریق　　کاشفِ علمِ لدنِ اکمل عرفان مددی

چنگ در عروهٔ وثقایٔ تو زد مستان شاه
دست گیرش نگرم هادیِ دوران مددی

چو نوشیدم شراب از لعلِ ساقی　　شدم با حضرتِ جانان ملاقی
نگشت از هستیم یکذره ظاهر　　فنا گردیدم اندر ذاتِ باقی
عروسِ زالِ دنیا را برآندم　　نگشتم جفتِ با بکر طلاقی
ملاف ای زاهد از کشف و کرامات　　که نبود معتبر خون خناقی

چو مستان شه نشد بیخود ز شهناز
نوازای مطرب از رمز عراقی

از میِ دیدار مستم یاعلی　　شیشهٔ تقوی شکستم یاعلی
بر شکستم چون طلسماتِ وجود　　نقد جان آمد بدستم یاعلی
سالها شد من ز عشقِ آن نگار　　نعرهٔ هو هو زدستم یاعلی
وی بُدم من زاهدِ مسجد نشین　　این زمان ترسا شدستم یاعلی
بر جمالِ پاکت ای زیبا پسر　　عاشق و شیدا و مستم یاعلی

دوش مستان شه ز زلفِ آن صنم
درمیان زنّار بستم یللی

گر بسرم یار سری داشتی	فخرِ من از عرش بری داشتی
شرطِ وفا شمع چگل این نبود	من بتو و تو دگری داشتی
عظم رمیمم بشدی زنده بار	گر سرِ خاکم گذری داشتی
وه چه خوش آن وقت که دلدارِ من	بر منِ بیدل نظری داشتی
سرو ترا ساخت نشیمن بخویش	چشمهٔ چشمم ثمری داشتی
ماهِ مرا کرد بزیرِ تراب	چرخ بمن بدگهری داشتی
ناوکِ دلدوز چو دیده عقاب	کز پی لعلِ خویش پری داشتی
گفت انا الله ز درختی احد	کاش ثمر چون شجری داشتی

ای خبر از علم چو مستانه شاه
کاش که از خود خبری داشتی

رخنه کرده بدلم ناوکِ نازِ عجبی	طرزِ چشمِ عجبی فتنه طرازِ عجبی
بوالعجب حسن و جمال و خط و خال و گیسو	سرو قدّی عجبی قامتِ نازِ عجبی
جان و دل بالبِ زلفِ تو پیاپی دارد	گفتگوی عجبی راز و نیازِ عجبی
از ازل تا ابد مرغِ دلم سر بسجود	طاقِ ابرو عجبی ست و نمازِ عجبی
او مراهست بدل هست دلم در دستش	رونمائی عجبی آئینه بازِ عجبی

گردیسراب دل از تیرِ نگاهِ خونخوار ترک تازِ عجبی بنده نوازِ عجبی

دم بدم بزمِ الستی بردم مستان شاه
نغمه خوانی عجبی ساز نوازِ عجبی

ایدل نه چرا اقرار دارے معشوقه تو در کنار دارے
تیرے چو خوری نه غمزهٔ یار میلی دگر از هزار دارے
ای آهوی چشمِ شوخِ جانان شیرانِ جهان شکار دارے
ای شمس و قمر بحُسنِ دلبر بر گوی چه اعتبار دارے
زاهد تو نه بینی حسنِ خوبان در دیده مگر غبار دارے
ای جان دلِ خود بکف گرفتی فکری مگر از نثار دارے
سوزی تو بتابِ خود جهان را ای سینه چرا شرار دارے
از گرمیٔ محشرت چه پروا چون دیدهٔ اشکبار دارے

مستانه شه از صلوة منصور
معراج مگر بدار دارے

ایدل غمِ روزگار تا کی اندیشهٔ بیشمار تا کے
گردید خزان بهارِ عمرت داری هوس بهار تا کی
می پیچ بخویش همچو اخگر چون شعله کنی شرار تا کے
می باز بنردِ عشقِ کونین با جامه و زر قمار تا کے

چون اشتر مست بگسل از خود — بر دستِ خرد مهار تا کے
در بحرِ محیطِ حق فرو شو — گردی بلب کنار تا کے

مستانه شها احد شنا باش
این پنج و شش و چهار تا کے

چشم خونین تنِ سیمین قدِ رعنا داری — زلف پُر چین لب مه چین رخ زیبا داری
ترکِ جادو خمِ ابرو مه رو ناوکِ ناز — برده خوبان جهان جمله بیغما داری
چهره بنمودن و دلِ بردن و رخ پوشیدن — عالم بستهٔ این ناز و اداها داری
عقل و دینم بسرِ زلف تو شد رو بخت — دل و جان حاضر است ار میل به اینها داری

خون فشان از بنِ هر مو شده مستان شاہت
دیگر از عاشقِ بیدل چه تمنا دارے

تو شمعِ جان عرفانی مدد یا شاہِ جیلانی — جمال حیّ سبحانی مدد یا شاہِ جیلانی
ز چشمِ خود نگاهی کن ز قربِ خود عطائی کن — بعهدِ خود وفائی کن مدد یا شاہِ جیلانی
شنو ای شه خروش از من جمالِ خود مپوش از من — رخست بربوده هوش از من مدد یا شاہِ جیلانی
ز نورِ ذاتِ رحمانی بصورت مصطفیٰ ثانی — ولایت را علی ثانی مدد یا شاہِ جیلانی
حسن را نورِ عینانی حسین را جوهر جانی — تو چون سرتاجِ پیرانی مدد یا شاہِ جیلانی
شنو این عرض و فریادم رسان در ملکِ بغدادم — ز وصلِ خود بکن شادم مدد یا شاہِ جیلانی
مریدانرا بکن رحمی ز عشقِ خود بده جامی — نما رو تا ز رخت شامی مدد یا شاہِ جیلانی

قوی کن نسبتِ ما را مؤثر صحبتِ ما را　　بیفزون عظمتِ ما را مدد یا شاهِ جیلانی

فنای عشق تو گشتم ز جامِ حسنِ تو مستم　　ازین کون و مکان رستم مدد یا شاهِ جیلانی

بده شاهی درین مهدم بسرّ حق ولیعهدم　　رسان در عشق بنیادم مدد یا شاهِ جیلانی

بذاتت التجا دارم شفائی ده که بیمارم　　ز دستِ خلق افگارم مدد یا شاهِ جیلانی

بکن ننگ مرا ای شه بتو افگنده ام خود را　　باسرارت بکن آگه مدد یا شاهِ جیلانی

بمستان شه عنایت کن ورا راهِ ولایت کن
نظر بهرِ خدایت کن مدد یا شاهِ جیلانی

ای طائرِ قدسِ لامکانی　　تا کے تو درین قفس بمانی

از ظلمتِ تن ندیده خورشید　　ظلمت بزدای خود توانی

بشنو تو کنت کنز مخفی　　اعیان شده نقدِ آن نهانی

در مژده کل شیء هالک　　از رمزِ نفخت لامکانی

مهتابِ حقیقی چون نمائید　　ای پردهٔ جان ما کتانی

خود جلوه گر است حسنِ انسان　　نامیت فلان یا فلانی

از تابش نور گل بوم　　هر لحظه ترا است نیک شانی

مستانه شها خدائی بین باش
تا جلوه کند ضیائے شانی

ای گل زگدام بوستانی　　کافروخته رخ چو ارغوانی

تو نور کدام دیده هستی — یا شمع کدام دودمانی
پرواز نموده ز الطاف — طاؤس کدام آشیانی
نقد دل خویش بر روی زمین — بنشسته مگر بقصد جانی
تیر تو نشست تا بسوفار — ای ابروی یار شوخ کمانی
برخیز و بیار جام باده — تا برنخوری تو از جوانی
ای رشک پری تو از زمینی — یا ماه منیر آسمانی
خجلت ده قرص آفتابی — هم غیرت آذری بتابی

از تابش حسن آن دلارام
مستان شده جمله عاشقانی

بشهید غمزه یگره صنما رخ ار نمائی — که دمی ببین عاشق دهدت بره نمائی
دل و دیده فرش راهت نموده عمر عاشق — نه بدل قرار گیری نه در دل دیده آئی
عرفا که اهل رازند بدل دوان نسازند — ز بهشت بی نیازند بخیال آشنائی
بگدائی مست و مسرور نه بشاهی اند مغرور — که بجادهٔ محبت چه گدائی و چه شاهی
دل و جان هدف چه باشد که بقوس تیر مژگان — همه تن فدای نازت که تو ناوک آزمائی
همه دلبران هلاکت شود ای نگار طناز — تو بدین جمال و خوبی چه نمائی دلربائی
همه طائران عشقند سجدیقه جمالت — چه عراقی و چه رومی چه نظامی و سنائی
نه شقایق است و لاله همه خون نگرو خان است — که شدند خاک این دشت ز خم ز نگ کائی

چو زخونِ عاشقان ہست بہ تنِ تو جامہ گلگون — کفِ دست نازپرور زچہ کردہ حنائی
بطلب چو پر گشودم برِ عرش از وشنودم — کہ مراست مژدہ دردل کہ دل ست حریم شاہی

مہ و مہر گشتہ پنہان بہ صفائی شُلہ مستان
تو برو و برو کہ اعمی نہ مرست خودنمائی

شنیدم زہاتفِ دوش این پیامے — کہ میگفت ای شہ عالیمقامے
توئی آن طائرِ گلزارِ لاہوت — پری ہردم چرا با می بہامے
نشیمن ساز اندر قافِ قربت — زحسنِ دلفریبم گیر کامے
زعشقم در گلو زنار می بند — بیادم سجدہ میکُن باصنامے
بیا نابدم عشق ما شو از جان — بجا راز نہ جاج نیکنامی
بیائیم صد قدم پیش از تو لُطف — اگر تو یک قدم سویم خرامے

زقید کفر و دین مستانہ شہ شو
بگو با ہر دو چون ذالنون سلامے

نسیما جانبِ آن مہ گذاری — بہر پیغامِ یار ے را بیاری
بگو اے شاہ تختِ کامرانی — دل آرا شاہدی سیمین عذارے
توئی آسودہ در گنجِ سلامت — منم از ہر دیاری بر دیاری
نہ روزم بی تو آرام ست اے یار — نہ شب بی وصل تو دارم قرارے
بشد جسمِ ضعیفم نالِ قمری — بجان زد آتشِ عشقت شرارے

ربوده جمله دلها را بغیا ندیدم همچو چشم تو عیاری

شود احیا پس از عمری گر از لطف
کنی بر خاکِ مستان شه گذاری

ای مُرغ بهشتی از کجائی گاید ز تو بوئے آشنائی
چون شاہد روح جلوه کردی بنشین نفسی که جانِ مائی
نمودی با تو ذاتِ مطلق از عارضِ خویش و زصفائی
ای نوح محیط عشق تا کے بنشسته بکشتی فنائے

مستانه شهِ دولتِ عشق
در ملکِ وجود بادشاهی

ساقیا در ده مدام جامِ مئ تا فنا گردد ز چشمم کلّ شے
مطربِ خوشخوانِ من صوتِ الست از زبان چنگ گو در گوش نے
گشته است آئینه سراپائی من ای شهِ میمون لقا انظر لے
چشمهٔ آبِ لقا در لعل تست چند گردند تشنگان در کو وحی

تا که مستانه شه رود از خویشتن
ساقیا در ده مدام جام مے

تا کے ز پسِ پردهِ رخ خویش نمائی انگن تو ز رخ پرده که خود پرده درآئی
در دل بنشینی و بری دل ز منِ زار عاشق شده از دیدهٔ من باز برآئی

از روزِ ازل تا به ابد صیدِ تو هستم
ازدامِ تو مارا بنود هیچ رہائی

باشد ز نگاتم چہ خبر اہلِ صور را
عطار صفت داند و یا شیخ سنائی

تا ما و منی بود ہمہ وضع دوئی بود
گردید عیان دوست چو رسیدم زبانی

عشاق ہمان جلوۂ بیرنگ تو بینند
ہر لحظہ اگر جلوۂ دیگر بنمائی

گہ احمد جامی وگہی مولوئی روم
گہ از لبِ مستان شہِ عشاق سرائی

من کہ رندِ می پرستم یللّے
از ہمہ ملّت بر ستم یللّے

گرچہ کافر زاہدِ شہر از غرور
خواند آن ناحق پرستم یللّے

شکر للہ نیستم ز اہلِ غرور
ہرچہ میگویند ہستم یللّے

مہرۂ دل را بتار نورِ عشق
بہرِ وصلِ یار بستم یللّے

اینہمہ بت ہائے مائی و منی
چون خلیل از جان شکستم یللّے

چون کہ ظاہر شد خدا از حسنِ خویش
عارف صورت پرستم یللّے

باز میگو از زبانِ چنگ و نَی
مطربا صوتِ الستم یللّے

دیدہ بر دارند ساقی ازل
ساغرِ زرین بدستم یللّے

دل گسستم از ہمہ کون و مکان
در شکنجِ یار لستم یللّے

شد ز قافِ دل پریم جلوہ گر
این طلسمِ تن شکستم یللّے

از ازل تا بر ابد چون مرغِ روح
من بیک پرواز ہستم یللّے

جمله عالم حسنِ یار من نمود   از غمِ اغیار رستم بیللے

همچو چشم مست مستان شاه عشق
مستِ مستی و مست مستم بیللے

ای مه ز بنفشه تاب داری   در تنگ شکر شراب داری
آتش زدی مُرغِ دل ز رخسار   میلے مگر از کباب داری
از یار مگر رسید مژده   ای دل تو چه اضطراب داری
دل بردی و جان تو نیز می بر   ایدوست چرا شتاب داری
با چشم سیاه بیاید آن ماه   ای فتنه تو سر بخواب دارے
مستم بکن از نگاهِ مستت   در دست چه جام ناب دارے
مُرغِ دل من بزلف بند است   گر میل تو با کباب دارے
چشمم بر کاب خویش هر دم   با مهر و مه همرکاب داری
جز چشمِ تو نیست چشمِ عالم   بر رخ تو چرا نقاب داری
در ظلمتِ تن مسوز جانم   حُسنی تو چو آفتاب داری
تا کے ز تو بهر نیم غمزه   بسمل شده را عذاب داری

مستانه شها ز دولتِ عشق
لعل لب و مشکناب دارے

بیخود دلِ مجروحم از جامِ شراب ولی   در دیرِ مغانِ عشق سرمست خراب ولی

از ملک عبودیت این ثر اله جسم من — در عارض زیبایش گردد اگر آب اولی
سجاده چکار آید چون نیست رخ یارم — تسبیح و مرقع هارهن می ناب اولی
من زهد نمیخواهم بگرفته دل از مسجد — با اهل خراباتی بنشسته خراب اولی
تا پیرهن جانرا سازند قبا عشاق — یک لحظه ز حسن خود ای ماه نقاب اولی
چون ست جمال یارا ز حسن جلال اعیان — با اهل نظر بازان زان یار عتاب اولی
خونابه چکان گشته این مرغ دل زارم — از آتش رخسارش در سینه کباب اولی
چون مست و خرابم کرد از جام می منصور — گر فتنه شود بالا از چنگ و رباب اولی

چون عمر بسر آید مستانه شه عارف
در گوشه میخانه مست می ناب ولی

بیک جرعه خرابم کرده امشب ساغر ساقی — نمود این سایه ام خورشید ماه انور ساقی
مرا جوئید در بتخانه من بعد ای مسلمانان — که کافر ساختم آخر دو چشم کافر ساقی
چه خواهد گشت حال وی ز تیر غمزه جادو — که امشب طفل دل نخواهد نشست اندر بر ساقی
ندارم لائق قربانی جانان متاع خوش — بگردانم من این جان حزین گرد سر ساقی

بشد خورشید وحدت این دل مستانه شاه عشق
ز عکس حسن آن دلبر ز جام خاور ساقی

ببرم اگر تو یک شب صنما ز لطف آئے — سپرم روان خود را البت بر وتلئے
بمنی و مائی خود چقدر شوم گرفتار — همه شب گذاردارم ز غم تو چون سماعی

نگر از نسیم دامن سحری ز سو رسائی
بنما ز بارهٔ حسنت تن زار ما کتانی

ز کدام آشنائی بفدائی باد نازت
که همی رسد بجانم ز تو بوی آشنائی

شده خاک راهت عمری تن زارِ شاهِ مستان
شهِ رشکِ چین نگفتی سحری که ای فلانی

سوی صحرا ای صنم امروز تنها میروی
نیست مرغوب اینکه ای دلبر تو بی ما میروی

همچو خفاشان دو چشم میشود بیروی تو
گر تو یکدم از نظر ای رشک بیضا میروی

گر تن از همراهیت محروم شد جانِ جهان
لیک با خود جان و دل کرده بیکجا میروی

چند روزی بودی اندر عالمِ سفلی عیان
از نظر پنهان شده در قربِ علیا میروی

میکشی عشاق مسکین یا که میبازی حیات
می نشینی شاه مستان یکنفس یا میروی

دلبرا از گنجِ مخفی رو به اظهار آمدی
در لباسِ بو البشر خوش بو العجب کار آمدی

کردهٔ مسجود خود را از ملایک ای صنم
ساجدِ خود خود شدی خود را پرستار آمدی

خود صفی الله انی جاعل گردیدهٔ
خود شدی نوح و جهان را بحرِ زخار آمدی

ربِّ ارنی از کلیم الله تو خود فرمودهٔ
لن ترانی گفته و خود عینِ دیدار آمدی

آتشِ نمرود را از امتحان افروختی
خود خلیل الله شده زان نار گلزار آمدی

یوسفِ زیبا شده نه دانگ بربودی حسن
خود عزیز مصر و خود را خود خریدار آمدی

احیِ الموتی بگفته از لبِ عیسی شدی
جسته از دامِ جهان بر چرخ بیتار آمدی

برجمالِ مصطفیٰ کردی تجلی را اتم
من رآنی گفته خود ای نور ابصار آمدی

ختم شد دورِ نبوت تا سلطانِ عرب
اولیاء الله لاخوفٌ پدیدار آمدی

از لباسِ انبیا در اولیا کردی ظهور
حیدرِ صفدر شده بر جمله کرّار آمدی

دلق فقر و فاقه خود بر خویشتن پوشیدهٔ
از همه سر دفتر و سلطان و سالار آمدی

احسن الخالق بگفته از حسن کردی ظهور
زهر اندر جام هستی کرده ای یار آمدی

لشکرِ اعدا نمودی جمع در آبِ فرات
از حسین کربلا لب تشنه و زار آمدی

رمزِ سبحانی نمودی از لباسِ بایزید
خود انا الحق گفته چون منصور بر دار آمدی

عارفِ معنی شدی از رمز کر الله بیان
سبحهٔ صد دانه برکف همچو مکّار آمدی

گاه جنید و گاه شبلی گاه محی الدین شدی
با چنین جامهٔ ملبّس گرم بازار آمدی

بعد هر صد گشتهٔ اندر لباس جلوه گر
تا بصبغهٔ چهارده مستانه شاه وار آمدی

از غم ای سیمین عذارم سوختی
پائی تا سر چون شرارم سوختی

طشتِ بدنامیم افگندی ز بام
پرده‌ام ای پرده دارم سوختی

شمعِ رخساره فروزیدی ز ناز
جان و دل پروانه وارم سوختی

داغِ دل را برزدی آتش ز هجر
یکجهان چون لاله زارم سوختی

گه بوصل و گه بهجر و گه بناز
بار بار و بار بارم سوختی

نور دیده ز آتشِ هجرانِ خود
هر دو چشمِ اشکبارم سوختی

هر شبی تا هر سحر مستانه شاه
از فراقت شمع وارم سوختی

پردهٔ عصمت دریده رو ببازار آمدی — مشتری خود شدی خود را خریدار آمدی
خودپرستی پیشه کردی خودستا بر خود شدی — حسن خود را خود بدیدی خودپرستار آمدی
حسن آرائی نمودی از خط و خال الصنم — طرهٔ را پرتاب کرده همچو طرار آمدی
برگرفتی آئینه بر کف ز بهر حسن خود — عاشق خود خود شدی خود را گرفتار آمدی
سرو قامت چون قیامت جا نمن آراستی — محشر از چشمان مازاغ البصر وار آمدی
لیلی خوبان شده حسن و جمال افروختی — گشته مجنون تا ز خود دل افگار آمدی
چشمهٔ ماءٔ جعلنا کل شیٔ حی شدی — گه بخوش رفتار و گفتار هم گهسار آمدی
خون شده در نافهٔ آهو گره خوردی بخود — عنبر اشهب شده خوش مشک تاتار آمدی
گرچه امسالی عجائب شده در نظر — تو همان شاهی نگار من که در پار آمدی
گه معین گه بختیار و گه فرید — گه محبوب الٰهی نور ابصار آمدی

گاه فخرالدین نیاز و شه نظام
گاه مستان شاه کابل گشته اظهار آمدی

طناب مهر را جانا گسستی — بگو از ما گسستی با که بستی
اگر گشتی ز چشم دور ظاهر — ولی اندر دلم نزدیک هستی
ترا خاطر مباد خسته یارب — اگرچه خاطر ما را بخستی

زبهرِ قتلِ من مژگان کشودی چو کردی قتلِ من فارغ نشستی

ربودی دین و دل مستانه شه را
چو یک ساعت بپهلویش نشستی

دمبدم بده ساقی از لبت مرا جامی تا زخود شوم بیخود زان شرابِ گلفامی

کامم ای مسیحا ده از دو لعلِ نوشینت تا بگیر داز لعلم لعلِ عاشقان کامی

رختِ هستی می بندد از دیارِ جسمِ من دوش از لبِ ساقی دل شنید پیغامی

میشود و صد فرسخ آن صنم من نزدیک چون نهم زخود بیرون در هوائی او گامی

از نکات گوناگون لب ببند مستان شاه
نیست لائقِ این می سینه‌های هر خامی

سوختی ای نگارم از دوری تا کی از چشمِ من تو مستوری

نور دیده ز رخ نما نوری تا شود نور من علی نوری

در شرابِ لبانِ گلگونت شاهِ خوبان بده تو دستوری

هر سرِ مو انا الحق سر زند بسکه خوردم شرابِ منصوری

چون نسیم سحر زند از ل ابدل از زلفِ یار معموری

بهر ناسورِ زخمِ مشتاقان مرهمِ صبح هیچ کافوری

چینی جانِ من زعشقِ رخت هر نفس دم زند ز فغفوری

یار نزدیکتر بود از جان تا بکی در فغانی از دوری

جان سپارم بلعلِ تو اکنون — طاقتم نیست یک نفس دوری

مست گشته ز چشم مستان شاه
عالمی ہمچو خُمِ انگوری

برفگن ز رخ پرده رشکِ ماهِ کنعانی — ساز هیکلِ جسمم از نگاهِ روحانی
عیدِ عاشقان آمد ای هلاکِ تیغت من — کاش چون ذبیح الله سازیم تو قربانی
شاه محفل آرایم یکشبی بمحفل آی — ساقیم بمجلس شو زان دو لعلِ رمانی
ماطغی دو چشم و رو مصحفِ جمالِ حق — آیتِ جمال و حسن دلبر انو شایانی
رشکِ موج میخانه می شود مزارِ من — گر ز لعلِ لبِ جانان جُرعه بر افشانی
زار زوی لعلِ تو شد مرا بسر عُمری — زیره سان دہی تا کی وعده ہائی کرمانی
مطربان سرودِ خوش عاشقان زده خوش — زاہدان قعودِ خوش تا روم بحق شانی
آتشم زده جانان برقِ حُسنِ زیبایت — کرده با تنِ زارم شعله ہائی نی سانی
زاہد العبیرِ عشق ره نیابی در جانان — ہمچو سینهٔ اشتر گر ببازی پیشانی
چون ز می خرابم دید افتاده اندر دیر — کافری ز غیرت گفت آه ازین مسلمانی
کرده عقل دور اندیش غرقِ فکر بسیارم — ساقیا ز جامِ می گر مرا تو برهانی

یوسفِ نگاهِ من ساختی ز ہجرانت
حالِ زارِ مستان شاه ہمچو پیرِ کنعانی

ہوشم ربوده است جمالِ محمدی — خواہم ز کردگار وصالِ محمدی

دیدهٔ جمالِ حق شبِ اسریٰ بالیقین — صلوا علی بعز و کمالِ محمدی

آبِ بقا و چشمهٔ زمزم و سلسبیل — یک قطره جملگی ز زلالِ محمدی

العلم نقطهٔ چو عیان گشت از حدیث — آن نقطه خوش بخوان تو ز خالِ محمدی

مستانه شاه نقیدؔ همیگوید هر نفس
صلوا علی محمد و آلِ محمدے

ای شاهِ حسن ظاهر و پنهان من توئی — چشم و زبان و گوش و دل و جانِ من توئی

ما را وکیل نیست بجز ذاتِ پاکِ تو — حجت توئی و قاطعِ برهانِ من توئی

حسن و جمالِ خود همی نگری ز عارضِ بتان — ناظر شده ز پردهٔ چشمانِ من توئی

قالوا بلی اگرچه شد اقرارِ من الست — یارب بجا کنندهٔ پیمانِ من توئی

ساقی توئی بمجلسِ من هر شب ای نگار — شاهد توئی و شمعِ شبستانِ من توئی

یک نقطه ایست جملهٔ کون و مکان عیان — آن نقطه در میانِ دل و جانِ من توئی

من پیرِ سال و ماهم و تو پیرِ رهنمون — فیاضِ جوق جوقِ مریدانِ من توئی

قایم بتست نسبتِ روحیم اے خدا — خود سلسله و سلسله جنبانِ من توئی

اسمی است در صور شده مستانه شه عیان
معنی توئی و قائلِ دیوانِ من توئی

در عارضِ تو نقاب تا کے — با مهرِ رخت سحاب تا کے

از خونِ جگر بگو چند — وز پارهٔ دل کباب تا کے

مجنون صفت و خرابہ گردیم
آشفتہ و دل خراب تا کی

زخمی نگہ بغمزۂ در باب
بسمل شدہ را عذاب تا کی

وردیدۂ جان بجز تو کس نیست
ای جانِ جہان حجاب تا کی

از ہجری بشد ہزار و سہ صد
بیدار جہان بخواب تا کی

در روز و شب از فراقِ رویت
با مہر و مہ ہم رکاب تا کی

در آیند وئی دو لعل میگون
این درج عقیق آب تا کی

چون زلف سیاہ پیچ پیچت
عمرِ بودم کہ تاب تا کی

مہ طلعت و آفتاب رائی
مستانہ شہ با نقاب تا کی

تو پیران را ہمہ پیری معین الدین اجمیری
مرادِ غم نہ بگذاری معین الدین اجمیری

رسول اللہ چہ در سُفتہ تراہند الولی گفتہ
نہ کس را راز بنہفتہ مُعین الدین اجمیری

منقش شد جبینت را کہ من بات حبیب اللہ
شہید العشق حق آگاہ مُعین الدین اجمیری

دُرِ دریای مکنونی حبیبِ ذات بیچونی
خلیلِ خواجہ ہارونی معین الدین اجمیری

انیسِ روح پاکانی جلیسِ قدسِ رحمانی
جہان چون جسم تو جانی معین الدین اجمیری

سر و سردارِ چشتیان ولم دلدارِ چشتیان
غم و غمخوارِ چشتیان معین الدین اجمیری

ہر آن اشخاص چشتی شد بامرِ حق بہشتی شد
بدین اللہ بہشتی شد معین الدین اجمیری

زحق گردید الہامت بہشتی شد مریدانت
ختم بالخیر انجامت معین الدین اجمیری

کسی محروم زان درگہ نگشتہ ای شہِ والا
بکن حاجت روا مارا معین الدین اجمیری

مریدانت خدا خوانست با مرِ حق خدا دانست
بقا با اللہ خدا شان ست معین الدین اجمیری

بشد یک غم مستان شاہ نہادہ سر بر آن درگاہ
شیئاً للہ شیئاً للہ معین الدین اجمیری

مخمس

مرغ لاہوتیم وزان گلزار مے آئیم ما
بیخود از روز ازل سرشار می آیم ما

مست و مخمور از نگاہِ یار مے آئیم ما
دردمند از کوچۂ دلدار مے آیم ما

آہ کز دار الشفا بیمار مے آیم ما

نقدِ جمعیت بزلفش دادہ حیران میرسیم
بر نثارِ مقدمش جان کردہ قربان میرسیم

دردمند و مستمند از بہر درمان میرسیم
زخمی تیغ جفا کوئی جانان میرسیم

گل بسر داریم واز گلزار مے آیم ما

تا تجلائی رخت بر سینہ ام چوں طور ریخت
محو گشتم من بر آں نوریکہ آں منظور ریخت

از مئی عشق تو آخر در دلِ من شور ریخت
عشق آخر بر سرِ ما شورش منصور ریخت

پائے کوبان تا بپائی دار مے آئیم ما

دین و دل را از سپاہِ غمزہ آن دلبر تباخت
ایں فلک آخر بمن طبلِ جدائی بر نواخت

شمع سا از ہجر او یکسر سراپا ئیم گداخت
عشق ما را عاقبت در بزم او بیقید ساخت

یار کم میخواہد و بسیار مے آئیم ما

کی شود جز عاشقاں مقتول آں قاتل کسے
کی بردہ بر رموزِ کاملاں جاہل کسی

ہمچو مستان شاہ نمی بینیم با بیدل کسے
نیست واقف ہمزباں ما دریں محفل کسی

شمع میلر زد چو در گفتار مے آئیم ما

مخمس

شکوهِ جلوۂ خورشید میگردد پدید اینجا
چو ذرّه در ہوائے عشقِ او باید رسید اینجا
تجلّائے جمالِ مطلقِ وحدت رسید اینجا
در فیضِ ہست منشین از کشایش ناامید اینجا
برنگِ دانه ہر قفل میسر دید کلید اینجا

جمالت ہر نفس از حسنِ خود آئینه میسازد
قمارِ عاشقی چون در ازل با خویش میسازد
خیالِ ناز پرورد ت بجز عاشق نمی نازد
صریرِ خامه میدانم که با طبعت نمی سازد
دریدی نامه دل پاره شده قاصد رسید اینجا

چو معراجِ جمالت صد بلا اندر کمین دارد
زہجران روزِ وصلت دیده ام در زمین دارد
کسی کو بر فلک شد عاقبت رو بر زمین دارد
صباحِ عشرتت با شامِ غم در آستین دارد
ز چشمِ عاشقان گل میکند روزِ سفید اینجا

زپیکانِ جگر دوزِ تو از خون پیرہن دارم
شهیدِ عشقم و پروانه بر غسل و کفن دارم
چو لاله یکجہان داغِ تو بر دل جانمن دارم
مپرس از انتظارِ زخمِ ناسور یکه من دارم
خدنگش بر نشان ہر جا که آمد خون چکید اینجا

وقایه ذاتِ مطلق را بجز انسان نمی باشد
مقامِ اہلِ وحدت فہمِ تقلیدان نمی باشد
چو مستان شاه دگر در ورطۂ عرفان نمیباشد
علی ہمطرحِ من در عالمِ امکان نمی باشد
نہالِ قدس بود آواز من بیجا دمید اینجا

مخمس

مستِ عشقِ جامِ عرفانرا نمیدانی که چیست
کن حذر تو آه مستان را نمیدانی که چیست

صید خود کردی اسیر از نمیدانی که چیست | حالِ مشتاقانِ حیران را نمیدانی که چیست

جمعِ احوالِ پریشان را نمیدانی که چیست

تا که زیبائی ترا داده چنیں حےّ غفور | زان سبب گشته شهیدِ عشق تو وحش و طیور
تا بخوبی همچو ماهِ چارده کردی ظهور | مستِ حسن از بادهٔ نابی جوانِ پرغرور

زیرِ پا افتاده مور از نمیدانی که چیست

می برآید جان ز جور و نیست رحمے بر منت | کرده‌یم بسمل به تیرِ غمزه هائے پرفنت
کشتهٔ جور و جفایم خونِ من در گردنت | ترسِ مولےٰ کن که در محشر بگیرم دامنت

خونِ ناحق گیرِ دامان از نمیدانی که چیست

گاه پنهانم بعشق و گاه من پیدا استم | من ز جورت اے صنم اندر جهان رسوا استم
گاه وقت بیخود از شوق تو اے عذرا استم | همچو مجنون خانه ویران بهرت اے لیلا استم

یوسفم حالِ زلیخا را نمیدانی که چیست

عقل و هوشم بردهٔ غم را من کردی نصیب | کن دوائے دردِ بیدرمان ز لطفت اے طبیب
رحم کن بهرِ خدا جانم بلب شد عنقریب | یکطرف آتش بجانم یکطرف جورِ رقیب

وائی حالِ چشمِ گریان از نمیدانی که چیست

ماهی استاده افتاده من بساحل میطپم | من شهیدِ نازم و از جورِ قاتل میطپم
تا بخوردم ناوکِ نازِ تو از دل میطپم | من درین حسرت چو مرغِ نیم بسمل میطپم

زخمیٔ آن تیرِ مژگان را نمیدانی که چیست

سالها شد من بدرگاهِ تو میسایم جبین / آخر اے بیرحم حالِ زار مستان شہ ببین
چون بمحشر دامنت گیرم ترا باشد یقین / پادشاهِ ملک حسنی عالمے اندر نگین
داری احوالِ گدایان را نمیدانی کہ چیست

مخمس

سِترِ نہانیم کہ عیانم پدید نیست / مہتابِ وحدتم کہ کتانم پدید نیست
روحم کہ مثلِ وحدت و بیانم پدید نیست / عشقم کہ در دو کون و مکانم پدید نیست
عنقائے مظہرم کہ نشانم پدید نیست

کردم بحسنِ خویش نظر چونکہ در قدم / آئینۂ جمالِ بتان گشت مظہرم
عاشق بخویش گشتم و معشوق خود شدم / زابروئے غمزہ ہر دو جہان صید کردہ ام
بنگر بران کہ تیر و کمانم پدید نیست

در ہر لباس ظاہر و پیدا و باہرم / باہر نگاہ دیدہ و بینا و ناظرم
ہم ساقی و شراب و خم و جام و ساغرم / چون آفتاب بر رخِ ہر ذرہ ناظرم
از غایتِ ظہور عیانم پدید نیست

گردید کن فکان نہان زیرِ دامنم / عالم چو جسم باشد و روحِ روان منم
من شخصم و جہان شدہ آئینہ خانہ ام / گویم بہر زبان و بہر گوش بشنوم
وین طرفہ تر کہ گوش و زبانم پدید نیست

شاہ و گدا و حشمت و خاتم ہمہ منم / جن و پری و آدم و عالم ہمہ منم

مستانہ شاہ روحِ معظم ہمیں منم   چوں ہر چہ ہست در ہمہ عالم ہمہ منم
مانند و ردِ عالم از آنم پدید نیست

مخمس

گشتم بجہان از غمِ عشقِ تو فسانہ   مجنون شدہ ام از غمت اے ماہِ یگانہ
عالم ہمہ حیرانِ تو در کلِّ زمانہ   اے تیرِ غمت را دلِ عشاق نشانہ
خلقے بتو مشغول و تو غائب ز میانہ

در مجلسِ جہان ہیچ ندیدیم بجز از یار   گر دیدہ است تجلی ہمہ جا پردۂ انوار
زاہد تو مگو نزد من از کردۂ بسیار   حاجی بسوئے کعبہ و من طالبِ دیدار
او خانہ ہمی جوید و من صاحبِ خانہ

عالم ہمگی خیمہ و تو ہمسایہ توئی تو   در کون و مکان دلبرِ یکدانہ توئی تو
حاضر ہمہ جا پیش من دیوانہ توئی تو   مقصودِ من از کعبہ و بتخانہ توئی تو
مقصود توئی کعبہ و بتخانہ بہانہ

گہ رندِ سبو کش شدہ ام گاہ چو عابد   گہ مست میم جلوہ کنان خانۂ زاہد
جویانِ تو ام در ہمہ جا راکع و ساجد   گہ معتکفِ دیرم و گہ ساکنِ مسجد
یعنی کہ ترا میطلبم خانہ بخانہ

آن ختمِ رسولان کہ شہ محترمِ تست   از بیمِ جزا اے دلِ غافل چہ غمِ تست
مستانہ شہا اسمِ حبیبش رقمِ تست   تقصیرِ شہانے با امیدِ کرمِ تست
یعنی گنہ را بہ ازین نیست بہانہ

مخمّس بر غزلِ حضرت امیر خسرو دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

عشّاقِ بیدل والہ و سرمست و شیدا یکطرف
قامت قیامت سربسر آشوب و غوغا یکطرف
جمعِ پری رخسارگان آن رشکِ بیضا یکطرف
دی شب کہ میرفتی بتارو کردہ از ما یکطرف
افگندہ کاکل یکطرف زلفِ چلیپا یکطرف

خورشید با سیّارگان اندر رکابِ او دوان
شمعِ زمین ماہِ فلک پیکِ امین روحِ روان
خیلِ ملک حورِ جنان نے نے کہ یک اہلِ جہان
سلطانِ خوبان میرود ہر سو ہجومِ عاشقان
چابک سواران یکطرف مسکین گدا ہا یکطرف

مشکین نمودہ طرّہ ات آفاق و انفس سربسر
کافر شدہ در عشقِ تو از دین و دنیا بیخبر
خوردہ است تیرِ غمزہ ات اہلِ وفا اندر جگر
تا بر رخِ زیبائے تو افتادہ زاہد را نظر
تسبیح و زہدش یکطرف ماندہ مصلا یکطرف

گر تیغ بار داز غمت الحکم للہ ہم رضا
ہرگز ز خاکِ راہِ تو سر را نتابم دلبرا
در بند بندِ من شود از بند بندِ من جدا
در چار سوئے کوئے خود افتادہ بینی بندہ را
تن یکطرف جان یکطرف سر یکطرف پا یکطرف

مے آید آن آرامِ جان شمشیرِ عریانش بدست
مقتولِ او مستانہ شد جان دادہ روزِ الست
قوسِ قدر اندر میان تیرِ قضا او در شست
بیچارہ خسرو خستہ را خون ریختن فرمودہ است
خلقے بمنّت یکطرف آن شوخ تنہا یکطرف

مخمس بر غزلِ حضرت شمس صاحب تبریزی رحمۃ اللہ علیہ

گہ عرش و گہے کرسی گہ نفی و گہ اثباتم
گہ مسجد و گہ دیرم گہ کعبہ و میقاتم
مخلص شنوا ای عارف از رمزِ مقالاتم
بیجا شدہ ام صد رہ تا جانِ خراباتم
چون جانِ حسن اباتم جانانِ خراباتم

چون گشت تعینہا پردہ برخِ حضرت
جستم زہمہ اکوان اندر تتقِ عزت
بربستہ تمامی رخت از مدرسہ کثرت
این خرقۂ ہستی را در میکدۂ وحدت
صد بار گرو کردم عیارانِ خراباتم

از قربتِ احدیت دریاکِ صفاتم
منزل چو ہزار دیکِ حیل گشتہ مقاماتم
زاہد بخدا از رو ضائع مکن اوقاتم
من آئینۂ ذاتم خورشیدِ سمٰواتم
من بحرِ کراماتم من کانِ خراباتم

شد طورِ تجلّے گرم دل گشت زہستی پاک
از آتشِ قربِ خود بگداخت ہمہ خاشاک
بے پیکِ امین اینجا نے رفرفِ چالاک
بے واسطۂ املاک در لوحِ دلِ لولاک
نازل شدہ ام امشب قرآنِ خراباتم

در زہدِ ریائی نیست عشاقِ ورا مطلب
خورشید صفت قلبم افتادہ بتاب و تب
معشوق و مے و ساقی این است مرا مشرب
در خانقہ ام صوفی روز و مطلب کا مشب
با یارِ خراباتی مہمانِ خراباتم

اندر رہِ عشقِ حق نے مِلّت وے نہ آئین
گنجیدہ چوانوارش اندر دلِ این مسکین

چوں کفرِ حقیقی شد پا تا سرِ من مسکین
اے ساقیِ جان برخیز اے شمعِ خرد بنشین

وے مطربِ دل برگو سلطانِ خراباتم

آیاتِ الٰہی درج در پردۂ تضمینم
پرسید چہ اے یاران از مِلّت و آئینم

خورشید سیما وا تی مستان نشہ حق بینیم
شمس الحق والدینم با عزت و تمکینم

خود را ہمہ او بینیم عیارانِ خراباتم

مخمس بر غزل جناب قطب الاقطاب فرد الافراد حضرت شیخ احمد زندہ پیل رحمۃ اللہ علیہ

وصلِ جمالِ جانان درجان شدہ است مارا
نعمائے حسنِ جانان درخوان شدہ است مارا

چون صحنِ دیدہ عالم میدان شدہ است مارا
امروز شاہِ شاہان مہمان شدہ است مارا

جبرئیل با ملائک دربان شدہ است مارا

معشوق و عشق و عاشق چون ہر سہ است واحد
نے نامہ نے پیامے نے قاصد است و آمد

اینجا الفِ مجرّد نے مدّ ہست و نے شدّ
درخلوتِ گدایان مرسل کجا بگنجد

با برگِ بے نوائی سامان شدہ است مارا

یک عمر گردِ عالم گہ سیر و طیر کردم
جز حسنِ خوبِ انسان نے الجملہ غیر کردم

گہ کعبہ گہ کلیسا گہ طوفِ دیر کردم
بتخانۂ جہان را بسیار سیر کردم

اینجائے بت پرستی ایمان شدہ است مارا

سلطانِ عشق عالم پوشید دلقِ آدم
تیرِ نگہ جگر دوز نوشین لبانِ مرہم
حُسن و جمال و قامت گیسو و لعلِ خاتم
بیمارِ عشق گشتم جز تو شفا ندارم
دیدارِ خوب رویان درمان شد ہست مارا

وحدت چو تخم باشد کثرت بہار دارد
این فکرِ خار خارت وقتِ تو خوار دارد
دانہ یک آمدہ گر خوشہ ہزار دارد
در بارگاہِ وحدت کثرت چہ کار دارد
ہژدہ ہزار عالم یکسان شد ہست مارا

ترک سر اے عزیزان اوّل قدم مقام است
مستانہ شاہ دو عالم خود کامی نہ کام است
برقِ بُراقِ عاشق کز وحدتش لگام است
احمد بہشت و رضوان بر عاشقان حرام است
ہر دم رضائی جانان رضوان شد ہست مارا

مُخمس بر غزل حضرت شمس تبریز صاحب رحمتہ اللہ علیہ

خواہم اے مہ مہر افشانت کُنم
ملکِ دل آئینہ بندانت کُنم
ہمچو دیدہ جا بچشمانت کُنم
آرزو دارم کہ مہمانت کنم
جان و دل اے دوست قربانت کُنم

گر طریقِ عشقِ مارا واثقے
چند چون فرہاد و قیس و وامقے
چون ذبیح در کامرانی لائقے
گر یقین دانم کہ بر من عاشقے
از جمالِ خویش حیرانت کُنم

رازِ شه را تو مکن بر خلق فاش
نه ز دیو و نے ملک یاری تراش
چند ریزی آبرو بهرِ معاش
در توکل همچو ابراهیم باش
آتشِ نمرود ریحانت کنم

تا بکے در جیفهٔ دنیا غرور
ور جنابِ قدسِ مالے باحضور
گشتهٔ از عهدِ میثاقم تو دور
گر کمر بندی بخدمت همچو مور
ملک ها بخشم سلیمانت کنم

شور اندازم میانِ نُه سما
آن چنان گریم زهجرِ آن لقا
از نویدِ عِلَّمَ تا کُلَّهَا
کوهِ قافت را بسازم آسیا
آب آرم چرخ گردانت کنم

تا بکے شعله نمائی چون شرار
بند بندت بسته اندر گیر و دار
از غمِ دنیائو ما فیها کنار
گر دو صد خانه کنی زنبور وار
چون مگس بے خان و بیمانت کنم

می نگنجد قلزمے اندر سبو
ایں نه غیبت بلکه گویم روبرو
گفتِ مستان شه بود از گفتِ او
شمسِ تبریزی به مولانا بگو
واقفِ اسرارِ دیوانت کنم

مخمس

چون دل بغمِ عشقِ دل آرام ببستم
سودائے هستی همگی رفت ز دستم
از کعبه و بتخانه و میقات برستم
روزے بدو زانو برِ دلدار نشستم
گفتم که توئی قبلهٔ من گفت که هستم

با نالهٔ جان کاه و بصد آهِ جگر سوز
سودم چو جبین بر رهِ آن شمعِ شب افروز
گفتا که هدف سازمت از ناوکِ دلدوز
گفتم ز که آموختی عاشق کشی امروز
گفتا که بدین شیوه من از روز الستم

مرغ دلم اندر شکنِ زلف بر آویخت
خاکم ز غم عشق بغربالِ فنا بیخت
صد فتنه دگر زان نگهِ مست بر انگیخت
گفتم که بخور باده گرفت و بزمین ریخت
گفتم که چرا ریختهٔ گفت که مستم

اے مرغِ حرم عاقبت از دام بجستی
با رغمِ عزیزان برقیبان بنشستی
در جوش و خروشِ عجب و عالمِ مستی
گفتم چه شد آن عهد که برما تو ببستی
گفتا که همان لحظه من از ناز شکستم

اے کاش که جانانه ترحم بنمودی
مستانه شهٔ عشق چنین زار نبودی
با چهرهٔ کاهیده و رخسارِ کبودی
گفتم چه شد آن دل که ز قصاب ربودی
برداشت ز زیرِ قدم و داد بدستم

منقبت حضرت مولا مشکل کشا اسد اللہ الغالب علی مرتضےٰ ابن ابی طالب رضی اللہ تعالےٰ عنہ

اے بادشاہِ انس و جان مستان سلامت میکند
وے مایۂ ایمانِ جان مستان سلامت میکند

اے شاہِ برجِ لافتا۔ وے ماہِ برجِ اینما
شمس الہدےٰ بدر الدجےٰ مستان سلامت میکند

اے نورِ ذاتِ کبریا۔ وے روحِ پاکِ مصطفےٰ
اے لحمک لحمی ترا مستان سلامت میکند

خواندہ وفیت کردگار۔ نادِ علی شد آشکار
مظہر عجائب شہسوار مستان سلامت میکند

محبوب ربّ العالمین۔ طٰہٰ و یٰسں رامبین
سلطان و شاہِ تارکین مستان سلامت میکند

شاہِ ولایت شد خطاب حیدر و صفدر بوتراب
شیرِ خدا مالک رقاب مستان سلامت میکند

شہبازِ اوجِ لامکاں سدرہ نشین عرش آشیاں
اے شاہِ مردانِ جہاں مستان سلامت میکند

تاجِ شرف بر سر توئی۔ ہم ساقیٔ کوثر توئی
اے خضرِ رہ رہبر توئی مستان سلامت میکند

اے حاملِ ہر نہ طبق۔ از قدسیاں بردہ سبق
وے کاملِ شش یک ورق مستان سلامت میکند

اے شمعِ نورِ ذو المنن۔ اے نورِ چشم جان من
اندر زمین و در زمن مستان سلامت میکند

اے ابنِ عمِ مصطفےٰ۔ اے غمخورِ اہلِ عبا
سالارِ جملہ اتقیا مستان سلامت میکند

با عرش و با کرسی بگو۔ با جملہ قدسی بگو
از ہر کہ میپرسی بگو مستان سلامت میکند

یا مصطفےٰ یا مرتضےٰ۔ یا فاطمہ یا مجتبےٰ
یا شاہِ دشتِ کربلا مستان سلامت میکند

اے اے نسیمِ صبحدم۔ برگو بر آن شاہِ حرم
در غربت و رنج و الم مستان سلامت میکند

باماه و باخاور بگو۔ باحیدرِ صفدر بگو — باخواجهٔ قنبر بگو مستان سلامت میکند
هم در مدینه هم نجف۔ بلخ از تو یابیده شرف — مظهر عجائب هر طرف مستان سلامت میکند
اے صاحبِ غسل و کفن۔ اے محرمِ سرّ و علن — اے مونسِ شاهِ زمن مستان سلامت میکند
باشیرِ یزدانی بگو۔ باماهِ کنعانی بگو — بایوسفِ ثانی بگو مستان سلامت میکند
در راهِ حق هفتاد بار سر دادی اے عالی تبار۔ — فخرِ همه اهلِ کبار مستان سلامت میکند
درمانده و بیچاره ام۔ از دستِ غم آواره ام — ثابت بگن سیاره ام مستان سلامت میکند
کردی ز حق مستانه ام۔ سرشارِ یک پیمانه ام — خورشید ساکاشانه ام مستان سلامت میکند
در مجلسِ اعلیٰ حضور۔ دادی مرا جامِ طهور — تابیده از دل صد سرور مستان سلامت میکند
اے بوالبشر را تو خلف کعبه گرفت از شرف — سلطانِ دین شاهِ نجف مستان سلامت میکند
باچشمِ تر در هر زمان دارم فغان دارم فغان — از درد و رنجم وارهان مستان سلامت میکند
روز و شبان صبح و مسا۔ وردِ زبان دارم ترا — مشکل کشا مشکل کشا مستان سلامت میکند
باماه و گه باماهیم۔ گه تاجِ شاهنشاهیم — یعنی ولی اللّٰهیم مستان سلامت میکند
تا جے ز فقر از ذوالمنن خرقه ز تجریدت بتن — یکسوز خویش و ما و من مستان سلامت میکند
هر دم سلام و هم درود۔ اندر قیام و در قعود — از حبِّ خلاق و دود مستان سلامت میکند
از حادثاتِ دار و گیر۔ اے مومنان را دستگیر — با جمعِ درویشِ کثیر مستان سلامت میکند
یاهو۔ و یا من هو زمان۔ با مهر و با مه هم عیان — روز و شبان روز و شبان مستان سلامت میکند
شاه شرف شد بو علی۔ از فیضِ عامت اے ولی — شاهِ قلندر کابلی مستان سلامت میکند

اے پایۂ عرشِ برین قانع بہ یک قرصِ جوین
کردہ خدایت آفرین مستان سلامت میکند

ماہِ شریعت اکتساب مہرِ طریقت اے جناب
نورِ حقیقت بوتراب مستان سلامت میکند

اے ہم شجاع و ہم سخا۔ شاہِ شہید و باحیا
این جملہ زیبد مر ترا مستان سلامت میکند

قبل از ظہورت دستگیر گشتی تو با سلمان پیر
بعد از ظہورت این فقیر مستان سلامت میکند

تعلیم یابیدم ز تو ابو العلم علمان روبرو
آئینہ آسا گفتگو مستان سلامت میکند

ہستی بشیر و ہم نذیر۔ اے صاحب خمِ غدیر
بر جملہ شاہانے امیر مستان سلامت میکند

اے پیر پیراں میر میر۔ اندر حقیقت دستگیر
با جملہ و با این فقیر مستان سلامت میکند

بودم یتیم و بے نوا۔ در غربت و رنج و بلا
دستم گرفتی بو العلا مستان سلامت میکند

رومی ز شمس و من ز تو ہستم مرید و بندہ گو
گو منکراں را روبرو مستان سلامت میکند

ہر دم سلام و ہم لدیک اے روح پاکِ من فدیک
برگو سلامم را علیک مستان سلامت میکند

مستانہ شاہ سرمستِ تو۔ نوشیدہ مے از دستِ تو
ہر کس رگس من مستِ تو مستان سلامت میکند

مستانہ خاکِ رہت عمرِ شدہ بر درگہت
آگہ دلِ حق آگہت مستان سلامت میکند

مستانہ شاہ کابلی گشتہ ز مہرت منجلی
شاہِ شرف سا بو علی مستان سلامت میکند

روز جزا مستانہ شاہ با حق تو لا بر شما
اے پیر پیراں پیر ما مستان سلامت میکند

بابِ مدینہ علم را گشتی مرا تو رہنما
اندر حضورِ مصطفٰے مستان سلامت میکند

مستانہ شاہ را یکنظر سازش تو اے نسک قمر
مستغنی از جملہ بشر مستان سلامت میکند

مسدسِ مبارک

بفرِ دُرافشانِ حضرت خواجۂ خواجگان معین الدین چشتی رحمتہ اللہ علیہ

در مدحِ جناب قطب الاقطاب فردِ الافراد پیشوائے اہلِ توحید و تفرید حضرت

داتا گنج بخش صاحب علی ہجویری نور اللہ مرقدہ

من تصنیف سلطان العاشقین معارف آگاہ حضرت خواجہ

مستان شاہ صاحب کابلی ادام اللہ فیوضہم

مالکِ ملکِ دو عالم خواجۂ ہر دو سرا
اولیاء اللہ لا خوفٌ علیہم را سزا

نہ سپہرش سایہ گرداں مہر و ماہش خاکپا
کیست آں ظلِ الٰہی نورِ پاکِ مصطفےٰ

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

شاہبازِ قافِ قدس و طائرِ سدرہ نشین
حاملِ بارِ امانت حامئ دنیا و دین

بلبلِ بوستانِ سدرہ ہور و رازِ نگین
آستان بوسِ حریمش غوث و قطب اجمعین

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

نورِ پاکِ مصطفےٰ پروردۂ ربِ جلیل

کعبۂ معنیٰ دلہا را بود ہمچون خلیل

فیضِ عامش کردہ جاری خُلد آسا زین قبیل
جوئے شہد و جوئے شیر و سلسبیل و زنجبیل

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خُدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

روضۂ پُر نورِ پاکش در زمین ہمچون بہشت
تیرِ رفتہ باز گرداند بدل ساز و شست
بہرہ ور از فیضِ عامش خاص و عام و خوب و زشت
خوش شگفتہ دُرّ اوصافش معین الدین چشت

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خُدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

نورِ بیچونِ تقدس درمیان ما و طین
خازنِ گنجینۂ اسرار را باشد امین
حق پرستاں را کشودہ دیدۂ حق الیقین
سایۂ الطافِ ایزد رحمۃ للعالمین

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

ناصیہ فرسا ہمہ روئے زمین بر درگہش
از خدا آگہ کند دل را خیالِ آگہش
پہلوئے شیرِ فلک را مے دراند زوہش
شد معین الدین فرید الدین بطوفش چلہ کش

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خُدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

اے شہنشاہِ دو عالم خواجۂ مالک رقاب
تا بشد خورشیدِ عالم در زمین زیرِ نقاب
از فراقت دیدۂ ما گریہ دارد چوں سحاب
ہر زماں خواند فلک یٰلیتنی کُنتُ تُراب

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصاں را پیرِ کامل کاملاں را رہنما

اے کہ از خوبانِ عالم بردۂ یکسر سبق
سینۂ بے کینہ ات از تیغِ وحدت گشتہ شق

چرخِ خیرِ مقدمت کردہ ستارہ در طبق
آفتابِ ملکِ معنی ذاتِ آں دیدارِ حق

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصان را پیرِ کامل کاملان را رہنما

شاہِ جیلاں غوثِ اعظم شیخِ ارض و سما
ہم زمانہ گر ہمے بودم علی ہجویر را

گفت در جمعِ مریداں از کرامت بارہا
تازہ بیعت کردمے بر دستِ آں بیضا لقا

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصان را پیرِ کامل کاملان را رہنما

بود در کشتی بجمعے مقتدائے بحر و بر
گفت ہاتف جملہ را بہرت کنم زیر و زبر

زجر بر حضرت نمودند اہلِ کشتی سر بسر
گفت یا رب من نخواہم جملہ را بکشا نظر

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصان را پیرِ کامل کاملان را رہنما

چوں شکست افتاد بر محمود سلطانِ ہندیاں
گفت پیغمبر کہ فتحے خواہی از ہندوستاں

التجا با نزدِ حضرت برد با آہ و فغاں
تو بغزنی رو علی ہجویر را با خود ستاں

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا

ناقصان را پیرِ کامل کاملان را رہنما

شاہِ عالم فخرِ آدم قطبِ جملہ اولیا
سرِّ حق اسرارِ احمد نورِ پاکِ مرتضیٰ
سیّدِ عالی نسب فرزندِ خاصِ مصطفیٰ
مرحبا و مرحبا و مرحبا و مرحبا

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصان را پیرِ کامل کاملان را رہنما

چشمِ مستت سرمہ کش از کحلِ ما زاغ البصر
مہرِ تو منقوش بر دل ہمچو نقش کالحجر
مقتبس از روضۂ پر نورِ تو شمس و قمر
یک نظر بر حالِ مسکین و فقیران یک نظر

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصان را پیرِ کامل کاملان را رہنما

طوفِ کویت می‌نماید جملۂ طوّافیان
در صفا و مروۂ کویت ہمہ نعرہ زنان
چون طوافِ کعبۃ اللہ می‌نماید حاجیان
صاحبِ بیتی نظر بر حالِ زارِ عاجزان

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصان را پیرِ کامل کاملان را رہنما

جسم زاریم و نظر تا روح و روحانی شویم
تا بکے لبیک گویان جان وایجانی شویم
برجہم از خاکدانِ تیرہ نورانی شویم
عیدِ وصلت رانما تا جملہ قربانی شویم

گنج بخشِ فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصان را پیرِ کامل کاملان را رہنما

لاہور از فیضِ قدومت رشکِ بستانِ حرم
کعبۂ ثانی شدہ بر عاشقان زان لاجرم

میرسد بر طوف کویت ہندی و رومی عجم
بر زبانِ پیر و برنا گشتہ جاری دم بدم

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصان را پیرِ کامل کاملان را رہنما

شہسوارِ اوجِ وحدت عرشِ اعلیٰ متکا
زان نظر بر حضرتِ اجمیر کردی پادشاہ

لطف کن از فیضِ عامت خواجۂ عالم پناہ
کن بحالِ زارِ مستانشاہِ کابل یک نگاہ

گنج بخش فیضِ عالم مظہرِ نورِ خدا
ناقصان را پیرِ کامل کاملان را رہنما

ساقی نامہ

بیا ساقی آن بادۂ خوش شعار
بمن دہ کہ الشمس نصف النہار

بیا ساقی آن بادۂ مشک بیز
چو طورِ تجلّی بکامم بریز

بیا ساقی آن مے کہ روزِ الست
خمارِ ہمہ اہل ارواح شکست

بمن دہ کہ تا مست گردم ازو
شود ہست و من لیست گردم ازو

برآرم خروشے و مستی کنم
نہ خود را خدا را پرستی کنم

ز ما اعظم الشانی بایزید
نمایم بہ لیس کمثلہ مزید

چو منصورِ حلاج الحق زنم
انا الحق بگفت و ھو الحق زنم

چنان ہستیم محو گردد بذات
که وحدت زنطقم نماید ثبات

بیا ساقی آن مے که غیرت فزاست
بمن ده که اقرارِ قولِ بلاست

بگردان زصہبائے مے سرخوشم
که مستانه بارِ عرضنا کشم

چنان مست سازم زجامِ طہور
که از حبِّ دنیا کند دل نفور

زواعبد خطے در جبین افگنم
زکوکب شجر بر فلک در زنم

زاوضاعِ دنیا و حولِ قیام
رسان مست مستم بدار السلام

بیا ساقی آن بادۂ عشق بیز
زمینائے وحدت بکامم بریز

که باشد از وہشت خلد یکشجر
زیک تابشش خاک گردد سقر

نمی از محیطش بود چار جو
که حوران و غلمان یکے خاکِ او

عیان و جہان آنچه در وے بود
تمامی زیک گردشِ مے بود

بده تا چو خورشید گردم جلی
دو عالم زقلبم شود منجلی

بطورِ تجلّی علم بر کشم
بخطِّ دو عالم قلم در کشم

که اوضاعِ گیتی ندارد ثبات
نجاتم ده از مے بجانم نجات

زمے چون دلِ من ندارد گزیر
تو جرمم ببخشا و عذرم پذیر

که جان متحقّقست و دل بے ثبات
اقیموا الصلوة و آتوا الزکوٰت

میم ده که سرمست مستی کنم
بلندی گزینم نه پستی کنم

چو دریا بکامِ نہنگ آورم
که مستانه زلفش بچنگ آورم

١ اشاره بآیهٔ شریفه انا عرضنا الامانة علی السموات والارض والجبال فابین ان یحملنها واشفقن منها وحملها الانسان ۵

٢ اشاره بآیه واعبد ربک حتی یاتیک الیقین ۵

٣ اشاره بآیه یوقد من شجرة مبارکة زیتونة لا شرقیة ولا غربیة ۵

بیا ساقی آن جامِ عشرت پیام
که عید است امروز عیدِ صیام

زگوش و زبان چشم و دل مُتّقی
که فرمودِ حق است الصوم لی

نما ساقئ خوش لقا ایم لقا
که سی روزه حاصل بسازم فدا

میم ده که تقوے و طاعت بدست
بیک گردشِ جام خواهم شکست

بیا ساقی آن بادۂ صبح عید
که هل من مزید است هل من مزید

چو ماهی اگر غرقِ بحرِ میم
فزود العطش العطش از ویم

چو دارم زساقئ کوثر خُمار
به بحرِ میم غرق نایم کنار

نه تسکیں بود لحظۂ در دلم
که لب تشنه بر میشد آب و گلم

مُغنی کجائی نواے راز دار
بگو تا چه میگوید آن پرده دار

جهان تا جهان جمله فانی پذیر
نجات از سماعم ده از دار و گیر

بیا مطرب اے نغمه خوانِ الست
فرح بخشِ دلهائے رندانِ مست

زصوتِ الستی نوائے بزن
حکایت کُن از لعلِ یارِ کهن

بیان سرِّ معنی تو از ساز کُن
زلعلِ صنم نکته آغاز کُن

چو از ناز گفتا الستُ بربّ
زقالو بلائیم در تاب و تب

خدا راهائے دنیاؤ حولِ قیام
فگنده است زهرِ هلاهل بکام

مُغنّی مرا بے خود از ساز کُن
زلبت است بالم به پرواز کُن

که سازم زمستی مقامات طے
بمصداقِ منهم اَحَبَّ بشئے

نماند بجز یار در پیرهن — شوم یکسو از خویش و از ما و من

بیا ساقی اے راز دارِ قدم — به بزمِ اسیرانِ خود نہ قدم

نمایم به یک جرعه زان باده مست — مگر زلفِ معشوقم آید بدست

بیا ساقی آن بادهٔ مشکِ ناب — بمن ده که گردم ز مستی خراب

طنابِ ابد بر ازل در کشم — بده جام اے ساقیٔ سرخوشم

اشاره بحضرتِ آدم علیه السلام

ازان مے که یک جرعه آدم چشید — بالحمد للّٰه ثنایش گزید

ز مستیٔ آن مے بجو خرقه دوخت — که جنت بیک مشتِ گندم فروخت

به محنت خوش و داد لذت بباد — قدم در خراباتِ عالم نهاد

اشاره بحضرتِ نوح علیه السلام

ازان مے که یک جرعه در کامِ نوح — بیامید بر خود هزاران فتوح

بکشتیٔ مے شد چنان خوش سوار — جهان غرق بنمود و خود بر کنار

اشاره بحضرتِ یونس علیه السلام

ازان مے که در کامِ یونس رسید — ز کامِ نهنگ خویشتن را کشید

لبش نغمہ سنج آمد از ربّنا	بدرگاہ بشد مستجاب الدّعا

اشارہ بحضرتِ ابراہیم علیہ السّلام

ازان مے خلیلِ الٰہی چو خورد	زنمرود و نارش بر آورد گرد
بنا خانۂ کرد بہرِ خُدا	کہ شد سجدہ گاہِ ہمہ اتقیا
بدرگہ بیاورد ذبحِ عظیم	قبول ہدیہ گشتش زربِّ کریم

اشارہ بحضرتِ داؤد علیہ السّلام

ازان مے کہ داؤدِ مرسل بخورد	زمستیٔ دلِ دشمنان را فشرد
زمعجز گلویش سماعے نواخت	دلِ مخلصان را ز الفت گداخت
نہ خلق جہان زیر محکوم شد	کہ در دستش آہن ہمہ موم شد

اشارہ بحضرتِ سلیمان علیہ السّلام

ازان مے کہ لعلِ سلیمان بیافت	سر از حکمِ او جنّ و انسان نتافت
نگینش ہمہ سرّ مے گندہ بود	کہ دیو و پریّش ہمہ بندہ بود

اشارہ بحضرتِ یوسف علیہ السّلام

ازان مے کہ یوسف شہِ حُسن خورد	زحُسنِ جہان جملہ نہ دانگ برد

زگرمیِ مے چہرہ اش برفروخت
کہ پروانہ سائیش زلیخا بسوخت

چو خوبانِ مصری شدند بذلہ سنج
کہ نشناختند جملہ دست از ترنج

چنان مستی آن میش داد دست
کہ دل را بمہرِ زلیخا نہ بست

اشارہ بحضرتِ موسےٰ علیہ السلام

ازان مے کہ موسےٰ چو گل بر شگفت
ازل تا ابد سرّ ِ ارنی بگفت

بطورِ تجلّےٰ علم بر کشید
بہ فرعون و کیشش قلم در کشید

اشارہ بحضرتِ عیسےٰ علیہ السلام

ازان مے کہ بر کامِ عیسےٰ رسید
زلعلِ لبش آبِ حیوان چکید

دم پاک او مردہ احیا نمود
ازان مے بکامش یکے جرعہ بود

تجرّد چنان پیشہ بر خود نمود
کہ جز سوزنے زین بساطش نبود

اشارہ بحضرتِ محمد مصطفےٰ علیہ السلام

ازان مے کہ چون مصطفےٰ نوش کرد
ہمہ چرخ را حلقہ در گوش کرد

نہ تنہا نمود است شقّ القمر
کہ ایوان کسرےٰ برآمد بسر

جہان روشن از دین اللہ نمود
ہمہ جاہلان را دل آگاہ نمود

زعکسش شدہ ہر ذرّہ خاور فشان — بجو و قطرہ ہا بر و بحرِ عمان

زعالم سیاہی ہمہ دور کرد — دلِ ہر یکے معدنِ نور کرد

نگردید مثلش کس عالیمقام — علیہ الصلواۃ علیہ السلام

اشارہ بحضرتِ شاہ ولایت علی مرتضےٰ کرم اللہ وجہہ

ازان مے چو شاہِ ولایت چشید — زمستی سر از جیب وحدت کشید

چنان آن ہیش گرد ہستی برفت — زوحدت عُفتہ برّبی بگفت

سر از آثر در و در ز خیبر بکند — چو خورشید بر جملہ شد سربلند

مے مہرِ لطفش چو پرورده کرد — دلِ دشمنان ہم نیاز رده کرد

فگند از جمالش چو آن مے نقاب — بساقیِ کوثر شد آن نشئہ خطاب

زیک گردشِ جام و آن مے تمام — ازل تا ابد شد از و تازه کام

مے حق رسایند بر خاص و عام — کلامِ الٰہی و ناطق کلام

ازان جرعہ ریخت بر شیخ و شاب — ازان مے لب شد ہر یکے آفتاب

اشارہ بحضرتِ امام حسن و امام حسین رضی اللہ تعالےٰ عنہم

ازان مے کہ خوردند امامانِ دین — نمودند تسلیم جان را یقین

سخاوت شجاعت شہادت تمام — بشد ختم ایشان ہمہ لا کلام

اشارہ بحضرتِ غوثِ اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضی اللہ تعالےٰ

ازان مے کہ چون غوثِ اعظم چشید	گزید ایزد و ایزدش برگزید
زجان ودلش سر بزد آفتاب	بمحبوبِ سبحانی آمد خطاب
چنان مستئی آن بیش داد دست	کہ شیشہ زِ ارواح یکسر شکست
زسرِ حقائق ہمہ دُر بسفت	قدم بر سرِ دوشِ جملہ بگفت

اشارہ بحضرتِ خواجگانِ چشتِ اہلِ بہشت رضی اللہ تعالےٰ علیہم

ازان مے کہ خوردند پیرانِ چشت	کہ چشتی شدند جملہ اہلِ بہشت
ہمہ شہسواران و صاحبقران	ہمہ قطبِ دوران و صاحب زمان
معینِ جہان بختیار و فرید	شہنشاہِ عالم نظامِ سعید
زمستیِ آن مے و ذوقِ سماع	شدند ہر یکے در جہان خورشعاع
ازان مے کہ خوردند جملہ طریق	شدند ہر یکے ہمچو بحرِ عمیق
ازان مے کہ خوردہ ست خواجہ جنید	ابو القاسم آن موجِ بحرِ امید
ازان مے گذشتند غوثِ جہان	علی ثانی و خواجۂ غجدوان
ازان مے کہ شاہِ جہان نقشبند	بنوشید و گردید باحق پسند
نما ساقیا زان میسم مست مست	کہ تازہ از و سازم عہدِ الست

بما ساقیا زان ہیم تازہ کام
کہ یابم ز معشوقۂ جان پیام

بما ساقیا زان ہیم خورفشان
کہ یابم ز معشوقۂ جان نشان

بما ساقیا زان ہیم کامیاب
رود ظُلمت از دل شود آفتاب

بما ساقیا زان ہیم مُشک سا
کر واللّیل بنمایدم والضّحیٰ

بدہ ساقیا زان ہیم سرخوشی
کہ از دل رود فکرِ فرداؤدی

بدہ ساقی آن مے کہ مردان بخورد
ز کید بگرے خویش سبقت ببرد

منم مورِ لنگ عاجز و دل خراب
بہ شاہان بگردم چسان ہم رکاب

مگر لُطفِ ساقی شود دستگیر
گدائے بہ شاہان شود ہم سریر

سوارم کُمَن مست بر رخشِ مے
شود رہنمون خضرِ فرخندہ پے

ز آدم گذشت است چندین ہزار
ز مے ہر زمانہ شدند مُشک بار

بہرِ دور دورے ز ساغر رسید
شدند انبیاء اولیاء مُستفید

درین دور کز ہجری اے بادشہ
ہزار ست و سہ صد دگر پانزدہ

نباشد چو من مُستحق زین رواق
کہ نہ لکھ ہزار است سالِ فراق

ز وحدت جدا گشتم اے دوستان
مقام از مقامے تنزّل کنان

بناسوتم اینک شدہ آشکار
ز سالِ جہان گشت نہ لکھ ہزار

کہ از موطنِ اصلی در غُربتم
گہے در بلا و گہے کُربتم

ز نکیسو بود بازگشتن بہ یار
ز نکیسو گزیداست امّارہ مار

نہ روئے بود بازگشتن بہ یار — نہ پائے کہ اینجا بود استوار
درین کشمکش ساقیا ماندہ ام — ز الطافِ عامت مکُن راندہ ام
نہ آخر دلم بود مے خوارہ ات — بمہرِ تجلّی چو مہ پارہ ات
بہ پروردی ورتیبغۂ قدرتش — بنوشاندی از بادۂ وحدتش
بقربت بماند است نہ لکھ ہزار — ز سالِ جہان بادشاہا قرار
بنوشانش ایندم ز جامِ الست — بعالم شود دل ز شوقِ تو مست
درین دہرِ دون سر ز مستی کشد — ز میخوارہ گان جملہ سبقت برد
چہ کم گردد اے ساقیا بحرِ جود — کہ لا منتہا ہست سرِّ شہود
اگر سازی ہر دو جہان غرقِ مے — شود کم ز جامِ تو یکقطرہ کے
بدہ ساقی آن مے کہ سرِّ عظیم — شرابِ طہور است و جامِ قدیم
چنان مے کہ از دورِ یکلخط و جام — ازل تا ابد شد عیان والسلام
ثناتم بدہ تازہ زان جامِ مے — جَعَلْنَا مِنَ الْماءِ تا کُلِّ شئے
بکُن مستم از سرِّ اسرارِ او — کہ کشفِ حقائق کنم ہو بہو
بجز سی نشانم مصفا چو دل — برون آرم از زحمتِ آب و گِل
بیا ساقی آن بادۂ غم زُدا — بمن دہ کہ گردم ز غمہا رہا
کہ سیلِ غمِ دہر م از پا فگند — نمازان میم از فلک سر بلند
درِ عیش و عشرت بمن باز کُن — نیازم سشنو بادہ آغاز کُن

بیا ساقی آن بادهٔ جاودان — دوائی دلِ دردِ بشکستگان
شرابی که جان را صفائی دهد — بخسته دلم مومیائی دهد
بمن ده که بسیار اشکسته ام — به لطفِ عمیم تو دل بسته ام
نه من گرمئ عیش را درخورم — بدرگاهِ حضرت شفیع آورم
بسلطانی و کبریائی تو — بحقِّ خدائو خدائیِ تو
باسمی که آن اعظمش خوانده — بحقّی که گاهی نه درمانده
بعزِّ رسولان یکسر تمام — طفیلِ دو گیسوئے خیر الانام
محمّد شهنشاهٔ طٰهٰ لقب — رسولِ الٰهی حکیم عرب
به جبریل و میکال و جمله ملک — به تسبیح و تهلیلِ شان یک بیک
باصحاب عالیّ و یارِ کبار — علیِّ ولی شاهِ دلدل سوار
بسبطینِ حضرت سعید و شهید — که در راهِ حق اند هل من مزید
بتسلیمِ جانِ همه خواجگان — که در عشقِ جانان سپردند جان
به گردِ یتیمانِ بے پاؤ سر — بمستانِ عشقت ز خود بیخبر
به شکسته بال و زبان بستگان — که واقف توئی رازِ جمله نهان
گشا پرده از روئے مقصودِ من — به بودی رسان جمله بے بودِ من
غبارِ غم از سینه ام دور کن — ز لطفت دلِ خسته معمور کن
فرا بخش جامِ مئے بیغشم — بزن آبِ لطفے برین آتشم

غنی ام کن از دورِ یک جامِ مے — کہ معشوق وے باشد و کلّ شے
بیا ساقی آن بادۂ صد منی — چو مفلس نبو شد بگردد غنی
بمن دہ کہ از نازِ این اہلِ آز — ز جملہ سراسر شوم بے نیاز
بیا ساقی اے شاہِ تختِ دلم — رہا بخشِ شاہان آب و گلم
کجا جامِ جمشید کیخسروان — سکندر کجا رفت و نوشیروان
برفتند شاہان بحسرت تمام — ز زہرِ اجل جملگی تلخ کام
نہ نامے ز ایشان نہ پیدا نشان — جہاں در جہان و جہان در جہان
بیا ساقی آن ساغرِ عشقِ پاک — کہ دل زندہ گردد نہ گردد ہلاک
بمن دہ کہ شاہم باقلیمِ دل — نہ چوں بادشاہانِ این آب و گل
شوم یکجہت جمع زین شش جہت — شود دل چو خمخانۂ معرفت
ز علمِ لدن بہرۂ دہ بجان — کہ میراثِ پیغامبران است آن
بیا ساقی آئینۂ حق نما — ز جامے نما شیشۂ دِل جلا
برین آتشم زن زمے دامنِ — کہ المؤمن مرات المؤمن
توئی مومن آئینہ داری بکن — کہ طوطئ قلبم شود در سخن
کند کشفِ سترِ حقائق تمام — بمضمون حدیث و بمعنی کلام
بیا ساقی اے شمعِ بزمِ دلم — منوّر کنِ جملہ آب و گلم
بیا ساقی اے نورِ جان و دلم — روان بخشِ تازہ آب و گلم

بده تازه جامے ز روحِ روان ۔۔۔ کہ از کلِّ یومٍ بود ہوشاں

بده ساقی آن مے ز نورِ سُبل ۔۔۔ کہ از روحِ اعظم بود عقلِ کُل

ز محفوظ و لوحش بود نکتہ سنج ۔۔۔ نہ چوں کور چشمان ز دہرِ پنج

ز الہام اللہ بے شکّ و ریب ۔۔۔ ز علمِ لدُنّی و اسرارِ غیب

بده ساقی آن مے کہ مستی دہد ۔۔۔ فنا سازد و باز ہستی دہد

کند ز الاءِ جسمِ من عینِ آب ۔۔۔ برآید ز جان و دلم آفتاب

چو ساقیٔ جان بادہ پیما شود ۔۔۔ مرا نشّہ ہر دم دو بالا شود

بده ساقیا لا تؤاخذ شراب ۔۔۔ کہ شوید ہمہ جرم آرد صواب

بکامم رساں جُرعۂ مغفرت ۔۔۔ بہ بخشائے جُرم و شنو معذرت

چو لطفت ہمہ عقدہ ہا حل کند ۔۔۔ گنہ بر ثوابان مُبدّل کند

بسر رفتن اندر رہِ عشقِ رب ۔۔۔ ز مستان نیاید خدایا ادب

بمستی گزیدی مرا در ازل ۔۔۔ من آن مستم از جامِ لم یزل

کہ مستی و سرمستیم ہر نفس ۔۔۔ بود روز افزون ترا اے دادرس

بمستان ترحُّم ز شاہاں بود ۔۔۔ کہ عفوِ ہمہ جرمِ مستان بود

بہ بخشا بہ مستانہ شاہِ ازل ۔۔۔ دمادم مے از ساغرِ لم یزل

حکایت

شنیدم شبے خواجۂ بایزید	نیازش بحق بود گفت و شنید
چو شد طاعتِ خاصِ او مستجاب	بگردید از حق مر او را خطاب
کہ مقبولِ مائی تو اے بایزید	بسپارم بتو گنج ہا را کلید
اگر بادشاہی کنی در جہان	اگر قطبی و غوثئ جاودان
بخواہ تا دہم جملگی مر ترا	کہ مقبولِ مائی تو اے خوش لقا
چو الطافِ حقش بشد بر مزید	بسجدہ بر افتاد خود بایزید
بگفتا کہ اے خالقِ بے نیاز	زمن قطع این جملہ خواہش بساز
نخواہم بجز حضرتت ہیچ شئے	بود روئے معشوق و جام مے
مگر داشت شیخے در آنجا کمین	شنید این ہمہ لطفِ ربِّ مبین
چو شد صبح او مژدۂ این نوید	دوان شیخ بر خواجۂ بایزید
کہ اے شیخِ عالم بخواہ تو زِ رب	نصیبم شود آنچہ بودت بشب
خدا جملہ انعام کردت عطا	مرا ہم رسد آن مقامِ علا
بگفتاش شیخِ جہان بایزید	کہ از نزدِ من دور شو اے مرید
نسازیم یاری بہ کم ہمتان	کہ لا منتہا ہست الطافِ آن
اگر مر ترا طورِ موسے دہند	بخلّت خلیلت بہ بہرہ برند

باعجازِ عیسے اشوی مستفید — بمعراجِ احمد کنندت نوید
نہ قانع بہ این ہاشوی اے رفیق — کہ بحرِ عنایت بود بس عمیق
بیا ساقی اے بحرِ موج عمان — کہ امواجِ بحرت بود بیکران
نہایت ندارد چو آنجا مقام — سکون در دلِ اولیا شد حرام
بیا ساقی اے شاہِ غیرت پسند — کہ در نارِ غیرت منم چون سپند
نیاسودم از غیرتت ہیچ حال — بہ سیر و بہ طیرم زنان پرّ و بال
توام دستگیری بجائے بکن — کہ محتاجِ لعلِ توام یک سخن
بہ الہام و انعام خاصم نواز — کہ بگذشت عمرم بسوز و گداز
چو پروردہ ات ہست مستانہ شاہ — بہ پروردۂ خویشتن کن نگاہ
مبیں بر گناہ و بہ طاعات وے — فزون مستیش ہر دم از جام مے

درود و سلام انبیا را تمام
بروح محمد علیہ السلام

رباعی

یک چند پئے کسبِ فقیری گشتیم — یکچند پئے مرید و پیری گشتیم
گہ ماست گہے دوغ گہے مسکۂ تازہ — تا عاقبتِ کار چو شیری گشتیم

تمت تمام شد

تاریخ ختم دیوان طبع زاد استاد اللہ بخش پشاوری متخلص بہ تبسم

شاہِ مستان ختم دیوانے نمود … وہ چہ دیوان مصحفِ سرِّ و شہود
حرف حرفش معنیِ اسرارِ ہو … لفظ لفظش شرحِ اعیانِ وجود
ہر غزل بحرِ جہانِ معرفت … پر دُر از وے صفحۂ امصارِ وجود
شاہد افصح بلاغت حلّہ اش … وز معانی و بیانش تار و پود
ہاتفِ فکر تبسّم باز یافت … نام و سالش ساغرِ حب ودود

۱۲۹۱

۴۶ ۴۶۲ ۸۲۰۰ ۱۰۰ ۱۶۰

خاتمہ دیوان معہ تواریخ نتیجۂ فکر مولوی امیر الدین صاحب کشمیری

کاتب دیوان شریف قلمی

حمدِ آن ذاتے کہ ز اسما و صفات … جلوہ زد بر جزو و کلِّ کاینات
از پئے اظہارِ قدرت بعد ازان … در ظہور آورد اشیائے جہان
بعد ذکر آمد ندا کہ فکر وا … یعنی در آثارِ قدرت اُنظروا
چشم و دل بکشا ببین در صنعِ ہو … زانکہ صانع راست مرات صنعِ او
زین صنایع دو مرادش بیش نیست … جز ثبوتِ ذات پاکِ خویش نیست
دو ہمین از خلقتِ کل مطلب این … خلقِ ذاتِ پاک ختم المرسلین

باد صلواةُ و سلام بیشمار ‌‌ بر وی و بر آلِ وی و بر چار یار
بعد حمد و نعت و صلواةِ کثیر ‌‌ مے سراید خامۂ بلبل صفیر
اختتام و ختم این اظهارِ جان ‌‌ شاهٔ دیوان آنکه شد غیب اللسان
بر ضمیرِ اهلِ معنی و سخن ‌‌ باد روشن این سخن از کلکِ من
کین نگارین نسخۂ رنگین پرند ‌‌ گلشنِ گلهائے معنئ بلند
نشئۂ جامِ مےِ عرفانی است ‌‌ آیتی از رحمتِ سبحانی است
صورتِ الفاظ او مشکِ تتار ‌‌ معنیِ رنگینِ او باغِ بهار
جلوه اش در دیدهٔ صاحبدلاں ‌‌ چون عروسِ نو فرح بخشائے جاں
وه چه زیبا مه جبین مشکموے ‌‌ شش جهت را داده از خود رنگ و بوے
سنبلِ پیچانِ لفظش مشکناب ‌‌ صد گلِ معنی در آن چون آفتاب
نورِ حسنِ معنیش در چشمِ جاں ‌‌ همچو نور طور مے آید عیاں
هر که خواننده شود از سوز و درد ‌‌ میکند تکرار هر مصراع و فرد
سامعان را فرحتے حاصل شود ‌‌ طالبان را لذتے واصل شود
هست هر بیتش مقامے آشکار ‌‌ هر غزل شمعِ رهٔ شب هائے تار
موسے را این ره همے بیند ز دور ‌‌ میدود گوید انا آنست نور
عیسے ارخواند ز شوق و ذوقِ رب ‌‌ احیے الموتے بئے آرد بلب
با عباراتِ خوش و رنگین بیاں ‌‌ با اشاراتِ احادیث و قران

هست این دیوان درانیوقت ارسی | در تصوف بهتر اندر فارسی
این نه دیوانست بل شئے عجاب | من چه گویم روشن است از آفتاب
وه چه زیبا نامه در توحیدِ حق | شهرهٔ دیوان شه مستانِ حق
آنکه او این دُرّ و گوهر سفته است | رازهائے حق هویدا گفته است
هست مستان شاه مستانست او | مخزنِ اسرار پنهانست او
وه چه نیکو حالتے خوش منظرے | چشم مستش خه چه زیبا عبهرے
بوے ذوقے گشت زین نامه سر | میدهد از سوز و دردِ او خبر
الحق او مرد لیست از صاحبدلان | عاشقِ روئے شه کون و مکان
از تعلّقهاے دنیا دور هست | گوئیا او لختهٔ از نور هست
خوانده نے جزوے به پیش اوستاد | فتحِ بابش گشت و گل آمد بیاد
حق عطا کردش بدل علمِ لدن | گشت واقف جمله از اسرارِ کن
جوش زد از سینه اش دریاے ژرف | ساخت دیوان سر بسر حرفش شگرف
در جشِ از مه تا بماهی آمده | اسم وے بنهاد خود آتشکده
هست در راهِ سلوک در رهبرے | صاحبِ ارشاد از دین پرورے
از کراماتش چه میگویم خبر | وز مقاماتش چه میجویم اثر
کز بیان باشد کراماتش فزون | وز قیاسِ من مقاماتش برون
بیشکی مجذوبِ سالک هست او | بر سرم مولے و مالک هست او

من چگویم مدحِ این عالیجناب | چون تواند ذرّہ مدحِ آفتاب
اوزِ کابل ہمچو خاور سر کشید | عالمے گشتہ زفیضش مستفید
در ولایت گشتہ پیشاور و ہند | طالبانرا کردہ از دین بہرہ مند
دَور دورش ریختہ خیرِ کثیر | از قدومِ خویشتن بر کاشمیر
فیض بر کشمیریان بس ریختہ | از طریقہ علقہا آویختہ
در طریقِ قادری و کُبروی | سُہرہ وردی چشتی خوش روی
در سلوکِ ویسی و ہم نقشبند | کردہ ارشاد طرق افراد چند
جوق جوق از قوم اشراف و نجیب | سیّدِ قوم و صنادید و طبیب
بعضِ مُلّازادگانِ با ادب | پیرزادہ چند از عالی نسب
جمعے از ساداتِ شہر و پرگنات | بیعتش کردہ بدیدندش صفات
زاہتمام سعے این روشنضمیر | زین سعادت شد مشرف کاشمیر
خاصہ این دیوانِ رنگین دلپذیر | مے نُبد معلومِ کس در کاشمیر
نے بکس بویش رسیدہ در مشام | نے کسی در گوش زان بشنیدہ نام
ناگہ این روشنضمیرِ دستگیر | بر کشید اجزاء این بدرِ منیر
دیدم اجزاءِ مسودہائے چند | در کفش چون جان عزیز و ارجمند
رائے در ترتیب و نظمش ساختند | منتظم در رشتہ دُر بیساختند
خوش نویسے خواست کردن جستجو | تا نویسد بر بیاضِ آن نیک خو

خوش خطان خطۂ کشمیر را　　گشت خط بین آن خط راہ ہدا

چون سلیمان ساخت مورے سرفراز　　عصوہ را دادہ بخود رہ شاہباز

این حقیر احقر عجز وضعیف　　کاتب آمد بہر دیوان شریف

از امیر الدین شدم مشہور نام　　کمترین و کہترین خاص و عام

پس بصد تکریم و تعظیم وادب　　لازم الاذعان نوشتم روز و شب

مختصر بگماشتم سعے جزیل　　بر ورق بنگاشتم قول جمیل ۱۲۹۱ھ

در نوشتن صرف کردم سعے تام　　روز ختمش یافتم خیر تمام

الغرض با خط و با نقش و طلا　　کہ بچشم جان و دل بخشد جلا

در ہزار و دو صد و یک بر نود　　خامہ این نامہ رقم از مشک زد

باز مرغ فکر من طیران نمود　　جستجوئے سال ختمم آن نمود

ناگہاں از روے جان در زیر گوش　　تمہ بالخیر فرمودہ سروش ۱۲۹۱

با کمال شادی و صد اہتزاز

ختم دیوان سعد آمد گفت باز (۹۰ ۱۲)

حبذا اے عاشقان باصفا　　مرحبا اے امتان مصطفٰے

محفل پاکی معطر تر کنید　　از گلاب و مشک وادفر کنید

ذکر این دیوان شہرستان کنید　　شرح حال عاشق وجانان کنید

زین ترنم میرسد ترویح روح　　زین نوا سر میزند فیض و فتوح

زین سرود قدس ور سبوحیان	وجد و حال و ذوق ها گردد عیان
زین سماعِ نغز مے جنبد فلک	سر دهد اختر پر افشاند ملک
الله الله اینچه رنگین نامه ایست	کہ بباغ خلد زان هنگامه ایست
از لولوئے نغمهٔ این خوش کتاب	تا قیامت باد عالم فیض یاب
باد تا دورِ زمین و آسمان	فیض حق بر شاه مستانِ زمان
تا قیامت نسلِ پاکش پایدار	باد با عزّ و کمالِ اقتدار
نیر بر یاران ثنا خوانانِ او	جملهٔ محبوبان و عشّاقانِ او
باد فیضی از جنابِ کبریا	تا شود کارِ همه عزّ و علا
دمبدم از فیضِ مستان شاه پیر	باد دایم بر دلِ مسکین امیر
تا شوم کلّی بفیضش بهره مند	زهر و تلخ و هر گردد شهد و قند

یارب از فضلِ خودم کن فتحیاب

ختم شد والله اعلم بالصواب

تاریخ دیوان از خواجه سیف الدین درابو رئیس اعظم کشمیر

از ساقی فکر نام و سالش جستم	خمخانه بگفت و از سر هوش برفت ١٢٩١

بعون اللہ تعالیٰ

این نسخۂ موزون کہ موزون ست بمیزان باطن و ظاہر مشحون ست بتزئین معانی یواقیت وجواہر۔ مملو بمضامین فکرت و حکمت محلو بنکات و فایق حقایق معرفت کہ ہر یک بیتی از ان بدعوالی منازل الفقرا۔ و ہر یک فقرۂ آن بعلوالی مقام عرفان کہ از خواندنش بر صلعبان لطافت انوار کالشمس نصف النہار پدیدار خواہد گردید

مخمس

چہل اسرار

من تصنیفات عارف باللہ حقائق آگاہ حضرت خواجہ مستان شاہ صاحب کابلی سلمہ اللہ تعالےٰ

مطبع نامی مفید عام لاہور میں
باہتمام رائے صاحب منشی گلاب سنگھ
اینڈ سنز کے چھپا

دیباچه

مرقومهٔ جناب مولوی عبدالحلیم صاحب اونکاری ساکن چکی شریف

بسم الله الرحمن الرحیم

الحمد لله رب العلمین والعاقبة للمتقین والصلوٰة والسلام علی رسوله محمد وآله واصحابه اجمعین
اما بعد میگوید فقیر حقیر خاکپائے درویشان عبدالحکیم اونکاری - که مدت بیست سال در خدمت بابرکت
حضرت پیر دستگیر سلطان العاشقین وبرهان العارفین جناب خواجه مستان شاه صاحب کابلی ادام الله
فیوضهم در سفر وحضر بودم آنچه درین مدت خوارق عادت کشف وکرامات وحالات عجیب وغریب
از حضرت پیر دستگیر معاینه نمودم اگر آن جمله را بیان نمایم عمرے باید ودفترے شاید ازان چند کلمه از برائے
طالبان ومحبان سلسله عالیه بیان مینمایم وبالله التوفیق چون حضرت پیر دستگیر در ۱۲۸۴ هجری از
خطهٔ کابل شریف رونق افزائے پشاور گردیدند کاتب الحروف بمعه چند احباب شهر پشاور در بازار
قصه خوانی بدوکان سیادت پناه میر منفعت علی صاحب کتب فروش نشسته بودیم این تذکره
درمیان بود که بسیار جستجو نمودیم درین زمان فقیرے صاحب حال ونسبت کامل اهل دل بنظر نیاید
که در صحبت آن خاطر تسکین یابد ودل رغبت نماید همدرین تذکره بودیم که حضرت پیر دستگیر بمعه
چند خادمان از میانه بازار عبور مے نمودند چون نظر کیمیا اثر حضرت پیر دستگیر بطرف این خاکسار افتاد
بنور ولایت از تذکرهٔ این خاکساران واقف گردیدن از راه برگشته نزدیک دوکان استاده شده
فرمودند که از دربار حضرت الٰهی ناامید ودلشکسته مباشید که بندگان خاص خداوند جل سلطانه در
اطراف عالم بسیار هستند دیر نرسنگی یک سر هنگے هیست بزبان مبارک این الفاظ رانده یکنظر
لطف بجانب این خاکساران عنایت نمودند جمله ازان یکنظر کیمیا اثر خود را از خویش بیخویش

یافتیم از کشف و کرامت حضرت جملہ متحیر بماندیم تمام شب بمثل ماہی بے آب در اضطراب ماندہ
علی الصباح بخدمت پیر دستگیر رسیدہ جملہ بہ ارادت تمام و صدق درست بیعت بدست حق پرست
حضرت نمودہ مرید گردیدیم از ان جملہ یک شخص ہدایت اشرف نام صحبت غیر مُقلدان میداشت
و عقیدت با اولیاء کرام کمتر داشت چون عظمت و کرامت حضرت پیر دستگیر معاینہ نمود شیخ موصوف
فرمود کہ من از ولایت و کرامت درویشان منکر بودم چون عظمت و کرامت حضرت بچشم ظاہر مشاہدہ
نمودم مرا عقیدت درست و بجا گردید ہرگاہ حضرت صاحب برہان و کرامت ثانیاً اظہر برائے تسلی
و تشفی من بنماید توبہ کردہ بمعہ متابعان خود مرید خواہم گردید جملہ حقیقت در حضور پیر دستگیر عرض
نمودیم فرمودند کہ با قبل ازین انبیاء صلوٰۃ اللہ علیہم و بینا را حکم بود کہ معجزہ بر منکران بنماید
بعد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم بحکم آیت کریمہ (و لٰکن اللہ خاتم النبیّین) دور نبوت
ختم گردید فقیران را کشف و کرامات ظاہر کردن حکم نیست چنانچہ انبیاء علیہم السلام را رسالت
و معجزہ ظاہر نمودن حکم بود ہمچنان اولیاء اللہ را اخفائے کشف و کرامات حکم است چون
بسیار تضرع نمودیم حضرت صاحب فرمودند دعا نمائید کہ اللہ تعالی او را ہدایت نماید بمجرد
فرمودن دعا دلِ شیخ صاحب روشن گردیدہ بمعہ چند متعلقین خود تائب گردیدہ در سلکِ
مریدانِ حضرت داخل گردیدند ہمدران شب شیخ صاحب موصوف حضرت رسول اکرم
صلی اللہ علیہ وسلم را بمعہ چار یار کبار و جملۂ خواجگان چشتِ اہلِ بہشت رضوان اللہ تعالی
علیہم اجمعین را در خواب دید کہ در خانۂ شیخ تشریف آوردہ اند جملہ حضرات مبارکباد بیعت
و مرید گردیدن بدست حضرت پیر دستگیر دادند و نوازشہا نمودند چون شیخ صاحب از خواب
بیدار گردید شبانہ روز بیہوش افتادہ بود از معائنۂ این حالت ہمہ وقت در وجد و حالت
میبود با وجودیکہ عہدۂ جلیل القدر در ملازمت داشت ترک ملازمت نمودہ بیاد الٰہی مشتغل

گردید بعد حاصل نمودن کسب سلوک از کار و مراقبہ و مشاغلہ و معائنہ لبشرف خرقۂ خلافت ممتاز گردید خلاصہ کہ ہر کہ در نظر کیمیا اثر حضرت پیر دستگیر ورخورد تائب گردید باندک زماں صاحب وجد و حال گردیدہ آثار ولایت از جبین وے ظاہر گردید فرد۔

آناکہ چشم خویش بصد حیلہ وا کنند ۔ سگ را ولی کنند و مگس را ہما کنند

دیگر خلفاے باکمال و مریدان صاحب حال حضرت پیر دستگیر ادام اللہ فیوضہم در اطراف عالم بسیار اند بسبب طوالت گنجائش در ینجا ندارد اسامی چند خلفا درینجا بیان مینمایم ملا عبد الجبار صاحب پشاوری ملا غلام محمد کشمیری سید تاج الدین صاحب پٹنی سید میر ابا لعلی صاحب از نواح ہلی فی الحال در دہیرۂ اسمعیل خان سکونت میدارد شیخ ہدایت اشرف صاحب موصوف سید میر منفعت علی صاحب حکیم مظفر نگری و این خاکسار خادم خادمان درگاہ معلے حضرت پیر دستگیر مست الست و ولی مادر زاد مستجاب الدعوات صاحب تقوٰے و ریاضت و استقامت وشب زندہ دار و صاحب ذوق و وجد وصال و کشف و کرامات و صاحب تصانیف و قطب الارشاد و وقتِ خود مے باشد تصانیف حضرت دیوان شریف مسمّی بہ آتشکدۂ وحدت و دیوان ثانی و یوسف زلیخا نظم و سراج الصالحین و مخمس چہل اسرار و دیگر رسالہ جات در علم تصوف از تصانیف حضرت بسیار اند المقصود این فقیر کاتب الحروف برائے آستان بوسی حضرت پیر دستگیر در کابل شریف رفتہ در خدمت حضور مے بودم روزے دیدم کہ مسودہ ہاے غزلیاتِ حضرت قبلہ و کعبہ در یک صندوق جمع مے باشد عرض نمودم ہرگاہ فرمان شود این غزلیات را جمع کردہ در یکجا تحریر نمایم حضرت پیر دستگیر فرمودند کہ مولوی عبد الحکیم راز دلدار و اسرار مردان نہفتہ بہتر باشد بار دیگر التجا نمودم چونکہ حضرت را نظر الطاف برین خاکسار بسیار بود قبول فرمودند غزلیات را جمع نمودہ چند جزو بہم شد

بحکم الٰہی حضرت پیر دستگیر عزم سفر بطرف کشمیر نمودند این فقیر و دیگر چند خادمان در
خدمت همراه بودند چون در شهر کشمیر جنّت نظیر رسیدیم اکثر از اکابران و مشایخان و
پیرزاده گان و علما و فضلا کشمیر برائے ملاقات و صحبت حاضر خدمت گردید چونکه اکثر
فضلاء کشمیر و اکابران کشمیر صحبت اهل الله دیده اند و از اخبار و مناقب متقدمین واقف اند
که گذرگاه اکثر اولیائے ربع مسکون در آن بلاد شده هست سکان آنجا از احوالات
و رموزات فقرا و هر طرق بهره مند اند چون احوالات حضرتِ پیر ما را مطابق سلف
یافتند معتقد گردیدند خلق کثیر از شرفا و فضلاء شهر و پرگنات از صدق و ارادت
تمام مرید گردیدند نیز بالتجائے معتقدین غزلیاتِ دیوانِ که مکمل بود از اند تا اکمل
تیار نمودند بعد از اهتمام دیوان شریف بعضے اشخاصان از سرِ صدق و بعضے از روئے
امتحان آرزو نمودند که غزلیات چهل اسرار حضرت قطب الاقطاب علی ثانی میر سید علی
همدانی رحمة الله علیه را مخمس نماید حضرت پیر دستگیر فرمودند که حضرت موصوف بچند
واسطه پیر دستگیر این فقیر مے باشد در کلام اوشان جرات کرده نمیتوانم بار دیگر
التجا نمودند حضرتِ ما فرمودند که امشب درین امر استخاره مینمایم که استخاره بموجب
حدیثِ شریف با حضرت پروردگار جلّ شانه مشوره کردن است حضرتِ ما درین آرزو
بحکم باطن آں شب انتظار فرمان غیبی میداشت در آں شب نور جمال باکمالِ قطب الاقطاب
علی ثانی میر سید علی همدانی قدس سره جلوه گر گردیدند دیوان آتشکدهٔ وحدت که از
تصنیف حضرتِ ما است بدستِ مبارک خود شاهِ همدان بدست حضرت داد و فرمودند
که مستان شاه دیوان را بکشائے چوں کشودند معاینه گردید که چهل اسرار مخمس
شده در اخیر دیوان درج مے باشد از هر ورق مخمس چهل اسرار نور مثلِ نورِ آفتاب

برآمده وتا فلک میبرد ودامن آسمان را شفق گون مینماید واز صفحه هات دیوان آتشکدهٔ وحدت نور میبراید بمثلِ نورِ مهتاب تا به آسمان رفته دامن آسمان را مزین میگردانند
حضرت علی ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرمودند که مبتان شاه مخمس چهل اسرار را برای تو گذاشته ایم گویا حضرت علی ثانی صاحب بروحی چهل اسرار را خود مخمس نمودند چون اجازت یافتند علی الصباح حضرت به تضمین مخمس چهل اسرار مشغول گردیدند چنانچه در ابتدا چهل اسرار قصیده بمنقبت حضرت علی ثانی رحمۃ اللہ علیہ فرموده اند تمام احوال را به کنایه ادا نموده اند حاجت تعریف و بیان نیست چشمهٔ آفتاب را چه دلیل حضرات که مسئلهٔ تصوّف میدانند ومقامات طے نموده اند بخوبی میدانند که درین مخمس کدام کدام مقام عالی در رموزات لامتناهی بیان شده هست اکثر پیر برادرانِ من بطور وظیفه یومیه از چهل اسرار چند مخمس میخوانند از مواضبط آن الله تعالی در اسرار و آثار علم لدن در سینه های آنها کشاده گردانیده است هر طالب سالک راهٔ حقیقت هرگاه از صدقِ دل مواضبط کتاب چهل اسرار نماید انشاء الله وتعالی در اندک روز صاحب اسرار گردد وعلم لدنی از سینهٔ وی کشاده گردد به هیچ علمے ظاهری و باطنی ومسئلهٔ تصوّف بند نیفتد این چند کلمه از برائے فائدهٔ عام در قید قلم آمد باالله التوفیق

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اے حریم وصال ربانی — عارفِ حق نما علی ثانی

شاہِ کونی خلاصۂ ایجاد — شمع عرفان و نور یزدانی

گوفتند طبلہاے عظمتِ تو — جملہ کرّوبیانِ روحانی

کہ امیرِ ولایتی بیقین — دُرِّ شہوار و گوہرِ کانی

جائے دارد کہ بندگانِ حرم — بر حریمت کنند دربانی

ہم بصورت چو مرتضےٰ پیری — ہم بسیرت چو مصطفےٰ ثانی

ہم انا الحق ز نکتہ ات ظاہر — ہم ز نورِ تو رمزِ سبحانی

افسرِ کبردی نہ تنہائی — شاہِ ہر قوم و میرِ ہر خوانی

یکجہاں چوں جمادے بودند — گر نہ لطفت نمودش انسانی

چوں توئی نوح درمیانِ محیط — برہان کشتیم ز طوفانی

جمع کن در مقام جمع مرا — شش جہت کردہ ام پریشانی

اے مرا مصطفائے وقتے تو — من ترا بودزد چو سلمانی

من کجا و مخمس اسرار — اے شہنشاہ انسی و جانی

لیک الامر فوق الادب آمد ... در اجازات تو شدم فانی
منم آیئنه و توئی تمثال ... وصف خود از زبان خود ثانی
گر نه بیند دو چشم خفاشی ... قرص خورشید راچه نقصانی
یا ز حسرت حسود بد بختی ... بکند گیرد ز بخل نفسانی
نیست باکم ز حاسدان و ببین ... که چه خوش گفته رکن ایمانی
قیل ان الاله ذو ولد ... قیل ان الرسول قد کهنی
ما نجی الله والرسول معاً ... من لسان الوری فکیف انی
همچو رومی و چینی از عشقت ... کاهلیم و لیک همدانی
چوں بطفلی ز شیر معرفتت ... گشته پرورده جسم من جانی
نیز این دم تو شیر خواره خود ... برهانش ز نفس شیطانی
بندهٔ داغدار سلسله را ... یکره ایخواجه ام اگر خوانی
نسبت فقر من بتو قایم ... گشته از بو سحاق ختلانی
زو محمدؐ که نور بخش آمد ... زو علی غیاث نورانی
زو حسن با محمدؐ یحییٰ ... زو کلیم الله شیخ عرفانی
زو نظام جہاں فخر الدین ... شه نیاز آں مدار امکانی
اختر آسمان برج طریق ... شاه نظام حسین ثانی
زوست عاجز فقیر مستان شاه ... آمده در سرای سلطانی

بادل دردو سینهٔ بریاں | بارِ اندوه و چشم گریانی
سائلم بر درت فلا تنهر | شیئاً للہ ز فیضِ یزدانی
دستِ من گیر و دستگیری کن | تا نیفتم بچاه ظلمانی
بهر پابوس تو ز کابل و هند | سوئے کشمیر گشته ام جانی
در جوارات فتاده ام مضطر | رحم کن بر منِ خراسانی
مایهٔ خویش من سپرد تو شدم | بعد ازیں هم حساب خود دانی

شاه عرفان و بحر وحدت
نور ایماں یا علی ثانی

مایهٔ جسم و جاں علی ثانی | جان و جمله جهاں علی ثانی
عارف و کامل عالم و عامل | سیّدِ سروراں علی ثانی
مرشد و رهنمائے جمله طرق | حامئے دو جهاں علی ثانی
آمدم بر درت امیر کبیر | الاماں الاماں علی ثانی
اسم پاکِ تو از محبت دین | کرده ام وردِ جاں علی ثانی
یکنظر بر مریدِ خاصت کن | کبروی خاندان علی ثانی
هر که یابد یکنظر از تو | شد غنی ز انس و جاں علی ثانی
مفلسم کن غنی تو اے سلطان | عاجزم مهماں علی ثانی
چشم مستانه شاه است فس حریم | یکقدم نه براں علی ثانی

شرح چہل اسرار کلام کرامت نظام حضرت
قطب ربانی الملقب بعلی ثانی امیر کبیر میر
سید علی ہمدانی قدس اللہ تعالیٰ سرہ الاعلیٰ
بطریق اجمال بطرز مخمس من تصنیف
عارف باللہ جناب مولانا الخواجہ
مستانشاہ کابلی مد اللہ تعالیٰ
ظلال ارشادہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُخمّس اول

قادرا قدرت نمایا لازوالا ذوالجلال
ہر دو عالم را نمودہ بہر وصلت انفصال

جانفشانانِ جمالت با ولہ اندراز قیل و قال
اے گرفتارانِ عشقت فارغ از مال و منال

والهانِ حضرتت را از خود وجنت ملال

یک فروغ از داغِ عشاقِ تو بیضا برده برخ
کن فکان بهرِ نگاهی جمله ارزان کرده نرخ
خاک بوسانِ هیبت را تابع آمد روم وکرخ
مفلسان کوئے شوقت را غلامے کرده چرخ

سالکانِ راهِ وصلت را دو عالم پائمال

از ظهورِ صافیانت گشته اوصافِ ملک
نیست جز توصیفِ ایشان جمله اصنافِ ملک
چون سلیمانِ زمانه هر یک اطرافِ ملک
عارفانِ وصفِ تو مغبوطِ اشرافِ ملک

مُدبرانِ در گهت سرگشتهٔ تیهٔ ضلال

وحش وطیر و بر و بحر و آدم و جن و ملک
وحده گویانِ همه در حضرتت بے ریب وشک
قطرهٔ از بحر الجنت حیاتِ یک بیک
شمهٔ از فیضِ لطفت بوئے برده نه فلک

گشته سرگردان بگردِ آستانت ماه وسال

بهره ور از خوانِ عدلت آمده شست وجمیل
گوسفندے گشته قربانی بجائے اسمٰعیل
آمد از امرِ تو موسٰے را الفرمان رودِ نیل
آتش از لطفت گلستان گشته پیشِ خلیل

خورده نمرودے بقهر از نیم پشه گوشمال

چون بدیده یک فروغت الیشے نقص وعیب
ذرّه سان رفته دو عالم در فراز و در نشیب
همچو نوح و آدم و شیث وسلیمان و شعیب
بلبلانِ نغمهٔ تسبیح در بستانِ غیب

وحده گویان بزیرِ گلبنِ باغِ وصال

گنگ شد در عظمتِ ذاتت زبانِ قدسیان
سے سرا بد ما عبدنا جملهٔ پیغمبران

گشته اند العجز گویان صفات انس و جان　　طوطیانِ طارمِ علوی برآورده زبان

نعره هائے ما عرفناک اے قدیم ذوالجلال

شاهدانِ لایزالی صنعتِ آن نورِ پاک　　دلبرانِ سرمستِ حسن و عاشقان را سینه چاک

چشمِ نرگس باده پیما زلفِ سنبل تاب ناک　　پرتوے از عکسِ رویت تافته بر آب و خاک

خاک از و پوشیده چندین خلعتِ حسن و جمال

ور ازل چون حسنِ بی پایانت بخود جلوه نمود　　از تعین بر تعین عشق دامنگیر بود

تا که حسنِ جان فزا از عارضت پرده کشود　　خانهٔ صنعت چو بست این نقشِ تمثالِ وجود

مُهر شد بر تخته غیب این مثال از بیمثال

شد طفیلِ زنده پوشت عالم و هرچه در و　　مرسلیمانِ جهان را مورِ لنگی بذله گو

یاد دار این قصه از اخوانِ یوسف هو بهو　　هر که بر خاکِ درت ره یافت عزت یافت او

گز بیانِ وصف او فرموده شد ترِ مقال

مفلسانِ کوئے شوقت از دو عالم در غنا　　سر بسر خوفند اگر مستند از جامِ رجا

روز و شب اندر بلائند از غمِ قولِ بلا　　پیشِ مجروحانِ هجرت نوش نیش پر شفا

تشنگانِ وصل را هر آتشی چون صد زلال

عاشقانِ بزمِ وصلت جملگی جان افشان　　نزدِ مهتابِ جمالت هر زمان همچون کتان

لا یموتون مخبرِ صادق نموده وصفِ شان　　کشتگانِ تیغِ عشقت زندگانِ جاودان

صیدِ شاهینِ غمت شاهانِ ملکِ بے زوال

آدم و نوح و حوا در طرہ ات گردیدہ صید
خاکِ بوسان رہت موسےٰ و عیسےٰ عمر و زید
گشتہ از عشقِ رخت یعقوب را چشمش سفید
بادہ نوشانِ غمت داؤد و معروف و جنید
جان فروشانِ دست عمار و سلمان و بلال

عشقبازانِ غمت گردیدہ اندبے پا و سر
از لبِ عیسےٰ و سینا بستہ مہجورت نظر
از خود و از کن فکان بر یادِ تو کردہ گذر
دروی دردِ تو درمانِ دل ہر باخبر
زیورِ ذکرِ تو زیبِ حالِ ہر صاحب کمال

پادشاہا بے نظیر الانزوالا جاودان
داو مستان شہر ز عشقت عاقبت روحِ روان
آتش عشقت فگندہ درمیانِ خانمان
در تمنائے خیالت شد علائے جانفشان
تا چہ خواہد دید آخر زین تمنائے محال

مخمّس دوم

دلے کز دردِ ہجرِ او نہ ہم نیست
زکرِ مقابلِ فرقِ او علم نیست
سرے کز تیغِ نازِ او قلم نیست
ہر آن جان کز غمش دروے نہ غم نیست
ندیمش در دو عالم جز الم نیست

ہر آن جانی کہ با حرمان نسازد
نہ ایوب آنکہ با کرمان نسازد
چو اسماعیل با قربان نسازد
دلے کز دردِ او درمان نسازد
وجودِ او بمعنی جز ندم نیست

کسے کز حضرتِ جانان نظر شد | وجودش رشکِ خورشید و قمر شد
ز خوفِ جنت و دوزخ بدر شد | سرے کز سرِّ معنی باخبر شد

درو گنجایشِ شادی و غم نیست

وصالت بہرِ عاشق شد مُعیّن | ز حسنِ مہوشان اے شوخِ پُرفن
چو خورشیدیکہ تابان شد ز روزن | جہان از عکسِ رویش گشتہ روشن

اگر اکمہ نہ بیند ہیچ غم نیست

چہ دانی زاہدا اسرارِ نہانی | سراسر بستۂ وہم و گمانی
کہ او عینِ تو و تو عینِ آنی | تو محرم نیستی محروم از آنی

رہِ نامحرمان اندر حرم نیست

چہ سازم سِرِّ وحدت با تو مفہوم | کجا دارہ و طناب و گوست حلقوم
نہ منصورہ و نہ طیفورہ است معلوم | حجابِ تُست این ہستیِ موہوم

کہ ہرگز نور با ظلمت بہم نیست

گہے غرقہ بخوبی گہ بزشتی | گہے اندر غمِ دیر و کنشتی
گہے چار و گہے پنج و گہ ہشتی | چو در دریائے وحدت گُم نگشتی

از آنت دُرِّ عرفان در شکم نیست

اگر طالع ہمایونست و تائید | گذر مردانہ از ظلمات و تقلید
تکبر تا کسے از تمجید و تحمید | اگر فانی شوی در بحرِ توحید

عیان بینی کہ آنجا کیف و کم نیست

گہے مطرب گہے ساقی گہے مُل — گہے مینا صفت آوازِ قلقل
مقیمی چند اے غربت سرِ پُل — چو باز از چشم ہمت بستی از کُل
مَقرِّ عزِّ تو جز دستِ جم نیست

ثنا سجدہ دمادم حُسنِ معبود — فراموشی چرا از عہدِ موعود
اگر سازی جہان را جملہ مسجود — بجز ہمت نیابی روئے مقصود
ہمائے ہمت انجا متہم نیست

ایا روحِ مجرّد در چہ کاری — کہ افتادی بخاک و خاکساری
چو مستان شُد چہ سودت بیقراری — علی چون ہمّتِ عالی نداری
ترا کامی بکویش لاجرم نیست

مخمس سوم

آنکہ صد جان بستۂ یک موئے اوست — کُن فکان را زندگی از بوئے اوست
نور و ظلمت از رُخ و گیسوئے اوست — قبلۂ دل آفتابِ روئے اوست
کعبۂ جان خاک راہ کوے اوست

سِرِّ مستان را چہ دانی زاہد گوے — گہ مسلمان خندہ گہ زُنّار جوے
گہ بہ بر رو گہ بکعبہ سو بسوے — چوں ز زلفش گشتہ عالم مشکبوے

دوستیِ این و آن بر بوئے اوست

در ازل چون گشته لامع نورِ جان — شد منور از جمالش کن فکان
نیست خالی ذرّهٔ از مهرِ آن — دین و کفر و نور و ظلمت در جهان

از رخِ ماه و شبِ گیسوئے اوست

عشقبازانِ مئے بزمِ الست — از وفا اندر جفایش خوشتر است
جان دہند اندر لقایش مست مست — تیر بارانِ بلا بر ہر کہ ہست

از کمانِ پُر خمِ ابروئے اوست

گرچہ حوّا مست حسنِ آدم است — یا پری و دیو بندہ خاتم است
ہمچو مجنون صد ہزاران در ہم است — ہر گرفتاری کہ اندر عالم است

از کمندِ زلفِ عنبر بوئے اوست

در ازل چون صورتِ عالم نبود — حُسن جانان خود بخود آئینہ بود
بہرِ عُشّاقی ز رُخ پردہ کشود — ہر گلی کو رُست از باغِ وجود

آبِ حیوانِ ہمہ از جوئے اوست

عشق بازانِ غمش بے پا و سر — از خود و از کن فکان بستہ نظر
عندلیب آسا ہمہ در بحر و بر — نالہا بیدلانش ہر سحر

بر دریغ و درد و فقدِ روئے اوست

من لعشقِ آن شہِ کون و مکان — آتش افگندم میانِ جسم و جان

خوردہ ام اندر جگر زخمِ نہان | جز غمش درمان نہ بینم در جہان
گین کمانِ لطف بر بازوئے اوست

نورِ آں مخفی کہ در اعیانِ ماست | ما عرفنا غنچہ بستانِ ماست
لالہ آسا سوختن سامانِ ماست | آتشی کاندر میانِ جانِ ماست
از فروغِ نرگسِ جادوئے اوست

عاشقان از فرقتِ آن سیم بر | بستہ اند از کُن فکان یکسر نظر
از بہشتش نے غم و خوفِ سقر | ہر دو عالم گر شود زیر و زبر
میل رنجورانِ ہجرش سوئے اوست

نیست جز نورِ جمالش منجلی | در ہمہ اجسامِ عالم اے ولی
رَو زِ خود مستانہ شہ گر عاقلی | چند گردی گردِ ہر در اے علی
مرہم این ریش از داروئے اوست

مخمس چہارم

آنکہ جلوۂ رخِ خوب تو دیدہ اند | سرتا بپائے بہر جمالِ تو دیدہ اند
جان دادہ اند و اندوہِ عشقت چشیدہ اند | اربابِ ذوق در غمِ تو آرمیدہ اند
از شادی و نعیم دو عالم رمیدہ اند

ذرّہ صفت بمہرِ جمالِ تو در پرند | ہر دم زجان بشوقِ تو صد جامہ میدرند

از عرش و فرش و کرسی و کونین برترند — حوران خلد را به پشیزی نمی خرند

تا از صفائے حسنِ تو رمزے شنیده اند

از پائے تا بسر همه شهد اند چون رطب — بینند اگر ز گردشِ ایام بوالعجب
نے قیدِ ننگ و نام و نشانند و نے نسب — پالودهٔ شکنجهٔ عشقند ازان سبب

ز آلودگانِ جیفهٔ دنیا بریده اند

آن کس که در غمِ تو دلارا ممات نیست — بر قولِ مفتیانِ حقائق حیات نیست
جز حلقهٔ زلفِ تو جائے نجات نیست — مرغانِ عشق را بدو کون التفات نیست

تا در فضائے شوق تو روزی پریده اند

اندر ازل که عالم و آدم عیان نبود — نے طاق نه رواق و نه آئینهٔ شهود
از شوق عارضِ رخِ زیبائے او ز دود — از ضیقِ خانقاهِ صُوَر خرقهٔ وجود

بر طارمِ منا برِ قدسی کشیده اند

عشاقِ دوست در غمِ آن شاهِ دلپسند — بیمار و زار و زرد و ضعیفند و مستمند
در عهدِ بندِ عشق جدا اند بند بند — از نازِ یار و محنتِ اغیار فارغند

چون در سرادقاتِ جلالش رسیده اند

گه خاک و گاه باد و گهے مشک گه تتار — دارند ز آتشِ دلِ خود شعله چون شرار
فارغ ز کُن فکان بیادِ رُخِ نگار — در مجلسِ شهود نشسته ملوک وار

ذوقے ز جامِ انس بصد جان خریده اند

آن محرمانِ کعبهٔ وصلِ و بلالِ عشق — دارند صلائے یادِ رُخِ ذُالجلالِ عشق

از شوقِ وصل جمله شده انفصالِ عشق — جانرا بباد داده و دل پایمالِ عشق

اسباب نام و پردهٔ دعوے دریده اند

اے شاهِ ترک و ماهِ عرب فتنهٔ عجم — رحمے بکن بحالِ ضعیفانِ پُرالم

مستانه شه زهجر بشد لقمهٔ عدم — بهر بوئے مهرِ تست علائی رهینِ غم

کاین دولت از ازل بگلش در دمیده اند

مخمس پنجم

طایرِ قدسی تو اے روح خیزو در پرواز شو — بر یدِ شاهِ ازل بنشسته چون شهباز شو

بگسل از سازِ دو عالم یکدل و یکساز شو — راحت از خواهی بیا بادردِ او همراز شو

دولت از جوئی برو در عشقِ او جانباز شو

دم زدن از پختگی آثار از خامے بود — کامِ جانِ عاشقان فی الجمله بدنامے بود

نه سر و ناموس اینجا ننگ نه نامے بود — سازِ راهِ عشق سربازی و بدنامے بود

گر سرِ این راه داری در پئے آن ساز شو

سازِ خود را نور ها زین دامگاهِ پُرفنی — گر همیخواهی ببزمِ قربِ سلطان مسکنی

سر ده و جانرا بباز و تن فگن در گُلخنی — بر تن و جان چند لرزی چون نیرزی ارزنی

صعوه باز زن گذارد برو رش شهباز شو

چند لافی تو ز کشف و علم و زهد ای هرزه گو — در غرور رسته روز و شب اندر متاعِ آبرو
گاه فرش و گاه جامه گاه غازه گاه رو — تا بکی همچون زنان این راه رسم و رنگ و بو
راهِ مردان گیر و با صاحبدلان همساز شو

گر گلِ مقصود خواهی چشم بندی زین چمن — مست و بیخود تا بکی اندر شرابِ ما و من
از هوائے نفس بگذر این خودی از سر فگن — چون زن عنین تا چند باشی بستهٔ مُردارِ تن
در هوائے سیرِ جانِ یک لحظه در پرواز شو

جز بوحدت راه نبود هیچ باب اندر رهش — سایه را فانی بکن چون آفتاب اندر رهش
چند دیر و کعبه را گردی خراب اندر رهش — جان و تن بند است و کفر و دین حجاب اندر رهش
جمله را برهم زن و با عشق هم آواز شو

عهدِ موعودت بشد از یاد ای نورِ ظلام — تا بکی چون بوم گردی گردِ ویرانه مدام
شام و صبحت صرف شد در آرزوئے صبح شام — بازِ اوجِ کبریائی مانده اندر دام کام
دام و دانه بر در و خرّم بحضرت باز شو

عاشقِ زاری اگر بر حسنِ آن بیضا لقای — بر شکن این پنجره از چار مادر خوش برای
تا بکی ریزی تو بال و پر درین کهنه سرای — گر همائے قافِ قربے بالِ همت بر کشای
در فضائے لامکان با قدسیان انباز شو

چارهٔ کارم بکن از لطفِ خود ای چاره ساز — همچو بونه تا بکی از فرقتت باشم گداز
گو تو خواهی وصلِ ما مستانه شاها جان بباز — قفلِ این در شد علائی و کلیدِ او نیاز

گر نیازی داری اینجا بر سر پر ناز شو

مخمس ششم

از رخ فگنده پرده گر پرده دار بودی — چشمانِ چارِ عاشق بروے دو چار بودی
ای کاش جانِ مضطر ناصح نثار بودی — گر آتش فراقش با صبر یار بودی
اندوهِ اشتیاقش در دیدۂ خار بودی

هر شب بوم بکویش با قامتِ خمیده — از ماؤ من مجرّد از کُن فکان رمیده
زین سان که زهرِ هجرش اندر جگر رسیده — در لحظۂ خیالش غایب شدی دو دیده
جان جامه چاک کردی دل بیقرار بودی

ای تن چسان سلامت زان کو عبور کردی — جان چون قرار دادی دل چون صبور کردی
عالم سماعِ اَرِنی چون مهرِ طور کردی — ور از شعاعِ حسنش عکسی ظهور کردی
از هر طرف هزاران جانش نثار کردی

عاشق بعشقِ جانان عمرے نثار کردی — با نفس و عقل و با تن هر لحظه هم نبردی
آبِ حیات از خضر یا یاد او نخوردی — چون حلقه بر درش دل با ضربِ عیش کردی
گر از درش بیادی امیدوار بودی

در وجد و حالِ مستان ناصح گر عیب دیدی — در عیدِ وصلِ جانان جان را دهند بعیدی
دست از رجا چرا دل از خوف بر کشیدی — گبرِ هزار ساله گر بوئے او شمیدی

در جمعِ سالکانش او مردِ کار بودے

اے روح بیادِ جانان زین خاکدان پریدے ‏ نادیده اش چو عنقا نامِ خوشش شنیدے
دانم که چشمِ عاشق آن روئے مو بدیدے ‏ از روضهٔ وصالش بوئے بجان رسیدے
دریائے شوقِ او را اگر خود کنار بودے

اندر ظلم ز قربش گر پرتوے فتادے ‏ عقل و خرد دل و جان در رو بهاش دادے
نه طاقِ قلبِ چرخِ گردون هردم زنان منادے ‏ روئے زمین بهلو گردیدمے ز شادی
گر در جنابِ قربش اُمیدبار بودے

ابدل چو مهرِ تابان عمرے خرابه گشتے ‏ ذوقِ بهشت و رضوان از شوق در بهشتے
خوش قتلِ عشقبازان با تیغِ غم نوشتے ‏ طغرائے عزِّ عاشق از چرخ در گذشتے
در خیلِ کشتگانش گر در شمار بودے

با تیغِ هجرِ جانان صد جان و دل فداهش ‏ گر خونِ من بریزد جانم بعذر خواهش
مستانه شه چه یکجان با ناوکِ نگاهش ‏ صد جان علی بهردم کردی نثارِ راهش
گر نه جلالتش سازِ این تحفه عار بودے

مخمس هفتم

عشقبازان که نوید از لبِ مولے شنوند ‏ گر صریح گفته و گه نکتهٔ ایما شنوند
رمزِ منصور ز هر گردشِ صهبا شنوند ‏ عارفان سرِّ خطاب از که و صحرا شنوند

رمزِ پُرشور و شتاب از کفِ دریا شنوند

گرچہ از عشق بلاہا و کشاکش بینند — نامرادئی جہان را بمرادش بینند
چون سمندر ہمہ تن نا صفتِ خوش بینند — شمعۂ سوزِ غمش در دلِ آتش بینند

بوئے لطفش ز دم از لبِ وبکنا شنوند

جملہ در دہرِ فنا بے سر و بے سامانند — ژندہ پوشان و بباطن ہمگی سلطانند
لوحِ محفوظِ ازل آئینۂ عرفانند — حرفِ خذلانِ قضا از رخِ یاسین خوانند

رازِ اسرارِ ازل بر دلِ طٰہٰ شنوند

از ہمان روز کہ سر رشتۂ موعودِ بلاست — در بلا غرق و ہمہ عاشقِ دیدارِ خداست
مست و مخمورِ قدر گرچہ بعالم رسواست — در ملامت گہِ عُشّاق کہ دیوانِ قضاست

پاکئ یوسفِ جان را ز زلیخا شنوند

جان فشانانِ جمالش ہمہ چون خالِ وطِ — عاشقِ چینیِ جانند و سماعِ فغفور
ہمچو طیفور ہزاران چو جنید و منصور — بر ندائے کرمش کردہ روانہا مسرور

چون ز آثارِ وفا شکر موفا شنوند

سینہ چاکان چہ عجب گر تن و جان چاک کنند — خاک بر سر ز غمِ خواجۂ مولاکی کنند
کُحلِ مازاغ بصر دیدۂ ادراک کنند — مصرِ دل را چو ز فرعونِ ہوا پاک کنند

صدقِ موسیٰ ہدیٰ از یدِ بیضا شنوند

مہر و مہ فرش و زمین و بقدومش تابند — جن و انسان ہمہ از دل و جانش در بند

حورِ عین خاکِ رہش جملہ بمژگان روبند — قدسیان کوسِ اطیعوا اللہ برجان کوبند

وزدل ونفس سمعنا واطعنا شنوند

عشقبازانِ غم وحسن جمالِ جانان — در رہِ جانِ ثنا آن کہ دوانیست بعالم امکان

باتنِ زار دلِ خستہ وچشمِ گریان — ہر سحر آہِ جہان سوز برآرند زجان

رب سلّم ہمہ از گنبدِ خضرا شنوند

گر بغربالِ فنا دانۂ جان را بیزد — بالِ پرواز ہوا رنگ قناعت ریزد

شاہِ مستان کہ بآن یارِ عجب آمیزد — سدّ این راہ علائی است اگر برخیزد

صوتِ تسبیح وے از صخرہ صما شنوند

مخمس ہشتم

آن شہ لیس کمثلِ مالکِ ملکِ وجود — از پےِ معشوق عشقِ خود بخود آئینہ بود

خواست کہ سازد عیان حسنِ بطون در شہود — از نفحات قدم حضرت اسما کشود

وز لنسماتِ کرم صورت اشیا نمود

بر سر خوانِ عمش داد چو عالم صلا — گفت الست بربّ جملہ بگفتند بلی

کرد تعیین شان مقام در خورِ ہر یک جدا — مُہرِ محبت نہاد بر دلِ اہلِ وفا

داغِ ارادت کشید بر رخِ گبر وجہود

جملہ نظر مند شد زان نظرِ بے نظیر — جنت وحور وقصور ودوزخ ونار وسعیر

بندهٔ آن حسن و مؤسس بسر اہل البصیر   خاکِ سرِ کوے او شاه و گدا او امیر

آئینهٔ روئی او کون و مکان و وجود

سرِّ نگارِ ازل حضرتِ نعم الوکیل   بهرِ یکے آب خوش بهرِ دگر خراج نیل

کاتبِ کلکِ قضا کرده رقم زین سبیل   سابقهٔ فضلِ او مظهرِ نوح و خلیل

صاعقهٔ قهرِ او مهلکِ عاد و ثمود

جملهٔ قدوسیان در طبقِ نه سما   آدم و جن و پری کرّهٔ نار و هوا

گشته نه محروم کس از حرمِ کبریا   مور و مگس سیرها دیده درین پردها

مرغ و وحوش و طیور جمله صفوف و جنود

ده چه خوش آندم نبود بحرِ مخوفِ حدوث   گشته هزاران بلا بسته بجوفِ حدوث

ماهِ دل و جان گرفت گرچه خسوفِ حدوث   کاتبِ حکمت کشید خطِّ حروفِ حدوث

شحنهٔ غیرت لشست صورتِ بود و نبود

مملکتِ جسم و جان آینه سیما شده   قیسِ دلم دوستان مراتِ لیلی شده

مستِ دلارا شده دیده چو بینا شده   قطره بدریا شده مطلقِ بیجا شده

بحرِ محیط قدم قید شده در حدود

نفس و هوا سر بسر در پے آزارِ ماست   بر سرِ گنجِ وجود خفته یقین مارِ ماست

جملهٔ ذراتِ کون جلوهٔ دلدارِ ماست   مشرعِ ادبارِ ما پردهٔ پندارِ ماست

هر که ازین پرده رست کوے سعادت ربود

آمده مستانه شه از جهتان بے جهات
محوِ صفاتش بشد جلوه نمد چونکه ذات
بر رخِ نیکوئی او آئینه شد ممکنات
دیده علائی عیان بر ورقِ کائنات
جملهٔ ذراتِ کون پیشِ رخش در سجود

مخمس نهم

عشاقِ دوست چون رقمِ هل اتی زنند
سر را ز صدق بر سرِ دارِ بقا زنند
کون و مکان بیادِ رخش دستقا زنند
رندانِ جان فشان چه قدم در فنا زنند
بر خوانِ دردِ هجر صلائے غنا زنند

بر نورِ ذات گشته تمامے چو مشتغل
موسٰے صفت اگرچه بمهر اند مضمحل
آئینه سا صفا همه ز آلایشِ آب و گل
از آبِ دیده غسل کنند و بطورِ دل
از سیرِ عشق نالهٔ فاغفرلنا زنند

سرهائے عاشقان همه در جیبِ غم فروست
وصلِ نگار گرچه معین ز مو بموست
جاری ز چشمِ شان همگی چشمه جو بجوست
از شترِ دیو طبع کنند التجا بدوست
تیرِ نیاز بر هدفِ عافنا زنند

بر چیده دامنِ خود از هیئاتِ حدوث
خو کرده اند بفقر و غنا ز حشمتِ حدوث
اندر مقامِ جمع جمع از کثرتِ حدوث
چون شسته اند لوحِ دل از ظلمتِ حدوث
در درسِ غیب نعرهٔ فاکتبنا زنند

اندر قیام و قعدہ و تکبیر و در سجود
نے کعبہ نہ دیر و نہ عادست و نے نمود
عُشّاقِ حضرت اند ہمہ فانی از وجود
مستانِ جامِ شوق کہ در مجلسِ شہود

در استزادِ آن دم اتمم لنا زنند

در خاکِ کوئے دوست چو شاہ و گدا رسند
از خانہ بگذرند و بخانہ خدا رسند
احرام بر حرم ہمہ بے سر و پا رسند
از مدینِ وفا چو بقدسِ صفا رسند

بر صخرۂ قبول کرم ربنا زنند

آنانکہ از فنا شدہ اندر فنائے عشق
عنقا صفت عروج نمودہ فضائے عشق
شاہانِ دہر سایۂ اوشان ہمائے عشق
در سیرِ سترِ عالمِ بے منتہائے عشق

گامِ نخست بر سر این تنگنا زنند

آن مفلسان حشمتِ اہلِ غنا خوشند
بہرام و زہرہ را ہمہ در زیر پا کشند
بر یاد آن صبا ہمہ دم چون صبا خوشند
چون در ریاضِ انس شرابِ بقا کشند

خوش تیغِ ترک بر رخِ دار الفنا زنند

تا چند صیدِ غرقہ بخوفے بدامِ عز
مستانہ شہ سلام ز دار السلامِ عز
خوش کام خود ندیدہ کسے چون بکامِ عز
با داغِ مفلسی چہ علائی خیامِ عز

بر سدرۂ قناعتِ اوجِ غنا زنند

مخمس دہم

ایا محبوبِ بے ہمتا کہ در کون و مکان تا نے
باین بیچارگان از ناز ای دلبر نمی نازے

زشوقت سوحِ مشتاقان ہمہ آیینہ بجان بازے　　　نقابِ غیر اگر یکدم زروئے خود براندازے

ہزاران بیدل از ہر سو سر آرند در سر اندازے

ازان حسنِ جہان تاب و ازان تابِ خمِ گیسو　　　بہر سو شورش و غوغا بہر سو بیہی و آہ ہو

نہ تنہا گلشنِ آفاق مشکین نافہ دلجو　　　زیک پیچ سرِ زلفت دو عالم گشتہ عنبر بو

اگر آن پیچ بکشائی سمن بر عنبر اندازی

جمالِ جان فزایت چون بحسنِ خویش شد باہر　　　زقرب سر الانسان تا رمزِ آنا زد سر

تجلی از تعین بر تعین تا بمرآتِ ترا آخر　　　زشورِ جلوۂ حسنت غبارِ غیر شد ظاہر

گر از غیرت کنی غمزہ غبار از رہ براندازے

ہمہ شید ائیان حسنِ بپائے تو شیدا شد　　　زہر سو شورش و غوغا جہانِ نالہ برپا شد

چو زلف و خال و خط بر عارضِ نیکوت پیدا شد　　　غبارِ غیر و کفر و دین طلسم گنجِ معنی شد

طلسمِ گنج کی ماند چو زلف از رخ براندازے

چنانم در غمت گرچہ خراب و بیخود و برہم　　　شود بر خاتمِ حکمم ہزاران صاحبِ خاتم

باستقبالم آید حشمتِ جمشید و جامِ جم　　　صدائے موکبِ عزمم بگنجد در ہمہ عالم

گرم یکرہ بدشنامے عنایت سر اندازے

چسان سازم بتوصیفِ جمالِ دلبری انشا　　　کہ باشد خوشہ چین از خرمنِ حسنش مہ و بیضا

زجذبِ آتشِ عشقِ دو رخسارِ جہان آرا　　　زظلِ ظلمتِ صورت شوم در مسندِ معنی

گر از راہِ کرم یکدم خورم در جاوسا اندازے

مگردان پردهٔ هستی به پیشِ چشمِ ما حایل — که جز وصلِ تو ای جانان نماید زندگی مشکل
بغیر از دیدنِ رویت چه از جنّت مرا حاصل — جهانِ زندان من گردد گرت یکدم نه بینم دل
نعیمِ جان شود دوزخ گرش غم در بر اندازی

هزاران نیّرِ اعظم نگاهِ ظلمتم گیرند — تجلّی‌های وحدت لباس کثرتم گیرند
دو عالم زیرِ پر جانان همای همّتم گیرند — کرامِ عالمِ علوی لوای رفعتم گیرند
اگر یک نقطه از نامم رقم در دفتر اندازی

بسر بازیِ عشقِ تو مرا این عمر بر سر شد — نه یک لحظه وصالِ تو برین بیدل میسّر شد
خراب و خسته مستان شد نزار و زار و مضطر شد — علی با دردِ دل عمری مقیمِ خاکِ این در شد
اگر از داروی لطفش دوائی در خور اندازی

مخمّسِ یازدهم

نظر بازانِ عشقش را بعالم کی نظر باشد — گذر سازند ز هر جزو یکه خود او در گذر باشد
نه تن باشد یقینش جان و نی پا و نه سر باشد — دلی را کز غمِ عشقش سرِ موئی خبر باشد
ز تشریفِ بلای دوست بی‌وی صد شر باشد

همه پیمانه نوشان در غمِ آن روز پیمان شد — رموزِ کفر و دین را زان خطو زان روی خواهان شد
خراب و بیخود و شیدای سرمست و حیران شد — کسی کز غمزهٔ جنبش چو زلفِ او پریشان شد
ز نام و ننگِ کفر و دین بکلّی بیخبر باشد

مزن ای دل دم وصل شه خوبان که مغروری	چرا بلبل صفت هر لحظه اندر ناله و شوری
چو تن سوزم میان نار هجران از غم دوری	بتی کز نازکی طبعش ملول است از گل سوری
میان آتش جانم مدام شمع چون مقر باشد	
اگر محراب مسجودت همه روئے زمین گردد	بغیر از عشق جان افزا کجا نصرت قرین گردد
گذر در گلشن وحدت که تا حق الیقین گردد	تو در گلخن طمع داری که شاهت همنشین گردد
کجا آن فر سلطان را درین گلخن گذر باشد	
نه پنهان بلکه در عالم چو مهر است این مثل پیدا	که قرب شه بود آتش یقین میدان تو باغربا
متاع عقل و دین تاراج جان و تن همه یغما	گدائے را که با سلطان بے همتا بود سودا
دلش پیوسته ریش و عیش تلخ و دیده تر باشد	
الا ای عاشق مخزون که از عشقش تو رسوائی	گذر از سعد و نحس اختر و خورشید اگر خواهی
همے لرزی گه از آفات ماه و گاه از ماهی	سلامت جوئی محرومی ز ذوق منصب شاهی
سر پر بلاے آن یابد که عزمش پر خطر باشد	
بیان سازم چسان راز که باشد مغلق و مشکل	بگو با محرمان حرم محروم چند از دل
اگر از سر قدم سازی دو عالم یک بیک منزل	کسے از پیمودن آفاق این دولت شود حاصل
کسیر از بید ابجعنی کش اندر خود سفر باشد	
گہے بالائے عرش و گه بخورشید و گہے بر مه	گہے نفی و گہے اثبات گه لیلی گہے خرگه
بگو تا چند مستی در مقام لا و الا الله	کسے از ستر ابجعنی بگفت و گو نشد آگه

که از پیمودنِ دریا نخیزد بیشتر باشد

دلارائی که اندر مرآتِ کونین مے نازد | بغیر از سوختن با وصلِ او دیگر چه بیسازد
بود مستانه شه صادق همان عاشق که جان بازد | علی گوهر کسے یابد که او از سر قدم سازد
که افتد گوهرِ معنی ترا گر قدر سر باشد

مخمس دوازدهم

عاشق اندر یادِ جانان بے سر و بے پا شود | از خودی دامن کشان تا مقصدِ اقصی شود
در فنا گوشه چنان کز خویش ناپیدا شود | هر که گرد سرِ عشقش واله و شیدا شود
از بد و نیکِ وجودِ خویش ناپیدا شود

از ازل در گوشِ جانم چون شورِ رقص و غوغا نشست | در هوائے آن پری آئینها سیما شکست
یکطرف بارِ امانت یکطرف عهدِ الست | بر سویدائے دل هر کس که این سودا نشست
عاقبت جان و دلش سوزی درین سودا شود

عاشقانرا رنگ زرد و چشم تر با آه سرد | هر نفس با قصرِ جان از عشقِ جانان هم نبرد
تا یکے در بندِ نام و ننگ و آب و نان و خورد | نیکنامی بایدت پیرامنِ این در مگرد
هر که روئے مه لبگون بود شد سبک رسوا شود

من نمیگویم زیان کن یا بفکرِ سود شو | گر نه آتش بیا و زلفِ او چون دود شو
گه ایاز و گه بعشقِ عارضش محمود شو | آبِ حیوان بایدت در ظلمت نابود شو

کانکه چشم از خود بپوشد چون خضر بینا شود

ایها العشاق اگر بر عشق او شیدا شوی ‌ ‌ چون شوی فانی جمالِ مقصد اقصیٰ شوی
تا یکی در بندِ نام و ننگ و عشقِ سرمدی ‌ ‌ حل نگردد هرگز این مشکل ترا تا با خودی

چون زخود فانی شوی این مشکلت حلوا شود

عینِ آبی این سدِ دنیا فگندت دمدمه ‌ ‌ نورِ معنیت با وجِ لامکان در زمزمه
جز بوحدت کے شوی در قربِ آن جانان جمعه ‌ ‌ آب چون از ابر افتد قطره خوانندش همه

چون بحر انداخت خود را نامِ او دریا شود

عمرها شد شعله آسایم زعشقش در شرار ‌ ‌ تا بر آوردم زگردِ هستیٔ خود من دمار
قطرهٔ جانم بسوئے بحر شد از عشق بار ‌ ‌ در صدف او را بلطفِ خویش گیرد در کنار

بیگمان از یمنِ ذاتش دُرِ یکتا شود

چون نگاهِ دلفریبش کرد در عالم نظر ‌ ‌ بهره ور شد زان نگاهش جوقِ عالم سر بسر
رتبِ ارنی گو هزاران عاشقان در بحر و بر ‌ ‌ گشته از غوغائے حسنش عالمے پر شور و شر

هر کجا زد خیمه این دولت یقین غوغا شود

آفتابِ عشق شد این جسمِ خاکی قمر ‌ ‌ شعله آسا آهنِ جانم بر آورده شرر
تا بکوئے حدتم افتاد مستانه گذر ‌ ‌ تا کے این آتش سخن پوشی علائی در نظر

آخر از حسن پوشِ فکرت این سِر پیدا شود

مخمس سیزدہم

دوستان قصۂ جانسوز جگر فرسائی
بشنوید از منِ دل سوختہ و جان کاہی
باہزاران غم و اندوہ و فغان و آہی
دوش دل در غمِ ادمیزد باجانِ رائی
کہ ترا در پئے این سود نشد سودائی

سر بسر جملہ فنا یند بجز ذاتِ احد
اینہمہ نقدِ جہان از کفِ عیشت برہد
چونکہ منزل گر تو ہست بقین زیرِ لحد
گفتمش ملکِ سلیمان بگدائی نرسد
تاجِ رفعت نکشد جز سرِ روشن رائی

اینہمہ لونِ جہان عکس نما شد زان لون
تا بکے بندِ ہوائے ہوسی اے فرعون
موسئے آسا دو جہان خارجِ چیش چو عون
سیرِ عنقائے جلالش کہ نگنجد بدو کون
طمعِ جلوۂ او بیں تو زہے بیجائی

مرأتِ زنگ نما و ہوسِ آن خسار
چشم فانی و کجا جلوۂ نورِ دلدار
ہمتِ دانہ کجا و طلبِ آن خروار
قطرۂ بے سر و پا را ز کجا آن مقدار
کہ درونِ دل خود جائے کند دریائے

عشقِ دلدار کہ در دہر بسے راز بہد
التماسِ رُخِ او ملتمسی را زیبد
رمزِ محبوب نہ ہر خار و خسے را زیبد
سخنِ دوست درین پردہ کسے را زیبد
کہ بغیر از غمِ یارش نبود پروائی

عمرها شد که طنابِ دل و جان تافتمی
حلقهٔ نور چون آن ساده دلی یافتمی
برق آسا همگی سوی جهان کافتمی
شرحِ دردِ دل خود کردمی اَر یافتمی
در همه عمر وصی روی جهان آرائی

آتشِ هجر تو کم نیست ز گرمیِ سقر
ملکِ جان و دل من کرد همه زیر و زبر
من و آن غمزهٔ خونخوار و صدپاره جگر
از خط و خالِ تو هر بیخبری را چه خبر
به شماره نبرد دیدهٔ هر بینائی

گاه خورشید و گهی ماه گهی عین عیان
ظاهرت مصحف و باطن همگی اهرمنان
چند ازین قصه تو مستانه شهِ جانِ جهان
لافِ عشقش مزن امروز علائی بزبان
چون یقین از پسِ امروز بود فردائی

مخمس چهاردهم

کسیکه خاورِ حسن تو دلربا دیده
خدانماست که او جلوهٔ خدا دیده
ز چشمِ عین یقین گلشنِ بقا دیده
خوش آن سری که بود فوقِ سیرها دیده
بچشمِ دل رخِ اسرار آن سرا دیده

گذر نموده ز بهرام و زهره و ز زحل
کشیده دامنِ خود در از حوت و دلو و حمل
بسمعِ بی غلطی خالی از خطا و خلل
ز روزنِ دلِ خود گوش کرده نیِ ازل
وزان دریچه یقین سرِّ ماجرا دیده

ز عشقِ دوست هر آنکسکه مستِ ها هوئی ست — نه خالی از غمِ جانان یقین ورا سرِ موست
وگر بکعبه و دیر و اگر بدجله و جوست — بر آستانِ وفا هر دمے ز دشمن و دوست
هزار محنت و ناکامے و جفا دیده

گہے بروم و گہے در عرب گہے بحجاز — مثالِ بوتهٔ سیمین تمام تن بگداز
ز زهرِ هجر و غمِ عشق و فتنهٔ جان گاز — بهر جفا که کشیده بروزگار دراز
برائے دوست دران شیوهٔ وفا دیده

وفا نموده همه در قفسِ عشق و بلا — نهاده خویش سرِ تسلیم در مقامِ رضا
چو صید غرقه بخوناب این دلِ شیدا — بهر فغان که نموده بزیرِ تیغِ جفا
ز روئے دوست دو صد خلعتِ صفا دیده

بیاد آن خمِ زلفِ نگار تا دمِ صبح — فنا ز خویش بمهرِ رخش چو شبنمِ صبح
ز تشنگیِ فراق و نوائے زمزمِ صبح — میانِ آتشِ شبهائے هجر تا دمِ صبح
هزار روحِ صفا از دمِ صبا دیده

اگر نه بستهٔ غلمان و جنت و حوری — یقین بدان که چو زاهد بخویش مزدوری
هر آنکه گرده ز عشقِ نگار منصوری — میانِ ظلمتِ امکان و آتشِ دوری
نسیمِ صبحِ وصالِ از رهِ فنا دیده

کسیکه از غمِ عالم جدا شده کُلّی — تمام مرآتِ ایزد نما شده کُلّی
همه ز نارِ حقیقت صفا شده کُلّی — چو از رسومِ مجازی فنا شده کُلّی

درونِ زهرِ فنا شربتِ بقا دیده

ز ملکِ دهر سراسر چو رخت بربسته
بگلستانِ حقیقت شده است گلدسته
ز دیر و کعبه و میقات و خانقه رسته
ز جامِ شوق شده مست شیشه بشکسته

میانِ عربده معشوق خوش نما دیده

فنا بمهرِ حقیقت چو کرده است وجود
بخویش ساجدِ خود گشته است و هم مسجود
بباد داده ز ذوقِ وصال بود و نبود
ز خواستِ خود شده یکسو بسوے حریمِ شهود

جمالِ آن مهِ بیچون و بے چرا دیده

بگلشنِ رخِ دلدار چون نبردی پے
چه سود در غمِ لیلی ز ها هیبت در حے
پیاله اے شهِ مستان بلب نیامده مے
علائی از چه شدی مست چون نخوردی مے

ز دیده مست شود هر کسے تو نادیده

مخمس پانزدهم

دلا را شاهدے کز حسنِ جان و دل بیفزاید
چرا از دولتِ وصلش بمسکینان نبخشاید
بکامِ جان رسد یارانِ دل گم گشتگان شاید
نقابِ کبریا روزے اگر از روئے بکشاید

هزاران بیدل و شیدا ز هر سوئے برقص آید

بنفشه گر بسنبل بر رخِ آن دُرِّ ثمین افتد
ز هر چینِ سرِ زلفش طلسماتی بچین افتد
نگین دارانِ زمرد در زمین بیچون نگین افتد
اگر از عکسِ رخسارش شعاعے بر زمین افتد

بسا انوار روحانی ز خاکِ تیره بنماید

چو حسنِ خویشتن از مرآتِ آدم برپردازد
بیک غمزه دو عالم را همه از پا در اندازد
جمالِ خود تماشائی که بر کونین مے نازد
نسیم زلفش ار بر کوئے مشتاقان گذر سازد

حریقِ نار هجران را ز آتش راحت اندابد

نه گنجایش بود دیو و ملایک را درین وادی
نه غم از نارِ دوزخ باشد نے از جنان شادی
اگر آتش زنے بر تن وگر برباد جان ادی
بماند هش بود شادی بیاد نفس از غم آزادی

که اندوهش روان بخشد ز یادش بوئے جان آید

پریشان کرده عالم را پریشانیِ گیسویش
چو غنچه میدرد جامه دمادم از دم بویش
نه تنها زاهدان باشد نثار اندر سرِ کویش
بسانِ ذرّه در رقص اند دلها از غمِ رویش

ولے آن شه کجا هرگز درین ظلمت سرا آید

گدائی جامع الجمعی که بنده صد حشمش باشد
نشاطِ کن فکان در هر زمانے از غمش باشد
هزاران معجزِ عیسے و آدم از دمش باشد
غبارِ دل نمے زیبد که بر روئے غمش باشد

مقامِ جانِ هر عاشق حیاتش را نمے شاید

دو چشمِ عشقبازان هر شب از عشقش همی خواهد
که آن خورشیدِ تابانی باین بیچارگان تابد
ز جن و انس و وحش و طیر و هر اقسام نیک و بد
هزاران سر درین سجده که بوئی از در تن یابد

ولے هر مفلسی این گنج را در خور نمے یابد

گذر از کن فکان بگسیر اگر تو واقفی از کن
برآر این خارِ هستی را ایا طالب ز بیخ و بن

بتارِ سینۂ ریشت بزن مستانہ شتہ ناخن　　علی چون درخورِ یادش غ و نوحہ خود کن

کسے را شاید این کو دل بغیرِ او نیالاید

مخمس شانزدہم

عیدِ رخسارے کہ عالم مست و حیران میکند　　ہمچو اسمٰعیل جانہا را بقربان میکند

ذرّہ ہا از مہرِ او بیضا بدامان میکند　　چون جمالش جلوہ بر خورشیدِ تابان میکند

آفتابِ از رشکِ حُسنش روے پنہان میکند

در ازل آن شاہِ احدیت سراسر بے حجاب　　بر فگند از مرآتِ وحدت بوحدیت نقاب

شد تعیّن بر تعیُّن از نقاب اندر نقاب　　تا پریشان گشتہ حُسنش بر رخِ چون آفتاب

بادِ شوقش ابرِ جانم را پریشان میکند

نورِ وحدت در جمالِ حدیث گشتہ ردا　　از کمالِ دلبری گفتا الست آن دلربا

الحذر اے عاشقان زین ماجراے پُر بلا　　تیرِ عشقش کز کمانِ ابروانِ گردو رہا

عقل را مے دوزد و قصدِ دل و جان میکند

بوئے پیچون از رخش آید اویس اندر قرن　　طوطی آسا در ہوایش بکریز زاغ و زغن

غنچہ از رشکِ دہانش چاک کردہ پیرہن　　سروِ آزادی کند از سروِ قدش در چمن

چون ہوائے باغ آن سروِ خرامان میکند

عشقِ آن دلدار کردم عاقبت زیر و زبر　　زہرِ ہجرش ناوک آسا مے خلد اندر جگر

از جمالِ کُن فکان در عشقِ او بستہ نظر | نالہائے آتشینم در فراقش ہر سحر

قصدِ احراقِ حجب بالائے کیوان میکند

ہر کہ بر خاکِ درش افتاد افسر میشود | ہر زمانے پُر فشان بالائے خیبر میشود
در غمش یک جان چہ باشد عاشقان گر میشود | گر دمے وصالش بصد جانت تیسر میشود

دیگران جانے بملکِ جن و انس ارزان میکند

در ازل بُرقع ز عارض بکشود آن مہرِ جان | نعرۂ سبوح آمد از ہمہ سبوحیان
عرض کردند بارِ عشقش بر زمین و آسمان | چرخ چون تابِ غمش ناورد زین رو ہر زمان

جانِ ما افسوس بر گردونِ گردان میکند

دل بشد صیدِ نگاہش ہمچو سلطانِ حرو | ہر زمان گیرو بشاہین خیالِ او بندرو
نے خیالِ چین و ماچین و نہ ایران نہ مرو | جان کہ مشتِ خاک دامنگیر او شد ہمچو سرو

کو بجرأت قصدِ خلوتگاہِ سلطان میکند

عاجز و مسکین و زار و بینوا و مستمند | گر نماید بند بندِ من جدا از بند بند
راضی است این جان و دل مستانہ بیچون و چند | گر بدین جانِ محقر از علائی قانع اند

خوش برافشان گو چو لطفش کار آسان میکند

مخمس ہفتدہم

اے آفتابِ برجِ حقیقت مہِ ظلام | ہیلے ز غنچہ لبِ لعلت بودہ کام

عالم بود چو جسمِ معیّن تو جانِ تام — ای راحِ روحِ پرور و ہی روحِ ریح نام

بوی حیات از نفست میوزد مدام

نُہ پردہ سُرادُق ارکانِ کانِ قدس — از مہرِ تست جملہ منوّر سکانِ قدس

گسترده اند ذکرِ جلالت بخانِ قدس — ہر صبحدم ز مجلسِ روحانیانِ قدس

مستسقیانِ عشق ترا شربتِ مدام

ای بادِ جان فزای و طرب خیز و جلوہ گر — میکن گذر بسوئی اسیرانِ مضطر

کز بوی تست جملۂ اجسام پر شکر — بر خاکِ کوی دوست گذشتی بگر سحر

کز لطفِ جان فزای ہمہ راحتی و کام

یکدم نسیمِ جذبِ الٰہی تو محرمی — با این ضعیفِ خستہ نحیفِ کم از کمی

تا کو بیت بحضرتِ سلطانِ گلفمی — گر در سرا دقاتِ جلالش رسی دمی

زین جانِ مستمند رسانی یکی سلام

کای شاہ مہر منظر و بیضا و مہ نقاب — گشتہ ہزار و دو صد و شش بر نود ز خواب

برخیز کن نظر تو بران زارِ دل خراب — کان مفلسِ شکستہ و مہجورِ آن جناب

بر خاکِ راہ حیرت میگویدت سلام

چون آہوئی رمیدہ ازان چشمِ نیم مست — غلطان بخاک و خون قدم کردہ از سر است

دستی بدہ بدستِ وی ای دستِ حق پرست — عمریست تا ز سدرۂ قربت فتادہ است

با دیو نفس در قفسِ طبع بند کام

ازجان چو گرد عشق برآورده آتش دمار
آئینه وار دیده حسرت در انتظار
هردم بخویش شعله زنان است چون شرار
زیپای سیر و نه ره مقصود نی قرار
نی صبر و نی امید مگر آفت کرام

دریای رحمت تو چو امواج میزند
نفعی بتو ز طاعت و عصیان نمیرسد
یکسان بود بقرب جناب تو نیک و بد
درگاه جود و را چه زیان کرده بشود
کار دو کون گر کنی از یک نظر تمام

پر شد ز حسن دوست عیان و نهان جان
مستانه شه بشرف عنایت سند عنان
آمد یقین ز تو اغبد و یکسو بشد گمان
دریای فضل موج کرم میزند بران
مرکب علا ثیا مگر اینجا کنی لگام

مخمس ہشتم

دستان یار گویم در جمله داستانان
شاه خلاصه کون سلطان نوجوانان
تا بو که بار یابی از رمز و سر آنان
نقد حیات خواهی جان کن فدای جانان
کاین است در ره عشق آئین مهربانان

عشاق حضرتت بعست از کام و هر ناکام
تا از لب دلارام بشنیده اند پیغام
نی جام و باده دانند نی دانه را و نی دام
مستان جام شوقش بر بوی لطف هر شام
بر درگه جلالش آیند جان فشانان

گوی سعادت عشق از جمله در ربودند   نی در غم دو عالم نی عاد و نی ثمودند
الهام حضرت حق از گوش جان شنودند   آنانکه زنگ هستی از لوح دل زدودند
از جان نفور دارند دل در هوای جانان

باشد باوج وحدت معراج عاشقانش   عرش برین بلرزد از ناله و فغانش
کروبیان نه تنها پروردهٔ ذاکرانش   مرغان سدره هر شب حیران بیدلانش
چون در خروش آیند دلهای بی زبانان

هر دم زنند جولان بر اوج هفت چنبر   در صحن عرش و کرسی افگنده اند بستر
پوشیده اندر ردای لا یعرفون دربر   از چشم بد نهانند از خویشتن نهان تر
عالم شده سمن بو از خوی آن نهانان

میشو مجرد از جان چون شیخ و چه عیسی   در سینه ات نهانست افلاک و عرش و کرسی
عمرت گذشت زاهد در شرب کاسه لیسی   چون تیره روزگاری از ره نشان چه پرسی
گر ره روی نشان جو از راه بی نشانان

در بحر وحدت حق کردی اگر اقامت   افلاک و انجم و چرخ جمله شوند رامت
تا گشته فانی از خویش نا رفته رنگ و نامت   گر کام خواهی از دوست بلکامی است کامت
گر ز گلشن وصالش بو رند کامرانان

چون عشق سوی جانان جان را وسیله آمد   جز عشق هرچه باشد آن مکر و حیله آمد
لیلی میان محمل چون با قبیله آمد   عقل و دل اندرین ره جان را عقیله آمد

این کار بازگونه نابد زکاردانان

در باد گشته جانها از فرقتِ جدائی — بشکسته استخوان را لطفِ تو مومیائی
مستان شیر زخود شد کو تابِ لب کشائی — در وصفِ سرِّ عشقش گر لال شد علائی

خوش باش کاگهست او از حالِ بی زبانان

مخمس نوزدهم

مهرش زبوده جانم ای دوستانِ جانان — ایوبِ تختِ عشقم در جان رسیده کرمان
چون نیست سوزِ عشقش جز سوختن بدبان — تا چند داغِ عشقش دارم نهفته در جان

پنهان چه دارم آتش چون دود نیست پنهان

گاهی باه و زاری گاهی فغان و شیون — عمرم گذشت یاران در عشقِ او بدین فن
شد خاک جانِ زارم بر باد رفت این تن — چون نیست دردِ عشقش دارو پذیر پس من

بیهوده چند پویم در آرزوئے رمان

گشتم بعشقِ جانان چندین جهان کم و بیش — مقصد نگشت حاصل بیگانه وار از خویش
آمد ندائے عزت اے مستمند درویش — دارو ئے دردِ این ریش از هر طبیب مندیش

کس را دوا نیابی جز داغِ دردِ جانان

تا شد ز من دلارام در خون نشست بختم — سیلابِ غم فرو برد از هجر یار رختم
از شش جهت گرفته این روزگارِ سختم — از من مجوی راهی حیرانم نیست بختم

کے راہی داند آنکو کز خویش گشتہ حیران

شد عیدِ عشقبازان اے طالبان بالش — گر خونِ خلق ریزد آن ماہِ نو حلالش
پیدا بود چو بیضا در کن فکانِ وصالش — او بارِ ہستیِ ما شد پردۂ جمالش

ورنہ ز راہِ تحقیق خورشید نیست پنہان

گر چشمِ حق پرستت ناظر شود ولیکن — شاہِ فلک بخدمت حاضر شود ولیکن
اجناسِ کن فکانت تاجر شود ولیکن — دورِ حیاتِ ہستی آخر شود ولیکن

نبود بقائے جان را ہرگز فنائے دوران

شاہنشہِ دوگیتی چون روئی مو نماید — در دیر اگر فرید در کعبہ گر ربا ید
بے یادِ او زمانے اے عاشقان نشاید — ہر دم کہ بے غمِ او از بہرِ دل بر آید

آندم ز راہِ غیرت بر جانِ ماست تاوان

تسلیم ساز جان را در عشقِ آن دل آرائے — آئینہ گر بخواہد دل را گداز بنمائے
بر آستانِ عزش ہر دم جبین ہمی سائے — بے امتثالِ امرش چشمِ امید بکشائے

مرد آن بود کہ دارد بر دیدہ مُہرِ فرمان

چندین ہزار سال است مبتلا شدم درین رہ — وصلش طلب نمودم آئینہ داد آن مہ
یعنی نظر بجز دکن مستانہ شاہِ آگہ — پایانِ نقدِ مردان فقدِ خود است ورنہ

ہرگز کس اے علائی رہ راند بیہ بابان

مخمس بستم

موسیان طلبت چونکه تجلا بینند — خوش تماشائے تو از مرأت اسما بینند
جلوهٔ آن رخ زیبا نه بیکجا بینند — عاشقان عکس رخت در همه اشیا بینند
سر سودائے تو در سینه هویدا بینند

چون دل از عشق رخ یار مصفا گردد — جمله اسرار نهانیش هویدا گردد
یک جهان از دم او زنده چو عیسی گردد — هر کرا یک نفسی با تو مهیا گردد
دو جهان پیش درش عیش مهیا بینند

پنجهٔ شیر غمت چون دل شیدا بدرد — جان چه باشد که بخاک در دلبر سپرد
بهوای رخ لیلی جهان اهل خرد — خاک راهی که سگ کوی تو بروی گزرد
توتیائے ره دیده بینا بینند

لجهٔ بحر غمت را که ورا پایان نیست — هر که مستغرق آن بحر نشد انسان نیست
مستمندان ترا حاجت خمّے بر لقمان نیست — درد عشقت که حمایت گر هر درمان نیست
خوشتر از مایدهٔ جنت ماوا بینند

آگهی عشق تو علّم بملک آموزد — زخم چاک جگر از رشتهٔ مریم دوزد
ای خوش آن روز کز آن مهر لقا افروزد — آتشے کز غم تو رخت دل و جان سوزد
از فروغ قبسش نور تجلی بینند

لوحِ محفوظِ ازل کو کیۂ عرفانند
دردل پارۂ سی آئینۂ قرآنند
از ملیس تا بمکان عکسِ دلارادانند
از وجوہِ سُنَنِ بہم خطِ اسما خوانند
پس بتحقیق ہمہ عینِ مُسَمّی ہستند

از خط و خالِ تو معناے ہو اللہ خوانند
عرش و کرسی و سما تا بسمک فی ہی جانند
آدم و جن و پری ساکنِ ہراوطانند
ہر چہ است آنہمہ آئینۂ ذاتت دانند
روئے مقصود دران آینہ پیدا بینند

قمری آسا زغمِ عشق تو بر گردن طوق
ز آتشِ فرقت و دورئ صنم جوق بجوق
بادۂ خونِ جگر جملہ چشانند از ذوق
عودِ جان را ہمہ شب سوختہ در مجمرِ شوق
دم خوشبوئے صبا در دلِ ازینجا بینند

دلربایان کہ دل از جوقِ جہان بربایند
گر ہمہ حور و پری چہرۂ خود بنمایند
حُسنِ لیلئ جہان ز آئینۂ جان بنمایند
دستِ ہمت بہ بد و نیکِ جہان نالایند
چون دل از ہر چہ دو رنگ است مبرا بینند

طایرانِ غمِ عشقش کہ بعالم نازند
کز ازل تا بابد جملہ بیک پروازند
پرِ بندِ قدرت آن شہ ہمہ دم شہبازند
سالکانِ توشۂ این رہ ز قناعت سازند
دولتِ آخرت از محنتِ دنیا بینند

از ہمہ حشمتِ دنیائے دنی ممتازند
تا بانجام بود آنچہ کہ در آغازند
رخشِ ہمت بسر کونِ و مکان می تازند
در لباسِ تعب و فقر بدوش می نازند

کز پلاسِ غمِ او روحِ مسیحا بینند

در کِ العجز شنو از دل و جان اے صدیق　　ساز میخانہ دل و شیشۂ جان را ابریق
شد مَعَ العشر تیسیر آشنۂ مستان تصدیق　　حفت الجنۃ چو کردہ است علائی تحقیق

کز پسِ رنج و تعب گنج مکافا بینند

مخمس بست و پنجم

گر جمالِ لیلئ ما جلوہ بر ہامون زند　　جملہ مجنونانِ عشقِ او بجان شبخون زند
تا یکے یاران خرد دم از دمِ مسکون زند　　ایخوشا آندم کہ ایں دل از غوغا قدم بیرون زند

در فضائے لامکان جان خیمہ بر گردون زند

گر دلِ وحشئ ما از الفتِ عالم رمد　　چرخ گردون نزدِ بارِ ہمتش یکسر خمد
تختِ سلطانِ جہانِ ملکِ جانِ او زند　　بارگاہِ انس در صحرائے عزت بر کشد

میخش اسرار وطنابش فوق علم استون زند

وقت شد تا حبِ مال و جاہ مہرِ کون و مکان　　جنت و حور و قصور و سلسبیل واین و آن
از بساطِ ارض تا برا وجِ نہم آسمان　　چار طاقِ جسم و جان این شد رونج آشیان

جملہ بر ہم سوز دو دل چتر بر ہامون زند

موسے ہمت چو سازد نفسِ فرعونی ہلاک　　در فلک جولان نماید چون مسیحا زین مغاک
ہر نفس طیار گردد روحِ قدسی تا سماک　　عقلِ کلی دامنِ ہمت بیفشاند ز خاک

مہرِ اقبالِ ابد بر ہیأتِ مکنون زند

مرغ روح ہمدم شود با حضرتِ روح الامین
پردہ بر گیرد ز رخ دیدار رب العالمین

حرزِ موسیٰ عصا عقا این جانِ مسکین حزین
چشم ہامانِ اہل گر برکند دستِ یقین

روحِ روحانی قدم در قدس ہا آمون زند

فدیۂ جان ہر شود تا جذبِ بیضا باشدش
ہمچو کوہِ طور دیدارِ الٰہی باشدش

دانۂ مہرِ احد در مزرعِ جان کاشتش
از ہوائے نفس اگر یکدم خلاصی باشدش

در ہوائے لامکان لاف از ملکِ افسون زند

شمع دیدارِ صنم شد پرتو افگن بر لگن
زاہدان پر تقلقل مختصر سازم سخن

یوسفِ جان را فرو بردہ است در چاہِ ذقن
عقل با چون و چرا در ظلمت آبادِ بدن

ماندہ بر طارمِ علوی دمِ بیچون زند

بابد اوّل ہمچو مرغِ قافِ قدسی بر پرد
نفس باد اوّل بجان جان بجانان بسپرد

چار دیوارِ جسد را از کرامت بر درد
تا ازین ظلمت سرائے تیرہ حرمان بگذرد

دستِ ہمت در جنابِ کبریا او چون زند

جام باقی از خمِ ساقیِ وحدت ال چشید
شد مسلم ہر نفس در قربِ جانانش دو عید

ہمچو آہو از ہمہ کون و مکان یکسر رمید
چون نسیم روح و ریحان در ریاضِ قدس دید

پائے رفعت بر سرِ این صورتِ استون زند

دان زمان نردِ محبت عاشقی با عشق باخت

نقدِ جانِ عاشقان را جلوۂ قربش بتاخت

از وصالش دل بشد روح و جسد وان تن را گداخت ‌ ‌ ‌ ارغنونِ عشق چون با نغمهٔ توحید ساخت

مطربِ شوقِ جمالش نالها موزون کند

پای دل بند است یاران سلاسلهای نفس ‌ ‌ ‌ کرده محشر هر زمان این جهل و غوغای نفس

لحن مستانه شاه از جلوهٔ مینای نفس ‌ ‌ ‌ گر رهد روزی علائی از کشاکشهای نفس

زین کشاکش کامِ جان بر نقدِ افلاطون زند

مخمس بیست و دوم

پرده از عارض چو آن شاهِ مسیحی میکشد ‌ ‌ ‌ عقلِ کل تفسیرِ آن مصحف بانشا میکشد

ذره سانم عاقبت آن مهرِ بیضا میکشد ‌ ‌ ‌ هر سحرگه بوی زلفش دل بالا میکشد

صورتِ موهوم را خط در من و ما میکشد

بستر وحدت حل نماید هو بهو سیمرغ فضل ‌ ‌ ‌ زآب حیوان می فزاید آبرو سیمرغ فضل

پرتو افگن میشود در دشتِ کو سیمرغ فضل ‌ ‌ ‌ سایه در خورشید گم میگردد و سیمرغ فضل

نالِ زار افتاده را آن تیه سودا میکشد

مرغِ روح طیار گردد از مکان تا بر مکین ‌ ‌ ‌ نفسِ قدسی میرود تا حضرتِ روح الامین

خرمن موسی صاعقه از حسنِ ربّ العالمین ‌ ‌ ‌ جان خرامان میشود در هودجِ غیب الیقین

هاتفِ همّت دل از چاه تمنا میکشد

عاجز و مسکین و زار و مستمند و دردناک ‌ ‌ ‌ همچو کوهِ طور از برقِ تجلی سینه چاک

فی سمے و بینا شناسیم و نہ انگو سونہ تاک — دستِ غیرت گلخن از غولانِ نفسی کردہ پاک
رخت دل بر گلشنِ این سقفِ خضر میکشد

تا سرم از بادۂ وصلِ صنم سر شور شد — بر سرِ دارِ فنا ہر لحظہ چون منصور شد
کوکب آسا عالمی از چشمِ جان مستور شد — چون حجابِ ماسوا از ذرۂ دل دور شد
شبنم از صحرائے اکثرت سوئے دریا میکشد

چون خدنگِ حدتش انقوسِ احدیّت بجست — برقعِ جبروت شاہِ واحدیت خود ببست
اہلِ دین و ملحد و باجوق جوقِ بت پرست — درخمِ زلفش چو پنہان گشتہ ہر پیدا کہ ہست
نور رویش در نہان آن نور پیدا میکشد

رمزِ یکتائیِ ذاتِ ذوالجلالِ الودود — خورشِ صلواتِ دایمانہ بےقیام و بےقعود
بحرِ بے پایانِ جود مشعلِ ستر شہود — زبدۂ اسرارِ کون و نقدِ معیارِ وجود
در نہادِ پیکرِ خاکی از ینجا بیں میکشد

صد کرمہا بعوض آن ذات حضرت میکند — کثرتِ جانرا از لطفش غرقِ وحدت میکند
مفلسِ بیچارہ را در اوجِ عزت میکند — ابرِ جودش کز نثارِ فیضِ رحمت میکند
خاکیانِ خستہ را در صفِ اعلا میکشد

بر جمالش شد یقینِ رستہ از وہم گمان — چون خلیل اللہ شکستہ از حریمِ دل بتان
گر ہمی جوئی دل از مستانہ شاہِ بےنشان — چون علائی صیدِ عنقائے جلالش گشت از ان
بر ضمیرش داغِ اشکالِ معمّا میکشد

مخمس بست و سوم

شنوی چو فانیِ مطلق ز خود خبر یابی
طوافِ کعبۂ دیدارِ یار دریابی
همه بصیر ز ابصارِ او بصر یابی
اگر تو بر سرِ کویش رهے گذر یابی
کنوزِ غیبِ دو عالم بیک نظر یابی

بباغِ وحدتِ ایزد توئی خجسته خصال
زبانِ ناطقه از وصفِ معنیت شده لال
بل آفتابِ هدایت بر آسمانِ کمال
کلیدِ عقدۂ ابوابِ بارگاهِ جلال
توئی اگر سرِ موئی ز خود خبر یابی

تو آفتابِ جهانی بجانِ عالمِ قدس
چرا بخاک نشستی روانِ عالمِ قدس
خدنگِ معرفتے در کمانِ عالمِ قدس
چراغِ مجلسِ روحانیانِ عالمِ قدس
ز نورِ تست گر از شمعِ جاں اثر یابی

تراست مهرِ جمالش بما و طین مدغم
نموده نفسِ دوراهِ تو تا بکے در هم
توئی چو عیسیِ دوراں در اینجهان مریم
ندائے هاتفِ غیبی ز لامکان هردم
بسمعِ دل شنوی گر ز خود خبر یابی

بذره هائے دو عالم عجب افاضه کنی
بشرق و غرب ز نورِ هدا آوازه کنی
اگر جمالِ خود از مهرِ یار غازه کنی
تو روضۂ دل اگر ز آبِ علم تازه کنی
بعاقبت ز ریاضِ وصال بر یابی

بچهره ات چو علی صورتی ز حق پیداست — تخلقوا بخلق و نصوفوا ایماست
چو علم و معرفت و قرب شاهِ او ادنی است — سر بر سدرهٔ ایوان هر کمال تراست
براستانِ جلالش رهی اگر یابی

هر آنکه دانهٔ جان از عشقِ او بیزد — دل و سوادِ صفائی بعشق آمیزد
فواج اهرمن از تخت جسم بگریزد — حجابِ حبِّ تن از ماهِ روح برخیزد
اگر ز آتشِ عشقش یکی شرر یابی

رسی ز هیکلِ حیوان بجسمِ انسانی — بیاضِ لوحِ قدم را ز سینه برخوانی
بلا یکِ جبروتت رسد بمهمانی — ریاضِ عالمِ جان مشکبوئے گردانی
نسیمی از سر زلفش چو در سحر یابی

اگرچه عاجز و مسکین و کمترم ز کمی — شنیده دوش نصیحت و لم ز محتشمی
چو فضلِ یاورِ مستانه شه بود چه غمی — علائی از رهٔ امید رخ منابٖ می
ز فیضِ رحمتِ عامش مگر نمے یابی

مخمس بیست و چهارم

هر که با تیغِ غمِ عشق تو گردید شهید — هر نفس گشت ز قربِ تو مهیاش دو عید
شبلی آسا بخدا کرد یقین گفت و شنید — آنکه در هر ورقی عکسِ جمالِ تو بدید
غرقِ آبی است که یکقطره بلذت بچشید

اے شہنشاہِ رسل فخرِ سریر لولاک گشتہ عشّاقِ تو از ہجر سمک تا بسماک
تن فگار و دلِ خونین زغمت سینہ چاک در زکامِ غمِ عشقِ تو فرو رفت بخاک
آنکہ از طرّۂ مشکینِ تو بوئے نشمید

گر بخود جہد نمائی زغمش اہلِ خرد در میان ہمرگان خوش بنمائی سرِ مرد
زآنکہ وصلش نبود اہلِ خودی را درخورد ہر کہ بیرون زخود اندر طلبش سعی نکرد
از پیِ آب چو ماہے ہمہ عمر طپید

پنجۂ شیرِ ثریا ہزاز غمِ عشق نتافت برق آسا ہمگی روے زمین را بشگافت
حُلّۂ نور چو سینا زد لا اہل گر بافت آنکہ با عقل طلب کرد ہمہ عمر نیافت
وآنکہ بیخویش در آمد بیکے لمحہ رسید

لشکرِ نفس و ہوا در سرِ من شور فگند خوش سلیمانِ مرا بدلۂ این مور فگند
صد تجلّی اگرم چون جبلِ طور فگند خوابِ جہل از حرمِ قرب مرا دور فگند
ورنہ نزدیک ترا ندوست کسے ہیچ ندید

تا کہ سلطانِ حرم زآئینہ ام رُخ بنمود میکنم سجدہ بخود ہم بقیام و بقعود
گشتہ رقاص باوجِ فلکِ اہلِ شہود از تجلاّئے جمالش ہمہ ذرّاتِ وجود
مستِ عشقند با دہی کہ از آن کوئے وزید

چون برافگند نقاب از رخِ خود روز الست عکس حسنش بہمہ مراۃِ ایجاد بجست
زاہد و مولوی و بادہ کش و بادہ پرست ہمہ در پردۂ لطفند چہ ہشیار و چہ مست

همه در عینِ وصالند چه پیر و مرید

بگذر از جملہ تعیّن کہ ترا هست تعین — مهرِ آن یار ربابِ و گلِ تو گشته نجبین
یعنی در جلوه بجز حُسنِ دلارام مبین — چو تو او را همه بینی همه دانی بیقین

یافتی گنجِ حقیقت کہ بر آن نیست مزید

جلوه از مهرِ رخش چونکه بعالم انداخت — ناوکِ غمزهٔ او سینهٔ افگار شگافت
دلِ مستانهٔ شه آن مطلعِ انوار بیافت — پرتوِ عکسِ رخش چون بسِ پرده تافت

شبنمِ جانِ علائی سوے خورشید دوید

مخمس بیست و پنجم

توئی کہ پرتوِ انوارِ ذاتِ بیچونی — چرا بعکسِ رخِ هر گدائے مفتونی
بگو بمیت ز توصیفِ حسن تو چونی — تو کانِ گوهرِ کانی و درِّ مکنونی

چه کاف و نون کہ از کاف و نون بیرونی

سپهرِ انجمِ انوار را توئی مرکز — صحیفِ نکتهٔ اظهار را توئی مرکز
سریرِ عالمِ پرکار را توئی مرکز — محیطِ گنبدِ اسرار را توئی مرکز

صفائے صفهٔ اسرار را تو استونی

خدائے را بگذر تا کے این خودی از تست — قبائے عزتِ الفقر سرمدی از تست
مقام و منزلِ عُلیائے احدی از تست — ظهورِ سرِّ کمالاتِ احمدی از تست

اگرچہ خازنِ اسرار را تو مخزونی

چو قدرِ فصل خویش بوصلِ وصالِ تو شد — بسجو بیاری حقیقت عجب نہالِ تو شد
جمالِ شاہِ قدم لامع از کمالِ تو شد — قباب عزت اگر پردہ جمالِ تو شد

توئی کہ در صدفِ علم دُرِّ مکنونی

بمدح یار چو سکانِ عرش دم زدہ اند — بوصفِ عارضِ زیبات خوش رقم زدہ اند
وگرنہ نفس و ہوا بیت رہِ حرم زدہ اند — لوائے عزِ تو بر سدرۂ قدم زدہ اند

عزیز در صفِ اہلِ صفا تو اکنونی ؎

ز گوہرت شدہ پیدا ہمہ زمین و زمان — اسیر زلفِ تو حوران و سلسبیل و جنان
سپہر حاملِ بارِ امانتی میدان — دفینِ مخزنِ لاہوت را کہ کون و مکان

نداشت طاقتِ دیدارِ آن تو مدفونی

شنیدہ ام ز دلارائے تا ندائے در آ — فنا شدم ز خود و ہم فنا بشد ز فنا
نہ عقل و ہوش نہ مستانہ شہ بجا اینجا — علائیا گر ازین حال چیر نست ترا

امید قطع مکن چون بوقت مرہونی

مخمس بیست ششم

محسنِ جان افزائے جانان حضرتِ عالی جناب — چون پس پردہ نمودہ انس و جان را دل کباب
آہ ازان ساعت کہ آن شاہنشہ مالک رقاب — گر بر اندازد زمانے از جمالِ خود نقاب

در خسوف آرد رخِ خود از خجالت آفتاب

شبنمِ آسا کُن فکان را اوجِ علیا بر برد | برق از حُسنِ جہان تابِ دلارا گر جہد
پردہائے قہر و ظلمت صد ہزاران بردرد | ور نسیمے از رہِ لطفش بدوزخ بگذرد

بندیانِ حبسِ آتش ذوق یابند از عذاب

ہر دو عالم نزدِ خورشیدِ جمالش شبنمی | بے زلالِ جانفزایش چشمۂ زمزم نمی
گر بود دوزخ زنارِ ہجرِ او کم از کمی | در بہشت از جلوۂ حسنش شود خالی دمی

سلسبیل و سایۂ طوبیٰ شود اندر حجاب

چونکہ تارِ زلفِ جانانم نمود پیچ پیچ | دو جہان در نزدِ عشقِ جانفزایش ہیچ ہیچ
بگذر از من و اعظا در زلفِ حورانم مپیچ | با صفائے لذتِ دردش نعیمِ خلد ہیچ

با خیالِ دولتِ وصلش ہمہ عالم سراب

زاہدا یکدم بروں آ ے از ہوا و از حسد | ہر کہ خالی شد زمے باشد ورا جہلِ مسد
زان ازل تا بر ابد من منتظر دارم جسد | قطرۂ از جامِ وصلش گر بکامِ او رسد

تا قیامت مست افتد بر نیارد سر ز خواب

تا بکے در قیدِ نفس و شہوتی اے تن اسیر | از کمانِ کُن فکان میکُن گذر تو ہمچو تیر
الفتِ دنیا ترا در دہر اے عقلِ دبیر | بخمار ار مستیٔ خواہی ز ہستی گوشہ گیر

در حیاتِ جاودان خواہی طلب کن زین شراب

چون خلیل اللہ شکن تو از حریمِ دل بتان | تا بکے در بندِ خویشے بستۂ وہم و گمان

دست از شادی بشوئی و ز غمی بینا چاین ... بادهٔ غم نوش اگر خواهی هائی زین جهان
راهِ رندان گیر اگر خواهی تو قرب آنجناب

ژنده پوشانِ رهش را بنده جمشید و جمش ... چون گدا باشد بهر دم صد هزاران خامشش
تا کے از تهلیل و تسبیحات بیش وا کمش ... روز بازار است که رندان را است هر دم از غمش
زاهد اندر عمرها هرگز نه بیند آن شراب

خون بخور تا نافهات گردد همه مشک ختن ... تا برآئی بر فلک همچون مسیح با این رسن
من عرف بشنو از آنحضرت تو ای پیر کهن ... مُهرِ مهرِ او بس است هرگز دم از وصلش مزن
سایه را خورشید جُستن کے بود رائے صواب

شد ز خورشیدِ جمالش نور این کوه کثیف ... طور آسا از تجلایش تنِ زار و نحیف
بے نشان و لاابالی در همه عالم حریف ... در پے عنقا چه پوئی آخر اے موری ضعیف
مجلسِ جانان چه جوئی آخر اے خانه خراب

چون بشد روشن دو چشمانت ز مهرِ آن ضیا ... همچو شمس و شبلی و عطار و رومی هدا
نیست غم مستانه شد در عشق آن بے ضیا لقا ... گر چه با نے چون علائی هر دم آنجا شد فنا
قطرهٔ دریا فتاده باز شد آبی باب

مخمس بیست و هفتم

چون در الست جانان رمزِ بلا بخواندند ... گنجینهٔ محبت بر انس و جان کشادند

درخورِ ظرفِ هر کسی آنها بدادند — بر جانِ مستمندان داغی ز غم نهادند

کز سوزِ او دو عالم در حیرت اوفتادند

کز شعلهٔ نارِ عشقش در جان و دل شرر زد — دستِ تیغِ نازِ جانانِ جوقِ زمانه سر زد

آخر ندای عزت دوشم ز غیب در زد — چون بر درِ جلالش عالم جو هی نیر زد

بر هر گدای مفلس این در چرا کشادند

چون بارِ عشقِ جانان بر دوشِ جان نهادم — در حیرت اوفتادند گرو بیان ازین غم

در عهد بندِ میثاق اید و ستانِ اعظم — بوئی ز زلفِ آن مه بگذشت هر دو عالم

ذراتِ کون از آن بع مستِ مئے و دادند

از ماه تا بماهی در کوئے آن سعادت — بسمل صفت فتاده در جوئے آن سعادت

چون رند نسیمِ وصلش گیسوئے آن سعادت — چندین هزار بیدل بر بوئے آن سعادت

دلها نثار کردند جانها بیاد دادند

جلوه گری ز وحدت چون در ازل نباشد — بارِ امانتش عرض از ارض تا سما شد

جز عاشقانِ جانان از جملگی ابا شد — [illegible]ستانِ حضرتش را آرامگه بلا شد

در صد هزار محنت بر یادِ دوست شادند

تاجِ شرف چو بنهاد سلطانِ عشق بر سر — جمعی بوصل شادند خلقی ز هجر مضطر

دایم همه فشانند خاکِ زمانه بر سر — قومے که پے نبردند بوئی ز خاکِ آن در

در راهِ کشف و تحقیق آنها کم از جمادند

وصلِ نگارِ مطلق از مو بمو ببینند
در دیر و در کلیسا خوش حسنِ دوست بینند
گر چشمِ دل کشایند آن سو برو نشینند
چون دیده آن ندارند تا روئے دوست بینند
از مادرِ طبیعت گویا مگر نزادند

دایم صلوة قربت بر روئے او گذارند
از گیر و دارِ عالم جمعے شدہ کنارند
ہر دم دمار از جان بر یادِ وے برآرند
سرگشتگانِ راہش بر نفس اگر سوارند
ہرگز عنانِ ہمت در دستِ او ندادند

عالم ہمہ نہان بود در جنب نورِ وحدت
شد از ظہورِ جانان انجملہ رو بکثرت
مستانہ شاہ جوئی گرد در نگار قربت
شوریدگانِ عشقش بر چار سوئے غیرت
پیوستہ چون علائی با خویش در جہادند

مخمس بست و ششم

شرابِ نابی و تاکے شراب میجوئی
خود آفتابی و چون آفتاب میجوئی
تو خود محیطی و بحر از سراب میجوئی
میانِ آبحیاتی و آب میجوئی
فراز گنجی و از فاقہ در تنگ و پوئی

تو کانِ گوہرِ عشقی و جوہرِ کانی
تراست رفعتِ اسرارِ اعظم الشانی
جمالِ حضرتِ جانی و جانِ جانانی
تو کوئے دوست ہمی جوئی و نمیدانی
کہ گر نظر بحقیقت کنی تو آن کوئی

بخاکسار جہان منزلت شد از تو مے | نشستہ بر سر این خاکدان چوں بومے
سیاه روی و سیہ دل چرائی اے رومے | زبوی نفس زنان غافلی کہ مزکومے

وگرنہ از خم نفس تو خود یکے موئی

بقرب دوست کہ نے مذہب است و دین است | چو کفر عشق کہ سرتا بپاے مشکین است
در آب بحر حدث مطلق کہ اصل آئین است | رخے کہ آئینہ بنمود آن ترا این است

چو نیک درنگری اصل و فرع آن روئی

جہانیان ہمہ مرآت و دلربائش روست | سنجہ نشستن ہمہ دم معنیت بگفت گوست
ز عشق تو بجہان شورش است و ہائے وہوست | سراوق جبروتی معطر از دم تواست

تو مشک طیبی و از جہل جیفہ میجوئی

تمام روئے جہان در غمت مے نالند | طبایع ہمہ علوی ز عشق بے تابند
چو باد در پئے تو جملہ عالمی آیند | خطایر جبروت از تو زیب مے یابند

تو در مزابل طبع و ہوا چہ میجوئی

یکے حباب ز موج محیط تو افلاک | گرفتہ جلوهٔ حسنت درون سینہ چاک
فضائے رفعت خلق تو خلعت لولاک | گلے ز گلشن وصلش فتاده اندر خاک

میان گلخن حرص و حسد چہ مے پوئی

اگر تو روز و شبان در فراق او جرسی | بغیر فانی مطلق بوصل او نرسی
ز خود برائے تو مستانہ شہ چہ ملتمسی | ببزم و مجلس خاص ش علائیا نفسی

رہت دہند اگر وستِ دل ز خود شوئی

مخمس بیست و نہم

بگذر از خورشید و ماہ و اختر و چرخ آسمان
علم در غیب است یاد ر پردہ مقصد بے نشان
ہر زمان از شوقِ وصلِ او سفر ہیم بجوان
تا نیفشانی درین رہ دامن از جان و جہان

در جہانِ جان نیابی فیض اندر سرِّ جان

چون نمائی پاسِ انفاسِ مُطہر دمبدم
بر نفے اندر ہوائے عرشِ اعلے لو علم
نقشِ گیتی را از عشقش بر کشی یکسر علم
گر زنے بر سدِّ یا جوجِ ہوا یکدم قدم

از نسیمِ صبحِ اسرارِ قدم یابی نشان

ہر زمانے شعلہ در برخویشتن تو چون شرار
آخر الامر ست فنت شد با حضرتِ دلدار کار
نفس را با دل و دل اندر روحِ رحمانی سپار
خاکہ انِ دیو با غولانِ نفسانی گذار

عیش بارو حانیان کُن بر تر از ہفت آسمان

نزدِ ایںِ شیخانِ مفلس سرِّ جانان را مگوے
نے عمل نے علم نے تقوے ریاضت کردہ خوے
چشمۂ آبِ بقا را از سر البستان مجوے
روحِ انوارِ صفا از بے صفایان تو مجوے

مین آثارِ ہُما از منظرِ بومان مدان

گر تو خواہی واقفے از سرِّ و از اسرار کُن
درگذر از اہلِ دنیا مختصر گویم سخُن
حُبِّ جاہ و مال و فرزند ہوا بر کش ز بُن
نالہ را ہمدم گزین و سایہ را ہمسایہ کُن

جامِ غم بر روئے ایشان نوش کن در ہر زمان

بے جمالِ جانفزائے دلبرِ شمع چگل
گشتہ ام در خونِ دل از پائے تا سر مشتغل
نیست حاجت ساقی و مطرب مرا زاہد ہبل
بہر لانرا ساقی از اشک ست او مطرب آہ دل

عاشقانرا لذتِ جانے درست او راحت سوزِ جان

چون فنا گردیدی از صدق و صفا در عشقِ او
مرأتِ دلدار آید ہر زمان در پیشِ رو
لن ترانی الٰہی بر خوان و دیگر از سر مگو
عشق سلطانی است چون مہلت آید ز دلِ او

دیدۂ دل ساز و جان شکرانہ آر اندر میان

چون محیط است عشقِ جانان کسے رسد تا رس درو
تار گشتم پائے تا سر چون فتادم بس درو
خشک و تر مستانہ شاہا کسِ و ہر کس درو
عشقِ جانان آتش و جانِ علائی خس درو

خس چو در آتش فنا شد دیگر او را خس مخوان

مخمس سی ام

لامع جمالِ جانان از ما بود ہمیشہ
در آئینۂ دل و جان پیدا بود ہمیشہ
قایم بقاف قربش عنقا بود ہمیشہ
سیرِ ہما کے عشقش والا بود ہمیشہ

ظلِ جلالِ حکمش بر ما بود ہمیشہ

در خونِ دل ملوث مژگانِ عاشقانست
اندر یقین بہ پیوند تا کے ترا گمانست
از رمزِ نحن اقرب در جسم جان عیانست
چون مسندِ جلالش دلہائے بیدلان است

پس شاهبازِ عشقش یکجا بود همیشه

در خونِ دل گُل افشان مژگانِ هر که آمد
اندر الست قایم پیمانِ هر که آمد

نسرینِ خطِ دلبر بستانِ هر که آمد
بوی ز خاکِ کویش بر جانِ هر که آمد

انفاسِ مشکبارش بو یا بود همیشه

تا دانهٔ دل و جان غربالِ غم نبیزش
این خوابِ جهل یاران از پیشِ و نخیزش

چون از حریمِ مقصد بر دیر شد گریزش
وانکو عمای غفلت پوشیده چشم تیزش

خطی وی از مسمّیٰ اسما بود همیشه

در قربِ قاب قوسین ای دوست منزلت شد
عرش و سما و کرسی آئینهٔ دلت شد

خورشیدِ نورِ بیچون این هیکلِ گلت شد
زیبِ جمالِ معنی چون نورِ معرفت شد

سیرِ صفای عارف یبا بود همیشه

در حشمتِ دو عالم انسان چو خاتم آمد
عالم چو جسم فانی آن روحِ اعظم آمد

یعنی ز یارِ قربش ابنای آدم آمد
هر کو ندید رویش کورِ دو عالم آمد

وانرا که دیده وا شد بینا بود همیشه

کی میدهم غمِ او با نقدِ کن فکانی
در بدرِ عشقِ دلبر جانم بود کتانی

کرّوبیان از آن رو آیند چو پاسبانی
جائی که در دلِ عشقش منزل کند زمانی

لذاتِ جاودانی آنجا بود همیشه

پرتو فگن جمالش چون شمع در لگن شد
در باد رفت هر سر در نار اگر وطن شد

آمادہ دار جانرا کہ مختصر سخن شد — سودائیانِ وصلش شیدائے انجمن شد

بر آفتاب ذرہ شیدا بود ہمیشہ

چون نخلِ ہمین اے جان از وصلِ و ثمر کن — از مہرِ ہر دو گیتی بر یادِ او گذر کن

مستانہ شاہِ سیّاح در خویشتن سفر کن — بر درگہش علائی از ما و من گذر کن

زیرا کہ بزمِ عشقش بے ما بود ہمیشہ

مخمّس سی و یکم

چون دل از جلوۂ تو رازِ نہانی یابد — بیخود از زمزمہ اش کون و مکانی یابد

چو سلیمانِ جہان شوکت و شانی یابد — آنکہ از سایۂ لطفِ تو نشانی یابد

ہر کہ بیند رخِ او تازہ روانی یابد

عقلِ مجنونِ مرا زلفِ تو عاقل سازد — نفس را جانِ سوان آہمگی دل سازد

فصل در وصلِ تو این جملہ مفاصل سازد — و آنکہ بر خاکِ سرِ کوی تو منزل سازد

عیشِ صد سالہ درین راہ زمانی یابد

چون دل از عشقِ تو بر کوئے ملامت سپرد — فضلِ ہستیِٔ دو عالم بوصالت سپرد

از سرِ شوق روانِ را بجمالت سپرد — تشنۂ وصلِ تو چون راہِ خیالت سپرد

نزلِ رہِ ہر نفسے ملکِ جہانی یابد

لا فِ عشقت چہ زند البتہ من آن و گلبے — عاجز و مضطربہ در رہِ عشقت کبلی

چون رسد در حرمِ وصلِ تو هر منفصلے — لذّتِ دردِ تو کے یافته هر مُرده دلے
دولت آن یافت که از دردِ تو جانی یابد

گرچه عشّاقِ تو لذّاتِ جهان تافته است — خوش متاعِ دل و دینش غمِ تو باخته است
عمرها شد که بدل خونِ جگر آخته است — دل گمان برد که فروقے ز غمت یافته است
این نه گنجی است که هر کس بگمانی یابد

آفتابِ رُخِ تو شبنمِ جان برباید — صیقلِ عشقِ تو آئینهٔ دل بزداید
زاغ را مرتبهٔ طوطئ خوشخوان ناید — وصفِ سوزِ غمِ هجرِ تو کسی را شاید
که بهر موئے ازین شیوه زبانی یابد

ساز چون صبح برین شامِ غریبان گذرے — شمعِ دل گشته ز عشقِ تو فروزان سحرے
از عنایت نفسے بستانشهِ خوبان خبرے — گر کُنی بر دلِ پُر دردِ علائی نظرے
از جفا هائے فلک یکره امانی یابد

مخمس سی و دویم

آفتابم شود از مطلعِ کویت روزے — آبِ حیوانِ چکد از چشمهٔ جویت روزے
او فتد پرده ز رخسارِ نکویت روزے — صبحِ وصلت دمد از مشرقِ رویت روزے
جان ز هجرت شود اندر سرِ مویت روزے

ساختم گرچه همه عمر به بیش و کمت — سوختم در غمِ هجران و فراق و المت

چشم دارم که ز الطافِ عمیم و کرمت — نورِ خورشید امیدم که فروشد ز غمت

هم بر آید ز رهٔ مطلع کوی‌ات روزی

طالعم از غمِ هجرِ تو زبون میگردد — حلقه‌سان از حرمِ وصل برون میگردد

سبحهٔ بحرِ فنا بین که کنون میگردد — دل که خو کردهٔ لطف است بخون میگردد

تا که بوئی رسدش از گلِ خوی‌ات روزی

سخت در نیلِ غمت یار فروشد رختم — ششجهت گرچه ز هجرِ تو گرفته سختم

طعنه بر قیصر و جمشید زند این تختم — چترِ اقبال بر افلاک رساند بختم

گر بیابد اثرِ میل ز روی‌ات روزی

نگهِ مستِ تو بسمل بکند مستان را — دل فرو برد چو جان در برِ خود پیکان را

از دمِ عیسیِ مریم چکند درمان را — تشنگانِ طلبِ بادیهٔ هجران را

شربتِ وصل رسد از لبِ جوی‌ات روزی

همچو ویسم ز قرن میرسد از کوی تو بوی — خوفِ وصلت تنِ زارم بنموده است چو موی

از سمک تا بسما بهرِ تو در جست و جوی — هر که سرگشتهٔ چوگانِ غمت گشت چو گوی

سر چو چوگان دهد اندر سرِ کوی‌ات روزی

روز من آورده چو زلفِ تو سیاهی عمرے — هر نفس کرده ز حسنِ تو گدائی عمرے

شاهِ مستان شده بربادِ جدائی عمرے — سوخت بر درگهِ تو جانِ علائی عمرے

با امیدے که شود زنده به بوی‌ات روزی

مخمس سیوم

اگر یک جلوه بنمائی شود یکسو غسکایتها — نهایت یابد از لطفت همه اهلِ بدایتها
چه دارد خاورِ حسنت بهر ذره سرانیتها — زعکسِ رویتو یابند مقبولان ہر انیتها
زخاکِ کویتو یابند مسعودان سعادتها

زخاکِ رہگذارِ تو دو عالم مکرمت یابند — عیارِ نقدِ گیتی را ز اکسیرِ غمت یابند
ہزاران چشمۂ حیوان ز آبِ مرزمت یابند — تو آن انفاسِ رحمانی کہ جانہا از دمیت یابند
تو آن دریائے غفرانی کہ مے شوئی خجالتہا

گذشتہ عمرو نفسم میل بدکارے چنان دارد — دمادم تخمِ عصیان را بملکِ جان ہمی کارد
سحابِ رحمتت جانان اگر یکدم نمے بارد — قباحتہائے فعلِ ما کہ سگ شان عار میدارد
بغیر از پردۂ عفوت کہ پوشد این قباحتہا

رہائی دہ خداوندا ازین رنج و زین خواری — کہ باشد یک کمینہ بخششت ملکِ جہانداری
بود پیوستہ بحرِ رحمتت بر عاصیان جاری — عنایتہائے بے علت کہ با ہر مفلسی داری
تسلی میدہد دل را امیدِ آن عنایتہا

چو زد خورشیدِ حسنت مطلعِ انس و جان شبخون — بیک کُن از لبِ لعلت شدہ کون و مکان بیرون
وگرنہ منعدم بودند اجسامِ ہمہ مسکون — حمایتہائے فضلِ آورد جانرا از عدم بیرون
دگر رہ چشم میدارم ز فضلت آن حمایتہا

چو حسنِ جان فزا از مرآتِ آدم پرده باز زد
بیک غمزه ملایک را بخاکِ تیره انداز زد
جمالِ آن دلارائے کہ باخود عشق مے بازد
ہمہ لطفے اگر یکدم نظر بر جانم انداز د

بسر ہر موئے من بلابد از ان دولت کرامتہا

بہ یغما ترکِ چشمت نقدِ جان و دل ہمی تازد
قمارِ عاشقی در زلف و بتان جہان بازد
یکے در دیر و دیگر در حرم خود را در اندازد
ز حسنت ہر کسے ہر دم حدیثے دیگر آغازد

رخت گر جلوہ بیسازد نماند آن حکایتہا

چسان گیرد بوصلِ تو ظلوم و جاہلی الفت
کہ دایم از پریشانیِ زلفانت کشد کلفت
نقابِ حسنِ وحدت را اگر نکشائی از رفعت
عقولِ قدسیان گم گشتہ اندر یک خم زلفت

ز مشتِ خاکیان آنجا چہ سنجد این مقالتہا

ز بحرِ یوسفِ معنی شدی گر پیرِ کنعانی
برو ب از جذبۂ لا از دل و جان گرد امکانی
چہ در شفتہ ہست مستانہ وی أحق علی ثانی
علائی دامن ہمت اگر از خود بیفشانی

رسی در عالمی کانجا نباشد این ملالتہا

مخمس پہارم

چون بشد دل ز تیغِ وحدت شق
از مقیدِ عیان بشد مطلق
جمع گشتہ ز تفرقاتِ فرق
در محیطی فگندہ ام زورق

کہ دو عالم در وست مستغرق

صدفِ جان و دل شگافت محیط | لجهٔ خویشتن چو بافت محیط
زورقم را چنان گداخت محیط | نه ز زورق توان شناخت محیط

نی محیط از وجودِ آن زورق

تا گلِ طینتم بآب آلود | نورِ لاریب شمعِ روح افزود
قطره چون دید عینِ دریا بود | آب شد زورق و ز سیر آسود

اینست معنیٔ مشکل و مغلق

چون شهنشاهِ عشق جلوه نمود | بیکی جلوه شد جهان موجود
مومن و کافر و فرنگ وجود | بتفاوت مباین که اصلِ وجود

نشود مختلف بهیچ نسق

چون بوحدت رسی ازین کثرت | ناجی ملتی ز هر ملت
زانکه ایمان و دوزخ و جنت | کفر و اسلام و بدعت و سنت

اختلافی است درمیانِ فرق

خارِ هستی ز پیشِ رو رفتن | را ز جوئی و خوردن و خفتن
گوهر از نسیم آهنی سفتن | خودپرستی و ماؤمن گفتن

راهِ گم کردهٔ زهی احمق

نورِ مستانه شه که در تتق است | جمع از تفرقاتِ هر فرق است
نزدِ بیضا چو مضمحل افق است | ای علی لفظِ ماؤمن حمق است

چون زما بگذری چہ ماند حق

مخمس ونیچم

هر موبجسم عاشق گردد اگر زبانی — وصف تو کے تواند اے شاہِ انس وجانی
باغ جنان نہ تنہا بل نقد کن فکانی — آن دل کہ یافت یکدم از کوی تو نشانی
سازد نثارِ راہت در ہر نفس جہانی

چشم ودل زبانم بریادِ تو نخفتند — جاروبِ لا گرفتہ گردِ خودی بر فتند
زان روکہ با تو ہردم رازِ نہفتہ گفتند — روحانیانِ علوی در رشک وغیرت فتند
چون بیدلی نشیند با یادِ تو زمانی

با جلوہ جمالت ماہِ فلک ترابی — در بحرِ ژرفِ عشقت کون ومکان حُبابی
تا چند واعظانم خواند بہ شیر وآبی — باالذتِ خیالت خُلدِ برین سرابی
با نامِ تو دو عالم نان ریزۂ زخوانی

مستندِ عاشقانت چون چشم مستِ سرمد — بیخویش والہ ودنگ خمخانہ وار از حد
جز آن بصیرِ عشقت کہ فانی از خود آمد — برقِ شعاعِ عشقت ہر دیدہ بر نتابد
وصفِ غمت نگردد مقدورِ ہر زبانی

روشن نہ مہرِ رویت چشمانِ ہر بصیری — مسعود گردد از تو سلطانِ ہر نصیری
ہر دہ ہزار عالم در عشقِ تو اسیری — بوئی زخاکِ کویت مطلوبِ ہر ضمیری

عکسی نور رویت محبوب هر روانی

برقع فگن نگارا از عارضِ قمر سای
مجنون شده است عالم از هجرت ای دلارای
جانها اگر ربائی یک بار چهره بنمای
سودائی بیدلان را سودی ز وصل فرمای
چون نیست حضرت را از سودِ ما زیانی

شد عمرها که جانان در هجرِ غم فزودیم
هژده هزار عالم بهرت بجستجویم
در کوچهٔ فراقت لب شکسته شد سبویم
از سوزِ داغِ هجران در حضرت چگویم
چون در حریم علمت پیداست هر نهانی

گشته چو مهرِ رویت در تاب سوخک بدغم
خلقی بدیر مایل جمعی بکعبه محرم
دارند خیالِ بازی ابنائی نسلِ آدم
مه در نقابِ غیرت پنهان و خلقِ عالم
هر کس ز سترِ حسنت در پردهٔ گمانی

اندر الست سلطان قالو بلی نگوش شد
مستانه شاه ازان رو در غیبِ عشق مو شد
آن یک حبیب آمد دیگر ز غم عدو شد
سری که صد هزاران سر در غمش فرو شد
کی گردد ای علائی حاصل ز نیم جانی

مخمس سی و ششم

آنکه بر حسنِ تو ای شاهِ دلارام فناست
کی مراد از وی کونین نه هجرِ تو شفاست
نی فنا بلکه سراسر همگی عینِ بقاست
دردِ عشقت که دوائی دلِ شوریدهٔ ماست

یکسر موے از ان ہر دو جہان نیم بہاست

شعلہ آسا زغم عشقِ تو ہر لحظہ شرر — دارد این جسم کتانرا ہمہ سوت قمر
زاہدان گرچہ نمودند ز عشق تو حذر — از صفائے غم تو بیخبرانرا چہ خبر

قدرِ این تحفہ کسے یافت کہ از اہلِ صفاست

عشقبازانِ ازل نردِ بلا باختہ اند — دیدہ در خونِ دل از فرقتِ تو آختہ اند
آدم و جن و ملایک کہ جہان تاختہ اند — جملہ جانہا سپرِ تیرِ غمت ساختہ اند

تا کرا میرسد این دولت این بخت کراست

بوئے وصلت کہ صبا بر ہمہ حسبانم زید — جائے دارد کہ کند ہر نفسے عیش و عید
وحشی آسا ز نعیم دو جہان چون برمید — لذتِ عُمر دل از ضرب بلاہا تو دید

زانکہ از دوست جفا خلعتِ اربابِ وفاست

گفت می کنز آگہ ز اسرارِ ازل بار کشاد — داد بر لایقِ ہر کس کہ ہمان جانان داد
داغِ عشقِ تو کہ با این دلِ غمدیدہ نہاد — جز غمت نیست مراد ز دو جہان ہیچ مراد

زانکہ این غم دلِ مجروح مرا مرہمہاست

می شنیدم کہ بمحفل مہِ جان افروزی — تو خط و سرو قد و لالہ رخ اختر سوزی
کو ہمیگفت بصد نالہ و آہ و سوزی — مردہ است آنکہ نمردہ است از دردت روزے

کشتۂ تیغِ جفاہائے ترا ملکِ بقاست

دانۂ دل کہ بغربالِ فنا بہ بیزند — چارہ ما در ہمہ از عشقِ تو اش آمیزند

شورِ محشر چو قیامت نو وصال انگیزند
گر همه خلقِ جهان از سر و ندر برخیزند
دولتِ وصلِ تو آن یافت که از سر برخاست

ان همه مبدارِ عشقِ تو معادی طلبد
وز عنایاتِ تو هر لحظه جهادی طلبد
آدم و جن پری بسط و گشادی طلبد
هر کسے از در لطفِ تو مرادی طلبد
نامرادی چو مرادِ تو بود مطلب ماست

خواستم تا که ز هجرِ تو کنم انشائی
چون بدیر و حرم هر تو جابر جائی
گفت مستانه شهم مرشدِ روشن رائی
هر کس اندر طلبِ سود برد سودائی
حاصلِ سودِ علائی ز خیالش سود است

مخمس سی و هفتم

شد حصارم عشق تا گردیدم از عالم حصار
هر زمانے شعله دارم من نجو در همچون شرار
چند گویم دوستان در هر زمانے بار بار
از کنارِ خویش مے یابم دمادم بوئی یار
زان همی گیرم هر دم خویشتن را در کنار

سالها شد غوطه خوردم درمیانِ بحرِ جان
صد هزاران مهر و مه دیدم زمین و آسمان
تا قیامت گر بیان سازم هزاران داستان
چون کنارم را میانی نیست پیدا هر زمان
درمیانِ خون دل جانم همی گیرد کنار

داغِ عشقش را بجان دارم نشان انّ نشان
هو معکم اینما کنتم ز صدقِ دل بجان

حسنِ بی‌همتائی یار و عشقِ بی‌پایانِ جان — نی میانش را کنار و نه کنارم را میان
در میانِ آتشِ عشقش نمی‌یابم کنار

زو تجلی بر تجلی نورِ عزِّ وحدتم — در تقاضا شد تعیّن بر تعیّن غیرتم
صد هزاران سال شد با خویشتن در عزّ همتم — چون کنارم را میانی نیست زان بحیرتم
کاین چنان نازک میانی بسته‌ام در کنار

از سرِ دنیا و عقبی در گذشته مست مست — خرقهٔ تجرید از عشقِ جمالش در بر است
هم ز جسم و هم ز جان و هم ز پا و هم ز دست — بر کنار است آنکه سودای میانش در سر است
از میانِ آن برخورد کز خود شود او بر کنار

تا یکی با دو بود وابسته اندر یکون — حُبِّ دنیا یکطرف کن الفتِ فرزند عون
درگذر از کن مکان و نقشهای لون بلون — نیست کس را از میانش جز کنار اندر دو کون
از میانِ اینچنین دولت کسی جوید کنار

همچو آن ساده بو احلهٔ بهشتی بافتی — پنجهٔ شیرِ فلک را در غمش بشتافتی
برق آسا نه سما مستانه بشکافتی — از کنارش گر علی بوی میانش یافتی
در خیالِ آن میان از خویش گشتی بی‌کنار

مخمس سی و هشتم

گوشِ جان کن یک زمان ای عاشقِ صادق فراز — شمه‌ای گویم ز سرِّ حُسن و عشقِ بی‌نیاز

لن تنالوا البرّ حتےٰ تنفقوا اے اہلِ راز ‌ ‌ ‌ ‌ گر نسیمِ وادیٔ اسرار خواہی تن گداز

ور تجلّاے جمالِ یار خواہی جان باز

ہر زمان در عشقِ آن شاہنشہِ کون و مکان ‌ ‌ ‌ ‌ سر بسر آتش فگن اندر میانِ جان و جہان

جلوہ اش مہتاب میدان این تنِ خاکی کتان ‌ ‌ ‌ ‌ تن چو زندان است جانت بندہ را جانِ جہان

جانِ جان گر بایدت با بند و با زندان بساز

تا نگردد و اصلِ جانان ز موییت تا بمو ‌ ‌ ‌ ‌ ہر گز از وصلش مکن اے سالکِ رہ گفتگو

چند مال و جاہ و خان و مان فرزندِ نکو ‌ ‌ ‌ ‌ با غمِ عشقش تو از لذاتِ جسمانی مگو

با وجودِ روضۂ رضوان تو از گلخن مناز

جملہ مستقبل بدانی آنچہ در ماضی بود ‌ ‌ ‌ ‌ قل ہو اللہ خوان و شو در عشق اللہ الصمد

تا بکے وابستۂ این خاکدان با دیو و دد ‌ ‌ ‌ ‌ شیوۂ رندانِ این درگاہ جان بازی بود

چون تو این بازی نداری در رہِ او کج مباز

آنکہ در بحرِ محیطِ عشقِ آن دلبر فتاد ‌ ‌ ‌ ‌ صد در رنج و ملامت ہر زمانش خود کشاد

زانکہ اندر نفسِ خود اکبر بود یاران جہاد ‌ ‌ ‌ ‌ پیش یارانِ بلائے دوست ہر کو سر نہاد

بر فرازِ طارمِ علوی کنندش سر فراز

ثلثِ این راہِ ہفتاد و دو آمد در نمو ‌ ‌ ‌ ‌ تا جی آمد غرفۂ وحدت زمن بشنو نکو

عاشقم بر روئے او اے حضرتِ رضوان برو ‌ ‌ ‌ ‌ با غم و دردش تو از لذاتِ جسمانی مگو

با وجودِ روضۂ رضوان تو از گلخن مناز

چون خلیل الله بشکن از حریم دل بتان
تا بکی در حبِ مال و جاہ خوان و آب و نان
از مکین تا بر مکان طیارشو در ہر زمان
فیضِ روح القدس گر خواہی تو اندر تن جان
مرکبِ حرص و ہوا را در پئے غولاں متاز

بگذر از افسونِ این مکّار نفسِ پُر فنی
خادر آسا شاہِ مستان جسم نزار آہنی
دست شو یکسر تو از لذاتِ دنیائے دنی
چترِ رفعت بر سرِ کیوان علائی میزنی
چشم ہمت گر ازین دونان بدوزی ہمچو باز

مخمس سی و نہم

ہر آن عاشق کہ از عشقش رقم نیست
وگر سر رفت گو رو ہیچ غم نیست
حیاتِ جاودانش جز عدم نیست
درین رہ ہر کہ او ثابت قدم نیست
رہِ جانش باسرارِ قدیم نیست

بیفگن سلسلہ از عشق در پا
گذر از ہستی دنیا و عقبےٰ
کہ تا باشی ز عشاقانِ مولےٰ
بیا در عشق محرم باش زیرا
رہِ نامحرمان اندر حرم نیست

بود محکومت از مہ تا بماہی
وگرنہ در حقیقت پادشاہی
نمودت در بدر و ہم گدائی
تو ہمچون قطرہ از دریا جدائی
از آنت دُرِّ عرفان در شکم نیست

نزدہ راہِ ترا افعیٔ دنیا — نمود از اصلِ خویشت دور یارا
بساحل کردۂ تا چند ماوا — نمی آری بجز اندا ختن خود را

ترا دریائے گوہر لاجرم نیست

ہمان ذرہ کہ بیضا شد بکُلّی — منور جملہ اجزا شد بکُلّی
عدم گردید و پیدا شد بکُلّی — چو قطرہ غرقِ دریا شد بکُلّی

ہمہ دریاست انجا کیف و کم نیست

بزورِ بحرِ وحدت ساز ماوا — دوئی را کن رہا یک بین و یکتا
بگو تا چند داری لاؤ الّا — بدریائے فنا انداز خود را

کہ انجا صورتِ لاؤ نعم نیست

نہ بینی سر بسرا ے یار خود را — چو شد از پیش رو این قلفِ دعوئے
عیان گردد ز نو حُسنِ تعالئے — و لے نا بودِ تو شرط است اینجا

کہ ہرگز آفتاب و شب بہم نیست

الا اے سرورِ خوبانِ دلجو — شدہ مستانہ شاہت مستِ یاہو
ز عینِ چشم و لام و یائے ابرو — علی ہم نام را بنگر کہ جز او

باللہ و محمد رہبرم نیست

مخمس چہلم

من نہ آنم کہ منم گر تو بصیرتی آنم — شہد اللہ ز دستش ہمہ دم میخوانم

نارِ عالم چو خلیل الله شده بستانم — گشته تا محوِ تجلائے جمالش جانم

دیده ام حسن و جمالے که درو حیرانم

در مکانِ غمِ عشقِ تو مکین تا گشتم — در گذشتم ز گمانِ اہلِ یقین تا گشتم

بستهٔ موے تو اے زہره جبین تا گشتم — کافرِ عشقِ منِ بے دل و دین تا گشتم

فارغ از شک و یقین بیخبر از ایمانم

در شیوناتِ جہان مے نگرم جز آن شین — عین گردیده به پیشِ نظرم نقطهٔ عین

لیس فی الدار بجز حسنِ تعالیٰ ما بین — تا شدا از صفحهٔ دل محوِ نقوشِ کونین

خطِ رخسارِ تو ہر لحظه درو میخوانم

چونکه با خلعتِ لایعرفہم منسوبم — تو میپندار که من از رخِ او محجوبم

تا محبتِ غمِ عشقش شده ام محبوبم — روزگاریست که ہم طالب و ہم مطلوبم

طرفه حالیست که ہم دردم و ہم درمانم

چون بجنبش دلِ شوریدهٔ ما رفت زجا — ترکِ سر فرض بحمدالله گردید ادا

گشت مستانه شہا جامهٔ جانم چو قبا — تا شدم ہمچو علی پادشهِ شہرِ فنا

اسپِ ہمت بسوئے ملکِ بقا میرانم

مخمس چہل و یکم

قد مات من العشق فقد مات شهید — ہمه جویانِ جمالت چه قریب و چه بعید

هر نفس گشته ز حسن تو عیاں تازه دو عید — اے شده نور خدا از مه روئے تو پدید
خرم آنکسکه دریں عید مه روئے تو دید

شیخ محمود دو عالم شه عالی درجات — مزدقاں مولد و مسکن شده بیرون جهات
زاهد و متقی و عاشق و رند و حضرات — بخرابات فنا محو شود در لمعات
از مئے عشق تو یکجرعه هر آنکسکه چشید

مست انوار الٰهی شود و محوئے بهو — وجهٔ دلدار به بیند همه جا در همه رو
گردد آئینهٔ حسن ازل آں روئی نکو — توتیا خاک شود در نظر همت او
آنکه در دیده ز خاک در تو سرمه کشید

خوانده گردد همه چار اسم ز ے از لطف خدا — بزمیں و بسماء و به بهشت و دو سرا
جمله فرماں روائش نقباء و نجبا — چوں مه نو شده انگشت نما در هر جا
پشت هر کسکه ببوسیدن پائے تو خمید

عاجز و مضطر و منفعل و سرگرداں — دستگیری بکن اے ثانی شاه مرداں
پیر من مرشد من حضرت شاه همداں — شده از طالع فرخنده سرافراز جهاں
آنکه از صدق و ارادت برکاب تو دوید

هر که شد بستهٔ فتراک تو او راست چه غم — بفغاں آمدم از جور جهاں رنج و الم
سوئے مسکین آ شه ابنشاه عرب میر عجم — بعلی یک نظر لطف کن از راه کرم
که بجائے نرسد بے نظر پیر و مرید

وجہ تسمیہ چہل اسرار

وجہ تسمیہ چہل اسرار از آں است کہ حضرت علیؑ ثانی جناب میر سید علی ہمدانی قدس سرہٗ را در یک شام چہل مرید برائے افطار نمودن روزہ دعوت نمودند۔ حضرت ہر چہل مرید را وعدہ دادند کہ شام بخانہ شما روزہ افطار خواہم نمود۔ حضرت بوقت شام در چہل خانہ بہ یک شام افطار نمودند۔ ہر یک را یک غزل بہ دستخط مبارک نوشتہ برائے سند عطا فرمودند۔ فردا معلوم گردید کہ حضرت از کرامت چہل وجود گردیدہ در یک وقت بہ چہل مکان روزہ افطار نمودند۔ از آں چہل اسرار مے نامند۔ ایں غزلیات را۔

تقریظ

مرقومۂ فضیلت اکتساب شریعت انتساب سرآمدِ علمائے روزگار عالمِ باعمل صاحب درس و تدریسِ علمِ دینی۔ فاضلِ علمِ یقینی محرمِ رموزِ طریقت غواصِ بحرِ حقیقت جناب مولانا مولوی غلام قادر صاحب حنفی چشتی امام مسجد بیگم شاہی ادام اللہ فیوضہم

سپاس داورِ دارائے داوار	جہان را از عدم کردہ پدیدار
فرستادہ یکے صاحب نگاہے	عدیم المثل عالم را پناہے
سر آرائے صدرِ قابِ قوسین	کرم فرمائے بر ذراتِ کونین
پدید آورد تا دیر آشناسند	زہر ذرہ بدو راہے بیابند
جہان را جان و جانش جانِ جانان	غلام درگہش فغفور و خاقان
عوارف سہروردے و فتوحات	فصوص و ہم فتوح الغیب و رشحات
قصائدِ فارضی دیوانِ شیراز	کہ دریائیست در قطرہ باعجاز
سخن ہائے جداگانہ فتادہ	ہمہ گنجینہ ہا از دل کشادہ
تعین لاتعین کردہ ظاہر	ز انوارِ حقیقت گشتہ باہر
سلوک و سیر و جذباتِ الٰہی	کہ ذوقِ عارفان باشد کماہی
بغیر از عارفان دیگر کہ داند	رموزِ عاشقان عاشق بداند
چہ داند کرمِ خاکی بوئے گل را	مگس کی سنبل و ریحان و گل را
چو حضراتِ عوالم خمسہ گشتہ	ز ہاہوت و ز ناسوتش سرشتہ

نگاهِ عارفان از ذرّه تا هو — سرایت کرده زین رو تا بدان رو
عوام الناس را رنگے زُدایند — خواص الخاص را رنگے نمائند
غرض در هر زمان صاحبقرانے — بیاورد یک نشان زان بے نشانے
درین دورانِ فرخنده سعادت — رسید از عالمِ غیبی بشارت
چو دیوانِ شهِ مستان شنیدم — ز پیراهانِ یوسفؑ بو شنیدم
چو ذوقِ چشتیان ذوقِ عجیب است — چشد ذوقے که او صاحب نصیب است
ز انوارِ معینُ الدینِ اجمیر — شموسِ لامکانے آمده زیر
رموزِ عارفانِ لامکان است — کنوز از کانِ یزدانِ جهان است
ز دیوانِ نیازی مغز آورد — زِ سِرِّ بے نیازی نغز آورد
شریعت هم طریقت هم حقیقت — بهم یکجا نموده سِرِّ وحدت
زِ سِرِّ سروران یک نکته دانے — ترا بهتر ز جمله کار ـ وانے
رفیق الوحدتے نعم الانیسے — جلیس الخلوتے نعم الجلیسے
غرض از نفسِ انسانے همین است — یقین آری که او حق الیقین است
درین وحدت سرا از دل قدم ساز — دل آوری بدل باشی تو دمساز
دلت گنجینهٔ اسرار گردد — ازان اسرار پُر انوار گردد
ز هر بُن موئے آن نورت بتابد — جهان را جمله پُر انوار یابد
جهانِ وحدت آید مرتفع تو — در آنجا هست اصلی مرجع تو

نه نورے بلکه بیرنگی ست آنجا دو رنگی کے بگنجد آنکت یکتا

عقیلان را ازین وادی خبر نیست دلیلان را ازین وادی اثر نیست

درآنجا صاحب تمکین باید که از تلوین خود را در رباید

جبالؒ راسیات حال او شان جبالؒ راسخات قال او شان

تمسک پای شان فوز مبین است توسل دست شان حبل متین است

درآنجا وحدت و کثرت بهم بین درآنجا فقر و دولت را بهم بین

جمال الله جمال آن حبیبان وصال الله وصال آن طبیبان

زهے دیوان مستان شاه عالی ز فیضش جرعه نوش آید هلالی

بخلوت خاص با او گر نشینی گلے را از گلستانش بچینی

به بوئش از خود و ارسته سازد به اصل اصل خود روحت بتازد

به بینی تو در آن دربار عالی ملائک صف زده همچون موالی

موالات بزرگان کیمیائیست غلامان را طفیل شان لقائیست

چو جمله چشتیان اهل بهشت اند چه نیکو بخت شان نیکو سرشت اند

خیالاتے ز ادراک بشر دور به بینی اندران عالم پر از نور

هزاران سال باید تا به بینند ازان وحدت سرائے گل بچینند

عیار آتش اشار آتش همین است مراد آتش ورائے آن و این است

غلام از خدمت شه شاه گردد اسیر شاه امیر جاه گردد

تقریظ

بطور قصیدہ در مدح قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین حقائق آگاہ معارف
دستگاہ حضرت خواجہ مستان شاہ صاحب چشتی کابلی
مدظلہ علی رؤس المسترشدین الی یوم الدین آمین
برحمتک یا ارحم الرحمین

من تصنیف عالم جلیل فاضل نبیل ملک الشعرا و حسان پنجاب افتخار علمائے ہند جناب حضرت مولانا مولوی عبد الحکیم صاحب متخلص بہ خاوری دبنیرہ جناب نواب خلاص خانصاحب سابق گورنر اجین رئیس کلانور فیلو پنجاب یونیورسٹی و سپرنٹنڈنٹ کالج علوم مشرقی لاہور۔

عاشقان ہنگام عیش و موسم فرحت فزاست	ہر یکی زبلبلان باغ عالم خوش نواست
ماہ نوری گشتہ از چرخ حقیقت جلوہ گر	پرتو انوار او از دہر تاریکی زداست
طالبان را آمدہ از خوان وحدت مائدہ	کان قوائے قدسیان را مایۂ نشو و نماست
مخزن اسرار روحانی نشانت میدہم	کان کتاب طبعزاد سر گروہ اصفیاست
کاشف سر حقیقت حضرت مستانہ شاہ	کو بہ بستان محبت طوطی معنی سراست
از پئے امراض نفسانی طبیب حاذق است	نیست دیوان سخن دل را النسخہ از کیمیاست
گلشن معنی بود کز بوئے گلہا ہر طرف	در مشام طالبان سر وحدت مشک ساست
دل بذوق نغمہ اش از وجد گردد چرخ زن	از برائے سیر اوج عرش گوئی پر کشاست

قالِ صاحب حال دانی چون نباشد با اثر — همچنین شعرے بود کان پُر ز دود اظهار اوست
از مجازی بگذرند و ترکِ هوس بازی بکن — کاین مجازی خانهٔ دارد که بر آتش بناست
سرِ معنی را طلب از خواجه مستان شه که او — رهنمائی با صفائی در طریقت پیشواست
یادگارِ خواجگانِ چشت کز روشن دلے — مظهرِ نورِ تجلّی و جمالِ کبریاست
همچو مهر از شهرِ کابل سر بر آورده ولی — کز قدومش خطهٔ هندوستان جاے ضیاست
در عمل از علمِ حدیث همچو کوهِ راسخ است — فیضِ عامش گشته جاری در زمانه جا بجاست
کثرت آمد رهزنِ هر سالکِ راهِ یقین — خواجه را بینی چرا از اهلِ جهان خلوت گزاست
از شرابِ لایزالی مست و سرخوش آمده — جُرعهٔ دُردیِ جامش خضر را آبِ بقاست
ریزه چینِ خوانِ فیضش خوان سالارِ جهان — دلق پوشِ فقرِ او ملکِ ولایت بادشاست
همّتِ عالیش را در جذبِ ارواح و قلوب — راست گویم هست تاثیرے که در آهن رباست
سر بزانو می نهد چون بهرِ کشفِ رازها — زیرِ پایش از حضیضِ خاک تا اوجِ سماست
خاکِ پایش هر که تاجِ سر کند ز اهلِ جهان — گر گدائی بینوا باشد جهان فرمانرواست
از شریعت تا طریقت نیست فرقِ ذرّهٔ — هر که میداند طریقت را جُدا خود بر خطاست
جمع کرده هر دو را یکجا بهم دیوانِ او — دفترِ شرع و طریقت خواندنش کے نارواست
هر که را از رنگِ یکرنگیش رنگین جامه شد — صبغة الله شد ورا حاصل که نفیٔ ماسواست
زیرِ دامن حکمتش پوشید افلاطون چه دید — کز تدابیرش مریضانِ شقاوت را شفاست
می نشیند چون میانِ حلقهٔ مسترشدان — ماه گوئی در میانِ اختران جلوه نماست

هر یکے خلاص کیشش صاحبِ وجد است و حال
هر مریدش درمیانِ جمع چون شمسِ ضحیٰ است

زبدۂ خدامِ خواجہ غمگسارِ دین بود
کز حمایتہائے او اسلام را برگ و نوا است

گر مبارک اسمِ او پرسی محرّم با علی است
کز مواساتش جہانِ مجد را عزّ و بہاست

تو بگو مرخاندانِ چشت را نازش بدو است
افتخارِ ملکِ پنجابش اگر خوانی بجاست

منزلِ او منزلِ آمد سعدِ اکبر را اگر
کاندران از زنگِ نحسی بختِ ہر کس را جلاست

طالبِ زر بود خاقانی و ناسنجو انوری
ورنہ مدحِ پادشاہان شعر را کی مدعاست

مدحتِ اہلِ حقیقت شد سعادت را کفیل
خادمی ہمّی ازان در مدحِ شان نغمہ سرا است

مرغِ فکرت تا کجا پرّد بجوی مدحتش
اوجِ مدحِ خواجہ برتر از خیال و وہمِ ماست

پائے لنگ آید بمیدانِ ثنائش کلکِ من
خامشی خوشتر بود اے دل کہ ہنگامِ دعاست

تا بود افلاکیان را بر زمین انظارِ فیض
تا ز نورِ شمس بر دوشِ قمر زرّین رداست

گلستانِ فیضِ خواجہ در جہان سرسبز باد
سال و مہ تا سرو را در بر ز استبرق قباست

بزمِ چشتی را بود ز اقبال و دولت مروج
تا گلان را در بہاران مروحہ بادِ صباست

شورشی در عالمِ لاہوت پیدا میکند
شعرِ تو اے خادمی از قدسیانت مرحباست

تقریظ

مرقومۂ فاضلِ اجل۔ عالمِ اکمل مفتئ شریعتِ غرّائے محمدی و رموز دانِ دقائقِ اسرارِ سرمدی جناب مولانا مولوی مفتی محمد عبداللہ صاحب ٹونکی دبیر مجلس مستشار العلماء فیلو پنجاب یونیورسٹی و افسر صیغۂ تعلیم عربی کالج علوم مشرقی پنجاب لاہور

گلشنِ سخن را بہ گلِ سدا بہارِ سپاسِ ایزدی برگ و نوا است۔ و عروسِ کلام را بر حُلّۂ پر انوارِ درودِ احمدی زیب و ضیا است۔ پس تر از محامد و ستائشِ جنابِ ربِّ ودود جل و علا و مناقب و ستایشِ حضرت احمد مسعود علیہ التحیۃ والثنا یاوریِ بختِ سعید و مساعدت روزگارِ ہمایون را نازم کہ درین ایامِ مبارک فرجام بدیدارِ برخے از لمعانِ کتابِ فائض الا و تبصّر بندی از رمضان دیوانِ خجستہ عنوان کہ بہ کلکِ گہر سلکِ حضرت قدوۃ السالکین زبدۃ العارفین سوختۂ آتشِ محبّتِ الٰہی غریقِ بحرِ محویت جلال کبریائی۔ سالکِ مسالکِ ہویت و تجرید۔ ہادیِ مناہجِ معرفت و توحید۔ سرخوشِ صہبائے بیخودی۔ بادہ پیمائے رحیقِ سرمدی۔ سیّاحِ بیدائے طریقت۔ غوّاصِ دریائے حقیقت۔ شمعِ شبستانِ دانش و بینش۔ گلِ گلستانِ فطرت و آفرینش۔ مقبولِ واصلانِ بارگاہِ ازلی حضرت خواجہ مستان شاہ کابلی متع اللہ المسلمین بافاداتہ۔ و افاض۔ علیہم من شآبیبِ کاتہ ترتیب یافتہ و بقلمِ عرفان رقمِ حضرت ممدوح الشان نظام پذیرفتہ دیدۂ بصارت را سرمگین۔ و چشمِ بصیرت را نورانی ساختم۔ سبحان اللہ کتابی است ارجمند و دیوانی است دل پسند گنجِ پنہانِ معارف و حقائقِ دینِ متین و گلشنِ شادابِ رموز و دقائقِ حق الیقین ج

کتابی کہ دائرہ وسعتِ اصول شریعت را بہ مرکزِ وحدتِ طریقت فراہم آوردہ و دیوانی
کہ کواکبِ درخشندۂ اسرارِ طریقت را بہ محدبِ اتساع اصول شریعت احتوا نمودہ۔ دیوانی
کہ تہذیبِ تزکیۂ نفوس را پیرایہ ایست زیبا۔ و تنویر و اشراقِ قلوب را حلّہ ایست خوش نما
ہر غزلے از غزلہائے زرنگارش محدنے ست مملو از جواہر زواہر نکاتِ معرفت۔
و ہر شعرے از اشعارِ آبدارش بحرے ست مشحون پُر لآلی متلالی رموزِ حقیقت۔ عروس
رعنائے سرِّ وحدۃ الوجود را بر منصّۂ ظہور و عیان جلوہ گری ہمی دہد۔ و صورِ حسنۂ اعیان
تعینات را بہ یک اصلِ اصیل منبع انوار پیوند ہمی نماید۔ لطافتِ نظمِ بدیعش با وقت
مطالبِ عالیہ ہم عنان۔ و نزاکتِ الفاظِ منیعش با متانتِ معانیٔ غالیہ دریک میزان
رشاقتِ کلامِ مرصّعش را با نضارتِ مضمونِ دل آویزش رابطہ ایست محکم۔
و سلاستِ بیانِ مصنّعش را با رصانتِ مفہومِ شورش انگیزش پیوندی ست مُبرم۔
تالیفِ شیرینش سحری ست حلال۔ و ترصیفِ متینش معجزہ ایست از حسنِ مقال۔
ہر نبشش چشمۂ ایست۔ از آبحیات و ہر مصراعش روضۂ ایست از نعیمِ جنات۔
طلاقتِ گفتارش موجے ست از آبِ روان و رزانتِ افکارش کوہے ست
از سنگِ گران۔ و نعم ما قیل ؎ روضۃ ما نہرہا سلسال ✤ دوحۃ سجع طیرہا موزون
ہذا و آخر دعوانا ان الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علیٰ خیر
خلقہ محمد و آلہ و اصحابہ اجمعین

تقریظ

مرقومۂ عالمِ شہیر۔ فاضلِ تحریر قاضیِ سجادۂ شریعتِ مصطفوی
واقفِ رموزِ کمالاتِ نبوی۔ شاعرِ غرّا۔ ادیبِ بے ہمتا جناب مولانا
مولوی قاضی ظفر الدین احمد صاحب رئیس گوجرانوالہ و عربی پروفیسر
کالج علوم مشرقی پنجاب لاہور

لحی اللہ فئۃً نأت عن سبیلِ الخیر۔ وسلکت طریقَ الضرِّ والضیر۔ تآزر فیہا الہمز۔ وتخایل لہا اللمز۔ فجرّت اثقال الوزر۔ وحملت اعباءَ الاصر۔ فہی کجاریۃٍ بدیّۃ۔ تروح وتغادی باذیّۃ۔ ورحم اللہ جماعۃً عطفت لغیر آصرہ۔ وفطرت فی امر الناس بعینٍ باصرہ۔ لاتنطق بالعوراء۔ ولا تامر بالفحشاء۔ تسبح ابداً فی بحر المعرفۃ۔ وتعوم دائماً فی دأماء الالفۃ والموالفۃ۔ وتسافہ معتقۃ الانابۃ۔ حُمیّاہا تدور۔ فتغنی بذکر سلمٰی الہوی فی نادی الحبور۔ وتفوہ بکلماتٍ تعالت معانیہا۔ عن الافہام۔ وتوحی بمضمراتٍ خفیت مرامیہا علی الاعلام تموّہ عن سعدی بعلوی والمراد غیر علوی وغیرہ سعدی۔

فاقنع باقسم الملیک فانما	قسم الخلائق بیننا علامہا
ودع ہذا ولکن من ذکر لطیف	یؤرقنی اذا الطیف ذکر الدیوان

لحضرت شاہ مستان۔ زرتہ۔ زورۃ۔ ودرت حول مرکزہ قلبی

عرضا ـ وهو وان كان فارسي المنظر ـ لكنه عربي المخبر ـ يفوح بروائح الجنان ـ وتزري بقلائد العقيان ـ اغض واندى من الزهر الجني واحسن موقعا من البشرى بعد النعي ـ كان سطور الصفحات ـ مراسل الغانيات او عقود المرجان ـ او درر بحر العرفان ؎

وكاين فيه من معنى خطير ۞ وكاين فيه من لفظ بهي
وكاين فيه من سر لطيف ۞ وكاين فيه من راي سني

يدعوا الى لفظة احلى من التوحيد ـ وكلمة اوعى التوحيد فتجاب بها كل بيداء بلقع للضلالة ـ وتقطع بها كل بهماء مفزع للجهالة ـ وتوصل بها الى بر السلامة ـ والفوز بخير الخاصة والعامة ـ فلولا الاطراء في المدح ـ يزن بمظان القدح ـ ولولا اتقاء مواضع التهم ـ حقا عملنا لفارس القلم ـ ولولا معرفتي بحقوق المساوات ـ واقراري بمجاز الايجازات ـ لدار البنان في ميدان البيان ـ كفرس رهان ـ وتقدم القلم تقدم البهم على اني اقول ؎

كتاب شعره نظم لطيف ۞ اتى من شاه مستان الزمان
كبستان له زهر وورد ۞ واثمار تناجي كل جاني
وشوك ذات حد شائكات ۞ غريبا طالبا ارب الحسان
راينا بالبيان العذب منه ۞ شرابا سائغ في كاس البيان

وَعَانَقْنَابِهٖ وَالْوَقْتُ طِيْبٌ ‌ ‌ ‌ ‌ مِلَاحُ الْحُسْنِ فِيْ حُلَلِ الْمَعَانِيْ
يَقُوْلُ عَلِيْلُ مَنْ يَّشْفِيْهِ مِنْهُ ‌ ‌ ‌ ‌ شِفَاءٌ لَيْتَ نَفْسِيْ لَا تَرَانِيْ
اِذَا اَعْيَاكَ اَمْرٌ مِّنْهُ اِمْرٌ ‌ ‌ ‌ ‌ فَلُوْكُ بِهٖ عَلٰى طَرَفِ اللِّسَانِ
وَلَا يَشْفِيْكَ تَاوِيْلٌ صَحِيْحٌ ‌ ‌ ‌ ‌ وَلَا يُوْوِيْكَ تَحْصِيْلُ الْمَعَانِيْ
فَلَا تَرْتَبْ لَعَلَّكَ لَسْتَ تَدْرِيْ ‌ ‌ ‌ ‌ اَهٰذَاكَ مِنَ الْهَجِيْنِ اَوِ الْهِجَانِ
وَجُلُّ الْعُذْرِ فِيْهِ اِنَّ هٰذَا ‌ ‌ ‌ ‌ اَتٰى مِنْ شَاهِ مَسْتَانِ الزَّمَانِ
لَقَدْ زِدْنَا بِهٖ حِلْمًا وَّفَضْلًا ‌ ‌ ‌ ‌ وَنُطْقًا حَائِزًا حُسْنَ الْبَيَانِ
اُحِبُّ الصّٰلِحِيْنَ فَلَا اُبَالِيْ ‌ ‌ ‌ ‌ اَاِطْرَائِيْ فَقِيْلُ اَمْ هِجَائِيْ

تقریظ

مرقومہ برگزیدہ علمائے ہند و پنجاب۔ کمالات انتساب جناب مولانا
مولوی خلیفہ عبد السلام صاحب مفتی شملہ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ جَعَلَ قُلُوْبَ الْعَارِفِيْنَ۔ مَصْدَرَ اَنْوَارِهٖ۔ وَجَعَلَ لِسَانَ الذَّاكِرِيْنَ۔ مَخْزَنَ اَسْرَارِهٖ۔ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى حَبِيْبِهِ الَّذِيْ لَوْلَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْاَفْلَاكَ فِيْ شَانِهٖ وَاَذْكَارِهٖ۔ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهِ الَّذِيْنَ فَازُوْا مِنْ اَنْوَارِ صُحْبَتِهٖ وَاَنْظَارِهٖ۔ وَرَحْمَتِ اَمْطَارِهٖ۔ وَالتَّابِعِيْنَ وَتَبَعِ التَّابِعِيْنَ۔ وَاَئِمَّةِ الْمُجْتَهِدِيْنَ۔ وَالْمُفَسِّرِيْنَ۔ وَالْمُحَدِّثِيْنَ۔ وَالْعُلَمَاءِ الرَّاسِخِيْنَ۔ وَالْفُقَهَاءِ الْكَامِلِيْنَ۔ وَالْاَوْلِيَاءِ الصَّالِحِيْنَ۔ وَالْمَشَائِخِ الرَّاشِدِيْنَ۔ رَحْمَةُ اللّٰهِ عَلَيْهِمْ اَجْمَعِيْنَ اِلٰى يَوْمِ بَعْثَتِهٖ وَنَشَارِهٖ۔

امّا میگوید بندۀ عاجز و گمنام۔ فقیر عبد السّلام۔ حنفی مذہبًا۔ و چشتی النظامی الفخری النیازی مشربًا۔ مژده باد برارباب اہل دل۔ و بر اصحاب محبّت منزل۔ یاران و دوستانِ دلسوز۔ و عاشقان و محبّانِ فرحت اندوز۔ مُریدانِ صداقت اشعار۔ و مُخلصانِ مودّت کردار۔ آتش زنِ خرمنِ عُمرِ فانی۔ در ذکرِ محبوبِ جاودانی۔ مجبُوبانِ عشق و گداز۔ مطلوبانِ عجز و نیاز۔ که درین ایام۔ فرخنده فرجام۔ دیوانِ گلستانِ توحید۔ دفترِ بُستانِ توصیف و تفرید۔ مخزنِ اسرارِ الٰهی۔ معدنِ انوارِ نامتناہی۔ سبحۃ الابرارِ جانی۔ تحفۃ الاذکارِ جاودانی۔

قصیده

شکرِ لِلّٰه بحرِ عرفان جوش زد شد بر ملا ۔ ذکرِ مُتحابّین فی اللّٰه مرحبا صد مرحبا

مخزنِ توحید دیوانی چو شد اتمامِ خیر ۔ شُور در عالم فتاده این چه لُطفِ کبریا

ہم شریعت ہا ہم طریقت ہا ہم حقیقت معرفت ۔ بہر ہر یک ہا ہستی مشربی و روی جُدا

ہم فصاحت ہا ہم بلاغت ہا ہم معانی ہم بیان ۔ ہر یکی فقرات او دُر دانۂ سلکِ ضیا

لاریب ازابیاتِ او ہر بیت و ہر یک غزل ۔ یک کتابِ معرفت یکبابِ توحیدِ خدا

ہست ہر بیتی ازان یک شُعلۂ آتش زبنت ۔ خرمنِ عشاق را سوزنده از سر تا بپا

وقتِ خواندن محفل اندر ذاکرین و سامعین ۔ از تجلّی او فتند چون خرّ موسٰی صعقا

در چنین معنای باریک رموزِ منتہی ۔ فکرتِ معقول باید چشمۂ فیضِ ہُدا

کیف لا تصنیفِ دیوان عارفِ مقبولِ حق ۔ مشتہر اندر جہان ہست خواجۂ مستانه شا

هست چون بدرِ منیر اندر هُدیٰ بر خاص و عام | هادیٔ راهِ طریقت همچو خورشیدِ ضیا
مدحتِ خاصانِ حق اکسیرِ اعظم ای عزیز | گر بخوانی آیتِ نحن نقص انبیا
ذکرِ خیرِ اولیاء و اتقیا هم طاعت است | همچنان شد مدحِ شان طاعت بدرگاهِ خدا
گر نه مدحِ شیخ طاعت بود مولانائی روم | مدحِ پیرِ خویشتن مرقوم شش دفتر چرا
گفت این ابیاتِ چند عبد السلام بے‌هنر | خاکسارِ پیرِ کامل مدحِ مستانه شا

که از تحریر و تصنیف حضرت پیرِ دستگیر داداپیرِ این فقیر مقرّبِ درگاهِ ایزدی محبوبِ بارگاهِ سرمدی۔ ناصرِ شریعتِ غرّا۔ امامِ طریقتِ صدق و صفا۔ مبارزانِ مجاهدهٔ دین۔ ناظرِ انوارِ مشاهدهٔ یقین۔ وصّافِ حقائقِ معرفت۔ وکشّافِ دقائقِ قربت۔ عارفِ متمکّن۔ عابدِ متدیّن۔ سجاده نشینِ ارشاد و بیعت۔ خورشیدِ تمکینِ خرقه و خلافت۔ پرده بردارندهٔ اسرارِ غیبی۔ چهره کشائی صورِ لاریبی۔ سرورِ اربابِ توحید۔ سردفترِ اصحابِ تجرید۔ سلطانُ العاشقین۔ سیّدُ الکاملین۔ حجّةُ الاولیاء۔ برهانُ الاصفیاء۔ مصدرِ ولایت۔ مسندِ کرامت۔ مولانا و مرشدنا حضرت خواجه مستان شاه صاحب۔ لازال شموسُ فیوضاته طالعة۔ و مادام بدورُ فتوحاته لامعة۔ هست۔ نظرِ فیض و افادت لطالبانِ صدق و ارادت۔ از کرشمهٔ فرموده۔ دیوان مصنّفهٔ خود را بسعیِ وافر و جهدِ متکاثر۔ زیورِ خلعتِ طبع بیاراست۔

بحمدِ اللهِ و نوالِهِ خیلی خرّمی تازه و فرحت و مسرّتِ بے‌اندازه۔ رو بداد عاشقانِ صداقت روی۔ و محبّانِ خجسته خوئی۔ و شوریدگانِ والهِ محبّت۔ و سوختگانِ عشق

مودت - برجسته اند - کی باشد که دیوان مسطوره را چون گلدستهٔ مست دست بدست خواهیم گرفت - و همچو برکت مجسم - و جرم مه بدر منعم - استعمال خوش احوال خود - خواهیم ساخت و سودائی عمر خویش - بسودائی او خواهیم باخت - و سمند عقل و هوش - در میدان وجد و جوشش - خواهیم تاخت - ثمرهٔ حسن و اعتقاد نصیب همه باد - و همیشه بمحبت پیران کامل - یکرنگ و یکدل - و محشور در محبت اولیای مبرور - بوده باشیم

وَالحمدُ للهِ علیٰ ذٰلِكَ - وَهُوَ الخالِقُ وَالمالِكُ - وَالصَّلوٰةُ وَالسَّلَامُ علےٰ حبیبہٖ

وَآلِہٖ وَاَصحَابِہٖ وَبَارِكْ

آمِینَ آمِین ثُمَّ آمِینَ



تقریظ

مرقومۂ ارادتمند دلی صاحب الاعتقاد خان مرزا سلطان احمد صاحب تحصیلدار ضلع آباد

للّٰہ الحمد ہر آنچیز کہ خاطر میخواست
آخر آمد زپسِ پردۂ تقدیر پدید

تقریظ کی اُن مضامین یا تحریرات کو ضرورت ہے جو کسی انسان کے معمولی دل و دماغ کا نتیجہ یا دنیوی خیالات کا سرچشمہ ہوں جو مضامین شریعتِ مصطفوی اور حقیقتِ مرتضوی کے مخزن اور جذباتِ صوفیائے کرام کے معدن ہوں وہ مستغنی عن التقریظ ہیں جو تحریر بے نظیر میری مدِ نظر ہے وہ اوس جامعِ کمالاتِ ظاہری و حاویٔ فیوضِ باطنی مصدرِ الطاف روحانی قبلۂ کونین و کعبۂ دارین جناب مرشدی و مولائی حضرت خواجہ مستان شاہ صاحب کابلی ادام اللہ فیوضہم کی ہے کہ جو مبینِ حقائقِ الٰہی اور اظہارِ رموزِ نامتناہی مین لسان الغیب تسلیم شدہ ہین جس تحریر اقدس کی اشاعتِ عام کی خواہش مُدتون سے کیجاتی تھی المنۃ للہ کہ اب وہ گوہر آبدار بحرِ حقیقت سے ساحلِ اشاعتِ عام پر جلوہ افروز ہو کر اپنی ذاتی خوبیون اور شعاعون کے اعتبار سے طالبانِ حق کے گوشِ حقیقت کی تزئین کا موجب ثابت ہو رہا ہے۔

اے عاشقانِ وحدت! جس طرح انسانون مین بعض انسان بلحاظ اپنی ذاتی عمدگیون اور اوصاف کی بمقابلہ دوسرے انسانون کے مشرف و ممتاز ہین۔ اسی طرح بعض کلام اور خیالات بھی باعتبار اپنی جامعیت و اثر کے اخص اور افضل ہین جب سے

اسلامی وجود مین ببرکت حضرت رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام صوفیانہ روح نے
حلول کیا تب سے ہزاروں انجم نما صوفیانہ نظمین اور صدہا بزرگانہ دوادین کے
چمکدار ستارے آسمانِ وحدت اور چرخ تصوف پر طالع اور تابان ہو چکے ہین ۔
حضرت مولانا روم اور خواجہ حافظ شیرازی علیہ الرحمۃ کے جادو اثر کلام نے دنیا
مین جو کچھ شہرت حاصل کی ہے وہ محتاج بیان نہین ہے ۔ یہ خیال کیا جاتا تھا
کہ اب ایسی جادو اثر کلام اور حق نما نظمین ممکن نہین لیکن ع

ہنوز آن ابر رحمت دُر فشان است — بہر خمخانہ با مُہر و نشان است

خداوند کریم کے فیوضِ نامتناہی اور برکاتِ لاتعداد کا سلسلہ صفحۂ دنیا سے کبھی
الگ نہین ہوتا ۔ اگر گذشتہ زمانہ مین حضرت مولوی معنوی اور خواجہ حافظ شیراز
کا وجود باجود طالبانِ حق کیلئے صوفیانہ ڈھون مین ہدایت اور میکدۂ وحدت تھا
تو اس زمانہ مین حضرت خواجہ مستان شاہ صاحب کابلی کا وجود فیض آمود اور کلامِ
معجز نظام تشنگانِ رموزِ صوفیائے کرام اور شیدایانِ اولیائے عظام
کیلئے بمنزلۂ آبحیات اور چشمۂ زندگی موجین مار رہا ہے ۔
فرق صرف اسقدر ہے کہ حضرت مولوی معنوی اور خواجہ حافظ علیہ الرحمۃ یہین
روم اور شیراز کے موتی تھے ۔ اور خواجہ مستان شاہ صاحب کابل کے دُرِ شاہوار ۔
اگرچہ جن لوگون نے قبل ازین حضرت موصوف کے مخمس چہل اسرار وغیرہ تصانیف
نادرہ اور موثر منظومات کو دیکھا ہے وہ خوب جانتے ہین کہ یہ نظمین کیسی زور روحانی

اور جذبۂ حقانی سے لکھی گئی ہیں۔ لیکن حضرتِ موصوف کے اِس دیوان میں جن جن غوامض اور اسرار کو بیان کیا گیا ہے وہ کچھ اَور ہی جذبہ اور سماں ہے رموزِ تصوف اور دقائقِ حقیقت کے اظہار کے لئے کسی عام دماغ اور معمولی دل گردہ کی ضرورت نہیں اِسکے واسطے وُہی دماغ موزون ہیں کہ جنکے رگ و ریشہ میں شوقِ حقّانی کا پاک خون دَوڑرہا کر رہا ہو اور جو روزِ ازل سے میکدہ وحدت کے خُمِ اقدس میں روحِ جلیل کے ہاتھوں سے غوطہ کھا چکے ہوں۔

دیوان کیا ہے گویا میکدۂ وحدت اور حقائقِ الٰہی کا مبارک ایوان اور عالیشان دیوان ہے۔ ہر ایک شعر اور ہر ایک مصرعہ میں ایک عجیب حقّانی زور اور روحانی اثر ہے۔ کیوں نہو یہ دیوان کسی فرضی معشوق کی جُدائی اور نشۂ عشق مجازی میں نہیں لکھا گیا بلکہ اِس کا موجب نشۂ عشقِ حقیقی ہے۔ اگر اِسمیں دلوں کے ہلا دینے کی سکت اور طاقت نہو تو اَور کس میں ہو۔ جن غوامضِ صوفیا کے بیان کرنے میں مبسوط کتابوں اور مشرح تحریروں کی ضرورت پڑتی ہے اون مطالب اور مقاصد کو حضرت خواجہ صاحب قبلہ نے ایک ایک مصرعہ میں اِس خوبی سے باندھا ہے کہ سامعین وجد میں آکر ماہئ مبتاب کی طرح فرشِ وحدت پر لوٹ لوٹ کر الحق الحق کی صدائے آتش افگن اور نعرہ ہائے خودی شکن سے جہان و جہانیان کے مُردہ دلوں اور زنگ خوردہ روحوں کو آب اور جلا دیتے ہیں۔

اگرچہ ہم مُردہ دل ارادتمندانِ درگاہ والا کی طبیعتین اور دماغ زنگ آلودہ اور پریشان ہین مگر اسپر بھی اِس جادو بھری کلام اور نظمِ محبوب کے ایک ایک مصرعہ نے وہ اثر دکھایا ہے کہ اپنی ساری کمزوریون اور برائیون کا نمونہ آنکھون کے سامنے ایک دم کے لئے آہی گیا۔ طرزِ بیان ایسا سلیس اور ایسا پُر لطف ہے کہ پڑھنے والون کے دلون کو گویا کشان کشان کوئے وحدت کی طرف لیجا رہا ہے نرا وجدانی ڈہنگ ہی نہین عالمانہ اور شاعرانہ فضائل اور خصوصیات سے بھی آراستہ اور پیراستہ ہے۔ صوفیائے کرام کی اکثر نظمین جوشِ محبت مین شطحیات سے مقرون ہوتی ہین جس سے بعض اوقات عوام الناس کے قلوب مین صدہا قسم کے وساوس پیدا ہوکر جادۂ شریعت سے دور لیجاتے ہین لیکن حضرتِ موصوف کے دیوان مین اِس کام کا نام تک نہین۔

بعض نکتہ چین کہتے ہین کہ دیوانِ حافظ عام طبیعتون کے لائق نہین کیونکہ اوسکے پیچیدہ مضامین بظاہر مجازات کی طرف منجر ہین۔ لیکن حضور خواجہ صاحب کے دیوانِ خاص اور کلام ممتاز مین اِس غلط فہمی کا نام تک بھی نہین خواہ کسی طبیعت کا انسان دیکھے اور پڑھے اوسکا ایک ایک لفظ اور جملہ ردیف شریعت سے منسلک و قافیہ حقیقت سے منطبق نظر آئیگا۔ اوسکا ہر ایک مطلع قاری اور سامع کو رموزِ شریعت سے آگاہ اور میکدۂ حقیقت سے مُطلع کرتا ہے۔ اور اُس کا ہر ایک مقطع خیالاتِ باطل اور اوہامِ لاطائل کی ازالہ اور بیخ

کسی کے لیئے ایک مقطع ہے۔ اوس کا ہر ایک فرد بجائے خود فرد اور اوس کا ہر ایک مصرعہ مصرِ وحدت اور شہر طریقت کا خوش نما مصرعہ ہے اوسکی ہر ایک بندش بندشِ شریعت سے موزون اور ہر ایک وزن ترازوئے طریقت میں تلا ہوا ہے۔ توحیدی مضامین اور وجدانی رموز کا وہ زور ہے کہ بیت بیت اور مصرعہ مصرعہ میں خواجگانِ چشت علیہم الرحمت کی ارواحِ پاک طالبانِ حقیقت کو راہِ طریقت کی طرف دعوت کر رہے ہیں۔ الحق یہ دیوان دیوان نہیں بلکہ ایک لسان الغیب ہے۔

خاتمہ پر ہم دعا کرتے ہیں کہ اس کلام ہدایت التیام کے فیوض نامتناہی اور جذباتِ الٰہی سے ہر کس و ناکس مستفیض ہو کر میکدۂ وحدت کے خوش گوار جرعون سے اپنے دل اور دماغ کو مسرور بنائے اور خداوندکریم ہم جیسے نامرادون کو بھی بطفیلِ حضرت قبلہ و کعبہ ہدایت بلیغ بخشے۔ اور حضور ممدوح کا سایہ ہم خادمانِ بارگاہ کے سرون پر عرصۂ دراز تک قایم رکھے۔

گرچہ غرقِ بحرِ عصیانیم ما
آیت لاتقنطوا خوانیم ما
کُن بشایانِ درت ما را قبول
حضرتت را گرنہ شایانیم ما

تقریظ

مرقومۂ فضیلت انتساب صاحب الاعتقاد - ارادتمندِ باصفا جناب مولوی محمد فضل الدین صاحب منشی فاضل دار العلوم مشرقی پنجاب پلیڈر چیفکورٹ پنجاب سکرٹری ڈسٹرکٹ بار ایسوسی ایشن لاہور و میونسپل کمشنر و رئیس لاہور -

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ - وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَصَحْبِہٖ اَجْمَعِیْنَ - خداوند کریم کا ہزار ہزار شکر ہے کہ جس گوہر آبدار بحر حقیقت و معرفت کی تلاش عرصۂ دراز سے تھی وہ آخر کار غواصِ دریائے امواجِ معانی نہنگ قلزمِ توحید ربانی - قدوۃ السالکین - زبدۃ العارفین - رہنمائے حقیقتِ ربانی - ہادیٔ شریعتِ حقانی - سالکِ مسالکِ توحید و تجرید جناب قبلہ و کعبہ معارف آگاہ حضرت خواجہ مستان شاہ صاحب کابلی ادام اللہ فیوضہم و برکاتہم کی توجہ سامی سے عقیدتمندانِ باصفا کے ہاتھوں تک پہنچگیا اور وہ گوہر شاہوار تصوف آخر کار زیورِ گوشِ حلقہ بگوشان عالم ہوا - گو یہ دیوانِ سامی اس عاجزِ نحیف و خاکسار ضعیف کی مدح و ثنا سے مستغنی ہے بقول شاعر کہ ؎

زعشقِ ناتمامِ ما جمالِ یار مستغنی است ۔۔۔ باب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را

لیکن اتنا کہنا بیجا نہ ہوگا کہ اس زمانہ میں ایسی کلام عدیم المثل اور بے نظیر کی اشاعت اسلام اور مسلمانوں کے موجودہ مردہ جسم میں ایک نئی زندگی کی روح پھونکنے والی - اور اُس پُرانی حقیقت اسلام کو از سر نو تر و تازہ کرنیوالی ہے -

گو نئے فیشن کی رواجی تعلیم نے نوجوان طبیعتوں کو خارج از اسلام عقائد و بدعاتِ سیہ اور خلافِ اسلام جدید عقاید کی طرف ایسا متوجہ کر رکھا ہے کہ تصوف کی حقیقت سے ناآشنائے محض ہیں لیکن یقین کامل ہے کہ اس کلامِ مبارک میں جو جذبۂ حقانی اور تاثیرِ ربانی محض ہے وہ اثرِ مسیحائی دکھائیگا۔ اور مجھ سے خشک دماغوں میں ایک دفعہ پھر تر و تازگی کی بہار کا رنگ دکھائیگا۔ اور جن لوگوں کو پہلے سے اس مذاق کی برکت حاصل ہے اُنکو طےّ منازلِ طریقت میں اعلےٰ درجہ کی امداد دیگا۔ غرضکہ یہ کلامِ ہدایت التیام مُجھ سے ناقصوں کے لئے پیر کامل اور کاملوں کے لئے رہنما ثابت ہوگا۔

خاتمہ پر میری دُعا ہے کہ حضور خواجہ صاحب قبلہ کا فیضانِ عام چار دانگِ عالم میں پھیل کر عالم و عالمیانِ کے لئے باعثِ فیض و برکت ہو اور اون کی کلامِ معجز نظام سے تشنگانِ رموزِ وحدت فیضیاب اور ہم ارادتمندانِ دلی ہمیشہ بہرہ یاب ہوتے رہیں۔ آمین۔ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ۔

تقریظ

مرقومۂ فاضل اجل شاعرِ بے بدل مرزا علی محمد صاحب

بحمد اللہ کہ دیدم پیرِ مستان شہ جمال الدین — زمستان کدورت دور شد از خاطرِ غمگین
چو دیدم در بہارم مژدہ این گل نو بہار آمد — امرتسر نو شگفتہ چون عروسِ گل بفروردین
بمدحِ سرورِ دنیا و دین بستم چو گلدستہ — کلامم گشت رنگین و زبانم چشمۂ شیرین

محمد شافع است قسیم دوزخ و جنت — قوام مذهب و ملت شهنشاه آفتاب جبین
تعالی الله ز جاه تو و قدر و دستگاه تو — که باشد پایگاه تو بمدحت آمده یٰسین
رخ مه روشن از رویت دل شب تیره از مویت — هلال عید ابرویت رخت مهر جهان آیین
فلک سرگشته کویت ملک ابروی آل حوت — بمحراب دو ابرویت جبین و چشم غیرت بین
محیط داد و دین مستانه شه مسند تمکین — چه صیت جود و داد او بهند رفته تا قسطنطین
باحکام شریعت هیچکس نبود چو او دانا — باسرار حقیقت هیچکس نبود چو او حق بین
ندیده با هزاران دیده پیر گردون در عالم — توئی علامهٔ اعلم توئی فرزانهٔ دیرین
ز ایام تدریس پس تلقین پس تعلیق می خواهم — ز تحصیل علوم دین و ملت گنج گوهر آگین
توئی امروز در دوران سرآورده سر قرآن — بدرک معنی قرآن توئی در بحث علیین
منم امروز در عالم پریشان حال و حیرانم — بمدحت لاله رویانم زبان نطق من شیرین
سمن پیکر بشیری از اشارت های جانی — شکر ریز بشارت شد بهاین مسکین بی تسکین
بدیدم همه اوصاف نوری خیره شد دیده — بآئین محمد سرو سید دنیا ضیاء الدین
کریم و پیر شندل جهان ز امر شد کامل — دمش حلال هر مشکل و لش جذاب هر مسکین
بود از همت التماس گرمش نرم هر سختی — که خارا از دم آن پیر مهوش شود مومین
بهر گاه نوالش هر شبانگاه بزم آرا — در آباد از پی دریوزگی با کاسه مسکین
جو سرور اسکین مرحمت کیشا — که ذاتت را بود انصاف سر گشت آئین
کنون پیش پیغمبر توئی اسلام را رهبر — بزهد و طاعت و تقوی بفقر و فخر عقل و دین

ولیِ آن پیرِ دریا دل بزرگ کاملِ با ذل — که نفست مظہرِ رشد است و شخصت جوہرِ تمکین
تو ہستی یاورِ بیچارگان و مفلس و مضطر — تو ہستی حامیِ درماندگان و بیکس و غمگین
نگردد دل اگر پُر غم شوم آسوده و خرّم — کنم تا حیات ہر دم بلطفِ منطقِ رنگین
ولی ہستم چو بد حالان بہ کنجِ غم ہستم نالان — ز عشقِ دلبرِ شیرین ز ہجرِ مونس و دیرین
بوده عمری چو من در حسرتِ یار و دیارِ خود — بدل مشتاق و نالانم دو چشم روز و شب خونین
ندارم رنجِ دل تا چون تو پیری مہربان دارم — که این دنیائے دون باید که مومن را بود سجین
اگرچه دستِ تہ جہت بود از سیم و زر خالی — دو چشمش پُر بود از فیضِ تو ای ابرِ فروردین
خدایا تا جہان باشد وجودت در امان باشد — بہ بزمِ وحدت از جامِ محبت چہرہ رنگین
ز رنجِ حادثات ایمن بود آن ذاتِ میمونت — اگر گوید دمبدم این دعا روح الامین آمین

قصیده

بحضورِ سلطان العاشقین معارف آگاه حضرت خواجه مستان شاه صاحب کابلی دام اللہ فیوضہم گذرانیده حلقه بگوشِ ازلی خاکسار محرم علی چشتی لاہوری

تو میدانی طبیبا حالِ این سودائے من — کے کند تشخیص کس جز حضرتِ والائے من
آنکہ نامِ نامیش شد خواجه مستان شاه — از جنابِ چشتیان مولائے من آقائے من
سالہا شد تا بہ پہلو مرده دل داشتم — کس مسیحائی نه کردش جز لبِ آغائے من
قم باذن اللہ گفته روحِ پاکی در دمید — وجد ہر دم میکند حالا دلِ شیدائے من

شورشے در قلب پیدا شد ز ذوق و شوقہا   فیضِ خود جاری نمودہ خواجۂ و مولائے من

ہر چہ پیدا کردہ بودم بود یک ناقص متاع   محو گشتہ از و لم تحریرِ من املائے من

عقلِ من چوں بود ناقص علمِ من ہم بد غلط   خود غلط من بودم و ہاں بُد غلط انشائے من

باز در مکتب نشستم ذکرِ اللہ ہوئے ما   گشتہ از پیرِ ازل حالا الف با تائے من

چوں کنم من شکرِ نعمتہا کہ از تو یافتم   این بنا شد طاقتِ من این نہ شد یارائے من

روزِ من شد عید چوں تسکینِ قلبی یافتم   شب قدر ہم رشک دارد سوئے این شبہائے من

شد عیاں بر من کہ دینار و درم کم و زرق بود   کس ندارم مونسی جز حضرتِ والائے من

این چنین پیدا فخرِ مشائخ کردہ بہرم انتخاب   وہ چہ کاری کردہ است این چشمِ حق بینائے من

حسرتا آں روزہا کاں بے عقیدت در گذشت   باز چوں آرم سجود ای وائے من ہے وائے من

میکند پرواز روحم در فراق و ہجرِ شیخ   گل شکے من او شوم ای ہائے من ہے ہائے من

قوتِ برقی رواں یک تارِ قلبی را کند   حرکتِ او حرکتم ایمائے او ایمائے من

چوں انا الحق گفت آں فانی ذاتِ کبریا   دردِ من با شد انا الشیخ از دوائے لبہائے من

چوں کنم من سجدہ ہا بر خاک از صدق و صفا   یابی از منیش ہماں لب ہائے شکر خائے من

در میانِ جمعیت پروردہ ام این خون و جسم   ای نہ روئیدی چناں ہر گز قد و بالائے من

المدد ای حضرتِ خواجہ فرید الدین ما   چوں نہ نازم بر تو ہستی مورثِ آبائے من

از نگاہِ نیم باز تو مردہ ہا زندہ شدند   یک نظر بر سوئے فرزندت کنی بابائے من

یعنی از درگاہِ حضرت خواجہ ام مستانشوم   آنکہ از درگاہِ حق منظور شد ملجائے من

چشتیِ دلِ خستہ را امروز یک فیضی بدہ	تا نباشد یومِ حسرت باز آن فردا مرا

وله

در میانِ مشکلاتم پیرِ من ماوا توئے	چوں شوم محصورِ فوجِ رنج و غم ملجا توئی
روز و شب چوں بندگان در سجدهٔ مولائے ما	وہ چہ اسرار است این ہم بندہ و مولا توئی
از تجلی ہائے عشقِ تو چہ گویم اے شہا	جلوهٔ انوارِ حق گویا ید بیضا توئی
مسند آرائے ولایت گشتهٔ از خواجگان	نائبِ پیرانِ چشت اے حضرتِ والا توئی
محو در ذوقِ عبادت ہر شبے با شوقِ دل	راست میگویم نہنگِ قلزمِ شبہا توئی
گاہ سیرِ ارض از حکمِ الٰہی میکنی	گاہ اندر یک نگہ بر عالمِ بالا توئی
سکهٔ عشقِ الٰہی از ازل بر نامِ تست	از حبیبانِ جنابِ حضرتِ اعلیٰ توئی
مستِ چشمِ دعا صفت اے شاہِ مستاں کردہ	اے نثارِ خلقِ تو ہر بندہ ات شیدا توئی
ہر کجا ہر وقت خود را در بلائے یافتم	از نگاہِ یک تصوّر پیشِ من آنجا توئی
من فنائے ذاتِ تو گشتم نہ بینم غیر ازین	پیشِ روئے ہر دو چشمم پیرِ من ہر جا توئی
گرچہ بد وضعم و لیکن ننگِ من شاہا تراست	از غلامانِ توام اے شاہِ من آقا توئی
تو فدائے حضرتِ حق ما فدائے عشقِ تو	گشتہ مجنون و لیکن بہرِ ما لیلیٰ توئی
مرحبا سر خیلِ شیدایانِ شاہِ دو جہان	تاجدارِ ملکِ خوبی بیگمان شاہا توئی
با وجودِ ضعفِ عشق این ہمتِ عالی تست	چون نہ در حیرت شوم ہم پیر و ہم برنا توئی

تا مریدانِ کجے شویم از شکرِ تو عہد برآ	روز و شب با التجا داعی بحقِ با توئی
من کجا و این خمارِ شربتِ وحدت کجا	آنکہ مستم کرد از این بادہ صہبا توئی
خواہ من در شرق باشم خواہ باشم سوئے غرب	از توجہ دمبدم بر حالِ من بینا توئی
مبتلائے رنج و غم گشتم اغثنی شاہِ من	من چہ گویم حالِ خود ہر حال را دانا توئی
من نہ گفتم این سخن خود کردی از خود التجا	کس نمیداند کہ چشتی گفت یا گویا توئی
مردمان ملجائے خود اینجا و آنجا کردہ اند	دستگیر بندہ است امروز و ہم فردا توئی

اینکہ چشتی شہرتے دارد میانِ اہلِ ہند
چون بچشمِ غور دیدم اے شہِ والا توئی

تاریخ طبع دیوان
از خاکسار محمد علی چشتی لاہوری

اگر خواہی تو عرفانِ محمد	بہ این دیوان ببین شانِ محمد
ز این دیوان بہ بینی بارگاہے	بیا بنگر بہ دیوانِ محمد
چہ گویم وصفِ این دیوانِ عالی	تعالیٰ شانہ شانِ محمد
بجستم سالِ طبعِ این صحیفہ	کہ نازل شد ز ایوانِ محمد

ندائے ہاتفی آمد بہ چشتی
بگو شمعِ شبستانِ محمد
۱۵ ۱۳

تقریظ

مرقومہ زبدۃ العارفین عمدۃ الکاملین۔ صاحب سجادہ شریعت و طریقت کاشف اسرار حقیقت سیادت پناہ معارف آگاہ حضرت سید ظہور الحسن صاحب سجادہ نشین درگاہ بٹالہ شریف

حمد المن منح خواص عبادہ من موارد امدادہ واسعادہ ورفع عز شانہ شانہم وحفض قدر من ناضلہم وشانہم وصلواۃ وسلاما علی الھادی البشیر والصادع النذیر الذی آتاہ اللہ تعالی القرآن والسبع المثانی وعلمہ البیان وخصہ بروح المعانی فکان امام الائمۃ وخطیب الامم ومجلی غیاھب الظلم وعلی آلہ واصحابہ الذین استمعوا وتاسوا فنشر اللہ تعالی لھم فی الخافقین اعلاما وامتثلوا للاوامرہ وانتھوا عن زواجرہ فکانوا للدین المبین عمادا وللشریعۃ الغراء والحنیفۃ السمحۃ البیضاء سنادا وعلی التابعین الذین احیوا معالم التنزیل ووقفوا علی اسرار التاویل اما بعد فقد سرحت الخاطر الفاطر فی ملکوت ازھار ریاض محیا الحدیقۃ المونقۃ وسرفۃ الطرف القاصر فی غیاض مقصورات اھاتہ الجنۃ المورقۃ وارتشفت من زلال حمیاء انھار حیاضہا المندفقۃ واستنشقوا من عبیر عنبریتک العالیۃ الغالیۃ وعطرت المشام من خزامی مسک ذی النافحۃ النامیۃ کیف وقد عبق الکون طیب شذاھا وسمل الندامی من طیب خندریس بہاھا اعنی نسخۃ الدیوان لحضرت قطب الوقت الزمان

ترجمہ عربی

سیدنا ومولانا قدوة المحققین زبدة العارفین امام الطریقة سلطان الشریعة علم المعرفة شیخ الکاملین واهل العرفان حضرت خواجه مستان شاه کابلی ادام الله تعالیٰ فیوضه علی رؤس المریدین فلما سطع علی الخافقین اشعة سناها و اضاء علی الکونین بدر سماها وشرفت تختال تیهًا فی حلل صباها تراود فتاها فاذا هی الشمس وضحاها والنهار اذا جلیها بل البدر اللامع بل الحد الجامع لیتضیٔ بمشکوة مصباحها العارف ویهتدی الضال بما اشتملت علیه من الجوامع المعارف فیا ایها السالك اغتنم الفرصة وخذ من الدنیا الدنیة الرخصة واطلب الدیوان کالصراط للاهل الایقان وکالمیزان لصاحب الایمان وهدایة لطالب العرفان وکالثعبان للعدوان فبادروا بالشرایة واتبعوا باخذه بالفور کی یتقبل المصنف لنسخة الشریفة ومن لدیها والله علی ما کتبت وکیل وانا افقر الفقراء المفتقر الی ربه ذوالمنن السید ظهور الحسن القادری النقشبندی سجاده نشین علی درگاه حضرت البتالة الشریفة الثالث عشر من ربیع الثانی سنه ۱۳۰۵ هجری

تقریظ

مرقومہ فضیلت پناہ مولوی عبدالغفار صاحب کبروی مدرس و امام مسجد لاہور

قد صنف المصنف هذا الکتاب المستطاب مشتملا لدقائق الوحدة وکاشفا للاسرار المعرفة جزاه الله تعالیٰ فی الدنیا والاخرة محمد عبده الغفار سلمه الستار

غلطنامہ

دیوان میں جس قدر کتابت کی غلطیاں سر دست معلوم ہوئیں۔ اُن کی تصحیح ذیل میں درج کیجاتی ہے
ناظرین کو مناسب ہے کہ دیوان کی تصحیح اُن کے مطابق کر لیں۔

نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط	صحیح	نمبر صفحہ	نمبر سطر	غلط	صحیح
۱۳	۱۴	گوش	کوش	۲۰۹	۱۲	ہشگسہ	اشکستہ
۱۳	۱۵	زدۂ کانکہ	زدہ گانے کر	۱۲۱	۱	معطر شام	معطر است مشام
۱۴	۴	انگندہی را	انگندہی مرا	۲۲۳	۹	عجبین	عجبین
۱۶	۵	ہر جادوگران	بر جادوگران	۱۳۱	۱۷	عالم	غام
۱۹	۹	عیاں	ایا	۱۳۳	۱۲	باثنات	باثبات
۲۰	۵	قلب	قبلہ	۱۳۵	۱۶	آتش	آبش
۲۴	۱۶	اوحی	اوجی	۱۴۶	۹	مر سپلاہی	بہ بالائی
۲۸	۱۱	رہ	زِہ	۱۵۲	۷	تہلا	شہلا
۹۱	۱۳	ناز	نار	۱۷۰	۱۳	رحشش	رخش
۹۵	۳	گوید	گوئید	۱۹۳	۵	نگوییم	بگوییم
۱۲۲	۳	اہل	اہل	۱۹۵	۱۴	ناگہ	تاکہ
۱۲۳	۱۴	گون	کوُن	″	۱۷	نبار	بتار
۱۲۵	۱۰	نیاز	بناز	۱۹۶	۱	برآم	بر آرم
″	۱۱	باغبان	باغبان	″	۳	دانار	دار
″	۱۶	الف زیادہ		″	۴	ثاثار	تاتار
۱۲۶	۲	غرقِ عرق	غرقِ عرق	″	۷	سوزم	بسوزدم
۱۲۷	۵	ربوند	ربودند	۱۹۷	۸	گوت	کویت
۱۲۷	۱۴	حودہی	خودہی	″	۱۰	سردل	بردل
۱۳۱	۳	فریاد ازیں کو رس و بدبیں عناب	فریاد ازیں دکر ... یا عناب	۲۱۰	۱۲	در	داری
۱۳۱	۶	فیض	فیض	۲۰۰	۳	چیم	چشم
۲۰۴	۴	گل ابر	گل میریز	۲۱۶	۶	بنت	بیت

نمبر صفحه	نمبر سطر	غلط	صحیح	نمبر صفحه	نمبر سطر	غلط	صحیح
۲۱۶		مشام	مشام جهاں	۲۸۶	۱۴	رده	زده
۲۲۹	۵	شه	شها	۲۹۲	۵	محه صفا	به مئه صفا
۲۳۰	۱۴	زلعل	ازلعل	۲۹۴	۸	بگوہش	بگوش
۲۳۴	۲	باید	یابد	۲۹۶	۷	عیاں نموده	نموده
۲۳۹	۵	سراز	سرار	۲۹۸	۱۶	کردو	کرده
۲۳۹	۷	دزد وازلف	درز دود زلف	۲۹۸	۱۹	نمودده جان	نموده جهان
۲۴۰	۱۷	شمامیم	تمامیم	۲۹۸	۱۷	شده وسر	شده است وسر
۲۴۵	۲	ئے	یه	۳۰۲	۴	بکنار	یکتاء
″	۵	عام	عام او	۳۱۹	۲	زکدام آشنائی	زکدام آشیانی
۲۴۹	۴	بتیو	باتو	۳۲۴	۱۷	جگر بگو چند	جگر غذای بگو چند
۲۵۴	۵	گفتم	گفتم	۳۳۶	۱۰	نبوشتے	بنشستے
″	۷	خواں	خوں	۳۴۵	۱۴	ہُمه	مه
۲۵۶	۱۲	یایزید	بایزید	۳۷۲	۱۲	نقر	فقر
۲۵۸	۱۷	خودم	خوردم	۳۷۴	۱۰	سارا اندراز	ساده انداز
۲۶۲	۱۷	اگرچه	گرچه	۳۸۰	۸	نبده	بندهِ
۲۶۶	۱۱	پیبره زنی	پیره زنی	۳۸۲	۲	زطب	رطب
۲۶۸	۶	ماده	باده	۳۸۸	۷	کرآں	بآں
۲۶۷	۱	با	من	″	۱۴	حدا	جدا
۲۷۲	۲	چه	چوں	۳۹۱	۹	کام	گام
۲۷۳	۱۵	یارغم په	بارغم به	۳۹۷	۱۴	بارش	یارش
۲۷۶	۶	پدراں	بدوراں	۴۰۰	۱۲	بنجشاید	نه بخشاید
۲۷۹	۱۴	نو	تو	۴۰۱	۱	نیره	تیره
۲۸۱	۱۳	کوکوثر	کوثر	۴۱۲	۱۷	نزد	زرد
۲۸۲	۷	خاک و	خاکِ	[illegible]	۳	زہے	رہے
۲۸۳	۶	میم	حامیم	[illegible]	۲	گز	گر
۲۸۶	۱	برلسته کرد	برلسته ام	۲۱۴	۷	بلب بنهاد	بلبم لب بنهـ